हिन्दुस्तानी एकेडेमी, पुस्तकालय
इलाहाबाद

वर्ग संख्या..........

पुस्तक संख्या..........

क्रम संख्या १०३६

هــذہ تـذکـرہ

تذکرہ

یعنی مولانا ابو الکلام اور اُنکے خاندان کے بعض اکابر و شیوخ کے سوانح و حالات

جس کا پہلا حصّہ تمامتر اُنہی کی تصنیف ہے۔

مرتبہ

فضل الدین احمد مرزا۔ بی، اِس سی۔

ای، ام۔ الیف، جی، اس۔ (یوکو)



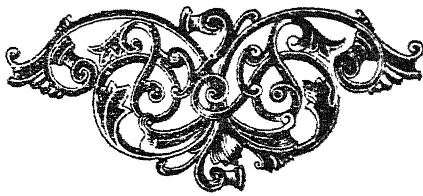
البلاغ پریس

کلکتہ

جملہ حقوق طبع و اشاعت ہندوستان اور ریاست ہائے ملحقہ کے لئے محفوظ



فہرست



مقدمہ

فیضی حسنت ازین عشق کہ دوران امروز
گرم دارد ز تو ہنگامۂ رسوائی را!

سنہ ۱۹۱۲ع

سنہ ۱۹۱۲ - کا زمانہ بھی ہندوستان کی تاریخ میں ہمیشہ ایک یادگار زمانہ رہیگا -

یہی زمانہ ہے جب مسلمانان ہند کی مذہبی و سیاسی حالت میں یکایک ایک انقلاب عظیم رونما ہوا ' اور قوموں کی زندگی میں جو تبدیلی بتدریج برسوں کے اندر پیدا ہوسکتی ہے ' وہ بظاہر چند مہینوں کے اندر تمام قوم میں پیدا ہوگئی !

یہ وہ زمانہ تھا کہ مسلمانان ہند من حیث القوم پولیٹکل جد و جہد سے بالکل الگ تھلگ رہنے کو اپنی قومی پالیسی سمجھتے تھے ' اور ملک کی سیاسی زندگی کا پورا میدان صرف ہندوؤں کیلیے چھوڑ دیا گیا تھا - مسلم لیگ قائم ہوچکی تھی مگر اُس کا پالیٹکس بھی صرف یہی تھا کہ ملک کی عام سیاسی ترقی کی روک تھام میں دفتری اقتدار کا ہاتھہ بٹائے اور جہانتک ممکن ہو حرکت اور ترقی کو روکے - اُس نے صاف صاف اعلان کردیا تھا کہ مسلمانوں کا پولیٹکل کام یہ نہیں ہے کہ گورنمنٹ سے حقوق طلب کرے ' بلکہ صرف یہ ہے کہ ہندوؤں کی پولیٹکل جد و جہد کی مخالفت کرے - مسلمانوں میں سے گنتی کے چند افراد جو انڈین نیشنل کانگرس میں شریک ہوتے تھے ' اُنکے سامنے بھی خود اپنی کوئی راہ نہ تھی - وہ سمجھتے تھے کہ صرف کانگرس میں شریک ہو جانا ' اور ہندوؤں کی دیکھا دیکھی طلب حقوق اور ملکی حالت کی تبدیلی پر زور دینا ' اور ہر کام میں اُنکا نمونہ سامنے رکھنا ' مسلمانوں کیلیے ترقی کی بڑی سے بڑی معراج ہے -

مذهبي حالت جو عام طور پر هو رهي تهي ' علی الخصوص تعليم يافته جماعت كي ' وہ محتاج بيان نهيں - مذهب کے علم و عمل سے سب پاک صاف هو چكے تهے ' اور عموماً ايک عام بے پروائي اور بے تعلقي چهائي هوئي تهي - اسلام کا تعلق محض ايک براے نام قومي رشته سمجها جاتا تها ' اور وہ بهي بهت سي طبيعتوں پر سخت شاق تها - هزاروں تعليم يافته نوجوان تهے جو مذهب اور مذهب کے هر خيال كي تحقير كرنا اور اسكو خلاف عقل و تهذيب بتلانا اپنا قابل فخر كارنامه سمجهتے تهے - يه بات عام طور پر مسلم هوچكي تهي كه نئي تعليم يافته جماعت كو مذهب سے كوئي واسطه نهيں ' اور اسكول و كالج كي تعليم اور مذهبي زندگي ' دونوں ايک جگه جمع نهيں هوسكتيں - حتی كه اگر كوئي شخص تركي ٹوپي اوڑها هوا نماز پڑهتا نظر آ جاتا ' يا قرآن شريف كي كوئي آيت اسكي زبان و قلم سے نكل جاتي ' تو لوگوں كو ايک نهايت تعجب انگيز اور غير معمولی واقعه معلوم هوتا - ايک خاص واقعه كي طرح اسكا ذكر كيا جاتا كه فلاں شخص نے كالج ميں تعليم پائي هے اور ساتهه هي نماز بهي پڑه ليا كرتا هے ! يه تعجب بےجا بهي نه تها - جن لوگوں كو مذهب كي ضرورت اور خدا كي هستي ميں بهي شک هو ' انسے مذهبي معلومات اور نماز روزه كي پابندي كي كيا اميد كي جاسكتي هے ؟

غير انگريزي خواں طبقه اگرچه بظاهر اسقدر مذهب سے بيگانه نه تها ' ليكن مذهب كي حقيقي زندگي اُس ميں بهي مفقود تهي ' اور اصلي مقصد كا اُسكو بهي كچهه پته نه تها - يه خيال هر شخص پر چهايا هوا تها كه اسلام كي تعليم اِسكے سوا كچهه نهيں هے كه دنيا كو ترک كردو اور صرف نماز روزه اور ورد و وظائف ميں زندگي بسر كردو - اگر اتنا نهيں هوسكتا تو خير لباس اور كهانے پينے رهنے سهنے کے معاملات ميں كوئي نئي بات اختيار نه كرو - كسي عالم يا پيرصاحب سے آمد و رفت جاري ركهو ' اور الله الله كرتے دنيا سے چل بسو - اسكے علاوه اور كوئي بات نهيں جسكي اسلام تعليم ديتا هو اور جسكي ايک مسلمان كو ضرورت هو -

زبان سے اگرچه هميشه كها جاتا تها كه دين و دنيا كي كوئي خوبي ايسي نهيں هے جو قرآن شريف نے نه بتلائي هو ' ليكن يه محض ايک خوش اعتقادي كي بات تهي جو رسماً زبان سے كهدي جاتي تهي - نه تو اسپر

کسي کا دلي يقين تها - نه کسي نے اسکو عملاً ثابت کرکے دکهلايا تها - جو لوگ سچے دل سے اسکو مانتے تهے ' وه بهي کبهي اسکي حقيقت معلوم کرنے کي کوشش نهيں کرتے تهے اور اس خيال سے اپنے دل کو تسلي ديتے تهے که گو قرآن ميں سب کچهه هے مگر اُسکو بڑے بڑے اماموں اور وليوں کے سوا اور کوئي نهيں جان سکتا - اور نه اُس پر غور کرنے يا عمل کرنے کي تمام مسلمانوں کو ضرورت هے !

قوم کا سب سے زياده محترم طبقه علماء و مشائخ کا هے - ليکن اس جماعت کا يه حال تها که گويا اُسکو مسلمانوں کي موت و حيات سے کوئي واسطه هي نهيں - قوم کا جاهل سے جاهل اور ادني سے ادني طبقه بهي دنيا کے حالات اور مسلمانوں کے قومي زوال کي جتني خبر رکهتا تها ' اُتني بهي همارے دين و دنيا کے ان پيشواؤں کو نه تهي - دنيا ميں کيا انقلابات هو رهے هيں ؟ مسلمانان عالم پر کيا گزر رهي هے ؟ اُنکي قومي زندگي کس کس طرح مٹائي جارهي هے ؟ خود هندوستان ميں همارا روز بروز کيا حال هو رها هے ! يه تمام باتيں اس مقدس گروه کے نزديک دنيا اور دنيا داروں کي باتيں تهيں جن کا وهم و گمان بهي ايک عالم دين کيليے باعث عار تها - قوم قوم پکارنا يا مسلمانوں کي قومي و ملکي حالت کي فکر کرنا ' اور اسکے ليے لوگوں ميں تحريک پيدا کرنا بهي ان حضرات کے نزديک نيچريت ميں داخل تها جس سے هر متقي پرهيزگار مسلمان کو پناه مانگني چاهيے - عام طور پر اس گروه کا اعتقاد يه تها که همارا کام صرف " دين " هے - اور " دين " کا مطلب يه هے که نماز روزه کے مسائل بتلاديے جائيں ' يا کفر کے فتووں پر مهريں کردي جائيں ' يا شاگردوں کو چند کتابيں پڑها دي جائيں - باقي رهي مسلمانوں کي قومي زندگي اور اُنکي موت و حيات ' تو يه تمام باتيں " دنيا داري " کي باتيں هيں ' يا " سياسي " - علماء دين اور مشائخ طريقت کو اُن سے کيا واسطه ؟

رموز مملکت خويش خسروان دانند
گدائے گوشه نشيني تو حافظا مخروش

اگر اُن ميں سے کسي بزرگ کو چند لمحوں کيليے قوم کي حالت زار پر توجه بهي هوتي تهي تو يه کهکر خود اپنے اور اپنے معتقدين کے دلوں کو تسکين ديديتے تهے که اب هماري تمهاري کوشش سے کيا هوسکتا هے ؟ اب تو قيامت

قریب ہے اور مسلمانوں کی تباہی لازمی - سارے کاموں کو حضرة امام مہدی کے نکلنے کے انتظار میں ملتوی کردینا چاہیے - اُسوقت ساری دنیا خود بخود مسلمانوں کیلیے خالی ہو جائیگی -

اسمیں شک نہیں کہ مذہب اور قرآن کا ذکر ہمیشہ اِن بزرگوں کی زبانوں پر جاری رہتا تھا ' مگر قرآن کو جیسی شکل میں خود اُنہوں نے دیکھا تھا ' ویسی ہی شکل دوسروں کو بھی دکھلاتے تھے - وہ شکل اس قابل تو ضرور تھی کہ قیمتی کپڑوں میں لپیٹ کر طاق پر رکھدی جاے ' مگر ایسی نہ تھی جو ہمارے دلوں میں گھر کرتی ' اور خدا سے پھرے ہوے سروں کو پھر خدا کے سامنے گرا دیتی !

قوم کے جو بعض سر برآوردہ اشخاص آج نئی قومی زندگی کے رکن سمجھے جاتے ہیں ' خود اُن سب کا بھی یہی حال تھا - "کامریڈ" کلکتہ سے نکل چکا تھا ' اور اُسکی مخصوص انگریزی انشا پردازی نے تمام ملک میں شہرت پیدا کرلی تھی - لیکن پالیسی اور تحریک کے اعتبار سے وہ بھی اُسی پرانی روش کا نقیب تھا اور قوم کیلیے کوئی نیا نصب العین سامنے نہیں رکھتا تھا - وہی کانگرس اور ہندؤں کی مخالفت اور وہی پالیٹکس میں قناعت و توکل کی تعلیم اُسکے صفحات پر بھی نظر آتی تھی -

اسی اثناء میں دہلی دربار ہوا اور تقسیم بنگال کی منسوخی کا اعلان کیا گیا - اس واقعہ نے تمام تعلیم یافتہ مسلمانوں پر یہ حقیقت روشن کردی کہ اُنکی پولٹیکل پالیسی لائق تبدیلی ہے - لیکن پھر بھی نہ تو کوئی نئی راہ کھلی ' اور نہ کوئی ایسا قدم آگے بڑھا جو مسلمانوں کو دوسری قوموں کی پیروی سے ہٹا کر خود اُنکی اپنی راہ اُنکو دکھلا دیتا -

" الهــــلال "

یہ حالت تھی ' کہ یکایک کلکتہ سے "الہلال" نکلا ' اور اِس شان سے نکلا ' کہ تمام ملک کی نظریں بے اختیار اُسکی جانب اُٹھہ گئیں - اُسکی ہر بات انقلاب انگیز تھی اور ہر بات نئی - ظاہری شکل و صورت بھی نئی ' اور باطنی محاسن بھی نئے - ابھی دو چار نمبر ہی نکلے تھے کہ عام و خاص ' ادنی اعلی ' سب کی زبانوں پر اُسی کا نام تھا ' اور ہر گروہ اور ہر طبقہ کے لوگوں نے اُسکے سوا سب کو بھلا دیا تھا !

اُس کي سب سے بڑي يادگار خصوصيت اُسکا سرتاپا مجتہدانہ انداز تھا ' ور اسي نے اُسکو چند ہفتوں کے اندر وہ مقبوليت و عزت ديدي جو برسوں ميں بھي بہ مشکل نصيب ہوسکتي ہے - ظاہري وضع و شکل سے ليکر مضامين و مطالب تک ' ہربات ميں وہ اپني راہ سب سے الگ رکھتا تھا ' اور اپنے رنگ ميں سب سے نرالا تھا - اُس نے کسي چھوٹي سي چھوٹي اور جزئي سے جزئي بات ميں بھي دوسروں کي تقليد نہ کي ' بلکہ تقليد و پيروي کيليے خود اپنا نمونہ پيش کيا - مذہبی دعوۃ و تبليغ ' پولٹيکل پاليسي ' علمي و ادبي مباحث ' طرز تحرير و انشاء ' الفاظ و تراکيب ' کوئي بات ايسي نہيں ہے جسميں اُس نے اپنا مجتہدانہ انداز ہاتھہ سے ديا ہو - اسي خصوصيت کا نتيجہ ہے کہ يکا يک ملک کے تمام پچھلے رنگ مٹ گئے ' اور ہربات ميں صرف اُسي کا رنگ غالب آگيا - لوگ بے اختيار اپني راہيں چھوڑکر اُسي کي راہ اختيارکرنے لگے ' اگرچہ کسي سے بھي آجتک اُسکي ادھوري تقليد بھي بن نہ آئي -

عـام مذہبي انقـلاب

" الہلال " کا سب سے بڑا کارنامہ جو ہميشہ تاريخ ہند ميں يادگار رہيگا ' وہ پائدار مذہبي انقلاب ہے جو يکايک مسلمانوں ميں اُسکي دعوۃ حق سے پيدا ہوگيا - لاکھوں کروڑوں مسلمان ہميشہ قرآن شريف پڑھتے پڑھاتے رہتے ہيں مگـر قرآن کي تعليـم کي اصلي حقيقت سب سے پہلے اُسي نے آشکارا کي ' اور يکايک سب کے دل ميں يہ بات اُترگئي کہ ہماري ديني و دنيوي فلاح و ترقي کي صرف وہي راہ صحيح ہوسکتي ہے جو اُسکي رہنمائي سے کھلي ہو - رسمي طور پر يہ بات پہلے بھي کہي جاتي تھي ' ليکن اس طرح کسي نے نہيں بتلائي تھي کہ جاہل سے ليکر عالم تک ' سب کے دلوں کو مسحور کرلے ' اور سب بے اختيار ہوکر اسکي طرف کھنچ جائيں - اُس نے نہ صرف اِسکي پکار بلند کي ' بلکہ قومي زندگي کي ہر بات ميں قرآن کي تعليم دنيا کے آگے پيش بھي کردي ' اور ہر طرف سے ہٹاکر قوم کو صرف مذہب کي سچي راہ پر لگاديا - سياست ' معاشرت ' تعليم ' ساري باتوں کي اصلي بنياد صرف مذہب اور قرآن کي تعليم قرار پاگئي - گو ابتدا ميں بہت سے لوگوں نے مخالفتيں بھي کيں ' ليکن رفتہ رفتہ سب نے اُسکے

قریب ہے اور مسلمانوں کي تباهي لازمي - سارے کاموں کو حضرة امام مہدي کے نکلنے کے انتظار میں ملتوي کردینا چاهیے - اُسوقت ساري دنیا خود بخود مسلمانوں کیلیے خالي هو جائیگي -

اسمیں شک نہیں که مذهب اور قرآن کا ذکر همیشه اِن بزرگوں کي زبانوں پر جاري رهتا تها ' مگر قرآن کو جیسي شکل میں خود اُنہوں نے دیکھا تها ' ویسي هي شکل دوسروں کو بهي دکھلاتے تهے - وہ شکل اس قابل تو ضرور تهي که قیمتي کپڑوں میں لپیٹ کر طاق پر رکھدي جاے ' مگر ایسي نه تهي جو همارے دلوں میں گھر کرتي ' اور خدا سے پھرے هوے سروں کو پھر خدا کے سامنے گرا دیتي !

قوم کے جو بعض سر برآوردہ اشخاص آج نئي قومي زندگي کے رکن سمجھے جاتے هیں ' خود اُن سب کا بهي یہي حال تها - "کامریڈ" کلکته سے نکل چکا تها ' اور اُسکي مخصوص انگریزي انشا پردازي نے تمام ملک میں شہرت پیدا کرلي تهي - لیکن پالیسي اور تحریک کے اعتبار سے وہ بهي اُسي پراني روش کا نقیب تها اور قوم کیلیے کوئي نیا نصب العین سامنے نہیں رکھتا تها - وهي کانگرس اور هندؤں کي مخالفت اور وهي پالیٹکس میں قناعت و توکل کي تعلیم اُسکے صفحات پر بهي نظر آتي تهي -

اسي اثناء میں دهلي دربار هوا اور تقسیم بنگال کي منسوخي کا اعلان کیا گیا - اس واقعه نے تمام تعلیم یافته مسلمانوں پر یه حقیقت روشن کردي که اُنکي پولٹیکل پالیسي لائق تبدیلي هے - لیکن پھر بهي نه تو کوئي نئي راہ کھلي ' اور نه کوئي ایسا قدم آگے بڑھا جو مسلمانوں کو دوسري قوموں کي پیروي سے هٹا کر خود اُنکي اپني راہ اُنکو دکھلا دیتا -

" الهـــلال "

یه حالت تهي ' که یکایک کلکته سے " الهلال " نکلا ' اور اِس شان سے نکلا ' که تمام ملک کي نظریں بے اختیار اُسکي جانب اُٹھه گئیں - اُسکي هر بات انقلاب انگیز تهي اور هر بات نئي - ظاهري شکل و صورت بهي نئي ' اور باطني محاسن بهي نئے - ابهي دو چار نمبر هي نکلے تهے که عام و خاص ' ادنى اعلى ' سب کي زبانوں پر اُسي کا نام تها ' اور هر گروہ اور هر طبقه کے لوگوں نے اُسکے سوا سب کو بهلا دیا تها !

اُس کي سب سے بڑي يادگار خصوصيت اُسکا سرتاپا مجتہدانہ انداز تھا ' اور اسي نے اُسکو چند ھفتوں کے اندر وہ مقبوليت و عزت ديدي جو برسوں ميں بھي بہ مشکل نصيب ھوسکتي ھے - ظاھري وضع و شکل سے ليکر مضامين و مطالب تک ' ھربات ميں وہ اپني راہ سب سے الگ رکھتا تھا ' اور اپنے رنگ ميں سب سے نرالا تھا - اُس نے کسي چھوٹي سي چھوٹي اور جزئي سے جزئي بات ميں بھي دوسروں کي تقليد نہ کي ' بلکہ تقليد و پيروي کيليے خود اپنا نمونہ پيش کيا - مذھبي دعوۃ و تبليغ ' پولٹيکل پاليسي ' علمي و ادبي مباحث ' طرز تحرير و انشاء ' الفاظ و تراکيب ' کوئي بات ايسي نہيں ھے جسميں اُس نے اپنا مجتہدانہ انداز ھاتھہ سے ديا ھو - اسي خصوصيت کا نتيجہ ھے کہ يکا يک ملک کے تمام پچھلے رنگ مٹ گئے ' اور ھربات ميں صرف اُسي کا رنگ غالب آگيا - لوگ بے اختيار اپني راھيں چھوڑکر اُسي کي راہ اختيارکرنے لگے ' اگرچہ کسي سے بھي آجتک اُسکي ادھوري تقليد بھي بن نہ آئي -

عـام مذھبي انقـلاب

" الھلال " کا سب سے بڑا کارنامہ جو ھميشہ تاريخ ھند ميں يادگار رھيگا ' وہ پائدار مذھبي انقلاب ھے جو يکايک مسلمانوں ميں اُسکي دعوۃ حق سے پيدا ھوگيا - لاکھوں کروڑوں مسلمان ھميشہ قرآن شريف پڑھتے پڑھاتے رھتے ھيں مگـر قرآن کي تعليـم کي اصلي حقيقت سب سے پہلے اُسي نے آشکارا کي ' اور يکايک سب کے دل ميں يہ بات اُترگئي کہ ھماري ديني و دنيوي فلاح و ترقي کي صرف وھي راہ صحيح ھوسکتي ھے جو اُسکي رھنمائي سے کھلي ھو - رسمي طور پر يہ بات پہلے بھي کہي جاتي تھي' ليکن اس طرح کسي نے نہيں بتلائي تھي کہ جاھل سے ليکر عالم تک ' سب کے دلوں کو مسحور کرلے ' اور سب بے اختيار ھوکر اسکي طرف کھنچ جائيں - اُس نے نہ صرف اِسکي پکار بلند کي' بلکہ قومي زندگي کي ھر بات ميں قرآن کي تعليم دنيا کے آگے پيش بھي کردي ' اور ھر طرف سے ھٹاکر قوم کو صرف مذھب کي سچي راہ پر لگاديا - سياست ' معاشرت ' تعليم ' ساري باتوں کي اصلي بنياد صرف مذھب اور قرآن کي تعليم قرار پاگئي - گو ابتدا ميں بہت سے لوگوں نے مخالفتيں بھي کيں' ليکن رفتہ رفتہ ، سب نے اُسکے

آگے سر جھکا دیا ' اور آج تمام مسلمانوں پر جو رنگ چھایا ہوا ھے ' خواہ اُسکا ظہور سیاسی مباحث میں ہو ' یا کسی دوسری شکل میں ' مگر سب چل رہے ہیں اُسی راہ پر!

سب سے زیادہ یادگار اور تعجب انگیز اثر اُس نے دو جماعتوں پر ڈالا ' اور یہی دونوں جماعتیں تمام قوم کے لیے بمنزلۂ اصل و بنیاد کے ہیں - یعنی علماؤ مشائخ کا گروہ ' اور انگریزی تعلیم یافتہ جماعت - اگر " الہلال " شائع ہوکر اور کوئی کام نہیں کرتا - صرف ایک عالم ' ایک پیر ' ایک با اثر جدید تعلیم یافتہ شخص کو اُس رنگ میں رنگ دیتا جسمیں اُس نے تمام قوم کو رنگ دیا ھے ' تو صرف یہی کارنامہ اُسکی انقلابی قوت کے اعتراف کیلیے کافی تھا - علماؤ مشائخ کا گروہ جو اپنے مدرسوں اور حجروں سے کبھی جھانک کر بھی دنیا کی حالت پر نظر نہیں ڈالتا تھا ' الہلال نے اُنکو یکایک نکالکر جد و جہد کے میدانوں میں کھڑا کردیا ' اور اُن میں سے ہر شخص نے محسوس کرلیا کہ ہم اپنے اصلی فرض کو آجتک بھولے ہوے تھے - تعلیم یافتہ جماعت کا یہ حال ہوا کہ یا تو یہ گروہ مذہب کے نام سے متوحش تھا ' یا اب ہزاروں سر خدا کے آگے جھک گئے ' اور بعض کا تو یہ حال ہوا کہ بڑے بڑے عابدوں زاہدوں کو اپنے پیچھے چھوڑ دیا - شب و روز قرآن کی صدائیں اُنکی زبانوں سے نکلنے لگیں - اس بارے میں جیسے جیسے عجیب واقعات دیکھے اور سنے گئے ہیں ' اور " الہلال " کے ایک ایک مضمون بلکہ ایک ایک سطر نے جیسے جیسے ہوش ربا اثر لوگوں پر ڈالے ہیں ' اُنکو اگر بیاں کیا جاے تو ایک پورا رسالہ بن جاے -

مثال کے طور پر میں صرف چند محترم ناموں کا ذکر کرونگا - طبقۂ علماء میں سے حضرت مولانا محمود الحسن صاحب دیوبندی کا یہ قول خود مولانا ابو الکلام نے ایک مرتبہ مجھسے نقل کیا تھا کہ " ہم سب اصلی کام بھولے ہوے تھے - الہلال نے یاد دلادیا " یہ جملہ انہوں نے اُس موقعہ پر کہا تھا جب ایک شخص نے الہلال میں تصویروں کے ہونے کی شکایت کی تھی - تعلیم یافتہ جماعت میں فداے قوم مسٹر محمد علی اور مسٹر شوکت علی خاں ' اور ہمارے قومی شاعر ڈاکٹر اقبال کا ذکر کردینا کافی ھے - ان دونوں اسلام پرستوں کو مذہب کی راہ اُسی نے دکھلائی ' اور بتدریج اپنے رنگ میں یکقلم رنگ دیا - ورنہ ہم لوگوں کو وہ زمانہ بھی اچھی طرح یاد ھے جب نیا نیا

" الهلال " نکلا تھا اور مسلم یونیورسٹي کے متعلق مسٹر محمد علی نے اُسکي مخالفت میں مضامین لکھے تھے - تھوڑے هي عرصے کے بعد وهي " الهلال " والي صدا یونیورسٹي کے متعلق انھوں نے بھي بلند کي - مسٹر شوکت علی کا تو اس بارے میں عجیب حال ھے - وہ همیشه یهي کہتے ھیں که " ابو الکلام نے هم کو ایمان کا راسته بتلا دیا " ڈاکٹر اقبال کا مذهبي عقائد میں پچھلا حال جو کچھه سنا ھے ' اُسکے مقابله میں اب انکي فارسي مثنویاں دیکھتے ھیں تو سخت حیرت هوتي ھے - " اسرار خودي " اور " رموز بیخودي " في الحقیقت " الهلال " هي کي صداے بازگشت ھیں -

خاکسار شاید اُن معدودے چند لوگوں میں سے ھے' جو ایڈیٹر " الهلال " سے " الهلال " کي اشاعت کے بعد نہیں ' بلکه پیشتر سے واقفیت رکھنے کا فخر رکھتے ھیں - میري اُنسے پہلے پہل ملاقات سنه ۱۹۰۲ میں هوئي جب وہ مشغول تعلیم تھے - کامل اٹھارہ برس اس واقعه پر گزر گئے - زمانے کے حالات و حوادث نے مجھے هندوستان کے مختلف گوشوں اور پھر هندوستان سے باهر پہنچا دیا - وہ کلکته سے بمبئي اور پھر حجاز و بغداد چلے گئے ' اور اس اثناء میں بڑي بڑي تبدیلیاں واقع هوتي رھیں ' لیکن یه علاقه بدستور محکم رھا ' اور میں اس تمام عرصے میں اُنکي زندگي کے تغیرات کا مطالعه کرتا رھا - سنه ۱۹۱۴ - میں جب " الهلال " کي شہرت کمال درجه تک پہنچ چکي تھي اور هر شخص اُس عجیب و غریب شخصیت کے حالات معلوم کرنے کا خواهشمند تھا جس نے یکایک ظاهر هوکر تمام قوم میں انقلاب عظیم پیدا کردیا ' تو مجھے پہلي مرتبه یه خیال هوا که اگر اُنکي زندگي کے حالات قلمبند هوجائیں تو وہ کئي اعتبارونسے نه صرف بغایت دلچسپ بلکه نہایت نتیجه خیز و مفید هونگے - چنانچه میں نے یه خیال اُن پر ظاهر کیا اور عرض کیا که وہ خود اپنے هي قلم سے اپنے حالات قلمبند کردیں - لیکن انھوں نے اول تو کئي بار اپني عادت کے مطابق مذاق میں بات ٹال دي - پھر صاف صاف انکار کردیا اور کہا که " کتني بزرگ اور عظیم الشان زندگیاں همارے سامنے ھیں جنکے سوانح و حالات نہیں لکھے گئے - اُن کو چھوڑ کر میري زندگي کے حالات مرتب کرنا محض ایک تمسخر انگیز حرکت هوگي "

لیکن جس کام کو وہ " تمسخر انگیز " کہتے تھے (اِسکو دلي محبت و ارادت کا نتیجه سمجھا جاے یا حقیقت حال کا) میں هر طرح اُسکو ایک نہایت ضروري کام سمجھتا تھا ' اور چونکه ایک عرصه کي واقفیت کي

وجه سے حالات کا بڑا حصہ پیش نظر تھا ' اسلیے سمجھتا تھا کہ اُنکی پچیس برس کی زندگی میں ایسے ایسے عظیم الشان تغیرات موجود ھیں جو بڑی بڑی طویل زندگیوں میں بھی نہیں پیش آتے ' اور اسلیے اُنکا مطالعہ ھزاروں انسانوں کیلیے رھنمائی و ھدایت کا ذریعہ ھوگا -

گو انہوں نے انکار کردیا ' لیکن میں نے اپنا اصرار برابر جاری رکھا اور برابر اس کیلیے خطوط لکھتا رہا - اپریل سنہ ۱۹۱۶ع میں جب گورنمنٹ بنگال نے بنگال سے باھر چلے جانے کا آرڈر جاری کیا اور وہ رانچی چلے گئے ' تو مئی میں میں اُنکی ملاقات کیلیے رانچی گیا - اس واقعہ نے جو اثر تمام ملک پر ڈالا تھا ' اُسکا قدرتی نتیجہ یہ تھا کہ اُنکے حالات زندگی معلوم کرنے کا اشتیاق عام طور پر اور زیادہ ھوگیا تھا - جن جن لوگوں سے اسکا ذکر آیا ' سب نے بالاتفاق کہا کہ کسی نہ کسی طرح اُنکے حالات زندگی خود اُنھی سے لکھوانے چاھیئیں - چنانچہ اس مرتبہ میں نے سخت کوششوں کے بعد اُنسے وعدہ لے ھی لیا ' اور ساتھہ ھی یہ شرط بھی کرلی کہ جسقدر وہ لکھتے جائیں بلا انتظار تکمیل مجکو بھیجتے رھیں ' اور کوئی ھفتہ اس سے خالی نہ جاے - البتہ اُنکو اصرار تھا کہ بلا اُنکے علم کے کتاب شائع نہ کی جاے - اس کے ماننے میں مجھے کوئی تامل نہ ہوا -

اسکے بعد میں راے پور چلا گیا اور دو ھفتہ کے بعد سولہ صفحے انہوں نے لکھکر بھیجدیے - انکے دیکھنے سے معلوم ھوا کہ سب سے پہلے اپنے خاندانی حالات قلمبند کرنا چاھتے ھیں - اسپر مجھے مزید مسرت ھوئی کہ ضمناً ایک مستقل کتاب بزرگان سلف کے حالات میں اُنکے قلم سے مرتب ھوجائیگی - لیکن جوں جوں سلسلہ آگے بڑھتا گیا - نئی نئی بحثیں نکلتی آئیں ' اور ھر مبحث کو وہ اپنی عادت کے مطابق تفصیل سے لکھنے لگے - اسپر مجھے خوف ھوا کہ کہیں اس ضمن میں اصلی مقصد نہ رھجاے - چنانچہ میں نے بار بار اختصار کے لیے اصرار کیا - لیکن انہوں نے لکھا کہ " میری طبیعت میں رکاوٹ پیدا نہ کرو - جو کچھہ بے اختیار قلم سے نکل جاتا ھے بھیجدیتا ھوں - جمع کرتے جاؤ - ھر حال میں فائدہ سے خالی نہوگا "

جون سنہ ۱۹۱۶ سے ۱۷ - اکتوبر سنہ ۱۶ تک اسکا سلسلہ جاری رہا - درمیان میں کبھی کبھی رک جاتا اور پھر مجھے دو چار خط لکھنے پڑتے - جسقدر صفحات وہ لکھتے ' بھیجدیتے - مطالب میں کسی طرح کی قرار دادہ تقسیم و ترتیب نہ تھی - اور ھو بھی نہیں سکتی تھی - کیونکہ نہ تو ایک سلسلے

میں لکھي گئي ؛ نہ مسودہ خود آنکے سامنے تھا - جہاں کہیں کوئي نیا مطلب شروع ہوجاتا تھا " فصل " کا لفظ لکھدیتے تھے - اُسکے ساتھہ نمبر و شمار کي کوئي ترتیب نہ تھي -

مگر مجکو اصلي کاوش خود آنکے حالات کي تھي - خانداني حالات کے مسودہ کو دیکھا تو متوسط سائز کے کاغذ پر اصل مسودہ پانچ سو صفحوں سے زیادہ ہوچکا تھا - اور یہ بھي اس وجہ سے کہ بار بار اختصار پر زور دیتا رہتا تھا - ورنہ نہیں معلوم آنکے دماغ کي آمد کہاں کہاں آنہیں لیجاتي اور کتاب ختم بھي ہوتي یا نہیں ؟ جب انہوں نے اپنے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کے حالات بھي ختم کردیے تو اب میں منتظر ہوا کہ حسب وعدہ اپنے حالات لکھنا شروع کرینگے - لیکن اسکے بعد بالکل خاموشي رہي - اور کچھہ عرصہ کے بعد پھر وہي عذرات کیے گئے جو پہلے بارہا ہوچکے تھے - جب میں نے پھر لگاتار اصرار شروع کردیا تو بیس صفحوں میں ایک فصل لکھکر بھیجدي اور لکھا کہ " اس سے زیادہ میں اپنا حال نہیں لکھہ سکتا " - یہ فصل اسي حصہ کے آخر میں درج کردي گئي ھے - اُسکو دیکھا تو اُس میں کوئي بات ایسي نہ تھي جس پر حالات کا اطلاق ہوسکے - البتہ اپنے مخصوص طرز میں کچھہ اشارات کیے ھیں ، اور پھر شاعرانہ پیرایہ میں بات ٹال دي ھے - اصل میں آنکو میري درخواست منظور کرني ھي نہ تھي - سخت اصرار دیکھکر چاھا کہ اپنے خانداني حالات پر اس بہانے ایک کتاب لکھدیں - اور جب خود اپنے ذاتي حالات کا موقعہ آے تو کسي نہ کسي طرح ٹال دیں - میں نہیں سمجھہ سکتا کہ اسمیں مصلحت کیا ھے ؟ یقینا آنکا فیصلہ میرے فیصلہ پر ترجیح پانے کا مستحق ھے - مگر یہ ضرور ھے کہ اتنے انتظار و امید کے بعد یہ مایوسي میرے لیے بہت ھي رنجدہ تھي اور ایسي تھي کہ اگر میري جگہ کوئي دوسرا شخص ہوتا تو یقیناً اس کام سے بالکل دست بردار ہو جاتا -

اب اسکے سوا چارہ نہ تھا کہ میں خود آنکے حالات قلمبند کروں - اسي اثناء میں یکایک وہ نظر بند کردیے گئے - اسکي وجہ سے خط و کتابت کي سہولت و آزادي بھي جاتي رہي - بالاخر فروري سنہ ۱۹۱۷ میں ایک طویل مہلت اپنے کاموں سے نکالکر رانچي گیا ، اور متصل چھہ ماہ تک آنکي خدمت میں مقیم رہا - میں نے آنکے حالات زندگي کے متعلق ۱۵ - سوال لکھہ لیے تھے - سخت سعي و اصرار سے آنکے جوابات لکھوالے - یہ مجھے

معلوم تھا کہ جہاں ایک مرتبہ اس موضوع پر اُنکا قلم اُٹھہ گیا ' پھر کسي تحریک کي ضرورت باقي نہ رهیگي اور اُنکي جوش فکر کا سیلاب کسي کے روکے بھي نہیں رک سکیگا - چنانچہ ایساهي هوا - اور گو نہایت بے توجہي اور بے مزگي کے ساتھہ وہ سوالات کے جوابات لکھنے پر مستعد هوے ' لیکن پھر بھي اُن ١٥ - سوالوں کي تحریک نے اُنکے خیالات کو جنبش دیدي ' اور حالات کا ایک معتدبہ حصہ اُنکے قلم سے بے اختیار نکل گیا - سوالات کے جوابات لیکر میں رائپور واپس آیا - جہاں تک ممکن تھا ' جابجا خود اُنکي تحریر کو بجنسہ درج کرنے کي کوشش کي - بہت سے حالات میرے ذهن میں محفوظ تھے - اُن سے بھي مدد ملي - اور اس طرح ایک کتاب مرتب هوگئي - اس کا تو مجھے ابتدا سے اعتراف رها هے کہ اُنکے حالات لکھنے کیلیے جیسے دماغ و قلم کي ضرورت هے' وہ مجھے کہاں میسر؟ اور اِسي لیے میري ابتدا سے خواهش تھي کہ وہ خود هي اول سے آخر تک لکھیں اگر ایسا هوتا تو اسمیں شک نہیں کہ اردو لٹریچر میں ایک یادگار چیز هوتي - لیکن بہرحال ' نہونے سے ایک مفید کام کا هو جانا بہتر هے - هزاروں انسانوں کي طرح میرا بھي یقین هے کہ مولانا نے اپني اس قلیل عمر میں جسقدر علمي و عملي خدمات انجام دي هیں' في الحقیقت یہ اُنکے آنے والے کارناموں کي محض ایک ابتدائي قسط هے - الله تعالی ابھي عرصہ تک اُنکے وجود کو قوم میں قائم رکھیگا ' اور نہیں معلوم کیسي کیسي عظیم الشان خدمتیں اُنکے هاتھوں انجام پائیں گي ؟ پس وہ وقت قریب هے جب بڑے بڑے لوگ اُنکے حالات زندگي کي ترتیب پر مستعد هونگے' اور ایسے هاتھوں سے یہ کام انجام پائیگا جو هر طرح اسکے اهل هونگے - عجب نہیں کہ میري یہ پہلي اور ناچیز کوشش اُسوقت اُن بزرگوں کے کچھہ کام آجاے ' اور اسطرح میري کئي ماہ کي محنت ضائع نہ جاے -

چند الفاظ اس کتاب کي اشاعت کي نسبت بھي کہنا ضروري هیں - جسوقت مولانا نے اسکي تصنیف کا وعدہ کیا تو ساتھہ هي یہ شرط بھي کرالي تھي کہ بلا اُنکي اجازت کے شائع نہ کیا جاے - اُنکا قصد یہ تھا کہ آئندہ کسي فرصت کے موقعہ پر نظر ثاني کرینگے' اور اسکے بعد کتاب شائع هوگي - میں نے سال بھر تک اس موقعہ کا انتظار کیا - جب اوائل سنہ ١٩١٧ میں رانچي گیا تو بہت کوشش کي کہ کسي طرح میري موجودگي میں نظر ثاني هوجاے - لیکن افسوس هے کہ اُنھوں نے برابر تساهل و اغماض سے کام لیا - بلکہ صاف

صاف کہدیا کہ "محض تمہارے اصرار سے مجبور ہوکر یہ دفتر لکھدیا تھا - یہ مقصود ہی کب تھا کہ کتاب کی شکل میں شائع کیا جائیگا "
وہ مصر تھے کہ مسودہ اُنکے حوالے کردیا جاے - فرصت کے وقت درست کردینگے - لیکن چونکہ خوش قسمتی سے میں اُن لوگوں میں سے ہوں جو اُنکی اصطلاح " بوقت فرصت " کے معانی سے اچھی طرح واقف ہیں ' اسلیے میں اسکی تعمیل نہ کرسکا - اگر کرتا تو اسکے معنی صرف یہ تھے کہ برسوں تک کیلیے یہ کتاب بھی اُسی ذخیرۂ نسیاں کے سپرد ہو جاتی جسکا ایک پورا صندوق "وقت فرصت" کے انتظار میں ہمیشہ اُنکے ہمراہ رہا کرتا ہے !

اسمیں شک نہیں کہ جن اہم تصنیفات کی تکمیل میں وہ آجکل شب و روز مشغول رہتے ہیں - مثلاً تفسیر القران ' اُنکے مقابلہ میں یہ کتاب چنداں اہمیت نہیں رکھتی - تاہم اگر وہ چاہتے تو یقیناً وقت نکال سکتے تھے اور چند دنوں کے اندر پوری کتاب پر نظر ثانی ہو جاسکتی تھی - جو شخص بلا کسی سامان و مواد کے محض قلم دوات لیکر ایک شب و روز میں پورا ایک رسالہ لکھدے ' اُسکے لیے ایک لکھی ہوئی چیز پر نظر ثانی کردینا کیا مشکل تھا ؟ مگر افسوس ہے کہ وہ ہر کام کو اپنے معیار نظر سے جانچتے ہیں - دوسروں کی خواہشوں کی اس بارے میں کچھہ پروا نہیں کرتے - یہ پوری کتاب محض بطور تفریح دماغ کے انہوں نے قلم برداشتہ لکھدی - اپنے خیال میں اسکو محض ایک بے حقیقت چیز سمجھتے رہے - یہی وجہ ہے کہ اسکی نظر ثانی و اشاعت کے معاملہ میں اُنکو کوئی دلچسپی نہ ہوئی - لیکن کاش اُنکو معلوم ہوتا کہ اُنکا معیار نظر جسقدر بلند ہے ' ہمارا نہیں ہے - انکی قلم برداشتہ تحریریں ایک طرف ' اور اَوروں کی برسوں کی محنت و جانکاہی ایک طرف - اسی کتاب کو دیکھہ لیا جاے کہ کس بے سروسامانی و بے توجہی کے ساتھہ قلم برداشتہ لکھی گئی ہے - جسقدر اوراق لکھتے جاتے تھے' میرے پاس بھیجدیتے تھے' اور آیندہ ربط تحریر کیلیے صرف آخری صفحہ کی آخری سطر یا بعض حالات میں صرف چند الفاظ ایک سادہ صفحہ کی پیشانی پر باقی رہتے تھے - درمیان میں ہفتوں دوسری تصنیفات جاری رہتیں - پھر جب کبھی کسی وجہ سے دماغ آرام لینا چاہتا اور تفسیر وغیرہ کا سلسلہ رکتا ' تو دو چار گھنٹے کیلیے اسطرف متوجہ ہو جاتے - ہمارے بڑے بڑے مصنف شاید اسطرح ایک خط بھی نہ لکھہ سکیں - چہ جائیکہ ایک پوری مرتب کتاب - چھہ سات سو صفحوں سے زیادہ !

جب نظر ثاني كي طرف سے مايوس هوگيا تو اراده كرليا كه خواه وه خوش هوں يا ناراض، مگر بلا انكے علم كے مسوده كو اصلي حالت هي پر شائع كردينا چاهيے - ساتهه هي يه خيال بهي هوا كه " نظر ثاني " كا انتظار بهي دراصل اشاعت روكنے كا ايک حيله هے - ورنه آجتک كسي تحرير پر مصنفوں كے طريقه كے مطابق انكو نظر ثاني كرتے هوے نهيں ديكها گيا - " الهلال " و " البلاغ " ميں كيسے كيسے معركة الارا مضامين هميشه نكلتے رهے ؟ ليكن ميں نے خود ديكها هے كه هميشه محض قلم برداشته لكهے جاتے تهے - ساتهه هي ساتهه كمپوزيٹر كمپوز بهي كرتے جاتے تهے - ايک صفحه پورا هوا اور كمپوز كيليے گيا - البته ايک پروف وه خود ديكهتے تهے، اور اسميں كچهه تبديلياں ضرور كرديتے تهے - مگر ظاهر هے كه پروف ميں كوئي ايسي بڑي تبديلي نهيں هوسكتي - زياده سے زياده بعض الفاظ بدلے جاسكتے هيں -

بهرحال ميں نے كتاب كو خود اپني نگراني ميں چهپوانا شروع كرديا - كتاب كے ۲۰۴ صفحے چهپ چكے تهے اور مولانا كو اُسكي طباعة كا بالكل علم نه تها - جب جنوري سنه ۱۹۱۹ع ميں ميں نے اخبارات ميں ايک ابتدائي اطلاع اسكي نسبت شائع كي تو اُنكو معلوم هوا، اور جيسي توقع پيشتر سے تهي، سخت اصرار كركے اُنهوں نے چهپائي كا سلسله موقوف كراديا اور لكها كه كتاب هرگز هرگز شائع نه كي جاے - تاهم اب مجهے پورا اطمينان تها كه جب كام يهاں تک پهنچ چكا هے تو كسي نه كسي طرح اُنكو اجازت ديني هي پڑيگي - پانچ ماه اسميں نكل گئے - بالاخر ميں رانچي گيا اور مجبوراً اُنكو اشاعت پر راضي هونا هي پڑا - ميں اُن صدها شائقين سے جنهوں نے ابتدائي اعلان ديكهتے هي درخواست بهيجدي تهي، اس تاخير كيليے خواستگار معافي هوں، اور يقين دلاتا هوں كه اس بارے ميں ميري مجبورياں بڑي هي سخت تهيں -

اصل مسوده ميں ميں نے كسي طرح كي تبديلي نهيں كي - البته مجبوراً كتاب كي ضخامت كو معتدل كرنے كيليے بعض مقامات سے بعض ٹكڑے نكالدينے پڑے - مولانا كے جوش فكر كا يه حال هے كه جس جانب قلم كي باگ مڑگئي، پهر اُسكا ركنا مشكل هے - علاوه بريں كتاب اسطرح لكهي گئي كه مسوده خود اُنكے پيش نظر بهي نه تها - دس باره صفحے لكهے اور ميرے پاس بهيجدیے - اُنكو خود اندازه بهي نهيں هوتا تها كه كونسا مضمون كتنے صفحوں تک پهنچ چكا هے ؟ جابجا فٹ نوٹس شروع كرديتے تهے اور وه بيس بيس پچيس پچيس صفحوں تک چلے جاتے تهے - مجبوراً ميں نے چار مقام سے تين فصليں اور

چار بڑے بڑے فٹ نوٹس نکالدیے - اور در فٹ نوٹ اصل کتاب کے آخر میں مستقل فصل کے عنوان سے شامل کردیے - اسي طرح بعض نوٹ اصل کتاب میں ملادیے گئے - ناظرین یقین کریں کہ انکے دلوں میں مولانا کے قلم سے نکلي ہوئي تحریر کي جسقدر وقعت و عزت ہوگي ' اُس سے دہ چند میرے دل میں ھے ' اور میں ہرگز ایسا نہ کرتا اگر سامان طبع کي بیحد گراني نے مجھے اختصار پر سخت مجبور نہ کردیا ہوتا - یہ جسقدر فصلیں اور حواشي نکالے گئے ' سب محفوظ ھیں ' اور بجاے خود مستقل مضمون کا حکم رکھتے ھیں - انشاء اللہ اُنکو بھي کسي نہ کسي عنوان سے عنقریب شائع کرونگا - یا بشرط گنجائش دوسري جلد کے آخر میں بطور ضمیمہ کے درج کردینے کي کوشش کرونگا -

جب کتاب پریس میں دي گئي' تو ارادہ تھا کہ ایک ھي جلد میں شائع کي جائیگي ' لیکن کمپوز شروع ہونے کے بعد معلوم ہوا کہ میرا اندازہ ضخامت کے بارے میں غلط تھا - اگر ایک ھي جلد میں کتاب شائع کي جائیگي تو عجب نہیں سات آٹھہ سو صفحوں تک ضخامت پہنچ جاے - مجبوراً کتاب کو دو جلدوں میں تقسیم کردیا گیا - یہ پہلي جلد ھے - دوسري جلد کے پہلے حصے میں مولانا کے خانداني حالات کا بقیہ حصہ ھے - دوسرے حصے میں خود مولانا کي سوانح عمري ھے جو خاکسار نے ترتیب دي ھے اور اُسکا بھي اکثر حصہ سوالات کے جواب میں خود اُنکا لکھا ھوا ھے -

مولانا کا فوٹو

آخر میں مجھے ایک خاص معاملہ کي نسبت چند الفاظ کہنے ھیں - اس کتاب کا ایک ضروري جزو یہ بھي تھا کہ مصنف کي تصویر سے مزین ہوتي - موجودہ زمانے میں کسي شخص کي سوانح عمري کا بغیر فوٹو کے شائع کرنا ایک ایسي بے قاعدگي ھے جسکو کوئي خوش مذاق آدمي گوارا نہیں کرسکتا - علاوہ بریں مولانا کے ہزاروں ارادت مند ھیں جنکو بڑي مایوسي ہوتي اگر کتاب اُنکے فوٹو سے خالي ہوتي - اسلیے میں نے کوشش کي کہ مولانا کا سب سے آخري فوٹو حاصل کرکے درج تذکرہ کروں - مجھے معلوم تھا کہ اپني تصویر کي اشاعت کي انہوں نے ہمیشہ مخالفت کي ھے - " الہلال " میں دنیا جہان کي تصویریں نکلتي رھیں مگر لوگوں کے سخت اصرار پر بھي انہوں نے کبھي اپنا فوٹو شائع نہیں کیا - انجمن اعانت نظر بندان

دهلي نے بار بار انسے فوٹو طلب کیا مگر انھوں نے نہ بھیجا سید فضل الرحمن نے اخبار "جمهور" کلکته میں آنکے فوٹو کا اعلان شائع کیا تھا اسپر وہ سخت برهم هوے اور بڑا هي سخت خط اُنکو لکھا - پھر مجھے لکھا کہ جسقدر کاپیاں انھوں نے طیار کي هیں میري طرف سے خرید کرکے رکھه لو اور شائع نه هونے دو - پھر جب قاضي عبد الغفار صاحب ایڈیٹر "جمهور" انسے ملنے رانچي گئے تو انسے بھي وعدہ لیا کہ اخبار میں ایک نوٹ اس مضمون کا درج کردینگے که یه کارروائي بلا اُنکے علم کے هوئي هے ' مگر انھوں نے درج نہیں کیا - میں ان تمام موقعوں پر یہي سمجھتا رھا کہ یه مخالفت یا تو انکسار طبع کي بنا پر هے ' یا اُنکي طبیعت کے اُس عام خاصه کا نتیجه هے که جو بات عام طور پر لوگ کررهے هوں اس سے خود پرهیز کرتے هیں - لیکن اسکا تو کبھي خیال بھي نہیں هوا تھا که مولانا تصویر کھنچوانے اور رکھنے کو شرعاً نا جائز سمجھتے هونگے - خود " الہلال " انھوں نے با تصویر نکالا ' اور ایک سے زیادہ مرتبه اپني تصویر بھي کھنچوائي ' لیکن جب میں نے تصویر کي نسبت کہا تو انھوں نے لکھا کہ " تصویر کا کھنچوانا ' رکھنا ' شائع کرنا ' سب ناجائز هے - یه میري سخت غلطي تھي که تصویر کھنچوائي تھي اور الہلال کو با تصویر نکالا تھا - میں اب اس غلطي سے تائب هوچکا هوں ' میري پچھلي لغزشوں کو چھپانا چاهیے - نه که از سرنو اُنکي تشهیر کرني چاهیے "

لیکن اس جواب سے میري تشفي تو نه هوئي - میں علم شریعت کا ماهر نہیں ' اور علی الخصوص مولانا کے فتوے کے مقابلے میں تو مجھے دم مارنے کا وهم بھي نہیں گزر سکتا - لیکن یه بات میري سمجھه میں کسي طرح نہیں آتي که آجتک مولانا کو شریعت کے اس حکم کي خبر نه تھي اور جس کام کو علانیه کرتے رهے هیں ' وہ اب یکایک ناجائز نکل آیا هے - خود الہلال میں مولانا نے شیخ الاسلام قسطنطنیه ' شیخ محمد عبده مصري ' مولانا شبلي نعماني ' اور کتنے هي علماء و مشائخ کي تصویریں شائع کي هیں - تعجب هے که شریعت کا حکم ایسے ایسے مشاهیر علماء کو معلوم نه تھا - بهر حال مولانا کے اس حکم کي میں تعمیل نه کرسکا اور کتاب کے ساتھه اُنکا سب سے آخري فوٹو شائع کررها هوں - یه فوٹو رانچي میں لیا گیا هے ' اور مولانا کي بریت کیلیے اتنا کهدینا کافي هوگا که کم سے کم اس کے کھنچوانے میں خود مولانا کے ارادہ کو کچھه دخل نه تھا - وہ بالکل مجبور تھے -

کلکته

۱۶ - اگست سنه ۱۹۱۹ ع

فضل الدین احمد

گرم دارد ز تو هنگامۂ رسوائی را !



مولانا ابو الکلام

AL-BALAGH PRESS. CALCUTTA





بسم اللہ الرحمن الرحیم

حکایت از قدِ آن یار دلنواز کنیم
باین فسانہ مگر عمرِ خود دراز کنیم

الحمد لله الذي وفق في دينه من اجتباه، و الصلوة على خاتم رسله و جميع انبياه - و العاقبة للمتقين، ولا عدوان الا على الظالمين -

میرے خاندان میں تین مختلف خاندان جمع ہوے ہیں اور تینوں خاندان ہندوستان و حجاز کے ممتاز بیوت علم و فضل اور اصحاب ارشاد و ہدایت میں سے ہیں - دنیوی عزت و جاہ کی اگرچہ ان میں سے کسی نے خواہش نہیں کی، لیکن دنیا نے اپنی عزتوں اور شوکتوں کو ہمیشہ ان کے سامنے پیش کیا اور کبھی انہوں نے قبول کیا، کبھی رد کردیا -

میري والدہ حضرت شیخ محمد بن ظاهر وتري مفتي مدینهٔ منورہ کي بھانجي تھیں جو گذشته دور کے اکثر علماء حجاز کے استاذ حدیث اور شیخ عبد الله سراج کے بعد مکه معظمه کے آخري محدث تھے - ان کے بعد اس درجے کا کوئي شیخ حدیث حرمین میں پیدا نہیں هوا -

میرے دادا مولانا محمد هادي دهلوي مرحوم کے ایک مشہور خاندان علم و فضیلت سے تعلق رکھتے تھے ' جسمیں به ایک وقت پانچ پانچ علماء درس و افتاء و اصحاب سلوک و طریقت پیدا هوے هیں -

والد مرحوم کے نانا رکن المدرسین مولانا منور الدین اپنے عہد کے مشاهیر اساتذۂ علم و درس اور اصحاب طریقت و سلوک میں سے تھے' اور ان مخصوص اصحاب کمال میں سے جن کو الله تعالی علوم ظاهر و باطن کی جامعیت عطا فرماتا هے - ان کا شمار حضرت شاہ عبد العزیز کے اجلهٔ تلامذہ میں تھا ' اور سلطنت مغلیه کے آخري " رکن المدرسین" تھے - ان کے شاگردوں اور مریدوں میں ایسے ارباب کمال هوے جو اپنے عہد کے ممتاز بزرگوں میں سے شمار کیے گئے - ان کے والد مولانا رشید الدین صوبهٔ لاهور کے قاضي القضاة اور احمد شاہ ابدالي کي جانب سے نائب السلطنت پنجاب کے مشیر تھے - اور ان کے والد شیخ صدر الدین هرات کے مشائخ طریقت میں معدود ' اور وهاں کے خاندان قضا کے ایک رکن تھے -

یه تین مختلف خانداني سلسلے هیں جو میرے خاندان میں جمع هوے هیں ' اور ان میں سے هر سلسله ' سلسلهٔ علم و ارشاد هے - اگر خاندان کوئي فخر و شرف کي چیز هے تو یه واقعات کچھه نه کچھه وزن ضرور رکھتے هیں ' اور اگر چاهوں تو اس قسم کے الفاظ بول سکتا هوں ' جو غرور نسب و خاندان کے استخوان فروشوں نے اختیار کر رکھے هیں - لیکن میں نے شرطیه جمله استعمال کیا - اسلیے که حقیقت اس کے خلاف هے ' اور الحمد لله اس تمام مدت عمر میں جو گذر چکي هے ' ایک لمحه کے لیے بھي طبیعت نے گوارا نه کیا که نسب فروشي کي دکان آراسته کر کے نقد عزت و شرف کي جستجو

کي جاے - اسلام نے ساري نسبتوں اور امتيازوں کو مٹاکر صرف ايک اپني نسبت نوع انساني کو عطا کي' اور اس نسبت سے بڑھکر اور کونسي نسبت ھوسکتي ھے جسکي ايک مسلمان کو تلاش ھو؟ ومن احسن قولاً ممن دعا الی اللہ وعمل صالحاً وقال انني من المسلمين ؟ انسان کيليے معيار شرف جوھر ذاتي اور خود حاصل کردہ علم و عمل ھے نہ کہ اسلاف کي روايات پارينہ اور نسب فروشي کا غرور باطل - ھم کو ايسا ھونا چاھيے کہ ھماري نسبت سے ھمارے خاندان کو لوگ پہچانيں' نہ يہ کہ اپني عزت کيليے خاندان کے شرف رفتہ کے محتاج ھوں ؟ ارباب ھمت نے ھميشہ اپني راہ خود نکالي ھے اور اپني عظمت و رفعت کي تعمير صرف اسي سامان سے کي ھے جو خود انکا بنايا ھوا تھا - نپولين کا ايک قول مجھے نہيں بھولتا - فتح پروشيا کے بعد جب فريڈريک اعظم کي قبر پرگيا تو ديکھا کہ فريڈريک کي تلوار قبر پر لٹک رھي ھے - نپولين نے تلوار اتارکر ايک ساتھي کے حوالے کي اورکہا کہ پيرس کے عجائب خانے کي نذر کرونگا - يہ سنکر جنرل نے نے کہا " اگر مجکو ايسي با عظمت اور تاريخي تلوار ملتي تو کبھي کسي دوسرے کو نہ ديتا " نپولين نے کہا " کيا ميرے پاس ميري تلوار نہيں ھے ؟ "

پس سچي عظمت کي راہ يہ نہيں ھے کہ فريڈريک کي عظمت يافتہ تلوار لوگوں کو دکھلائيں - سچي عظمت وہ ھے جو خود ھماري تلوار کو ھماري نسبت سے ملي ھو - اور اگر ايسا ھوگيا ھے تو يہ بس کرتا ھے - ھم کو اپني نيام ميں صرف اپني ھي جوھردار تلوار رکھني چاھيے - دوسروں کي تلواروں کي نمايش سے اگر ديکھنے والوں کا تعجب و احترام حاصل بھي کرليا گيا تو اسکے اصلي مالک ھم نہيں ھيں' تلوار کا مالک ھے !

خاندان کے فخر کا بت بھي دنيا کے عہد جاھلية کي ايک يادگار مشئوم ھے' اور اسلام نے انسان کے بہت سے بنائے ھوے بتوں کے ساتھہ اسکو بھي توڑ ديا تھا - بہت ممکن ھے کہ کل کو ايک نو مسلم چمار

اپنے حسن عمل سے وہ مرتبہ پاے جو شیخ الاسلاموں کي اولاد کو نصیب نہو - یہ کل کو ہونے والي بات ھے ' اور آج بھي دنیا میں دیکھہ رھے ھیں کہ " عمل " کا فرشتہ کتنے ھي بڑوں کو چھوٹا کرتا ھے اور کتنے ھي چھوٹوں کو بڑا بناتا ھے :

کاندرین راہ فلان ابن فلان چیزے نیست !

بلال حبشي اور صہیب رومي کي نسبت اس سے زیادہ ھم کیا جانتے ھیں کہ مسلمان تھے ؟ اور سلمان فارسي سے جب اُسکے خاندان کا حال پوچھا گیا تو اُس نے کہا " سلمان بن اسلام " بلال سے اللہ کا رسول کہا کرتا تھا " ارحنا یا بلال " اور جب فاروق اعظم کے جنازہ پر نمازکي صفیں کھڑي ہوئیں تو ہزاروں قرشي اور ھاشمي مقتدي تھے اور صہیب رومي امام ! لیس لاحد فضل علی احد الا بدین و تقوی - و الناس کلھم بنو ادم و ادم من تراب !

حسن ز بصرہ ' بلال از حبش ' صہیب از روم
ز خاک مکہ ابوجہل ' این چہ بوالعجبیست ؟

حقیقت یہ ھے کہ انسان کي فطرتي ترقي اور قدرتي حقوق کے قیام کیلیے نسب و خاندان کے امتیاز باطل سے بڑھکر اور کوئي روک نہیں ہوسکتي - یہي چیز ھے جو انسان کو اسکي ذاتي قوتوں کے استعمال اور انکے ثمرات سے محروم رکھنا چاھتي ھے ' اور اِس خلاف فطرۃ راہ کي طرف رھنمائي کرتي ھے کہ ایک شخص کو باوجود عدم استحقاق ذاتي مستحق شرف سمجھا جاے ' اور دوسرے کو باوجود استحقاق ذاتي محروم کردیا جاے - اسلام نے ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم اور لیس للانسان الا ما سعی کے قانون عام کا اعلان کرکے اسي مہلک انسانیۃ روک کو مٹانا چاھا ' اور قران نے بتلایا کہ دنیا کي تمام قدیم صداقتیں بھي اسي قانون کي طرف دعوۃ دیتي رھي ھیں - صحف ابراھیم و موسی میں بھي یہي تھا : ان لا تزر وازرۃ وزر اخری اور و ان سعیہ سوف یری لیکن افسوس کہ غرور نسل و

وطن کے بت کے ٹوتے ہوے ٹکرے پھر جوڑ لیے گئے ' اور نئے نئے بھیسوں میں پھر اسکی پرستش شروع ہوگئی - اب بہت کم سر ملینگے جو اس نشۂ باطل سے سرگراں نہوں - الا ما شاء اللہ -

پس الحمد للہ کہ نہ اسکی طلب ہے اور نہ اسپر اعتماد ' اور نہ نا اہلوں کے اس فریب عزت اور سراب شرف کی ضرورت - طلب جس گوہر مقصود کی ہے وہ توفیق عمل ہے ' اور اگر کچھہ اعتماد ہے تو اپنی عجز و شکستگی اور اُسکی نظر کرم کی عاجز نوازیوں پر - جہاں کا معاملہ یہ سننے میں آیا ہو کہ " رب اشعث مدفوع بالابواب لو اقسم علی اللہ لابرہ " وہاں ان افسانوں کو کون پوچھتا ہے ؟ اور اُس سے بڑھکر سرگشتۂ فریب و سفاہت کون ہوگا جو ان پر ایک لمحہ کیلیے بھی اعتماد کرے ؟

مچو بہ محمل شاہی کہ در ولایت عشق
گدا بہ تخت نشانند و پادشہ گیرند !

البتہ اللہ تعالی کی اُن نعمتوں میں سے جنکے ذریعہ وہ اس دنیا میں اپنے بندوں کو سعادت بخشتا ہے ' ایک بڑی نعمت آباء صالحین کیلیے یہ ہے کہ اولاد صالح عطا فرماے کہ رب ہب لی من الصالحین اور ووھبنا لہ اسحاق و یعقوب کلا ھدینا - الخ - اور اولاد کیلیے یہ ہے کہ والدین صالح ہوں - سورۂ کہف میں صاحب موسی علیہ السلام نے ایک گرتی ہوئی دیوار کو چنکر یتیموں کے دفینہ کی حفاظت کی تو فرمایا : وکان ابو ھما صالحا ' - اور حضرۃ یوسف کی نسبت آنحضرۃ نے فرمایا " انما الکریم ابن الکریم ابن الکریم ابن الکریم " اور یہ ظاہر ہے کہ کسی خاندان میں عرصے تک علم و صلاح کا باقی و جاری رہنا بغیر اسکے ممکن نہیں کہ ان دونوں نعمتوں سے فیض یاب ہو - آباء کو اولاد صالح ' اور اولاد کو آباء صالح نصیب ہوں - پس بلاشبہ اسکو اللہ تعالی کا فضل و کرم یقین کرتا ہوں کہ مجھکو ایک ایسے خاندان میں پیدا کیا جسمیں صدیوں سے سلسلۂ علم و ارشاد قائم و جاری ہے " اور جسکے اسلاف کرام کے اعمال صالحہ کا پاک ورثہ

یکے بعد دیگرے اخلاف تک منتقل ہوتا آیا ہے ' اور سب سے بڑھکر یہ کہ جس کے اخلاف کو حق گوئی و حق پرستی ' اور طریق استقامت و عشق حق میں سرفروشی و جاں سپاری ' اور مغروران تاج و تخت و بندگان مال و جاہ کے مقابلے میں بے نیازی و سرگرانی ' ہمیشہ اپنے اسلاف کے ورثہ میں ملی ہے - اسی کو اپنا موروثی خزانہ اور اسی کو اپنا خاندانی تاج و تخت سمجھتا ہوں :

ہرچند کہ نیست رنگ و بویم
آخر نہ گیاہ باغ اویم !

اگر یہی غرور نسب و خاندان ہے تو اس کے اعتراف میں مجھے کچھہ باک نہیں - بلاشبہ اسلاف کے ورثۂ علم و حق پرستی کو دنیا کی ہر نعمة سے زیادہ عزیز رکھتا ہوں ' اور نہیں چاہتا کہ کبھی اس نشہ سے میرا دماغ خالی ہو :

سبک ز جاے نگیری کہ بس گران گہرست
متاع من کہ نصیبش مباد ارزانی !

بڑی سی بڑی آرزو جس کو اپنے دل میں رکھہ سکتا ہوں یہی ہے کہ زندگی کی آخری گھڑیوں تک اپنے اسلاف کرام کے طریق صدق و حق پر مستقیم رہنے کی توفیق پاؤں ' اور اپنی ساری زندگی اسی راہ کی کوچہ گردی میں بسر کردوں جسکا نشان سفر وہ اپنی یادگار میں چھوڑ گئے ہیں - خدمت علم و حق کا ایک سرمایۂ سعادت ہے جو مجھہ تہی دست تک پہنچا ہے - میری محرومی ہے اگر اسکو نہ بچا سکا ' اور فضل الہی کی بخشش ہے اگر اسکی عزت اور نام نیک کو آنے والوں کیلیے محفوظ چھوڑ گیا :

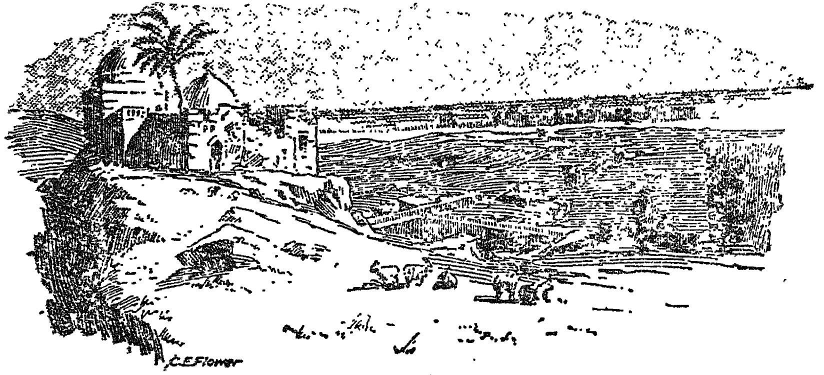
ب ھب لی حکما و الحقنی بالصالحین و اجعل لی لسان صدق
ب الاخرین !

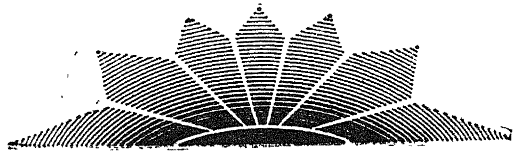
احب الصالحین و لست منہم
لعل اللہ یرزقنی صلاحا !

بہرحال ایک دوست عزیز کے اصرار سے اپنے خاندانی حالات قلمبند کرتا ہوں - صرف قریبی حالات اور بعض نمایاں اور نتیجہ خیز واقعات کے تذکرہ پر اکتفا کرونگا - مفصل حالات کیلیے والد مرحوم کا ایک مستقل رسالہ موجود ہے اور مہلت ملی تو شاید اشاعت کی نوبت آے -

پہلے والد مرحوم کے آبائی سلسلہ کے کچھہ حالات لکھتا ہوں - اسکے بعد انکے نانا مولانا منور الدین مرحوم کا حال لکھونگا -







باب

حضرت شیخ جمال الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ



والد مرحوم کے جدي سلسلهٔ نسب میں سب سے پہلے جو بزرگ علم و طریقة میں سر برآوردہ ہوے ہیں' وہ اُنکے دادا حضرت شاہ محمد افضل رحمة الله علیه ہیں - ان کے والد شیخ محمد محسن مرحوم تھے جن کے حالات آیندہ لکھونگا - لیکن حضرت شاہ محمد افضل کے مادري سلسله کے ایک مورث اعلی حضرت مولانا جمال الدین معروف به شیخ بہلول دھلوي ہیں' جن کے حالات سب سے پہلے لکھتا ہوں - افسوس که شیخ موصوف کے تفصیلي حالات مجھے نہیں ملے - والد مرحوم نے بحوالۂ سیر الاصفیاء و مکتوبات حضرت شاہ عبد الحق محدث دھلوي و تذکیر الطالبین بتذکرة الصلحاء و الواصلین جو کچھہ لکھا ہے' اس میں اصل حالات بہت کم ہیں اور زیادہ تر مناقب و فضائل کا تذکرہ ہے - تذکیر الطالبین میرے پیش نظر ہے - لیکن شاہ عبد الحق کے رسائل کا جو مجموعه ارسال المکاتیب و الرسائل کے نام سے مشہور ہے' اس میں شیخ موصوف کے حالات نہیں ہیں - شاید شاہ صاحب کے مکتوبات کا کوئي اور مجموعه بھي ہو - بہر حال کتب مذکورہ سے معلوم ہوتا ہے که ان کا وطن دھلي تھا' اور عہد اکبري کے مشاہیر علماء اور اصحاب سلوک و طریقة میں سے تھے - سلوک و طریقة کي تکمیل حضرت شیخ محمد داؤد جہني وال رحمة الله علیه کي خدمت میں کي تھي - اور علوم معقول و منقول میں سید رفیع الدین سلامي الشیرازي کے شاگرد تھے -

سید رفیع الدین شیرازی نویں صدی کے اعاظم محدثین اور کملاء روزگار سے ہیں، اور بہ یک واسطہ ان کا سلسلۂ تلمذ حافظ ابن حجر عسقلانی تک پہنچتا ہے - وہ حافظ شمس الدین سخاوی کے شاگرد ہیں - حافظ سخاوی حافظ عسقلانی کے - معقولات کی تحصیل خود علامۂ جلال الدین دوانی سے کی تھی - اخبار الاخیار میں لکھا ہے کہ ان کا خاندان شیراز میں اس درجہ محترم تھا کہ علامۂ دوانی خود ان کے مکان پر آکر درس دیتے تھے - حافظ سخاوی نے ملاقات سے پہلے پچاس کتابوں کی تحریری اسناد بھیجدی تھیں، اور لکھا تھا کہ آپ جیسے صاحب کمال کیلیے درس و تلقین ضروری نہیں - لیکن ان کے شوق علم نے اس پر قناعت نہ کی - خود قاہرۂ پہونچے، اور عرصے تک حافظ موصوف کی خدمت میں رہے - حافظ سخاوی نے ضؤ اللامع فی اعیان القرن التاسع میں ان کا مفصل ترجمہ لکھا ہے - اور اخبار الاخیار، منتخب التواریخ، روضۃ العلماء وغیرہ میں بھی حالات ملتے ہیں - سلطان سکندر لودھی کے زمانے میں ہندوستان آے، اور اس کی عقیدت و ارادت اس طرح دامنگیر ہوئی کہ یہیں مقیم ہوگئے - سلطان سکندر سے لے کر سلیم شاہ تک تمام شاہان ہند ان کے خدمت گزار رہے - بڑے بڑے علماء وقت نے فن حدیث میں ان کی شاگردی کی - شاہ عبد الحق کے عہد سے پہلے ان اطراف میں فن حدیث کے درس و تدریس کا جسقدر چرچا ہوا، وہ انہی کے قیام ہند کا فیضان ہے - ہمایوں کو جب شیر شاہ سے شکست ہوئی اور آگرہ آیا تو سید موصوف کے مکان پر جا کر طالب دعا ہوا - تذکرۃ الواقعات میں ہے کہ ایران جانے کا مشورہ سید موصوف ہی نے دیا تھا - ملا مبارک اور شیخ عبد النبی کے معرکوں میں یہ ملا مبارک کے مددگار رہے، اور انہی کی اعانت و یاری سے ملا موصوف کو آگرہ میں رہنا نصیب ہوا - سال وفات سنہ ۹۵۴ ہجری ہے -

پس اس طرح گویا مولانا جمال الدین بہ دو واسطہ حافظ عسقلانی کے شاگرد تھے - مولانا موصوف دھلی میں رہتے تھے اور درس علوم نقلیہ

و عقلیہ میں استاد وقت تسلیم کیے جاتے تھے - علی الخصوص علوم دینیہ کی تدریس میں اپنا عدیل نہیں رکھتے تھے - درس و تدریس کے ساتھہ ارشاد و طریقۃ کا سلسلہ بھی ان سے قائم و جاری تھا ' اور دور دور سے لوگ آکر فیضیاب صحبت ہوتے تھے - اس زمانے میں دار الحکومت آگرہ تھا - لیکن علم و اصحاب علم کا مرکز ہمیشہ دھلی مرحوم ھی رھتی - علی الخصوص وہ علماء حق جو دربار شاھی کے تعلقات کی ابتلاؤں سے بچنا چاھتے تھے اور حرص و طمع دنیا کی آلودگی سے پاک دامن تھے ' اس گوشۂ علم کے سکون کو دار الحکومت کے شور و غوغا پر ترجیح دیتے تھے - حضرت شاہ عبد الحق محدث کہ اسی عہد میں تھے فرماتے ھیں :

حقـی از گوشـۂ دھلی نـہ نہـم پا بیـرون
خـود گرفتیـم کہ ملـک گجـراتم دادنـد !

لیکن جب خاندان مبارک کو دربار حکومت میں عروج ھوا اور دربار شاھی کی مذھبی حالت دگرگوں نظر آئی ' تو ھندوستان سے قطع تعلق کر کے مکہ معظمہ چلے گئے - اس سفر کا سبب تذکرۃ الواصلین میں یہ لکھا ھے کہ " جب بعض علماء عصر نے اکبر کے امام وقت ہونے کا محضر تیار کیا اور تمام علماء دار الحکومت نے اس پر مہریں کیں ' تو وہ محضر دھلی میں بھی آیا اور ان سے تصدیق و امضاء کے لیے کہا گیا - لیکن انہوں نے یہ کہکر انکار کردیا کہ جسقدر ھوچکا ھے کافی ھے - ھم فقیروں اور گوشہ نشینوں کو کیوں تکلیف دیجاتی ھے ؟ اگر ایساھی ھے تو تمام علماء ھند سے استصواب کرلیا جاے - اس کے بعد جب علماء مشرق نے پادشاہ کے برخلاف فتوی دیا ' اور لکھا کہ اکبر شریعت سے منحرف ھوگیا ھے تو بعض علماء دھلی کی نسبت دربار حکومت کو شبہہ ہوا کہ علماء مشرق سے نامۂ و پیام رکھتے ھیں - انھی میں مولانا موصوف بھی تھے - جب حالات روز بروز مخدوش ھونے لگے تو انہوں نے حج کا ارادہ کیا ' اور اپنے تلامذۂ و مریدین کی ایک جماعت ساتھہ لیکر مکہ معظمہ چلے گئے " انتہی -

لیکن حضرت شیخ محمد داؤد کے حالات میں لکھتے ہیں کہ " بعض علماء وقت خصوصاً شیخ الاسلام مولانا عبد اللہ سلطانپوري کو حضرت شیخ سے سخت حسد وعناد تھا - سبب اسکا یہ تھا کہ شیخ موصوف پر میر سید محمد جونپوري رحمۃ اللہ علیہ کي نسبت منکشف ہوا تھا کہ وہ کبار اولیاء اللہ اور صاحبان مدارج و مقامات علیہ میں سے ہیں ' اور ان کے احوال و مقامات کي نسبت لوگوں کو بوجہ قصور فہم دھوکا ہوا ہے - جو علماء وقت ان کي تکفیر و تضلیل کے درپے ہیں سخت غلطي کر رہے ہیں - یہ بات بعض علماء دربار پر سخت گراں گذري کیونکہ وہ برابر طائفۂ مہدویہ کے قتل و تعزیر میں کوشاں رہتے تھے ' اور اس دار وگیر میں بڑے بڑے فقراء و اہل اللہ کي اذیت و مصیبت کا باعث ہوے تھے - جب بعہد سلیم شاہ مولانا عبد اللہ کے ایذا و سعي سے شیخ عبد اللہ نیازي اور ان کي جماعت کے فقراء مبتلاے محن ہوے تو حضرت شیخ نے فرمایا کہ ان مظلوموں کا خون عنقریب رنگ لاے گا ' اور افغانیوں کي حکومت زیادہ عرصے تک باقي نہیں رہیگي - یہ بات مشہور ہوي تو معاندین نے حضرت شیخ کو بھي مہدویۃ سے متہم کیا اور بہت کلفت و تعب کا باعث ہوے - یہ حال دیکھکر مولانا جمال الدین نے ایک کتاب تحریر کي اور اس میں دلائل و شواہد قاطعہ سے ثابت کیا کہ حضرت سید محمد جونپوري کي ولایت حق ہے لیکن ان کے مہدي موعود ہونے کا اعتقاد باطل ہے ' اور ہماري جماعت کو اس اعتقاد باطل سے متہم کرنا مخالفین کا عناد اور منکرین کي شقاوت ہے - اس کتاب کے مطالعہ سے اگرچہ ارباب حق و صلاح کو اطمینان خاطر بہم پہنچا - لیکن معاندین کا خلاف و عناد اور بڑھ گیا - با ایں ہمہ حق تعالی ناصر و یاور تھا - اس لیے کوئي گزند نہ پہنچا سکے ' اور بالاخر تمام مخالفین کو شرمساري و خواري نصیب ہوئي " انتہی -

بہر حال خواہ اکبر کے محضر امامت کا معاملہ ہو ' خواہ اتہام مہدویۃ کا ' یہ دونوں معاملے ایسے تھے جن کي وجہ سے بلاشبہ شیخ موصوف پر

ھندوستان میں رھنا دشوار ھوگیا ھوگا - چنانچہ انھي اسباب سے ترک وطن پر مجبور ھوے ' اور مکہ معظمہ چلے گئے - صاحب تذکرہ لکھتے ھیں کہ چند سالوں کے بعد خان اعظم مرزا عزیز کوکلتاش حج کے لیے گئے - ان کو مولانا موصوف سے نہایت درجہ حسن اعتقاد تھا - سخت اصرار و التجا کرکے اپنے همراه ھندوستان واپس لے آے - لیکن عمر نے وفا نہ کي - دهلي پہنچنے کے چند ماہ بعد انتقال کر گئے - گویا قضا کو اسي کا انتظار تھا :

آخـر گل اپني صـرف در میکـدہ ھـوئي
پہنچي وھیں یہ خاک جہاں کا خمیر تھا !

اگر شیخ موصوف محضر امامت کے واقعہ کے بعد مکہ معظمہ تشریف لے گئے ھیں تو یہ واقعہ سنہ ۹۸۷ میں ھوا تھا - خان اعظم دربار اکبري کي مذھبي بے قیدیوں اور بدعتوں سے بگڑ کر سنہ ۱۰۰۰ میں مکہ معظمہ گئے اور سنہ ۱۰۰۲ میں واپس آئے ' اور شیخ کي واپسي انھي کي معیت میں ھوئي - اس سے معلوم ھوتا ھے کہ کم و بیش بارہ تیرہ برس تک وھاں قیام رھا - اتنے عرصۂ دراز تک وھاں بے نیازانہ مقیم رہ جانے سے ثابت ھوتا ھے کہ شیخ موصوف کا حال عہد اکبري کے ان دنیا پرست عالموں سے کس درجہ مختلف تھا ' جو پہلے تو دربار شاھي سے روٹھکر خانۂ خدا کا رستہ لیتے ' لیکن جب حرص دنیا چین سے بیٹھنے نہ دیتي تو تھوڑے ھي دنوں کے بعد ھندوستان کي طرف دیوانہ وار دوڑتے ' اور اسي گھر کو پیٹھہ دکھاتے جس کے لیے دنیا کو پیٹھہ دکھائي تھي :

رنجیدہ میروي ز سرکوی او سلیم
چون مي شود نیاید اگر از قفا کسے ؟

ملا عبد اللہ سلطان پوري مخدوم الملک اور شیخ عبد النبي صدر کو خود اکبر نے مکہ معظمہ بھجوایا ' لیکن پورے تین سال بھي وھاں نہ تک سکے - پھر اسکا جو نتیجہ نکلا معلوم ھے :

پھرتے ھیں داد خواہ ترے حشر میں خراب
تو پوچھتا نہیں ' تو کوئي پوچھتا نہیں !

منتخب التواریخ ایک مرقع ہے' جس میں اس عہد کے تمام ارباب عمائم و اصحاب خرقۂ و سجادہ کی تصویریں اپنے اصلی بھیس میں نظر آجاتی ہیں ' اور دیکھکر عبرت ہوتی ہے کہ بڑے بڑے مدعیان علم و زهد کو بھی دنیا پرستی نے چین سے بیٹھنے نہ دیا ' اور راہ حق پرستی میں استقامت نصیب نہ ہوئی - البتہ اهل حق و ثبات سے کوئی زمانہ خالی نہیں رهسکتا اگرچہ قلیل و غریب ہوں - حتی یاتی امر اللہ و ہم غالبون - عہد اکبری بھی ان سے خالی نہ تھا ' مگر خال خال تھے ' اور اپنے اپنے گوشوں میں سر بزانو - ایسے ہی مخصوص بزرگوں میں سے حضرت شیخ جمال الدین بھی تھے کہ مدۃ العمر دربار شاہی کے علائق سے کنارہ کش رہے ' اور علم حق کی عزت کو متاع دنیا کے معارضہ میں تاراج کرنا گوارا نہ کیا - جب دیکھا کہ زمانہ کی حالت دگرگوں ہوگئی ہے اور وقت کی حکومت دنیا سازوں اور دین بازوں کے قبضے میں چلی گئی - حتی کہ گوشہ نشینوں کے لیے بھی امن باقی نہ رہا ' تو ترک وطن پر آمادہ ہوگئے ' اور ہندوستان ہی کو چھوڑ دیا :

دامن اس کا تو بھلا دور ہے اے دست جنوں
کیوں ہے بے کار' گریباں تو میرا دور نہیں !

ارباب صدق و صفا ہمیشہ قید وطن و دیار سے آزاد رہے ہیں - خدا کی ساری خدائی ان کا وطن اور ساری زمین ان کا گھرانا ہے - جن بے نیازان دنیا و نیازمندان حق کو وطن میں رهکر بھی ناز و نعمت دنیوی کے مزے نہیں لوٹنے ہیں ' بلکہ اپنی بوریاے فقر پر قانع رهکر علم و حق کی خدمت و چاکری ہی کرنی ہے' ان کے لیے دنیا کے کسی ایک گوشے میں کیا دھرا ہے جو دوسرے گوشے میں میسر نہیں آئیگا ؟ وہ جہاں کہیں بھی رهینگے دو گز زمین اور ایک پھٹی چٹائی مل ہی جائیگی - انکے علم و حق کی جنس تو وہ متاع عالمگیر ہے ' جس کے لیے خدا کی ساری دنیا روز بازار کا حکم رکھتی ہے - وہ اپنی جھولی میں حق و صداقت کا تخم رکھتے ہیں -

ان کو لیکر جس سرزمین میں جا نکلینگے ' اپني فصل و کاشت خود تیار کرلینگے :

لا تقل دارها بشرقي نجد
کل نجد للعامرية دار !

صاحب تذکرہ لکھتے ھیں کہ ناصر الملک پیر محمد خان خانخانان اور خان اعظم کوکلتاش کو حضرت شیخ جمال الدین سے بہت عقیدت تھي - بارھا انھوں نے چاھا کہ مال و جاہ دنیوي میں سے کچھہ قبول کریں لیکن ھمیشہ انکار کیا ' اور فرمایا کہ گھر بناتے ھوے ڈرتا ھوں ' کہیں دل نہ ویران ھو جائے - عرفي نے کیا خوب کہا ھے :

من از فریب عمارت گدا شدم ' ورنہ
ھزار گنج بہ ویرانۂ دل افتادست

فصل

جن واقعات کي طرف صاحب تذکرہ نے بہ ضمن اسباب سفر مکہ اشارہ کیا ھے ' یہ عہد اکبري کے مشہور واقعات ھیں ' تاھم مناسب ھوگا کہ مختصر تشریح کردي جاے -

اکبر کي امامت کے محضر کا حال یہ ھے کہ شیر شاہ اور سلیم شاہ کے زمانہ میں دنیا پرست عالموں کي کثرت و طاقت نے ملک کے امن و سکون کو تہ و بالا کر رکھا تھا ' اور علی الخصوص اھل اللہ اور ارباب حق پر انھوں نے اپنے غرور دنیا اور نشۂ حکومت و ریاست میں بڑے بڑے مظالم و شدائد کیے تھے - جس کسي کو طلب دنیا سے مستغني اور امر بالمعروف و نہي عن المنکر میں سرگرم دیکھتے ' اپني دنیا پرستیوں کا حریف سمجھکر مخالف ھو جاتے ' اور کوئي نہ کوئي الزام تراش کر فتنۂ و مصائب میں مبتلا کردیتے - اکبر کے ابتدائي عہد تک یہي حال رھا - ان علماء حکومت میں دو شخصوں نے بہت بڑا عروج دنیاري پایا تھا - مخدوم الملک

ملا عبد الله سلطانپوري اور شیخ عبد النبي صدر الصدور (١) انهي لوگوں کے ظلم و تعصب کا ایک قتیل خاندان ملا مبارک بهي تها ' اور ملا موصوف

---

(١) بعض خوش اعتقاد بزرگوں کا خیال هے که ملا عبد النبي اور مخدوم الملک کي نسبت ملا عبد القادر بدایوني نے منتخب التواریخ میں جو کچهه لکها هے اسکو ملا صاحب کي نکته چین طبیعت کي بے اعتدالیوں اور معاصرت کے تعصب پر محمول کرنا چاهیے - لیکن ان بزرگوں کو معلوم نهیں که ملا بدایوني کے علاوه اوس عهد کے دیگر وقائع نگار بهي اس بارے میں متفق هیں ' اورگو بدایوني کي طرح بے پرده و بے باکانه لکهنے کو شیوهٔ حزم و احتیاط و تهذیب نگارش کے خلاف سمجهتے هیں ' مگر اصلیت کا صاف اقرار کرتے هیں - شاه عبد الحق محدث دهلوي سے بڑهکر محتاط و پرده پوش راوي کون هوگا ؟ اخبار الاخیـــار میں به ضمن حالات شیخ عبد القدوس گنگوهي (که شیخ عبد النبي کے جد امجد تهے) لکهتے هیں : " یکے از نبائر او شیخ عبد النبي بود که تحصیل بعضے علوم رسمیه نموده در جواني متوجه حرمین شد - و پیش بعضے از فقهاء مکه برخی از حدیث نبوي بر خواند (الفاظ پر غور کرو پیش فقها لکهتے هیں نه که پیش محدثین اور اسپر بهي " برخی ") بعد ازاں بوطن عود کرد و به تزهد و تقشف منسوب شد - با پدر و اعمام به جهت مسئلۂ توحید و سماع در افتاد ' و لاجرم باعث ایذا و کلفت بسیار شد - و این باعث شهرت او گشت - پادشاه وقت صدرے میخواست که بصفت علم و دیانت متصف باشد - به توسط بعضے اسباب و وسائل بر مسند صدارت نشست - شهرت و عزت زیاده از استحقاق داشت - چوں منصب صدارت یافت و درین امر کوس استقلال و استبداد زد ' و از مال و جاه و اعتبار زیاده از آنچه گفته شود نصیب او شد ' بادشاه را (یعني اکبر را) به وے اعتقاد عظیم پیدا شد ' و مردم بسبب آن در نظر اعتبارش بحقارت در آمدند - با اشراف و افاضل کمتر از مراتب ایشان سلوک مي نمود ' و هرکه به مزاج او راست نه شد و به معیار قبول او تمام نیامده ' محروم ماند - بعد از مرور سنین مزاج سلطنت بسبب بعضے حوادث (یعني علماء سوء کي بدعملیوں کي پرده دري اور خاندان مبارک کا عروج از دربار شاهي میں حکمت جدیده و مذهب تحقیقي کا شیوع) با وے منحرف شد و از منصب صدارت معزول گشت - اورا و ملا عبد الله سلطانپوري را

کے تبحر علمی ' فقر و استغناء ' اور بے باکانہ امر بالمعروف کی سرگرمیوں سے وہ سخت عاجز آگئے تھے - ایک عرصہ کے بعد جب حالات بدلے اور ملا مبارک

(بقیہ نوٹ صفحہ ۱۷)

کہ دانشمند بود و مقدم ذ رئیس ' و از زمان افغانان تا این زمان معتبر و معزز و ملقب بہ مخدوم الملک و بحزم و متانت و تجارت امور و جمع اموال موصوف بود (شاہ صاحب کسطرح پردے پردے میں سب کچھہ لکھہ رہے ہیں) بہ مکہ فرستادند ' و ہر دو را کہ مدتہا باہم منازع و مخالف بودند ' بصورت رفیق یکدیگر ساختہ بجانب آن بقعہ شریف روان کردند - اما باوجود آن ہرگز میان ایشان نہ در اثناے طریق و نہ در آن مقامات شریفہ اتفاق و رفع کدورت صورت بست - آخر بے صبری نمودہ رجوع نمودند و فائدہ نکرد **** الخ "

شاہ صاحب نے جو کچھہ لکھا ہے اس سے زیادہ بدایونی نے کونسی بات لکھی ہے ؟ البتہ شاہ صاحب تہذیب نگارش و طریق احتیاط و عفو پر نظر رکھکر پردے پردے میں لکھتے ہیں ' اور بدایونی اپنے جوش حق گوئی و اضطراب راست بیانی میں کسی بات کی پروا نہیں کرتے - شاہ صاحب نے مخدوم الملک کی نسبت صرف اسقدر اشارہ کردیا ہے کہ " بہ جمع اموال موصوف بود " اور یہ بس کرتا ہے ' لیکن بدایونی سے اس اشارے کی شرح ملجاتی ہے کہ انکے آبائی گھر میں بڑی بڑی پختہ قبریں تھیں - مشہور کر رکھا تھا کہ ہمارے بزرگوں کی قبریں ہیں - مرنے کے بعد حکم شاہی سے کھودی گئیں تو بزرگوں کی لاشیں تو نہ ملیں مگر سونے کی اینٹیں نکلیں ' اور فی الحقیقت چاندی سونے ہی کو علماء دنیا پرست کی بزرگی و پیشوائی پہنچتی ہے - سنہ ۹۹۰ کے حالات میں لکھتے ہیں -

" مخدوم الملک در احمد آباد درگذشت - قاضی علی از فتح پور بجہت تحقیق اموال او نامزد شدہ بہ لاہور آمد ' و چندان خزائن و دفائن پدید گشت کہ قفل شمار آنرا بہ کلید وہم نتوان کشاد ! ازان جملہ چند صندوق خشت طلا از گور خانۂ مخدوم الملک کہ بہ بہانۂ اموات دفن کردہ بود ' ظاہر شد - و آنچہ پیش مردم ماند عدد آنرا جز آفریدگار کس نداند ' و آن ہمہ خشتہا با کتب وے کہ نیز حکم خشت داشت (!) داخل خزانہ عامرہ گردید - الخ "
(جلد دوم صفحہ ۳۱۱)

می کشیدم ملے و سجادۂ تقوی بر دوش !
آہ اگر خلق شود آگہ ازین تزویرم !

کے خاندان کو عروج ہوا تو انہوں نے ان لوگوں کے زور کو توڑنا چاہا ' اور اسکي تدبیر یہ نظر آئي کہ مذہبي تعصب کي شدت کو کسي طرح کم کیا جاوے - چنانچہ حکمۃ و تحقیق جدید کے نام سے آزاد خیالي و مطلق العناني کي ہوائیں چلنے لگیں - لیکن افسوس کہ مرض کو دور کرنے کیلیے ایسا نسخہ تجویز کیا گیا جو آگے چلکر ایک دوسرے مرض کي تولید کا باعث ہوگیا - پہلے افراط تھي تو اب تفریط ہوگئي - پہلے تعصب و اوہام تھے ' تو اب انکي جگہ الحاد و بے قیدي نے نشو و نما پائي ' اور تاریخ مذہب کے ہر گذشتہ دور کي طرح اس دور میں بھي افراط و تفریط کي دو جماعتیں پیدا ہوگئیں - پہلي جماعت علماء دنیا پرست اور متعصبین جاہلین کي تھي ' جو اپني ہوا پرستیوں اور تعصب و جہالت سے اصل مذہب کو بدنام کر رہے تھے - دوسري جماعت انکے مد مقابل مدعیان تحقیق جدید و اجتہاد فکر کي تھي ' جنہوں نے حکمت و دانشمندي اور مذہب عقلي و طریق حکیمانہ کے نام سے الحاد و بے دیني اور اباحت و بے قیدي کي گرم بازاري کر رکھي تھي ' اور اہل حق و اقتصاد کا طریق ان دونوں سے الگ تھا - وہ جسطرح پہلي جماعت کے تسبیح زور اور خرقۂ سالوس سے بیزار تھے ' اسي طرح دوسري جماعت کے فریب عقل اور فتنۂ دانش و آزادي سے :

ازان دعوی بہ شیخ و برہمن ماند
کہ ہر یک داورے را مي پرستند !

یہي صورت حال آج بھي درپیش ہے - مذہب کے دکانداروں نے جہل و تقلید اور تعصب و ہوا پرستي کا نام مذہب رکھا ہے ' اور روشن خیالي و تحقیق جدید کے عقل فروشوں نے الحاد و بے قیدي کو حکمت و اجتہاد کے لباس فریب سے سنوارا ہے - نہ مدرسہ میں علم ہے ' نہ محراب مسجد میں اخلاص ' اور نہ میکدے میں رندان بے ریا - ارباب صدق و صفا ان سب سے الگ ہیں ' اور سب سے پناہ مانگتے ہیں - ان کي راہ دوسري ہے :

ہم کعبۂ و ہم بتکدہ سنگ رہ ما بود
رفتیم و صنم بر سر محراب شکستیم !

عہد اکبري میں بھي ارباب حق و صفا کا جو گروہ تھا ' وہ ان درزوں سے الگ تھا ' اور چونکہ دربار شاھي پر بدبختانہ یکے بعد دیگرے انھي دو گروھوں کا تسلط رھا ' اسلیے انکو طرح طرح کے مصائب و آلام سے دوچار ھونا پڑا - حضرۃ شیخ جمال الدین بھي انھي لوگوں میں سے تھے - خاندان ملا مبارک (یعني ابو الفضل و فیضي) نے مولویوں کا زور توڑنے کے لیے ایک تدبیر یہ کي کہ سنہ ۹۸۷ میں اپنے والد ملا مبارک سے ایک محضر طیار کرایا - مضمون یہ تھا کہ " پادشاہ خلیفۃ الزمان اور امام عہد واجب الاطاعت ھے ' اور اسکو حق پہنچتا ھے کہ مسائل مختلف فیہا میں حسب ضروریات وقت اجتہاد کرے ' اور اسکا اجتہاد واجب العمل ھے - " اصلاً تو یہ بات ٹھیک تھي - فی الحقیقت خلیفۂ وقت و ارباب حل و عقد و اصحاب شوری کو ھر عہد و دور میں حق اجتہاد حاصل ھے ' اور اسي کے سد باب نے تاریخ اسلام کے تمام مصائب کي بنیاد ڈالي - مگر مصیبت یہ تھي کہ اکبر بالکل مذھب سے بے خبر تھا ' اور اسکے مشیروں کا رنگ دوسرا تھا - نتیجہ یہ نکلتا (اور نکلا کہ) پادشاہ کي امامت و اجتہاد ' بے قیدي و الحاد کا ایک محکم ذریعہ بن جاتي ' اور بالاخر بني - اسلیے ضرور تھا کہ علماء حق کو اس محضر کے قبول کرنے میں سخت تامل ھو -

لیکن حکومت کے زور کے آگے کس کي چلتي ھے ؟ علماء سوء نے اپني بد اعمالیوں سے اپنا اثر پہلے ھي کھودیا تھا - مجبوراً سب کو دستخط کرنے پڑے - سب سے پہلے انھي گردن کشوں نے سر جھکایا جنکي رگ گردن سب سے زیادہ موٹي تھي ' اور جسکي فصد کھولنے کیلیے یہ نشتر تیز ھوا تھا ' یعني ملا عبد النبي صدر اور مخدوم الملک نے - پھر قاضي القضاۃ جلال الدین ملتاني اور شیخ عبد الحي مفتي وغیرہ سب نے بلا چوں و چرا اپني اپني مہریں ثبت کردیں ' اور علماء دربار میں سے کسي کو انکار و تامل کي جرأت نہ ھوئي - ملا عبد القادر بدایوني سنہ ۹۸۷ کے وقائع میں لکھتے ھیں :

" دریں ایام محضرے بخط و مہر مخدوم الملک و شیخ عبد النبي صدر الصدور و قاضي جلال الدین ملتاني کہ قاضي القضاۃ بود ' و صدر جہاں

مفتي کل ' و شیخ مبارک که اعلم علماء زمان بود ' و غازي خاں بدخشي که در علم معقول بے نظیر بود ' در باب تفضیل امام عادل مطلقاً بر مجتہد ' و تجویز ترجیح او روایت مرجوحه را در مسئلۂ مختلف فیها درست کردند * * * سخن در آن باطناب کشید * * * با لاخر بعضے بطوع و بعضے بکرہ بر آن محضر مہرها کردند " (جلد دوم صفحہ ۲۷۰)

هم بڑي چیز سمجھتے تھے یہ میخانے میں
نکلا ایک جام کي قیمت بھي نہ ایماں اپنا !

الله الله ! کیا انقلاب وقت ہے ! یہ وهي مہریں هیں جو کبھي علماء حق کي تکفیر و تضلیل کے فتووں پر ثبت هوتي تھیں اور انکے قتل و سلب کے فرامین کا دامن سیاہ کرتي تھیں - آج ایک آن پڑہ نوجوان کي امامت و اجتہاد کي تصدیق کر رهي هیں ' تاکہ یہ مصدقہ امامت کل کو خود انهي کے آگے آئے ' اور اپنے پہلے هي جھونکے میں انکي شیخ الاسلامي اور مذهبي فرمانروائي کا چراغ غرور گل کردے !

نہ لپٹیں نہ هوں قتل ' انصاف یہ ہے
کہ هم خود بد آموز قاتل هوے هیں !

افسوس ! هر عہد اور هر دور میں جسقدر بربادیاں هوئیں ' علماء سوء هي کے هاتھوں هوئیں - وقت اور زمانے کي شکایت بے سود ہے :

تا کے ملامت مژۂ اشکبار من ؟
یک بار هم نصیحت چشم سیاہ خویش !

سچ یہ ہے کہ عہد اکبري کے تمام فتنۂ و فساد کے اصلي ذمہ دار یہي علماء عبید الدنیا هیں ' نہ کہ ابو الفضل و فیضي - حضرۃ شیخ احمد سرهندي رحمۃ الله علیه اسي عہد کي نسبت اپنے مکاتیب میں بار بار لکھتے هیں " هر فتورے کہ دریں زمان در ترویج ملت و دین ظاهر گشته ' از شومي علماء سوء است کہ في الحقیقت شرار مردم و لصوص دین اند - اولائک حزب الشیطان - الا ان حزب الشیطان هم الخاسرون " اکبر نے تمام حاملین

مذہب کا یہ حال دیکھا تو سرے سے مذہب ہي کو خیرباد کہدینا چاہا - خود ابو الفضل و فیضي کو بھي انھي لوگوں نے اپني ہوا پرستیوں اور ظلم و عدوان کے نمونے دکھلاکر اس طریقہ میں آنے کي دعوۃ دي تھي، جسکي بے اعتدالیاں دیکھہ دیکھہ کر وہ خود بھي متاسف ہوتے ہونگے کہ مقصود کیا تھا اور کیا سے کیا ہوگیا ؟ اُنھوں نے علماء سوء کے غرور و پندار کا بت توڑنے کیلیے ایک دوسرا بت طیار کیا ، جسکا نام اکبر تھا - لیکن آگے چلکر خود اسي بت کي پرستش شروع ہوگئي - فیضي نے اگر علماء وقت کي نسبت یہ کہا تھا تو کیا غلط کہا تھا ؟

زباں کشیدہ بدار القضاء عجب و ریا
شہود کــذب ز دعوا گــران ایمـــاني
اگر حقیقت اسلام در جہان اینست
ہزار خنـــدۂ کفرست بر مسلماني !

دار الحکومت کے علماء دربار نے جب اس محضر کي تصدیق کردي تو ضرورت ہوئي کہ ملک کے سر برآوردہ علماء کو بھي قابو میں لایا جاے - دار الحکومت کے بعد سب سے بڑا مقام دہلي تھا ، اور مرکز علم ہونے کے اعتبار سے اسپر فائق - وہاں کے اصحاب درس و تدریس میں مولانا شیخ جمال الدین ممتاز تھے - معلوم ہوتا ہے کہ اسي محضر پر دستخط کرنے کیلیے شیخ موصوف کو مجبور کرنا چاہا ، لیکن جیسا کہ اوپر گذرچکا دربار کي طاقت اور علماء وقت کا اجتماع انکو مرعوب نہ کرسکا ، اور صاف انکار کردیا - شیخ موصوف کي زندگي کا یہ واقعہ نہایت اہم ہے ، اور اس سے اُن کي حق پرستي اور بے لوث زندگي کا اندازہ کیا جاسکتا ہے - اس محضر پر دستخط نہ کرنا گویا اپني زندگي سے ہاتھہ دھونا تھا ، اور دربار وقت کو اپني مخالفت کا یقین دلانا - یہ وہ پرشور و نازک وقت تھا کہ بڑے بڑے دینداروں کے قدم ڈگمگا گئے تھے ، مگر سچ یہ ہے کہ اللہ تعالی قیام حق کیلیے جن اہل اللہ کا شرح صدر کردیتا ہے ، اُنکي استقامت کو کوئي طاقت متزلزل نہیں کرسکتي الا ، ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم و لا ہم یحزنون !

فصل

دوسرا واقعہ جسکي طرف صاحب تذکرہ نے اشارہ کیا ھے ' وہ معاملہ ھے جو حضرۃ شیخ داؤد اور مخدوم الملک ملا عبد اللہ سلطانپوري میں ھوا تہا - مناسب ھوگا کہ اسکي مختصراً تشریح کردي جاے - شیرشاھي و سلیم شاھي عہد کے اکابر اولیاء اللہ میں سے ایک بزرگ شیخ داؤد جہني وال تھے - انکے آباء کرام عرب سے ھندوستان آئے اور ملتان میں قیام کیا - انکي ولادت وھیں ھوئي ' لیکن ایک عرصے کے مجاھدات و ریاضات کے بعد جب ھدایت و ارشاد خلق اللہ کي طرف توجہ ھوئي تو موضع جہني علاقۂ لاھور میں گوشہ نشیني اختیار کرلي ' اور اپني پاک نفسي اور قوۃ رباني کے جاذبہ سے ھزاروں لاکھوں طالبان حق کے دلوں کو کھینچ لیا - یہ اُس عہد پر فتن و فساد کے اُن مخصوص بزرگان حق میں سے ھیں جو مدۃ العمر اپني بوریاے فقر پر قانع و منقطع رھے اور دنیاے فاني کي دلفریبیاں کبھي انکي جمعیۃ خاطر کو پراگندہ نہ کرسکیں - منتخب التواریخ ' اخبار الاخیار ' تذکرۃ الواصلین ' طبقات اکبري ' روضۃ العلماء وغیرہ میں انکے مفصل حالات درج ھیں ' اور سب یک زبان ھوکر لکھتے ھیں کہ اعلان حق اور امر بالمعروف میں تیغ بے نیام تھے ' اور کسي حال میں اپنے تئیں وعظ و نصیحت اور تذکیر و ارشاد حق سے معاف نہیں رکھتے تھے - علي الخصوص اُن عالمان بے عمل اور صوفیان ریا کار سے سخت بیزار تھے جو حب جاہ اور عشق مال و متاع دنیوي میں سرگشتۂ و ھلاک ھوگئے ' اور ادعاء علم و مشیخت کو اپني دکان آرائي اور دنیا طلبي کا وسیلہ بنالیا - اکثر کہا کرتے تھے کہ جن علماء نے بادشاھوں اور امیروں کو اپنا قبلۂ و کعبہ بنالیا ھے ' ان سے وہ مکھي ھزار درجہ افضل ھے جو نجاست پر بیٹھتي ھے - پھر یہ رباعي پڑھتے :

آن کس کہ ز غوغا نہ رھد واے بــرو
بر خلق جہان دل بدھد ' واے بــرو

در دست فقیر نیست نقدے جز وقت
آن نیز گر از دست دهد ' واے برو!

علماء سوء اور بندگان دنیا کي مخالفت و برهمي کیلیے اس سے بڑهکر اور کیا بات هو سکتي هے که ایک درویش شکسته حال اپني پهٹي چٹائي پر بیٹهکر اُنکے اُس جاه و جلال دنیوي کو نظر حقارت سے دیکھے جو دین فروشي کے بدلے حاصل کیا گیا هے ؟ اور آلودگیوں اور آلائشوں کے جن دهبوں کو انهوں نے نقش و نگار عزت سمجهکر اپني آستین و دامن میں جگه دي هے ' انکو ناپاکي کا داغ اور نجاست کا دهبه بتلاے ؟ هر دور اور هر زمانے میں یهي چیز هے جس نے فقهاء دولة اور علماء دربار کو فقراء حق کا دشمن بنادیا هے ' اور پهر اس مخفي کینهٔ و حسد کو کام میں لانے کیلیے طرح طرح کے نام نهاد مذهبي الزام و حیل پیدا کرلیے گئے هیں - چونکه پادشاه اور عوام دونوں ان لوگوں کے قبضے میں هوتے هیں ' اسلیے جب چاهتے هیں پولیٹیکل خطره دکهلا کر پادشاه وقت کو ' اور مذهبي الزام تراش کر عوام کو بهڑکا دیتے هیں - سلیم شاه کے عهد میں جب مخدوم الملک شیخ الاسلامي کي مسند حکومت پر متمکن هوے ' اور اهل الله اور داعیان حق کي ایذا و هلاکت پرکمر باندهي ' تو حضرة شیخ داؤد پر بهي نظر پڑي - انهوں نے اپنے جوش حق گوئي میں بارها مخدوم الملک وغیره علماء دربار کو دنیا طلبیوں اور فقراء حق کي مخالفتوں پر ملامتیں کي تهیں - اب اسکا انتقام لینا چاها ' اور چونکه یه دوسرے دنیا طلب مشائخ کي طرح انکي شیخ الاسلامي کے آگے نهیں جهکے تهے اسلیے اور زیاده بر سر مخالفت هوگئے - بدایوني منتخب التواریخ میں لکهتے هیں که جس زمانے میں مخدوم الملک نے بعض اکابر اهل الله کو طرح طرح کے فتنے اٹهاکر قتل کرایا تو انکي طرف بهي مخالفانه عزم سے متوجه هوے ' اور گوالیار سے سلیم شاه کا فرمان بهجواکر طلب کرایا - یه تنها ایک دو خادموں کو لیکر روانه هوے اور گوالیار سے باهر ملاقات هوئي ' لیکن شیخ کو دیکهکر اور انکي باتیں سنکر بهت متاثر هوے اور کها که " ازین روے دروغ نیاید " شیخ نے چند کلمے وعظ و نصائح کے فرماے ' اور عزت و احترام

کے ساتھہ واپس کردیے گئے - بدایونی نے واضح طور پر نہیں لکھا ھے کہ مخدوم الملک نے انپر بظاھر الزام کیا لگایا تھا، اور وجہ مخالفت و طلبی کیا قرار دی تھی ؟ ملاقات کی گفت و شنود لکھتے ھوے صرف اسقدر لکھا ھے :

" بعد از حرف و حکایت پرسیدند کہ تقریب طلب فقراء منقطع چہ بود ؟ مخدوم الملک گفتہ کہ مریدان شما را شنیدم کہ در وقت ذکر گفتن یا داؤد یا داؤد می گویند - جواب دادند کہ مگر اشتباہ در سماع رفتہ باشد - والا این جماعۃ ظاھراً یا ودود یا ودود می گفتہ باشند " - (جلد سوم صفحہ ۳۲)

بظاھر یہ بات تو کچھہ وقیع معلوم نہیں ھوتی ، لیکن عجیب بھی نہیں - اس گروہ کے مکر و حیل کے کاروبار بہت وسیع و پیچیدہ ھیں - عجب نہیں کہ اسی راہ سے مصیبت میں پھنسادینے کا قصد ھو ، اور " یا ودود " کو " یا داؤد " بناکر فتنہ اٹھانا مقصود ھو - لیکن تذکرۃ الواصلین کی تصریح سے معلوم ھوتا ھے کہ شیخ پر مہدوی ھونے کا بھی گمان کیا گیا تھا ، اور مخدوم الملک نے اسی کو بناے مخالفت و فتنہ انگیزی قرار دیا تھا - اتنی اصلیت اسمیں ضرور تھی کہ وہ سید محمد جونپوری کی ولایت و بزرگی کے معترف تھے ، اور مولانا جمال الدین نے اسکے اثبات میں ایک کتاب بھی لکھی تھی - اس کتاب میں اگرچہ مہدویۃ کے عقائد کو باطل قرار دیا تھا ، لیکن خود سید محمد جونپوری کی علانیہ حمایت کی تھی - علاوہ بریں حضرۃ شیخ عبد اللہ نیازی اور شیخ علائی کے واقعہ میں بھی انکی راے مخدوم الملک وغیرہ علماء دربار کے موافق نہ تھی اور جو سلوک ان دو بزرگوں کے ساتھہ کیا گیا اسکو سخت ظلم و فساد قرار دیتے تھے - اخبار الاخیار کے ایک اشارے سے بھی اس کی کچھہ کچھہ تصدیق ھوتی ھے - یہ الزام اُس وقت کے حالات کے لحاظ سے واقعی ایسا الزام تھا کہ اگر چل جاتا تو شیخ کیلیے بھی وہ جام شہادت طیار تھا ، جو مخدوم الملک کے ھاتھوں بعض دیگر اھل اللہ کو پینا پڑا -

فصل

شرح اس اجمال کي يه هے که اُس زمانے ميں مہدوي فرقۂ کا نيا نيا چرچا هر طرف پهيلا هوا تها ' اور علماء دربار کے ليے اس فرقه کے قتل و سلب اور تکفير و تضليل کا مشغله سب سے زيادہ دلپسند اور کامياب مشغله تها - ان لوگوں کو هر زمانے ميں اپني دلبستگي و حکمراني کيليے فرقه آرائي اور جنگ و قتال مسلمين کا کوئي نه کوئي مشغله ضرور ملنا چاهيے - اسوقت کے مناسب حال اس سے بڑهکر اور کوئي مشغله نہيں هو سکتا تها -

يه فرقه سيد محمد جونپوري کي طرف منسوب هے' جنکي نسبت بيان کيا جاتا هے که مہدي هونے کے مدعي تهے - اگرچه آگے چلکر اس فرقه کے عقائد ميں بہت سي نئي نئي باتيں اور حد غلوء سے بهي گذرے هوے اعتقادات شامل هوگئے ' ليکن ميرا خيال هے که اسکي بنياد صداقت و حق پرستي پر پڑي تهي - يعني دعوة و تبليغ حق و احياء شريعة و قيام فرض امر بالمعروف و نهي عن المنکر اسکا مقصد اصلي تها ' اور خود سيد محمد اور انکے پيروؤں کي پہلي جماعت کے اکثر بزرگ بڑے هي پاک نفس اور خدا پرست لوگ تهے - اس قسم کے معاملات هميشه ابتدا ميں کچهه هوتے هيں اور آگے چلکر کچهه اور بنجاتے هيں ' اور فتنۂ غلوء و تاويل پچهلي امتوں کي طرح اس امة کي هر جماعت کيليے بهي ايک بڑا فتنه رها هے يہي حالت اس جماعت کو بهي پيش آئي ' اور رفته رفته اسکي بنيادي صداقت اخلاف کے غلوء و محدثات ميں گم هوگئي -

سيد محمد جونپور کے رهنے والے تهے - سنه ۸۴۷ هجري ميں پيدا هوے - انکے اشد شديد مخالف بهي معترف هيں که علوم رسميه کے ساتهه زهد و درويشي اور ورع و تقوى ميں اپنا جواب نہيں رکهتے تهے - شيخ علي متقي (که سيد کے معاصر اور سخت مخالف هيں اور انکے رد ميں رساله لکها

هے) تسلیم کرتے هیں کہ انکا ابتدائي عہد کمال زهد و تقشف اور استغراق و استہلاک باطني میں گذرا - سات سال تک یہ حال رها کہ پے درپے روزہ رکھتے اور تن تنہا ایک گوشے میں پڑے رهتے - اسي اثناء میں انپر ایک سانحہ وارد هوا اور معلوم هوا کہ "انتَ المهدي" کي صدا آ رهي هے - برسوں تک متامل رهے' اور جب پے درپے یہي معاملہ پیش آیا تو اپنے مہدي هونے کا اعلان کیا - نویں صدي کا وہ زمانہ جو اکبر سے پہلے گذرا' هندوستان میں سخت بد امني و طوائف الملوکي کا زمانہ تہا - روز روز پادشاهتیں بنتي اور بگڑتي تہیں' اور کوئي مرکزي حکومت باقي نہیں رهي تهي جو احکام شرع کے اجراء و قیام کي ذمہ دار هوتي - علماء حقاني بہت کم تهے' اور علماء دنیا هر طرف پهیلے هوے تهے - دنیا طلبي اور مکر و زور کي گرم بازاري تهي' اور سب سے زیادہ یہ کہ جاهل صوفیوں کي بدعات و منکرات نے ایک عالم کو گمراہ کر رکھا تھا - یہ حال دیکھکر سید موصوف نے احیاء شریعۃ اور قیام امر بالمعروف کا غلغلہ بلند کیا' اور لوگوں سے کہا کہ اب نہ کسي مجاهدہ کي ضرورت هے اور نہ ذکر و شغل کي - سب سے بڑا مجاهدہ یہي هے کہ خلق اللہ کو سیدهي راہ پر لگاؤ' اور احکام شرعیہ کے قیام کي راہ میں اپني جانیں تک لڑا دو - عشق کي صداقت اور قلب کي پاکي نے انکي دعوۃ و تذکیر میں ایسي تاثیر بخشي تهي کہ تهوڑے هي عرصے میں هزاروں آدمي حلقۂ ارادت میں داخل هوگئے' اور متعدد سلاطین وقت نے انسے بیعت کي - ان لوگوں کے طور طریق کچھہ عجیب عاشقانہ و والہانہ تهے' اور ایسے تهے کہ صحابۂ کرام کے خصائص ایماني کي یاد تازہ کرتے تهے - عشق الہي کي ایک جاں سپار جماعت تهي جس نے اپنے خون کے رشتوں اور وطن و زمین کي فاني اُلفتوں کو ایمان و محبت کے رشتہ پر قربان کردیا تها' اور سب کچھہ چهوڑ چهاڑ کر راہ حق میں ایک دوسرے کے رفیق و غمگسار بنگئے تهے - امیر و فقیر' اعلی و ادنی' سب ایک حال اور ایک رنگ میں رهتے' اور بجز خلق اللہ کي هدایت و خدمت اور احکام شرع کے اجراء و قیام کے اور

کسي کام سے واسطه نه رکھتے - ایک حکم یه تھا که پہلي منزل هجرۃ کي هے - جو اس راه میں قدم رکھے ' سب سے پہلے چاهیے که قید وطن سے آزاد هو ' اور گھر بار چھوڑ کر اپنے برادران طریقت کا ساتھي بن جاے - دوسري منزل ترک مال کي هے - لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون - پس مال کسي ایک فرد واحد کا نہیں هوسکتا - جس کے پاس جو کچھه هو اپنے رفیقان طریق میں بانٹ دے - تیسري منزل ترک جان کي هے - فتمنوا الموت ان کنتم صادقین - پس هر وقت راه حق میں سر بکف رهو ' اور اعداء شریعة و حق اگر فرقان و میزان کے آگے نه جھکیں تو قوة حدید سے کام لو - فیه باس شدید ! اور اسمیں شک نہیں که یه جتني باتیں تھیں حق تھیں - آگے چلکر نادان معتقدوں نے انکو کچھه سے کچھه بنا دیا : ان الله اشتری من المومنین انفسهم و اموالهم بان لهم الجنه :

ترک جان ' و ترک مال ' و ترک سر '
در طریق عشق اول منزل ست !

یه تمام حالات انکے موافقین اور مخالفین سب نے لکھے هیں - مثلاً مخالفین میں شیخ علي متقي ' شیخ ابن حجر مکي ' شیخ عبد الحق محدث ' اور شیخ اسعد مکي وغیرهم ' اور موافقین میں خود انکے معتقدین مثلاً اخوند میر ' شیخ دلاور ' شهاب الدین ' میاں قاسم ' اور صاحب شواهد و مطلع الولایة وغیرهم - لیکن معتقدین نے ان امور پر قوانین شرع کا رنگ چڑھا دیا - مثلاً سید محمد نے تکمیل انقطاع و ایثار و محبت کیلیے مال تقسیم کردینے کا حکم دیا تھا - انھوں نے اسکو یہانتک بڑھایا که جب مال سب کا حق هے تو پھر ورثه اور ترکه کیسا ؟ عزیز و اقارب کو بھي کچھه نہیں ملنا چاهیے - اور پھر اسکو قانون توریث کے مقابلے میں ایک قانون شرعي سمجھا - مخالفین نے اسکا رد کیا که یه شریعت سے انحراف هے اور حکم توریث کو که نص قطعي سے ثابت هے باطل کرنا هے ' اور پھر اسکو تکفیر و تفسیق کیلیے حجت ٹھرایا - اسطرح موافق و مخالف ' دونوں اصلیت

سے دور جا پڑے' اور دونوں میں سے کسي نے بھي اس مصلح مظلوم کے ساتھہ
انصاف نہ کیا - افسوس کہ یہ معاملہ بہتوں کے ساتھہ پیش آیا ھے - بلکہ
یوں کہنا چاھیے کہ دنیا کي تاریخ ھدایت و اصلاح امم کي نصف گتھیاں
اسي سوء فہم اور تاویل و تعبیر باطل کي اولجھائي ھوئي ھیں - پہلوں نے
کچھہ کہا تھا اور پچھلوں نے کچھہ سمجھا - معتقدین نے غلوء کیا اور مخالفین
نے تعصب و تشدد ! ظلمات بعضها فوق بعض - اور اس تاریکي میں اصل
حقیقت گم ھوگئي - اصحاب طریق و معارف کي باتوں کے سمجھنے کیلیے
بھي دل صافي اور فہم مستعد و عالي چاھیے - صرف مدرسوں کي دماغ
سوختگي اور تسبیح و سجادہ کي دکان آرائي سے یہاں کام نہیں چلتا :

چو بشنوي سخن اهل دل مگو کہ خطاست
سخن شناس نۀ' دلبرا خطا اینجاست !

تاریخ عالم کي پراني سے پراني گمراھي کا بھي سرچشمہ اگر ڈھونڈھا
جاے تو یہي سوء فہم کا فتنہ نکلیگا - بتلانے والوں نے کیا کہا تھا اور سمجھنے
والوں نے کیا سمجھا ؟ ھمارا عقیدہ ھے کہ دنیا کے تمام بانیان ادیان و ملل
میں سے کسي نے بھي شرک و انسان پرستي کي تعلیم نہیں دي تھي -
پراني سي پراني بات جو دنیا میں کہي گئي ھے صرف سچائي اور خدا
پرستي ھے - لیکن معلوم ھے کہ انکے ماننے والوں نے شرک و بت پرستي کا
راستہ اختیار کیا اور اپني ساري کج فہمیوں کو اُنھي کي جانب منسوب کردیا -
جب انبیاء کرام علیہم السلام کے ارشادات محکمہ کو انکے پیرو نہ سمجھے اور
حضرۃ مسیح علیہ السلام کي صاف صاف تمثیلوں کو کیا سے کیا بنادیا ' تو
پھر عامۀ مصلحین امۃ و صلحاء طریق کہ بیچارۀ کار و درماندۀ احوال و دل
باختۀ کشاکش تلوین و تمکین ھیں' اس فتنہ سے کیونکر بچ سکتے ھیں ؟

آنکس ست اهل بشارت کہ اشارت داند
نکتہا هست بسي' محرم اسرار کجاست ؟

غرضکہ علماء سوء اور مشائخ دنیا پرست پر ان لوگوں کي بے پردہ حق
پرستیاں بہت گراں گزریں - جو لوگ صداقت پسند تھے ان میں سے بھي

بعض غلط فہمیوں میں مبتلا ہوگئے - نتیجہ یہ نکلا کہ ہر طرفسے مخالفت
ہونے لگی - پہلے تضلیل و تکفیر کا سلسلہ چلا ' پھر قتل و سلب تک نوبت
پہنچی - مخالفت کا بڑا سبب یہ ہوا کہ یہ لوگ اعلان حق میں بڑے ہی
بے باک و شدید تھے ' اور سب سے زیادہ علماء دنیا کو انکی ہوا پرستیوں اور
غفلتوں پر سرزنش کرتے تھے - یہی چیز ہر زمانے میں ہر مصلح کو علماء
عہد کی نظروں میں مبغوض بنا دیتی ہے ' اور مصیبت یہ ہے کہ بغیر اسکے
چارہ بھی نہیں - جب مخالفت کا بہت زور ہوا تو گجرات چلے گئے - سلطان
محمود کلاں صورت دیکھتے ہی معتقد ہوگیا ' لیکن علماء نے وہاں بھی
مخالفت کی - مجبوراً حجاز و عرب کا رخ کیا - وہاں سے ایران گئے - سلطان
اسماعیل صفوی کا زمانہ تھا - اسنے ہجوم خلائق دیکھا تو نکل جانے کا حکم
دیا - ہندوستان کی طرف دوبارہ آرہے تھے کہ فراہ میں انتقال ہوگیا - ملا
عبد القادر بدایونی سنہ ۹۱۱ کے واقعات میں لکھتے ہیں :

" و درین سال میر سید محمد جونپوری قدس اللہ سرہ از اعاظم اولیاء
کبار کہ دعوئ مہدویۃ از سر پر زدہ بود ' هنگام مراجعت از مکہ معظمہ بجانب
ہند در بلدۂ فراہ داعی حق را لبیک فرمود - قاضی حسین زرگر قندهاری
کہ فقیر او را و او میر را ملازمت کردہ بود ' این تاریخ یافتہ :

گفتا کہ برو ' ز شیخ کن استفسار "

سید موصوف کا معاملہ عجیب ہے اور طرح طرح کے دعاوی و شطحیات
انکی جانب منسوب کیے گئے ہیں - معتقدین کی باتیں تو قابل توجہ نہیں
کہ لوگ جس کسی کو پیشوا مانتے ہیں اسکو خدا بنائے بغیر نہیں چھوڑتے ' اور
اگر بہت احتیاط کی تو نبوت تک پہنچا کر چھوڑا - لیکن بعض قریب العہد
اور قابل اعتماد راویوں نے بھی اس قسم کی باتیں لکھدی ہیں کہ اول نظر
میں طبیعت کو خلجان ہوتا ہے - شاہ عبد الحق محدث دہلوی لکھتے ہیں :

" در اعتقاد سید محمد جونپوری ہر کمالیکہ محمد رسول اللہ صلعم داشت
و رسید ' سید محمد را نیز بود - فرق همین ست کہ آنجا باصالۃ بود و اینجا
بہ تبعیۃ - و بہ تبعیۃ رسول بجائے رسیدہ کہ همچو او شد " -



[صاحب] کي یہ عبارت دیکھکر مجکو خیال ہوا کہ ہمارے زمانے میں [مرزا] صاحب قادیاني کے معتقدین میں سے ایک بڑا گروہ یہي مرزا صاحب کي نسبت بعینہ یہي اعتقاد رکھتا ھے ، اور اسي اصالۃ و تبعیۃ کے فرق پر اپنے تمام غلو و اغراق کي بنیاد رکھي ھے - و ما اشبہ اللیلۃ بالبارحہ -

لیکن شاہ صاحب نے یہ نہیں لکھا ھے کہ سید موصوف نے یہ بات خود کہي یا انکے مریدین و معتقدین کا استنباط اور پیر پرستانہ منقبت سرائي ھے - خود سید موصوف نے کوئي کتاب نہیں لکھي - ام العقائد جو انکي جانب منسوب ھے وہ بھي انکے مریدوں کي لکھي ہوئي ھے - صاحب " ہدیۂ مہدویہ " نے اسکي عبارتیں نقل کي ھیں اور انمیں بلا شبہ اس طرح کي باتیں پائي جاتي ھیں ، لیکن قطع نظر وسعت میدان تاویل کے اُن کا انتساب خود سید محمد کي جانب مشکوک و محل نظر ھے - بہرحال اس قسم کي باتیں دو حال سے خالي نہیں - یا تو معتقدین کا غلوّ و افراط اور سوء فہم و زیغ نظر ، و ضلالت استنباط و استدلال ھے ، یا بصورت ثبوت اس طرح کي تمام باتوں کو غلبۂ سکر و احوال یا فریب سوانح و مشاہدات کا نتیجہ سمجھنا چاھیے جو اس راہ کے بڑے بڑے کاملین و واصلین تک کو پیش آے ھیں ، اور بہتوں کا معاملہ دعاوي و شطحیات تک پہنچ گیا ھے - و کلام السکاری یحمل و یصرف عن الظاھر - کسي نے اسي عالم میں کہا : " لوائي ارفع من لواء محمد " اور " سبحاني سبحاني ما اعظم شاني " - کوئي پکار اٹھا " لیس في جبتي الا اللہ " اور کوئي بول اٹھا " بطشي اشد من بطش اللہ " یہ بھي کہا گیا کہ " خضنا بحراً وقف الانبیـــاء علی ساحلہ " اور یہ تو مشہور و معروف ھے کہ " قدمي ھذہ علی رقبۃ کل ولي اللــہ "

نہ مــن تنہــا درین میخانــہ مستــم
جنید و شبلي و عطار ہم مست !

جب ان تمام اقوال کو لوگ سنتے ھیں ، مگر یا تو انکو مصروف عن الظاھر قرار دیکر تاویل کرتے ھیں ، یا " اوھام و خیالات تربي بہا اطفال الطریقہ " کہکر

چشم پوشي کر جاتے هیں ' اور یا پهر حوالۂ مغلوبیت سکر و حال کرکے خاموش هو جاتے هیں ' کیونکه صاحبان اقوال کے دیگر اقوال و اعمال صالحه اور وصول و حصول مراتب عرفان و حقیقت کے شواهد انکے سامنے هیں ' تو پهر حضرۃ سید محمد جونپوري نے کیا قصور کیا هے که بارجود کمال زهد و ورع و اتباع شریعت و قیام امر بالمعروف و نهي عن المنکر و ایثار في الله و لله کے جس سے کسي موافق و مخالف کو انکار نہیں ' انکو حسن ظن اسلامي کا مستحق نه سمجھا جاے ' اور صرف چند کلمات غریبه کي بنا پر جنکي اصلیت نہیں معلوم کیا هے ' لست مؤمناً پر اُتر آئیں ؟ و هلا شققت قلبه ؟

لاله ساغر گیر و نرگس مست و بر ما نام فسق !
داوري خواهم مگر یارب کرا داور کنم ؟

قل لو کنتم تملکون خزائن رحمة ربي لامسکتم خشیة الانفاق -

فصل

اصل یه هے که اصحاب احوال و طریق کے معاملات کچهه عجیب و غریب واقع هوے هیں ' اور یه قوم اپنے کلمات و اقوال غریبه کیلیے بہت سے عذرات پیش کرتي هے - اهل حق و انصاف نے اُن عذرات کو قبول کیا هے ' مگر جو لوگ ذوق حقیقت سے محروم اور سجن الفاظ و صورت میں محبوس هیں ' اُنکا فهم نارسا وهاں تک نہیں پہنچتا ' اور " رایت اسداً یرمي " سنکر شیر کے پنجے اور ناخن ڈهونڈهنے لگتے هیں - بلا شبه خواطر و احوال کیلیے شریعت الهي اور علوم انبیاء کرام محک رد و قبول و معیار ظن و یقین هیں ' لیکن اکثروں کو مغلوبیت سکر و سرگشتگي حال میں اسکا هوش هي نہیں رهتا که اس کسوتي کیلیے هاتهه بڑهائیں - یه سخت غلطي هے مگر وہ کہتے هیں که هماري درماندگي و معذوري پر بهي نظر رهے :

سقوني و قالوا لا تغن ' و لو سقوا
جبال سراۃ ما سقیت ' لغنت !

جب حواس ظاهري کا عذر مسموع ھے اگر حاسۂ بصر سراب کو دریا سمجھہ لے ' اور ارباب قیل و قال و فقہاء و متکلمین کیلیے باب تاویل مفتوح ھے اگر راے و قیاس میں غلطي کرجائیں ' تو پھر اصحاب احوال نے کیا قصور کیا ھے کہ انکي لغزش فہم و اشتباہ احوال و غلطي استنباط ناقابل معافي و عفو ھو؟ فیا للہ و یا للعقول ! جن نفوس قدسیہ کي ساري زندگیاں زھد و انقطاع حقیقي ' وکمال مرتبۂ عرفان و محبت الہي ' و اعمال صالحۂ و حقہ ' و ترک ماسوی اللہ میں بسر ھوجائیں ' انکي ایک غلطي بھي در خور عفو و تاویل نہو ' لیکن جن علماء دنیا و فقہاء دولۃ کي ساري عمریں یکسر دنیا سازي و دین بازي و مکر و حیل و فساد و زور و ھوا پرستي و زھد ریائي میں ضائع جائیں اور جنکو بقول علامۂ شوکاني اھل اللہ سے وہ نسبت ھو کالبھیمۃ بالنسبۃ الی الانسان ' او کالانسان بالنسبۃ الی الملائکہ (۱) انکو پورا حق حاصل ھو کہ اپني خود ساختہ مسند افتاء پر بیٹھکر کفر و قتل کا فتوی لکھیں اور وہ پا بجولان حربي کفار و مشرکین کي طرح انکے سامنے لائے جائیں !

یا سـالـکا بین الاسنـۃ و القنـا
انـي اشـم علیـک رائحـۃ الـدم

بڑي دقت ان لوگوں کو معاني کي فراواني و وسعت اور الفاظ کي تنگ نائي و ناساعدت سے پیش آتي ھے - ناچار ھنگام تعبیر و بیان جو الفاظ سامنے آ جاتے ھیں ' انھي سے کام لینا پڑتا ھے - نافہموں کیلیے وہ الفاظ فتنہ بن جاتے ھیں - معتقدین مقلدین انکو حجۃ گردانتے ھیں ' اور منکرین متعصبین آلۂ انکار و تکفیر - لیکن ارباب حق و اقتصاد یا تو انکي تاویل کرتے ھیں ' یا انکے معاملے کو عالم السرائر کے حوالے کر دیتے ھیں - البتہ عمل و اعتقاد ھر حال میں احکام شریعۃ و ظواھر نصوص کتاب و سنت پر ھے ' اور انکے سوا کوئي نہیں جو محک حق و باطل و حجۃ و برھان ھو - و العصمۃ

---

(۱) علامۂ شوکاني نے یہ اپنے رسالہ قطر الولي شرح حدیث ولي مندرجۂ کتاب التواضع بخاري میں لکھا ھے -

للانبياء و من عداهم قد يخطي و يصيب ' فمن ظن انه يكتفي بما وقع في خاطره مما جاء به الرسول ' فقد ارتكب اعظم الخطاء و ضل ضلالا مبينا -

فصل

کیا خوب فرمایا ہے حجة الاسلام علامة ابن قیم نے اعلام میں ' اور گویا ایک ایسا اصل الاصول بتلا دیا ہے جسکے بعد اس راہ کی ساری مشکلات معدوم ہوجاتی ہیں کہ " لا بد من امرین ' احدهما اعظم من الاخر و هو النصيحة لله و لرسوله وكتابه و تنزيهه عن الاقوال الباطلة المناقضة ' و الثاني معرفة ائمة الاسلام و مقاديرهم و حقوقهم و مراتبهم ' و ان فضلهم لا يوجب قبول كل ما قالوا و لا يوجب اطراح اقوالهم " الخ -

یعنی صحیح راہ حق و اعتدال کی یہ ہے کہ دو اصل ہیں ' اور دونوں کا ملحوظ رکھنا ضروری - ایک یہ کہ ہر حال میں کتاب و سنة اور نصوص شرعیہ کو مقدم رکھنا چاہیے اور اسی پر حکم و عمل کرنا چاہیے - دوسری یہ کہ تمام ائمۂ اسلام اور علماء حق سے حسن ظن اور محبت و ارادت رکھنی چاہیے اور انکے مراتب و حقوق کی رعایت سے کبھی غافل نہ ہونا چاہیے - یہی دو اصل ہیں جنکے توازن و تناسب کو باعتدال ملحوظ نہ رکھنے سے ساری مصیبتیں پیش آتی ہیں' اور بدبختانہ لوگوں نے ہمیشہ انہی میں افراط تفریط کی ہے ' یا دونوں میں سے صرف کسی ایک ہی کے ہو رہے ہیں - ایک جماعت احکام و نصوص شرعیہ کے اتباع و تقدیم کا یہ مطلب سمجھتی ہے کہ جہاں کسی اہل علم و حال کا کوئی قول بظاہر کسی حکم و نص کے خلاف نظر آیا ' بلا تامل تضلیل و تکفیر پر آمادہ ہوگئے اور جھٹ حکم لگا دیا کہ وہ منکر شریعة ہے' اگرچہ اُس نے اپنی ساری زندگی شریعة کے علم و عمل میں بسر کردی ہو - دوسری جماعت نے ائمۂ و اکابر دین کی پیروی اور محبت و اعتقاد کے یہ معنی سمجھے کہ احکام و نصوص کو اُنکا تابع و محکوم بنا دیا ' اور چند غیر

معصوم انسانوں کی خاطر کتاب و سنة کو ترک کرکے اتخذوا احبارهم و رهبانهم

ارباباً من دون الله کي سرحد سے قريب هوگئے - اس دوسري جماعت کا عجيب حال هے - يه جب کبهي اپنے پيشواؤں کے کسي قول کو احکام و نصوص شرعيه کے خلاف ديکهتي هے تو اسکي جرأت اپنے اندر نهيں پاتي که قرآن و سنة کو مقدم رکهکر اس قول مخالف کي تاويل کرے ' اور اس طرح شريعة الهي کو بهي اپني جگه چهوڑنے کي زحمت نه دے اور پيشوايان اسلام کے دامن کو بهي مخالفت شريعة کے دهبه سے بچالے' بلکه برعکس اسکے کوشش کرتي هے که اپنے پيشواؤں کي باتوں اور رايوں کو مقدم رکهکر کسي نه کسي طرح قرآن و حديث کو انکے مطابق کر دکهاے ' اگرچه ايسا کرنے ميں تاويل نصوص ' تحريف نصوص تک پهنچ جاے ! پهلي راه باعتبار اصل کے راه يهود هے اور دوسري راه نصارى' اور اسلام نے دونوں کو بند کرنا چاها که غير المغضوب عليهـم و لضاليـن اور ايک حديث ميں مجددين امة کا يه کام بتلايا که " ينفون عنه تحريف الغالين و انتحال المبطلين و تاويل الجاهلين "
(۱) سو پهلي راه انتحال المبطلين کي هے اور دوسري تاويل الجاهلين کي - پهلي جماعت کو گمراهي نے بغض و انکار کا چهره دکهلا کر بهٹکايا ' اور دوسري کو محبت و اتباع کے نقاب ميں آکر' اور دنيا ميں جسوقت سے نوع انساني آباد هوئي هے ' هميشه گمراهي کے يهي دو بهيس رهے هيں - يا افراط بغض نے لوگوں کو گمراه کيا هے يا افراط محبت نے :

ناهيـد يغمزه کشت و مـريخ بقهر!

ليکن اهل حق کي صراط مستقيم ان دونوں سے الگ هے :

ميـان کعبۂ و بت خانـه راهيست !

وه هر حال ميں احکام شريعة اور ظواهر کتاب و سنة کو مقدم رکهتے هيں ' اور اس تمام کائنات هستي ميں صرف آنهي کو واجب الاطاعة يقين کرتے هيں - مگر ساتهه هي تمام اهل علم و ائمۂ اسلام سے حسن ظن و عقيدة بهي رکهتے هيں اور انکے جو اقوال و آراء يا احوال و سوانح بظاهر نصوص کتاب و سنة کے خلاف معلوم هوتے هيں' انکي وجه سے يکايک سرگرم انکار و تضليل نهيں :

(۱) رواه البيهقي في المدخل عن ابراهيم بن عبد الرحمن العذري مرفوعا -

ہو جاتے، بلکہ حتی الوسع انکی تاویل کرتے ہیں اور ایسی راہ تعبیر ڈھونڈھتے ہیں جو نصوص شریعۃ کے مطابق ہو۔ اور اگر دیکھتے ہیں کہ کسی طرح اختلاف دور نہیں ہوسکتا تو انکی خاطر نصوص شرعیہ کو اپنی جگہ چھوڑ کر ماول ہونے کی زحمت نہیں دیتے کہ یہی بنیاد تحریف ہے - بلکہ یا تو اُن عذرات کو معلوم کرنے کی کوشش کرتے ہیں جنکی وجہ سے وہ اس اختلاف پر مجبور ہوے (۱) اور یا پھر انکے اقوال و آراء سے چشم پوشی کر کے انکا معاملہ عالم السرائر کے حوالے کردیتے ہیں، مگر نہ تو انکی پیروی و حمایت کرتے ہیں، اور نہ انکی وجہ سے صاحب قول و حال کے حقوق اسلامی و مراتب فضیلت علم و عمل کو نظر انداز کرکے آمادۂ انکار و تضلیل ہو جاتے ہیں - کیونکہ کسی غیر معصوم کا قابل احترام و اتباع ہونا اسکے لیے مستلزم نہیں کہ اسکا ہر قول و حال حجت ہو، اور نہ کسی غیر معصوم کے کسی ایک قول و اجتہاد کا غلط ہونا یہ معنی رکھتا ہے کہ اسکے تمام محاسن اقوال و اعمال کو ترک کردیا جاے - قرآن حکیم نے سچے مومنوں کی جو

---

(۱) یہ عذرات اصحاب علم و احوال دونوں کو پیش آتے ہیں - اصحاب علم کیلیے یہ کہ مثلاً کسی وجہ سے نص ان تک نہ پہنچی، جیسا کہ بعض اجلۂ صحابہ تک کو پیش آیا - اور اصحاب احوال کیلیے یہ کہ مثلاً غلبۂ سکر یا فریب سوانح و خواطر - یا مثلاً ایک اجمالی کیفیت پیش آئی، یا از قبیل تمثیل و شبہ، اور اسکی تفصیل و تعبیر میں قصور فہم و اجتہاد حائل ہوگیا - یا مثلاً ایک جزئی و عارضی مقام پیش آیا، اور جزء و کل اور عارض و حقیقت میں تمیز کرنے سے بسبب غلبۂ حال درماندہ رہگئے - یا سورج نکل آیا اور اسکی سلطان تجلی میں ستارے ناپید ہوگئے، غلطی سے سمجھہ لیا کہ ستاروں کا وجود ہی نہیں :

فلما استبان الصبح ادرج ضوئه   باسفاره اضـــواء نور الكـــواكب

کیا خوب فرمایا ہے حافظ ذہبی نے غالباً حضرۃ ابن مسعود کے حال میں کہ وکل امام یوخذ من قوله و یترک الا امام المتقین صلی اللہ علیه و سلم فیا لله العجب من عالم یقلد اماما بعینه في ما قال مع علمه بما یرد علی مذهب امامه من النصوص النبویه !

شان بتلائي هے وہ انكي اس طلب و دعا سے ظاهر هے : ربنا لا تجعلنا في قلوبنا غلا للذين آمنوا پس جب عام مومنوں كي نسبت يه حكم هے تو اصحاب علم و فضيلت كے طرف سے دل ميں غل و بغض كا هونا كب جائز هوسكتا هے ؟

البته اصل مركز حق و يقين كتاب و سنة هے - يه مركز اپني جگه سے نهيں هل سكتا - سب كو اسكي خاطر اپني جگه سے هل جانا پڑيگا - اس چوكهٹ كو كسي كي خاطر نهيں چهوڑا جاسكتا - سب كي چوكهٹيں اسكي خاطر چهوڑ ديني پڑينگي - لا يومن احدكم حتى اكون احب اليه من والده و ولده و الناس اجمعين - جب نص رسول كے مقابله ميں كسي دوسرے انسان كي پاسداري كي تو رسول احب كب باقي رها ؟ ارباب افراط و غلو كي ساري غلطي يه هے كه وہ اپنے غير معصوم پيشواؤں كے اقوال و احوال كو بمنزلۂ اصل مركز بنا ليتے هيں ' جس كو كسي حال ميں اُسكي جگه سے نهيں هلايا جاسكتا ' اور پهر چاهتے هيں كه وحي الهي و صاحب وحي كي نص كو اُسكي جگه سے هٹا كر اپنے خود ساخته مركز تـك ليجائيں ' اور نه جاسكے تو زبردستي كهينچ كر ليجائيں - اسپر ستم يه كه اس طريق كو طريق توفيق و تطبيق كے نام سے تعبير كرتے هيں - اگر يه تطبيق هے تو والذي نفسي بيده كه پهر دنيا ميں تحريف كا وجود باقي نه رها اور نه كبهي اهل كتاب نے اس دنيا ميں تحريف كي -

اس مقام پر رشتۂ سخن بهت دراز هے - هزار چاهتاهوں كه موقعه اطناب كا نهيں ' جلد آگے بڑهجاؤں ليكن يه رشته ايسا هے كه ايك مرتبه كهل جاے تو پهر جلد نهيں لپيٹا جا سكتا :

اين رشته بانگشت نه پيچي كه دراز ست !

يه اصول جو همارے رگ و پے ميں سرايت كرگئے هيں اور انكا اس اسراف كے ساتهه استعمال هوچكا هے اور هو رها هے كه قريب هے كه اصليت كا پته لگانا دشوار هوجاے كه " الاصل ان كل آية تخالف قول اصحابنا فانها تحمل على النسخ او على الترجيح و الاولى ان تحمل على التاويل - و الاصل

ان کلّ خبر یجیئ بخلاف قول اصحابنا فانه یحمل علی النسخ ار علی انه معارض بمثله ار یحمل علی التاویل " (۱) توگو ابتدا میں اسکا مقصد دوسرا تھا ' مگر بالاخر بات وهي هوگئي که اصل مرکز حق و یقین غیر معصوم پیشواؤں کے اقوال و آراء هوگئے اور هر حال میں معصوم کے نصوص کو انکي خاطر ماول و مصروف هوکر متروک هونا پڑا - یا نسخ هے ' یا ترجیح هے ' یا تعارض هے ' یا ماول هے ' یا چناں هے یا چنیں هے ' یه سب کچھه کہا جائیگا مگر ایک یه بات نہیں کہي جائیگي که اصل میں وه قول هي ماول هے یا غلط هے - اگر ایسا هوگیا تو کونسي قیامت ٹوٹ پڑیگي ؟

من و دل گر فنا شدیم ' چه باک ؟
غرض اندر میان سلامت اوست !

تعارض سے توکتاب و سنة پاک هے اور جس کو تعارض قرار دیا گیا وه تعارض نہیں - ترجیح اسي حال میں هوگي جب عدم تساوي قوة هو - لفظاً یا معناً - اور قوي کے سامنے ضعیف کا حکماً وجود هي نہیں' پس نص وهي خبر هے جو مرجح ثابت هوئي - رها نسخ اور حقیقة و مجاز و تقئید وغیر ذلک تو اس سے انکار نہیں ' لیکن کتاب و سنة کي منسوخات بہت قلیل اور گنني هوئي هیں - قرآن کي منسوخ آیتیں (مصطلحهٔ متاخرین) گھٹتے گھٹتے اتقان میں بیس تک پہنچیں اور فوز الکبیر میں پانچ تک - حدیث کي منسوخات ابن جوزي کي تحقیق میں اکیس ' علامهٔ ابن یتیمه کے نزدیک دس ' اور علامهٔ ابن قیم کہتے هیں که اس سے بھي کم ' و هنوز مجال سخن باقي - پھر اسکي کیا ضرورت هے که قواعد و اساسات کي شکل میں یه اصول ٹھہرالیے جائیں که هر آیة و حدیث جو همارے اصحاب و مشائخ کے قول کے خلاف هوگي ' ضرور هے که یا منسوخ هو یا مرجوح یا ماول ؟ یعني وه قول ماول نہیں هوسکتا مگر کتاب و سنة اسکي خاطر ضرور ماول هونگے ؟ تو معلوم هوا که اصل مرکز حق قول فقہاء و مشائخ هے - وه کسي حال میں چھوڑا نہیں جاسکتا ' کسي نه کسي طرح کتاب و سنة کو اسکا ساتھه دینا هي

(۱) ان لابد من تصحیح قول اصحابهم و العمل به علی کل حال !

پڑیگا ! فیا للمصیبة و یا للرزیه ! صاف صاف بات تو یه تھي که فقہاء و اعلام کا
جو قول کسي آیة غیر منسوخ یا خبر صحیح کے خلاف ھوگا تو یا اسکي تاویل
کي جائیگي ، یا ایسے اقوال میں سے سمجھا جائیگا جنکو ترجیح نہیں که کتاب
و سنة کے منسوخات سے علماء کے اقوال مرجوحه کہیں زیادہ ھیں -
اور یا متروک قرار پائیگا ، کیونکه اصل کتاب و سنة ھے ، اور فقہاء و علماء کا
قول انھي کي نسبت سے فرعاً مقبول ، پس جب اصل و فرع میں تعارض
ھوا تو فرع کو اصل کي خاطر چھوڑ دیا گیا ، اور مطلوب شارع اطیعو الله
و اطیعو الرسول ھے اور بس :

فدع عنک نہبا صیح في حجراتـــه
و ھات حدیثاً ما حدیث الــرواحل !

یہاں یه دیکھنا نہیں ھے که ان اصول کا مقصد اصلي کیا تھا ؟ دیکھنا
صرف یه ھے که ان باتوں کو اصل قاعدہ بنانے کا نتیجه کیا نکلتا ھے ؟ یہي
که کتاب سنة کي حکومت باقي نہیں رھتي اور حق مرکزیة وحي و صاحب
وحي کي جگه غیر معصوموں کو ملجاتا ھے - فالی المشتکي ثم الی الله
المشتکی !

اور یاد رھے که یہي فرق حکماء سوء اور حکماء حق کے طریق تطبیق عقل
و نقل میں بھي ھے - پہلا گروہ انساني نظریات و ظنون کو باسم علم مرکز حق
و یقین قرار دیکر وحي الٰهي سے اسکے چاروں طرف طواف کرانا چاھتا
ھے ، اور دوسرا گروہ مرکز حق و یقین وحي الٰهي اور حکمة نبوي کو قرار
دیتا ھے اور تمام انساني معلومات و افکار کو اسکے مطابق دیکھنا چاھتا
ھے اور راہ مطابقة پیدا کرلیتا ھے - تطبیق دونوں دیتے ھیں اور رفاقت
علم و عقل کے دونوں مدعي ، مگر دونوں کے طریق سیر و اصول میں زمین
و آسمان کا فرق ھے :

نزلـــوا بمکـــة في قبـــائـــل ھـــاشـــم
و نـــزلت في البیـــداء ابعـــد منـــزل !

فصل

چنانچہ اکثر اہل اللہ اور علماء حق کي نسبت منقول ھے کہ سید محمد جونپوري اور انکي جماعت سے حسن ظن رکھتے تھے - یا اقلاً انکے بارے میں توقف و سکوت کو کام میں لاتے تھے -

حضرۃ شیخ داود جھني وال اور مولانا جمال الدین کي راے پہلے گذرچکی ھے - شیخ وجیہ الدین گجراتي جو اُس وقت کے بہت بڑے عالم تھے اور جنکا ترجمہ اخبار الاخیار اور مآثر الکرام وغیرہ میں موجود ھے' اُنکے سامنے جب سید موصوف اور انکے بعض اتباع کي تکفیر کا فتوی پیش کیا گیا تو دستخط کرنے سے انکار کردیا اور کہا کہ جو جماعت دنیا کو چھوڑ کر وقف حق پرستي ھے' میرا قلم اُسکي مخالفت میں نہیں اُٹھہ سکتا - شیخ علي متقي نے اگرچہ مہدویہ کے غلو و محدثات کے رد میں رسالہ لکھا لیکن خود سید موصوف کي نسبت لکھتے ھیں کہ کف لسان اولی ھے - شیخ بڈھہ دانا پوري کہ اُس عہد کے استاذ الاساتذہ تھے' اور سید رفیع الدین محدث کہ بہ یک واسطہ حافظ عسقلاني کے شاگرد تھے اور انکا حال اوپر گذر چکا' شیخ عبد القادر بدایوني انکي نسبت لکھتے ھیں کہ " با مہدویہ حسن ظن داشتند " حضرۃ شاہ ولي اللہ کا قول شاہ عبد العزیز صاحب نے ایک مکتوب میں نقل کیا ھے کہ سید محمد عالم حق اور واصل باللہ تھے - بعض خواطر و واردات اُنپر ایسے گذرے کہ اُنکے درک و فہم میں درماندہ و عاجز رھگئے اور خود اپنے مقام کي نسبت دھوکے میں پڑگئے - یہ بات نہ تھي کہ انھوں نے دانستہ غلط دعوی کیا ھو - حضرۃ مجدد صاحب اور مرزا مظہر جان جاناں سے بھي ایسا ھي منقول ھے - (۱)

---

(۱) میرا خیال یہ ھے کہ سید محمد اپنے اس دعوے میں سچے تھے کہ مہدي ھیں' اور ملک کي جو حالت اسوقت ھو رھي تھي وہ یقیناً ایک مہدي کے ظہور ھي کي مقتضي و منتظر تھي نہ کہ ایک مضل

علماء حق کا تو یہ حال تھا، مگر علماء دنیا نے اس جماعت کے استیصال پرکمر باندھی اور سید محمد کی نسبت اعتقاد مہدیۃ وغیرہ کو بنیاد تکفیر قرار دیا - سید موصوف کے انتقال کے بعد انکی جماعت اور زیادہ پھلی پھولی، اور بڑے بڑے اھل اللہ اسمیں داخل ہوے - ازانجملہ شیخ عبد اللہ نیازی اور آنکے مرید شیخ علائی رحمہما اللہ تھے جنھوں نے بیانہ میں قیام کیا، اور اپنے علم حق اور اخلاص و ایثار فی اللہ کی تاثیر سے سیکڑوں جانبازوں اور حق پرستوں کو معتقد و مرید کرلیا - جو حالات نا طرفدار و معتمد مورخوں نے لکھے ھیں، اگر وہ سچ ھیں تو یہ لوگ انسان نہیں تھے - ملاء اعلی کے مقدس فرشتے تھے جنکو خدا نے اپنی زمین کی طہارت کیلیے آدمیوں کے ھیکل میں بھیجدیا تھا - اور جب کبھی دنیا کی سعادت و برکت کے دن آتے ھیں تو خدا زمین کے انسانوں ھی سے آسمانی فرشتوں کا کام لیتا ھے - آسمان کے فرشتے تو کبھی انسانی آبادیوں میں آکر نہیں بسے: ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا - ملا عبد القادر بدایونی نے منتخب التواریخ اور نجات الرشید میں، اور نظام الدین ہروی نے طبقات میں ان لوگوں کے مفصل حالات لکھے ھیں، مگر زیادہ تفصیل تذکرۃ الواصلین میں بہ ضمن حالات

(بقیہ نوٹ صفحہ ۴۰)

و دجال کی، البتہ غلطی یہ ہوئی کہ لفظ مہدی کو انہوں نے مہدی آخر الزماں سمجھہ لیا، کیونکہ شہرت و انتظار عام طور پر اسی مہدی کی نسبت ھے، اور جب لفظ مہدی بولا جاتا ھے تو سب سے پہلے ذھن اسی طرف منتقل ہوتا ھے - اور یہ راے بھی اُس صورت میں ھے جبکہ خود انکی نسبت مہدی آخر الزماں ہونے کا مدعی ہونا قطعی طور پر ثابت ہو جاے - ورنہ بہت ممکن ھے کہ انکے قلب پر جو واردہ گذرا ہو وہ صرف یہ ہو کہ "انت المہدی" اسی کا انہوں نے اظہار کیا ہو اور معتقدین نے شہرت علم کی بنا پر مہدی آخر الزماں سمجھہ کر تمام علائم و آثار مرویہ کو انپر چسپاں کرنا شروع کر دیا ہو - جب انبیاء کرام کو یہ حالت پیش آچکی ھے کہ ء انت قلت للناس اتخذونی و امی الھین - تو پھر عام صلحاے امۃ کا کیا ٹھکانا -

حضرۃ شیخ داؤد ملتي هے ' اور اسکو پڑھکر قلب پر ایک عجیب عالم وجد و محویت طاري هو جاتا هے ' اور بے اختیار دل چاهتا هے که ساري باتوں کو چھوڑ کر صرف انهي پاکان حق کا ذکر کیجیے که اذا راؤا ذکر الله :

وحدثتني یا سعد عنها ' فزدتني
جنونا ' فزدني من حدیثک یا سعد !

صدیاں گذرگئیں - عشاق حق کے ذکر میں آج یه تاثیر هے - نهیں معلوم انکي پاک صورتوں اور پاک صحبتوں کي گیرائیوں اور دلربائیوں کا کیا حال هوگا ؟

هرگز نه میرد آنکه دلش زنده شد به عشق
ثبت ست بر جریدۂ عالم دوام ما !

شیخ عبد الله نیازي اُس زمانے کے ایک مشهور پیر طریقت اور شیخ سلیم چشتي کے سربرآوردہ خلفاء میں سے تھے ' لیکن بعد کو مهدوي هوگئے ' اور مشیخت و زهد فروشي کا تمام کاروبار تاراج کرکے درویشي و نامرادي کي وضع اختیار کرلي :

در خرمن صد زاهد و عاقل زند آتش
آں داغ که ما بر دل دیوانه نهادیم

بیانه میں شهر سے باهر ایک ویران باغ تها - وهیں مٹي کا جهونپڑا بنالیا اور مقیم هوگئے - اپنے هاتهه سے پاني بهرتے - مٹکے سر پر اٹها کر لیجاتے - پیاسوں کو پلاتے اور نمازیوں کو وضو کرادیتے - بوڑهے آدمیوں کو دیکهتے که بهاري بوجهه اٹهاے جا رهے هیں تو اُنسے چهین کر خود اٹها لیتے اور کوسوں دوڑتے هوے ساتهه چلے جاتے :

با سبک روحاں کن آمیزش ' که ماندي چوں ز راہ
بار غم بر دوش دل منزل بمنزل مي برند !

نماز کا وقت آتا تو لکڑهاروں ' اور سقوں کو جمع کرتے اور جماعت کے ساتهه نماز ادا کرتے - کسي پیشه ور کو دیکهتے که عذر معاش سے نماز میں

شریک نہیں ہوتا تو اپنی کمائی اسکو دیدیتے اور منت و زاری کے ساتھہ کہتے کہ جماعت میں شریک ہوکر نماز پڑھلو - وہ پڑھلیتا تو ایسے خوش ہوتے گویا دنیا جہان کی پادشاهت آسنے دیدی! روز بروز یہ حالت بڑھتی گئی - یہانتک کہ عشق خالق اور خدمت خلق کے سوا اور کسی بات سے واسطہ نہ رہا :

در عالم از اثر شعلۂ جمالش سوخت
بجز متاع محبت کہ در پناہ من ست

اسی زمانے میں اطراف بہار کے ایک عالی خاندان پیر زادے شیخ علائی تھے کہ علم و فضل ظاہری کے ساتھہ مشیخت و صوفیۃ کی شہرت و شوکت میں بھی اپنا جواب نہیں رکھتے تھے ' اور یکتائی کے دعوے اور بے ھمتائی کے غرور میں ایسے مہیب تھے کہ علم و فضیلت کی بڑی بڑی سرکش گردنوں کو انکے سامنے بے اختیار جھک جانا پڑتا تھا - مدتوں طرح طرح کی سخت ریاضتیں کی تھیں - عوام و خواص میں انکی مجاهدات کی دھوم تھی - با ایں همہ نفس پرستی کا یہ حال تھا کہ فقیری کے سجادے پر فرعونیت کا تاج پہنکر بیٹھتے تھے اور جس عالم و صوفی کی طرف لوگوں کو ذرا بھی مائل پاتے تھے ' فوراً اپنے مریدوں کی فوج لیکر چڑھہ دوڑتے تھے - کبھی بحث و مناظرہ کے زور سے ' کبھی سؤ اعتقاد کے الزام سے ' کبھی اور کوئی حیلۂ و بہانہ پیدا کرکے (اور اس گروہ کے پاس مکر و حیل کی کیا کمی ھے ؟) اسطرح ذلیل و رسوا کردیتے کہ غریب شہر چھوڑنے پر مجبور ہو جاتا - ایک دنیادار فاسق اور ایک دنیا پرست عالم میں یہی فرق ھے کہ پہلا اپنی ھوا پرستیوں کو اعتراف فسق کے ساتھہ انجام دیتا ھے اور دوسرا دینداری اور احتساب شرعی کی ظاھر فریبی سے :

تا بغـایت ما ھنر پنـــداشتیـــم
عاشقی ھم ننگ و عارے بردہ است

نفس و شیطان کے خدع و فریب کے کاروبار بہت وسیع هیں - لوگوں نے همیشہ اسکو میکدوں هي میں ڈھونڈھا - مدرسوں اور خانقاهوں میں ڈھونڈھتے تو شاید جلد پتہ لگ جاتا :

یارب زسیل حادثہ طوفاں رسیدہ باد
بت خانۂ کہ خانقہش نام کردہ اند !

شیخ علائي کا خاندان بھي عرصہ سے بیانہ میں مقیم تھا - قضا را ایک دن شیخ نیازي سے مڈبھیڑ هوگئي - انکا طور و طریق دیکھا تو اور هي عالم نظر آیا ' اور پہلي هي نظر میں گھائل هوگئے - اپنے مریدوں سے کہا کہ خدا پرستي کي اصلي راہ یہ هے - آجتک جو کچھہ هم کرتے رهے ' وہ خدا پرستي کے نام سے نفس پروري اور بت پرستي تھي - میں تو اس فقیر بے نوا کا ساتھہ دیتا هوں - جسکو اللہ کي طلب هو میرا ساتھہ دے :

آن دل کہ رم نمودے از خوبرو جوانان
دیرینہ سال پیرے بردش بہ یک نگاهے !

شیخ نیازي سے پوچھا کہ طلب حق کي راہ کیا هے ؟ کہا کہ اپنا سب کچھہ لٹادو ' اور متاعِ عجز و شکستگي اور سرمایۂ نامرادي و خود فروشي کے سوا کچھہ باقي نہ چھوڑو - دع نفسک ثم تعال !

عشق بستاں و خویشتن بفروش
کہ ازین خوبتر تجارت نیست

اسکے بعد سے شیخ کي حالت هي دوسري هوگئي - آبا ؤ اجداد کے سجادۂ مشیخت و مسند علم کو مع انکے تمام ساز و سامان غرور و پندار کے تاراج کرکے شیخ نیازي کے ساتھہ هوگئے - سامان و اسباب دنیوي میں سے کوئي چیز باقي نہ چھوڑي - یا تو خود پرستیوں کا یہ حال تھا کہ اپنے سامنے کسي کو کوئي چیز نہیں سمجھتے تھے - یا اب خاکساري و بے نوائي کا یہ حال هوا کہ مسلمانوں کي جوتیاں سیدھي کرنے میں بھي عار نہ تھا - جن جن لوگوں سے لڑتے جھگڑتے تھے -

ایک ایک کے پاس گئے اور ھاتھہ جوڑ جوڑ کر معافیاں مانگیں - رفتہ رفتہ سختي کشان عشق کي ایک بڑي جماعت شریک حال ہوگئي - لوگ گھربار لٹاتے اور انکے ساتھہ آ آکر شریک ھو جاتے - و ما احسن قول العرفي :

گرچہ ارباب تعلـــق وقف طوفانند ، لیک
رخت اگر کمتر بود کشتي بہ ساحل مي برند

یہ لوگ بیانہ سے باھر اُسي ویران باغ میں رہتے تھے - زن و فرزند ، خویش و یگانہ ، خانہ و وطن ، کسي چیز سے لگاؤ نہ تھا - کچھہ لوگ دن کو نکل جاتے - محنت مزدوري کرتے - جو کچھہ ملتا اسمیں سے دسواں حصہ اللہ خدا میں خرچ کردیتے - باقي لیکر شام کو آتے - ایک گھرانے کے بھائیوں کي طرح مل جلکر کھالیتے ، اور اپنے عشق میں مست رہتے - کچھہ لوگ صبح ہوتے ھي شہر کي راہ لیتے - بیماروں کي تیمار داري کرتے ، کمزوروں اور معذوروں کي روٹي پکا دیتے ، بیوہ عورتوں کا سودا سلف بازار سے لادیتے ، دو شخصوں کو آپسمیں لڑتے دیکھتے تو منتیں کرکے صلح صفائي کرادیتے ، نہ مانتے تو کہتے کہ ھمکو مار ڈالو مگر آپسمیں میل ملاپ کرلو - استغناء و قناعت کا یہ حال تھا کہ کئي کئي دن گذر جاتے اور کچھہ میسر نہ آتا ، لیکن دلوں کي بے فکري اور چہروں کي خوشحالي دیکھکر گمان ہوتا کہ ابھي شکم سیر ھوکر اُٹھے ھیں - یحسبهم الجاهل اغنیاء من التعفف - بھوکھہ کا بہت غلبہ ھوتا تو نماز شروع کردیتے ، اور سلام پھیر کر اٹھتے تو شہنشاھوں کي بے نیازي چہروں سے ٹپکتي - ساتھہ ھي امر بالمعروف و نہي عن المنکر کے جوش کا یہ حال تھا کہ معاصي و منکرات کے دیکھنے کي تاب نہیں رکھتے تھے - ھر فرد ھمیشہ مسلح رھتا ، اور جب کبھي کسي فعل منکر کو دیکھتا تو " فلیغیرہ بیدہ " پر عمل کرکے حکماً روکدیتا - ھم في اللیل رھبان و بالنہار فرسان ! اسپر صبر و ثبات کا حال یہ تھا کہ ملامتیں سنتے ، گالیاں کھاتے ، فاقے کرتے ، زخمي ھوتے ، مگر اپنے کام سے باز نہ آتے اور کہتے کہ گالیوں میں ھمیں وہ مزہ ملتا ھے جو تم کو دعاؤں میں نہیں ملتا :

اجد الملامـة في هواک لـذيـذة

حبا لذکـــرک فليلمنـــي اللـــوم !

انکي جماعت کے ايک شخص کو سات مرتبه جلا وطن کيا گيا - هر مرتبه يهي کہتا رها که ايک بار اور کر ديکهو - جس ايمان کو جلا وطني کا خوف متزلزل کردے اُس سے برهمن کي بت پرستي هزار درجه بهتر هے :

کس منه سے اپنے آپکو کہتا هے عشق باز ؟

اے رو سياه تجهه سے تو يه بهي نه هوسکا !

صبح و شام سب ايک جگه جمع هوکر بيٹهتے اور شيخ علائي قران حکيم کي تفسير بيان کرتے - دل کے عشق اور باطن کے سوز و گداز نے انکے بيان ميں کچهه ايسي تاثير پيدا کردي تهي که زبان سے الفاظ تير و نشتر بنکر نکلتے اور سننے والے دل تهام کر رهجاتے - کيساهي سيه باطن اور سنگدل شخص کيوں نهوتا ليکن انکي زبان سے ايک آية قراني کا وعظ سنکر ايسا خود رفته هو جاتا که وهيں کهڑے کهڑے اپنا تمام گهر بار لٹا ديتا - ملا بدايوني لکهتے هيں :

" شيخ علائي را نفس گيرائي موثر چنان بود که در وقت تفسير قرآن از هر کسے که مي شنيد ' اکثرے خود دست از کاروبار دنيوي باز داشته آن صحبت اختيار مي کردند ' و ترک خانمان و عيال و اطفال نموده ' و بر شدة فقر و فاقه صبر کرده ' ديگر پيرا مون کسب و کار خود نمي گشتند " (جلد اول صفحه ۳۹۷)

قريب قريب اسي کے طبقات اکبري ميں هے :

" هر روز در وقت نماز تفسير قرآن مجيد بنوعي مي گفت که هرکس که در مجلس او حاضر مي بود اصلا پئے کار خود نمي رفت ' و ترک اهل و عيال کرده داخل دائرۂ مهدويه مي گشت ' يا از معاصي تائب شده مريد مي گرديد - و اگر کشت و زراعت يا تجارت مي کرد ' يک ده صرف راه خدا مي نمود " (صفحه ۲۳۷)

ملا بدايوني ايک دوسرے موقعه پر لکهتے هيں که شيخ نيازي کي صحبت اختيار کرتے هي فهم و تدبر قرآن کي ايک نئي راه انپر کهل گئي تهي -

" معاني قرآن و نکات و دقائق و حقائق آن باساني برو مکشوف گشت "
اور یہ بالکل سچ ہے - ابتک قرآن جسقدر پڑھتے پڑھاتے رہے تھے ' بیضاوي و بغوي کي ورق گرداني تھي ' اور محض نقالي و ورق گرداني سے قرآن کي حقیقت کب کھل سکتي ہے ؟ اسکے لیے تو جبریل عشق کے فیضان اور دل دردمند کے الہام کي ضرورت ہے - شیخ نیازي کي صحبت نے اسي بند دروازے کو کھولدیا :

دل میں سما گئي ہیں قیامت کي شوخیاں
دو چار دن رہا تھا کسي کي نگاہ میں !

مختصر یہ کہ جن پاک ہستیوں کي نسبت خدا نے فرمایا ہے : ادلة علی المومنین اعزة علی الکافرین - یجاهدون في سبیل الله و لا یخافون لومة لائم اور اشداء علی الکفار ' رحماء بینهم ' تراهم رکعا سجدا یبتغون فضلا من الله و رضوانا سیما هم في وجوههم من اثر السجود - یہ گروہ انکے اخلاق و خصائل کي ہو بہو تصویر تھا !

تھوڑے ہي عرصے میں ہزاروں خاندان اس گروہ میں داخل ہوگئے - تمام گجرات و مالوہ و دکن میں ہر طرف اسي جماعت کا غلغلہ تھا ' دینداري و پرہیزگاري کا جوش اسطرح پھیلا کہ شہروں میں نماز کے وقت سناٹا چھا جاتا اور مسجدوں کے سوا کہیں آدمي نظر نہ پڑتا - ملا عبد القادر بدایوني نے بچپن میں شیخ علائي کو دیکھا تھا - وہ لکھتے ہیں کہ حج کے ارادہ سے نکلے تو سات سو خاندان ساتھہ تھے - میرے والد بساور گئے اور وہاں شیخ کي زیارت کي -

ایک ایسے گروہ کو بھلا علماء دنیا اور فقہاء سوء کب چین سے بیٹھنے دیسکتے تھے ؟ چوروں اور قاتلوں کو ان لوگوں سے امن ملسکتا ہے مگر مصلحین امت اور عشاق حق کیلیے امن و انصاف کہاں ؟

خونی نہ کردہ‌ایم و کسی را نہ کشتہ ایم
جرمم ہمیں کہ عاشق روے تو گشتہ ایم !

سنہ ۹۵۲ میں جب سلیم شاہ آگرہ میں مسند نشین ہوا اور مخدوم الملک ملا عبد اللہ سلطانپوري کي شیخ الاسلامي کا دور دورہ ہوا تو ملا موصوف نے اس جماعت کے قتل و اذیت پر کمر باندھي - عوام کو یہ کہکر برانگیختہ کیا کہ یہ لوگ گمراہ اور بد عقیدہ ہیں ' اور سلیم شاہ کو یہ بات سوجھائي کہ جب سید محمد مہدي ہوے تو تمہاري حکومت کہاں باقي رہي ؟ روایتوں میں آیا ہے کہ مہدي موعود تمام دنیا پر حکومت کریگا - یہ لوگ مہدي کے پیرو ہیں تو کم سے کم ہندوستان پر تو ضرور قبضہ کرلینگے -

" مخدوم الملک این معني با قبح رجوہ خاطر نشان سلیم شاہ نمودہ کہ این مرد دعوي مہدویت مي کند ' و مہدي پادشاہ تمام روے زمین خواہد شد و تمام لشکر تو باین گرویدہ است و احتمال خلل در ملک ست " (طبقات اکبري - صفحہ ۲۳۸)

حالانکہ شیخ علائي و نیازي خود مدعي مہدویۃ نہ تھے بلکہ سید محمد کو مہدي کہتے تھے ' اور اُن تمام روایات کي تاویل کرتے تھے جن میں مہدي کي پادشاہت وغیرہ کا ذکر ہے - بنیاد انکے عقیدہ کي یہ تھي کہ مہدي اور اسکي جماعت اپنے علم و عمل سے احیاء شریعۃ کریگي - حکمراني اسکے لیے ضروري نہیں - اسمیں شک نہیں کہ یہ تاویل صحیح نہ تھي اور روایات مشہورہ کے الفاظ و تصریحات اسکے بالکل مخالف ہیں - لیکن یہ ظاہر ہے کہ اس تاویل کے اعتقاد سے وہ جماعت خود ہي حکومت سے دست بردار ہوگئي تھي ' پھر اسکي نسبت یہ الزام کیسا صریح اتہام تھا ؟ لیکن چونکہ بغیر پولیٹکل خطرہ کے سلیم شاہ برانگیختہ نہیں ہو سکتا تھا اسلیے مخدوم الملک وغیرہ نے اسي سنۃ قدیمۃ علماء سؤ کو اختیار کیا ' اور سلیم شاہ کہ ایک سادہ لوح افغان تھا فوراً آمادۂ مخالفت ہوگیا -

منتخب التواریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ مخدوم الملک نے شیخ کے واجب القتل ہونے کے مقدمات یوں ترتیب دیے تھے :

" این مبتدع دعوی مہدویت می کند ، و مہدی خود پادشاہ روے زمین خواهد شد ، و چون سرخروج دارد واجب القتل ست "
(جلد اول - صفحہ ۴۰۰)

فصل

صرف اسی ایک بات سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ مصلحین امة کو ہمیشہ کیسے کیسے علماء مکر و حیل اور قضاۃ خون آشام سے سابقہ پڑا ہے ؟ اور حکومت وقت کو مخالف کرنے کیلیے کیسے کیسے بے پناہ حیلوں اور فریبوں سے انکے خلاف کام لیا گیا ہے ؟ کسی خاص شخص کے مہدی ہونے نہونے کے اعتقاد کو اسلام کے عقائد سے کیا علاقہ ؟ نہ یہ بناء فسق و تقوی ہے نہ معیار ایمان و کفر - اگر ایک شخص نے کسی داعی شریعة و آمر بالمعروف و ناهی عن المنکر کو مہدی مان لیا تو اس سے اسکے اسلامی عقائد میں کونسا فتور آ گیا ؟ زیادہ سے زیادہ یہ کہ انطباق علائم و آثار میں اس نے اجتہادی غلطی کی - اصل شے جو مطلوب شارع ہے وہ تو صرف ایمان باللہ و بما جاء من عند اللہ ہے ، اور دیکھنا صرف یہ ہے کہ وہ متقین میں سے ہے یا نہیں ؟ " متقین " کی تعریف قران نے اپنی پہلی سورۃ ھی میں بتلا دی : الذین یؤمنون بالغیب و یقیمون الصلوۃ و مما رزقناھم ینفقون - و الذین یومنون بما انزل الیك و ما انزل من قبلك و بالاخرۃ ھم یوقنون - پس جو شخص ان چیزوں کا ایمان و عمل رکھتا ہے وہ اولائک علی ھدی من ربھم و اولائک ھم المفلحون میں داخل ہے - خواہ کسی کو مہدی تسلیم کرے خواہ دجال - و ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم - البتہ یہ ضرور دیکھا جائیگا کہ جس شخص کو مہدی تسلیم کرتا ہے وہ متقی ہے یا مبتدع ؟ اگر اسکی بدعات و محدثات یا اعمال غیر صالحہ ثابت ہونگے اور یہ بھی انکا

مصدق اور پیرو ہوگا ' تو بلاشبہ اس پر وہ حکم دیا جائیگا جسکا وہ شرعاً مستحق ہوگا - لیکن نہ بر بناء اعتقاد مہدویت بلکہ بسبب عقائد و اعمال منکرہ - اور اگر ایسا نہیں ھے تو ایک جزئي مسئلہ میں اسکو غلطي پر سمجھہ سکتے ھیں ' تخطیہ کرسکتے ھیں ' لیکن نہ تو برا کہہ سکتے ھیں اور نہ اسکے اسلام و ایمان میں شک کرسکتے ھیں - اگر اسکا عمل اچھا ھے اور اللہ اور اسکے رسول کي محبت و اتباع اور ایثار في اللہ و للہ میں تیزگام ھے ' تو یقیناً کل کو اللہ کے حضور وھي سب سے اونچا ھوگا ' اور ھم سب اسکے نیچے ھونگے ' اگرچہ ھم کتنے ھي کامل و اکمل اشعري و ما تریدي ھوں - وھاں صرف غرور اشعریۃ و ما تریدیۃ کام نہ دیگا :

وکل یـدعي وصلا بلیلي

و لیلي لا تقــرلهم بـذاکا

افسوس جزئیات مزعومۂ عقائد کے غرور باطل نے مسلمانوں کو جسقدر نقصان پہنچایا کسي چیز نے نہیں پہنچایا - عمل صالح کي اھمیت بالکل جاتي رھي اور سارا دار و مدار چند مزموعہ عقائد پر آکر رھگیا - ایک شخص صرف اس غرور میں کہ میں الف سے لیکر یے تک تھیک تھیک عقائد نسفي کا مجسمہ ھوں ' تمام مسلمانوں کو حقیر و گمراہ کہتا ھے اور سمجھتا ھے کہ عمل صالح اور ایثار و محبت فی اللہ کوئي شے نہیں - ایک شخص تقوی و طہارۃ میں کتنا ھي اصلح ھو ' لیکن اگر کسي ایک جزئي و ضمني عقیدہ میں بھي مخالف ھوا تو اسکي ساري عمر کي کمائي رایگاں گئي ' اور باوجود عمر بھر کے ایمان و عمل صالح کے کافر کا کافر ھي رھا ! جس کلمہ کے ایک بار اقرار کرلینے سے ابو سفیان اعدی عدوے اسلام اور وحشي قاتل حمزہ کا خون حرام ھوگیا تھا اور اگر ابوجہل بھي اقرار کرلیتا تو اسکي ساري عمر کا کفر و طغیان محو ھو جاتا ' آج ساري عمر اسکے ایمان و عمل میں بسر کردیجیے لیکن پھر بھي مومنوں کے گروہ میں شمار ھونے کا حق حاصل نہیں کرسکتے ! افسوس تیرہ سو برس گذر گئے مگر کفر و ایمان کي گتھي آجتک نہ سلجھي :

جز سخن کفري و ايماني کجاست ؟
خود سخن در کفر و ايمـــان ميـرود !

اصل يه هے که اسلام نے باب عقائد ميں صرف بنياد کي چند صاف صاف اور موٹي موٹي باتيں بتلا دي تهيں' اور اسکے بعد سارا دار و مدار عمل صالح پر رکها تها - بني الاسلام على خمس - الخ - اور من امن با لله و اليوم الاخر و عمل صالحاً فلا خوف عليهم و لا هم يحزنون هر طرح کي فضيلت و مزية کا معيار صرف تقوى اور اسکے مراتب بعضها على بعض تهے اور بس که ان اکرمکم عند الله اتقاکم - جو شخص شهادتين کا اقرار کرتا تها ' بمجرد اقرار مسلمانوں ميں داخل هو جاتا تها ' اور پهر مسلمانوں ميں سے جو شخص الله اور اسکے رسول کي محبت ميں سب سے زياده ايثار جان و مال کرتا تها ' وهي سب سے افضل و اعلى سمجها جاتا تها - صحابهٔ کرام کا پورا عهد گذر گيا ' مگر کسي شخص کو ايک لمحه کيليے اسکا وهم بهي نهيں گذرا که اسلام و ايمان اور فضيلت و بزرگي کا معيار عمل صالح اور تقوى و طهارت کے سوا اور بهي کوئي چيز هوسکتي هے - اس قسم کي روايتيں جو تم صحاح ميں پڑهتے هو " و کان اصحاب رسول الله صلى الله عليه و سلم لا يرون شيئاً من الاعمال ترکه کفر غير الصلواة " تو انکا بهي يهي مطلب هے که بنياد ساري باتوں کي صرف عملي زندگي تهي - عقائد کے باب ميں نه تو کوئي اختلاف تها اور نه فتنهٔ تفرق و تمذهب کي بنياد پڑي تهي :

ليلى و مجنـــون بهـــم مي بوده اند
پيش ازين خوش روزگاري بوده است !

ليکن اسکے بعد فتن و فساد اور بدعات و محدثات کا آغاز هوا ' اور اوائل بنوامية هي ميں عجمي اقوام کے اختلاط اور عجمي علوم ذهنيهٔ مهلکه کے شيوع سے عقائد ميں فتنهٔ کاوش و تعمق کي بنياد پڑي جسکو اسلام نے نهايت سختي سے روکديا تها که هلک المتعمقون ' اور نئے نئے سوال پيدا هونے لگے - يه حال ديکهکر مجبوراً اهل حق و سنة کو اس طرف متوجه هونا پڑا ' اور باب

عقائد میں سب سے پہلے رد وکد اور بحث و نظر کا سلسلہ شروع ہوا -
یہانتک جو کچھ ہوا بالکل ٹھیک تھا اور ناگزیر، لیکن آگے چلکر یہ چیز
حد اعتدال سے متجاوز ہوگئي - عقائد کے رد وکد کا نتیجہ یہ نکلا کہ روز بروز
لوگوں کي توجہ اسي کے طرف بڑھنے لگي اور رفتہ رفتہ عمل کي طرف سے
طبیعتیں بے پروا ہوگئیں - حتی کہ آج یہ حال ھے کہ اسلام و ایمان کا سارا
دار مدار محض چند جزئیات اختلافیۂ عقائد کي محافظت پر آکر ٹھہر گیا ھے
اور صرف اُنھي کے غرور و پندار میں ھر شخص مست رھتا ھے - عمل کي
درستگي اور تقوی و طہارت کي اھمیت و تقدیم یکقلم فراموش کردي گئي ھے
اور قریب ھے کہ اسلام کے ارکان و شرائط سے عمل صالح کا رکن اسطرح معدوم
ھوجاے گویا وہ کوئي ضروري چیز تھا ھي نہیں - ساري جستجو اور کاوش
صرف اسکي ھوتي ھے کہ فلاں شخص کے عقائد کیسے ھیں ؟ یعني چند مزعومہ
جزئیات غیر متعلقہ میں اسکے عقیدہ کا کیا حال ھے ؟ اسکو کوئي نہیں دیکھتا
کہ اسکا عمل کیسا ھے ؟ اللہ اور اسکے رسول کي محبت میں انفاق جان
و مال کا کیا حال ھے ؟ تقوی و طہارۂ نفس کے لحاظ سے کیسي زندگي بسر
کرتا ھے ؟ بندوں کے ساتھہ اسکا سلوک کیسا ھے اور خدا کے خوف سے دل خالي
رکھتا ھے یا بھرپور ؟ معاملات میں کیا حال ھے ؟ لین دین میں سچائي اور
دیانت ھے یا نہیں ؟ ایک شفیق باپ، رفیق بھائي، وفادار شوھر، اور
رحیم و غمگسار ھمسایہ ھے، یا ایک بے رحم وجود، بے حس پتھر، اور موذي
و مہلک مخلوق ؟ ان ساري باتوں میں (جنکے الگ کردینے کے بعد اسلام
میں کوئي چیز باقي نہیں رھتي) اسکا حال خواہ کچھہ ھي کیوں نہو، لیکن
اگر چند اختلافي جزئیات میں ھمارا ھم آھنگ ھے تو پھر ھمارے نزدیک
اس سے افضل ھستي روے زمین پر کوئي نہیں ! یہي گمراھي یہود کي
تھي کہ صرف اسرائیلیت کے غرور میں بدمست رھتے تھے و قالوا لن تمسنا النار
الا ایاماً معدودات - یہ غرور عقائد کا فتنہ بہت ھي بڑا فتنہ ھے، اور آج
مسلمانوں کي زیرھہ کي ھڈي اسي سے گھلي جا رھي ھے و لکن اکثر الناس
لا یعلمون -

فصل

بعد کے واقعات بہت طولانی ہیں - مختصر یہ کہ مخدوم الملک نے سلیم شاہ سے فرمان جاری کراکے شیخ علائی کو آگرہ میں طلب کرایا اور اکثر مشاہیر علماء عہد مثلاً سید رفیع الدین محدث اور شیخ ابو الفتح تھانسیری بھی بحث و مباحثہ کیلیے طلب کیے گئے - شیخ علائی اپنے ساتھیوں کے ساتھ دربار میں پہنچے تو پھٹے پرانے کپڑوں اور فقیرانہ رنا مرادانہ وضع و صورت میں درویشوں کی ایک شکستہ حال جماعت تھی لیکن کبر و علو حق کا یہ حال تھا کہ صرف سلام مسنون کرکے ایک گوشے میں بیٹھ گئے اور تمام دربار پر اس حقارت و بے پروائی سے نظر ڈالی گویا مغرور انسانوں کی جگہ پتھروں کا ڈھیر ہے ! یہ خود داری سلیم شاہ پر بہت گراں گذری - بحث شروع ہوئی تو سب سے پہلے شیخ علائی نے قرآن حکیم کی چند آیات تلاوت کیں اور انکی تفسیر کا وعظ شروع کردیا کہ :

جز نغمۂ محبت سازم نوا نہ دارد !

بدایونی لکھتے ہیں کہ وعظ کا مضمون زیادہ تر مذمت دنیا و حالات آخرۃ و اہانت علماء دنیا اور فرائض امراء و سلاطین پر مشتمل تھا ، اور کچھ ایسا پر تاثیر و درد انگیز طرز بیان تھا کہ ادھر شیخ کی زبان سے الفاظ نکل رہے تھے ، ادھر تمام مجمع کی سنگدلی موم کی طرح پگھل رہی تھی ! خود سلیم شاہ اور اسکے امراء کا یہ حال ہوا کہ با وجود کمال قسی القلبی و حق فراموشی کے ضبط نہ کرسکے اور بے اختیار آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے :

سرشک گرم کی حدت کو پوچھو
مرے دامن سے اپنی آستیں سے !

یہ حال دیکھکر سلیم شاہ کا خیال پلٹ گیا اور بے اختیار ہوکر شیخ کی نہایت تعظیم و تکریم بجا لایا - پوچھا کہ باوجود ان کمالات و فضائل کے کیا سبب ہے کہ لوگ تمہارے مخالف ہیں ؟ بھلا شیخ علائی اسکا کیا جواب دیتے ؟

دل را که تو مقید زندان حسرت ست
بر عرض عشق هیــچ گناهی دگر نبود !

حکم دیا کہ شیخ کیلیے طعام خاصہ سے کھانا بھیجا جاے لیکن شیخ نے نہیں کھایا ' اور کہا " طعام تو حق مسلمانان است کہ بخلاف شرع زیادہ از حق خود متصرف شدۂ " دوسرے دن مباحثہ ہوا - تمام علماء دربار ایک طرف اور یہ درویش بے نوا ایک طرف تھا ' لیکن جو شخص زبان کھولتا تھا چند منٹوں میں ذلیل و رسوا ہوکر لا جواب ہوجاتا تھا - مخدوم الملک کو تو بات تک کرنے نہ دی - بار بار اسکو مخاطب کر کے کہتا " تو از علماء دنیائی ' و دزد دینی ' و مرتکب چندیں نامشروعاتی ' بمثابۂ کہ از دائرۂ عدالت خارج افتادۂ - هنوز آواز سرود و ساز از خانۂ تو علانیہ می‌شنوند " (منتخب التواریخ - جلد اول - صفحہ - ۴۰۱)

مباحثہ کا رنگ دیکھکر سلیم شاہ کو یقین ہوگیا کہ تمام علماء بلا وجہ ایک درویش حق پرست کے پیچھے پڑگئے ہیں - تاہم مجبور تھا - رعایا انہی لوگوں کے ہاتھہ میں تھی اور معاملہ مذہبی تھا جس میں خود دخل دے نہیں سکتا تھا -

ہر روز شیخ علائی کا معاملہ پیش ہوتا اور یہ ٹال جاتا - بدایونی لکھتے ہیں کہ " مخدوم الملک ساعت بساعت سلیم شاہ را تحریص بر قتل او می نمود " ساتھہ ہی روز خبریں اڑنے لگیں کہ آج فلاں سردار شیخ کا مرید ہوا اور کل فلاں امیر نے انکا وعظ سنکر گھر بار لٹا دیا - آخر الامر سلیم شاہ نے صرف حکم جلا وطنی پر کفایت کی اور شیخ کو دکن چلے جانے کا حکم دیا - شیخ نے ان ارض اللہ واسعۃ پڑھا اور دکن کی راہ لی - لیکن صرف اتنی ہی سزا سے علماء دنیا کی خون آشام پیاس کب بجھنے والی تھی ؟ چند دنوں کے بعد موقعہ پا کر پھر سلیم شاہ کو ابھارا اور طرح طرح کے اشتعال انگیز قصے سنا کر شیخ علائی کے قتل پر آمادہ کرنا چاہا - بڑا جرم شیخ علائی کا یہ تھا کہ جہاں جاتا ہے ' ایک دنیا اسکے ساتھہ ہو جاتی ہے - دکن کی طرف جلا وطن کرکے بھیجا تو وہاں بھی بہار خاں حاکم هنڈیہ اور اطراف دکن کے

هزارها آدمي معتقد و مريد هوگئے - شيخ پر موقوف نهيں - هميشه داعيان حق كا سب سے بڑا جرم شاهان ظلم و جور اور علماء دجل و فساد كي نظروں ميں يهي رها هے كه دنيا انكي طرف كيوں كهنچتي هے ؟ مگر افسوس كه اس جرم سے وه كسي طرح اپنے تئيں بري نهيں دكهلا سكتے - جس طرح بينائي ركهنے والا ديكهنے پر مجبور هے كه خود اپني آنكهيں پهوڑ نهيں سكتا - اسي طرح علماء حق اعلان و تذكير حق ميں ناچار هيں كه خدا كي دي هوئي زبان كو كاٹ كر پهينک نهيں ديسكتے ' اور بيان حق كا قدرتي خاصه يه هے كه دلوں ميں گهر كرے اور هر طرف سے انسانوں كو اپني جانب كهينچ لے - ايک داعي حق اور واصل بالله اگر دنيا سے كهه بهي دے كه ميرے پيچهے نه آو ' جب بهي وه اسي كے پيچهے دوڑيگي كه جذب و انجذاب كا قانون الهي باطل نهيں هوسكتا - پهر اگر لوها مقناطيس كي جانب كهنچتا هے تو اس ميں مقناطيس كا كيا قصور ؟ يه جرم هے تو خدا نكرے كه اس پاک جرم كے مجرموں سے كبهي اسكي زمين خالي هو - يسقى بهم الغيث و ينتصر بهم على الاعداء ! (١)

خدا گواه كه گر جرم ما هميں عشــق ست

گناه گبر و مسلماں به جــرم ما بخشـــند !

نظام شمسي كي طرح نظام انساني كے بهي مركز و محور هيں مگر تم كو انكا حال نهيں معلوم - تم كو اجرام سماويه كا مركز معلوم كرنے ميں جب هزاروں برس لگ گئے تو نهيں معلوم عالم انسانية كے نظام و مراكز كے كشف كيليے كتنا زمانه دركار هوگا ؟ تاهم يه معلوم رهے كه هر عهد و دور ميں خدا كے چند بندے ايسے بهي هوتے هيں جنكا وجود ستاروں كے مركز شمسي كي طرح تمام انسانوں كا مركز محبت اور كعبهٔ انجذاب هوتا هے ' اور جس طرح نظام شمسي كا هر متحرک ستاره صرف اسي ليے هے كه كعبهٔ شمس كا طواف كرے ' اسي طرح انسانوں كے گروه اور آباديوں كے هجوم بهي صرف اسي ليے

---

(١) رواه احمد و ذكره في المشكواة - و ايضاً ماخوذ من قوله صلعم : هل تنصرون و ترزقون الا بضعفاء كم - رواه البخاري -

هوتے هیں که اس مرکز انسانیـة اور کعبۂ هدایت کا طواف کریں - زمین والوں هي پر موقوف نہیں، آسمانوں میں بھي صرف آنهي کے ناموں کي پکار هوتي هے - بخاري کي اس حدیث کو نہیں معلوم تم نے کیا سمجھا حالانکه وہ تو صرف اسي حقیقت کي طرف ایک اشارہ هے که " اذا احب الله العبـد قال لجبریل اني احب فلانا فاحبه ' فیحبه جبریل ' ثم ینـادي جبریل في اهل السماء ان الله قد احب فلانا فاحبوہ ' فیحبه اهل السماء ' ثم یضع له القبول في الارض " یعنی جب الله تعالی کسي بندے سے محبت کرتا هے تو جبریل سے فرماتا هے که میں فلاں بندے کو دوست رکھتـا هوں تم بھي اسکو دوست رکھو - پس جبریل بھي اُس سے محبت کرنے لگتا هے - پھر جبریل آسمان والوں میں اسکي منادي کردیتا هے ' پس تمـام آسمان والے بھي اسکو چاهنے لگتے هیں اور اپنا محبوب بنالیتے هیں - پھر جب آسمان پر اسکي محبوبیت کا اعلان هوجاتا هے تو زمین والوں کے دل بھي اسکي محبت کیلیے کھل جاتے هیں اور هر طرف مقبولیت و محبوبیت اسکو حاصل هو جاتي هے ! و لله در ما قال :

کار زلف تست مشک افشـاني ' امـا عاشقـاں
مصلحت را تہمتے بر آهوے چین بسته انــد !

بالاخر شیخ علائي کو دوبارہ آگرہ طلب کیا گیا - معلوم هوتا هے که سلیم شاہ نے علماء دارالحکومة خصوصاً مخدوم الملک کي خود غرضیوں اور حسد و عناد کو اس بارے میں محسوس کرلیا تھا اور سمجھ چکا تھا که ان لوگوں کي راے بے لاگ نہیں هے - اسي لیے اس مرتبه شیخ کو شیخ بدھ بہاري کے پاس بھجوایا که مشاهیر علماء وقت سے تھے ' اور لکھا که جو فیصله آپکا هو اسي پر عمل کیا جاے - بدایوني لکھتے هیں که شیخ بدھ نے پہلے تو ایک حق پرستانه تحریر لکھي جسکا مضمون یه تھا که مسئلۂ مہدویة موقوف علیه ایمان و اسلام نہیں هے - تعئین علامات مہدي میں مختلف روایتیں وارد اور سخت اختلاف واقع - صرف اتني سي بات پر ایک عالم حق کي تعزیر و تکفیر جائز نہیں - لیکن افسوس که بعد کو دنیا پرستي مانع آئي - انکے

لڑکوں نے سمجھایا کہ آجکل مخدوم الملک کي شيخ الاسلامي ہے - اسکے خلاف راے دينا ٹھيک نہيں - اگر اس نے سليم شاہ سے کہکر تم کو اس مسئلہ کي تحقيق کيليے آگرہ طلب کرايا تو اس بڑھاپے ميں بيکار سفر کي زحمت اٹھاؤگے - يہ بات شيخ بڈھہ کے دلپر اثر کرگئي اور پہلي تحرير چاک کرکے دوسرا مراسلہ اس مضمون کا بھيجديا " مخدوم الملک امروز از علماء محققين ست - سخن سخن او' و فتوى فتوى او ست "

آسي کي سي کہنے لگے اهـل حشـر
کہيں پرسش داد خـواهـاں نہيں !

• جو لوگ گزرچکے ہيں انکي نسبت اب کيا کہا جاے کہ انکا معاملہ الله کے ہاتھہ ہے: علمها عند ربي في كتاب اور ہم کو بہر حال اغفر لنا و لاخواننا الذين سبقونا بالايمان کي دعا مانگني ہے' مگر غور کرو کہ ہر زمانے ميں علماء دنيا کي نفس پرستي اور حق فراموشي کس طرح دنيا کيليے ايک لعنت رہي ہے' اور حيات چند روزۂ دنيوي کے عشق وتعبد نے اس طائفۂ عبيد الدنيا سے کس کس طرح کتمان حق کرايا ہے ؟ شيخ بڈھہ اپنے نفس کيليے اسکو بڑي ہي اذيت سمجھتے ہيں کہ آگرہ تـک سفر کي زحمت گوارا کريں' ليکن اگر حق مستور و مظلوم ہوجاے اور اہل حق ہلاک و مقتول ہوں تو اسميں کوئي مضائقہ نہيں ديکھتے ! کيا نوع انساني کي کوئي بدتر سے بدتر اور گمراہ سے گمراہ قسم بھي اس سے زيادہ دنيا کو نقصان پہنچا سکتي ہے ؟ اور کيا جنگل کا کوئي ڈاکو اور کمين‌گاہوں کا کوئي رہزن اس سے زيادہ جمعيۃ بشري کيليے مخدرش و مہلک ہوسکتا ہے ؟ اگر علماء کے خصائل کا يہ حال ہے تو اسکے بعد عامۂ ناس کيليے فسق و عدوان کا کونسا درجہ باقي رہگيا ؟ يہي وہ کتمان حق يعني حق کو دانستہ چھپانے کي ملعنت ہے جو علمـاء يہود پر چھا گئي تھي' اور منجملـہ اسبـاب مغضوبيت يہود ہوئي : و ان كثيرا منهم ليكتمون الحق و هم يعلمون اور افسوس کہ يہي حال شبر بشبر اور ذراع بذراع اس امۃ کے علماء سوء کا بھي ہوا -

و هم يهود هذه الامة - انکو بهر حال اپني گنبد دستار کي تعمير کيليے اينٹيں چاهئيں اگرچه خانۂ شرع کي ديواريں توڑ کر بهم پهنچائي جائيں :

خانۂ شرع خرابست که ارباب صلاح
در عمارت گري گنبد دستار خود اند !

يه افسانه تو اُس عہد کا هے جسکو موجوده عہد کے مقابلے ميں عہد اقبال سمجهنا چاهيے - آج جو حالت هو رهي هے ' اسکو ديکهيے تو هوش گم اور عقل درمانده رهجاتي هے - آج امة کا ايک فاسق سے فاسق گروه بهي شايد کبهي سچائي کي خاطر کچهه نقصان جان و مال اٹهالے اور اسکو اپنے گناهونکا کفاره سمجهے ' ليکن مدعيان علم و مشيخت اور زهد فروشان سجادۂ طريقة سے اتني بهي اميد نهيں ! علماء وقت نے امر بالمعروف و نهي عن المنکر کے فرض کو عملاً شريعة کے احکام و واجبات سے خارج کرديا هے ' اور يا تو اب يه لفظ قرآن کي سورتوں ميں کبهي نظر آ جاتا هے ' يا صحائف سنة کے ابواب و اوراق ميں - حق کي بيکسي و مظلومي اس حد تک پهنچ چکي هے که جنگل ميں بهيڑوں اور بکريوں کيليے چرواها نظر آ جاتا هے ليکن حق کيليے کوئي غمگسار و مددگار نهيں

کان لم يکن بين الحجون الى الصفا
انيس ' و لم يسمر بمکة سامر !

شايد تم کو اس جمله پر تعجب هو که علماء وقت نے امر بالمعروف کے فرض کو فرائض شريعة سے خارج کرديا هے ' ليکن جو حالت هو رهي هے اسکے لحاظ سے تو يه جملة بهي کافي نه تها - اگر ايک شخص اپنا عقيده يه ظاهر کرے که نماز فرض هے اور هر وقت شرح وقايه کي کتاب الصلواة اپني بغل ميں بهي رکهے ' ليکن عملاً نماز کبهي نه پڑهے اور ترک صلواة کيليے طرح طرح کے ايسے حيلے اور عذرات پيش کرديا کرے جو کبهي اور کسي حال ميں دور نهيں هوسکتے ' تو تم اسکي نسبت کيا کهوگے ؟ اسکے ليے نماز ايک حکم شرعي واجب العمل رها يا نهيں ؟ يهي حال آج علماء عہد کا بهي هو رها هے - اور امر بالمعروف اور قيام حق کے حکم سے

اپنے آپ کو بری کرنے کیلیے بالقاء شیطانی طرح طرح کے حیل و
مکائد بنا رکھے ھیں ، اور جب وقت آتا ھے تو انھی کی آڑ میں پناہ
لیتے ھیں - نتیجہ یہ نکلا کہ عملاً امر بالمعروف کا حکم ساقط و کالعدم
ھوگیا - کبھی کہتے ھیں کہ درجۂ عزیمۃ و عزائم امور بہت بلند ھے -
ھمیں کہاں نصیب ؟ رخصۃ یہ ھے کہ بخوف نقصان جان و مال باطل
پرستی قبول کرلی جاے : علی خوف من فرعون و ملائھم ان یفتنھم !
کبھی کہتے ھیں کہ صداقت موسوی سے انکار نہیں لیکن ہیبت و سطوۃ
فرعونی کے مقابلے کی طاقت نہیں رکھتے ، پس خاموشی و ترک سعی
کے سوا چارہ نہیں : فاذھب انت و ربک فقاتلا ، انا ھاھنا قاعدون - کبھی
کہتے ھیں کہ اگرچہ حق اسکے خلاف ھے ، مگر مصلحۃ وقت کا مقتضی
یہی ھے - گویا مصلحت حقائق اشیاء کو متغیر کردیسکتی ھے ! کبھی
کہتے ھیں کہ زبان کھولنے میں فتنہ ھے اور فقہاء کا ایک جزیہ ھم کو
ملگیا ھے کہ فتنہ سے بچنا ضروری - گویا حق گوئی میں فتنہ ھے اور
سکوت عن الحق میں امن و سلامتی : و لو اتبع الحق اھواءھم لفسدت
السماوات و الارض - کبھی کہتے ھیں کہ علیکم انفسکم اور لا تلقوا بایدیکم
الی التھلکہ پر ھمارا عمل ھے : یحرفون الکلم عن مواضعہ - کبھی کہتے ھیں
کہ فلاں فلاں باتیں یقیناً بدعات و منکرات میں داخل ھیں لیکن عوام
صدیوں سے کر رھے ھیں - اگر صاف صاف حق گوئی سے کام لینگے تو
بگڑ جائینگے اور ھم کو بزرگ و پیشوا نہیں سمجھینگے - اگر ایسا ھوا تو موجودہ
حالت سے بھی زیادہ نقصان ھوگا : و ان کثیرا من الاحبار و الرھبان لیاکلون
اموال الناس بالباطل و یصدون عن سبیل اللہ - کبھی کہتے ھیں کہ اسمیں
خوف جان ھے اور جان کا بچانا فرض ھے - غرضکہ یعدھم و یمنیھم
وما یعدھم الشیطان الا غرورا - یہ سب کچھہ کہتے ھیں مگر اصلی بات نہیں کہتے
کہ ایمان باللہ مفقود ھوگیا ، حیاۃ دنیوی کی محبت محبت الہی پر
غالب آگئی ، متاع دنیا کی دلفریبیوں پر روح مفتون اور دل نثار ھوگیا ،

اور دنیا پرستی کی لعنت نے عزم و راستی کی روح کو مردہ کردیا؛

استحوذ علیہم الشیطان فانساھم ذکر اللہ - اولائک حزب الشیطان - الا ' ان حزب الشیطان ھم الخاسرون !

فصل

یہ واضح رہے کہ شیخ بڈھہ اُس زمانے کے اکابر علماء میں تسلیم کیے جاتے تھے - بدایونی لکھتے ہیں کہ شیر شاہ انکی جوتیاں سیدھی کرتا تھا - اور ارشاد قاضی پر ایک عمدہ شرح بھی آپنے لکھی تھی - با ایں ہمہ حال یہ تھا کہ جب شیخ علائی شاہی حراست میں انکے مکان پر پہنچے تو " از اندرون خانہ آواز سرود و ساز شنیدند و بعضے مکارۂ طبعی و شرعی دیگر نیز کہ ذکر آن استہجانے صریح دارد ' در مجلس او دیدند ' و بے اختیار امر معروف و نہی منکر کردند " کاش شیخ بڈھہ علم نہ پڑھتے ' ارشاد قاضی کی شرح نہ لکھتے ' جنگل میں لکڑیاں کاٹتے اور سر پر اُٹھا کر بازاروں میں بیچتے ' مگر حق گوئی سے زبان نہ روکتے تو ہزار درجہ اس مولویۃ و مشیخت اور شرح نویسی کی زندگی سے زیادہ اللہ کے نزدیک مقرب و محبوب ہوتے - ارشاد قاضی کی شرح قیامت کے دن انکو نہیں بخشواسکتی ' مگر حق گوئی کا ایک سچا لمحہ عمر بھر کے گناہوں کو محو کر دیسکتا ہے !

عشق تو " قائم " نہوا آپ سے
اور ہی کچھہ پیشہ کیا چاہیے !

سلیم شاہ کے دل پر شیخ علائی کی حق پرستی کا زخم لگ چکا تھا مگر خود عالم نہ تھا ' چاہتا تھا کہ اگر ایک عالم حق گو کا سہارا بھی ملجاے تو شیخ کو علماء سوء کے پنجوں سے چھڑالے ' لیکن افسوس کہ سب نفس و دنیا کے پجاری نکلے - جب شیخ بڈھہ نے بھی مخدوم الملک کی تائید کی تو بالکل مجبور ہوگیا اور شیخ کا معاملہ مخدوم الملک کے حوالے کر دیا -

شیخ علائي اسوقت سخت بیمار تھے - گلے میں ایک بہت بڑا زخم تھا، اور بہار تک سفر کرنے کي زحمت نے نیم جان کردیا تھا - مخدوم الملک نے حکم دیا کہ کوڑے لگائے جائیں- جلاد نے تیسري هي ضرب لگائي تھي کہ اس شہید حق کي روح پرواز کرگئي: في مقعد صدق عند ملیک مقتدر! ملا عبد القادر بدایوني نے "ذاکر الله" اور "سقاهم ربهم شرابا" سے تاریخ نکالي کہ ۹۵۷ سال هجري ہے :

بجرم عشق اگر کشتي مرا ممنون احسانم
گناه زاهد بے درد یا رب چیست حیرانم!

افسوس مرنے کے بعد بھي ظالموں کو تسکین نہ هوئي اور اس فنا في الحق کي نعش کے ساتھہ وہ سلوک کیا گیا جو بدر و احد کے مقتول کفار کے ساتھہ بھي نہیں کیا گیا تھا - بدایوني لکھتے هیں کہ هاتھي کے پانؤں سے باندھکر نعش کو چروایا گیا اور اسکے ٹکڑوں کي تمام لشکر میں تشہیر کي - پھر حکم دیا کہ دفن نہ کي جاے اور اس غرض سے پہرہ بٹھادیا گیا - سبحان الله کار و بار عالم کي بو العجبي ' اور جہان هزار رنگ کي بوقلموني! یہ ہے خدمت انساني کا وہ مزد و صلہ جو دنیا نے همیشہ اپنے غمگساروں کو دیا ہے' اور یہ ہے عشق حق و شیفتگي صدق کا نتیجہ جو اس ظلم آباد ارضي میں همیشہ نیازمندان حق کو ملا ہے! باطنہ رحمۃ و ظاهرہ من قبلۃ العذاب:

فمن شاء فلینظر الي ' فمنظري
نذیر الی من ظن ان الهوی سهل!

یہ سرگذشت تو شیخ علائي رحمۃ الله علیہ کي ہے - انکے پیر حضرۃ شیخ عبد الله نیازي کا واقعہ بھي اس سے کم درد انگیز اور عبرۃ ماجرا نہیں ہے - بدایوني لکھتے هیں کہ جب شیخ علائي دکن کي جانب جلا وطن کردیے گئے تو اسکے کچھہ عرصے بعد سلیم شاہ سرحدي افغانوں کي شورش کا حال سنکر پنجاب کي جانب روانہ هوا - جب بیانہ کے قریب شاهي لشکر پہنچا تو مخدوم الملک نے کہ پیوستہ وکمربستہ خاصان حق کي اذیت و هلاکت کي فکر میں غلطاں و پیچاں رهتے تھے ' موقع کو غنیمت سمجھا اور سلیم شاہ

سے کہا " از فتنۂ صغیر کہ عبارت از شیخ علائي باشد چندے خلاصي یافتیم ' اما فتنۂ عظیم هنوز برپاست " سلیم شاہ نے پوچھا وہ کون ؟ کہا : شیخ عبد اللہ نیازي کہ یہیں بیانہ میں مقیم ہے اور شیخ علائي کا پیر ہے - سلیم شاہ نے میاں بہوہ لوحاني حاکم بیانہ کو حکم بھیجا کہ فوراً شیخ کو حاضر لشکر کرو - میاں بہوہ شیخ کا مرید تھا - اس نے شیخ کو بہت سمجھایا کہ آپ یہاں سے راتوں رات نکل جائیں - میں کوئي بہانہ کردونگا - لیکن شیخ نے کہا " ارادۂ خداوندي درحال و استقبال و آن جا و این جا مساوي ست - تا هرچہ مقدرست خواهد رسید " مجبوراً شیخ کو همراہ لیا اور لشکر شاهي میں پہنچے - سلیم شاہ سوار کوچ کیلیے طیار کھڑا تھا - شیخ عبد اللہ جب سامنے پہنچے تو بے باکانہ گردن اٹھاے جا کھڑے ہوے اور السلام علیک کہا - میاں بہوہ نے کہ کسي نہ کسي طرح سلیم شاہ کے غیظ و غضب سے انکو بچانا چاهتا تھا ' گردن پکڑ کے جھکا دي اور کہا : پادشاهوں کو یوں نہیں ' یوں سلام کرتے هیں - اسپر شیخ نے گرج کر کہا " جو سلام کہ سنت ہے اور صحابہ اللہ کے رسول کے سامنے کہا کرتے تھے ' یہي ہے ' اسکے سوا میں اور کوئي سلام نہیں جانتا ! " سلیم شاہ نے غضب ناک هوکر اشارہ کیا اور لشکریوں نے لاٹھیوں ' کوڑوں ' مکوں ' اور لاتوں سے پیٹنا شروع کردیا - یہانتک کہ بے هوش هوگئے جب تک هوش رہا یہ آیۂ قرآني ورد زبان تھی :

ربنا اغفر لنا ذنوبنا و ثبت اقدامنا و انصرنا علی القوم الکافرین ! سلیم شاہ نے جب شیخ کو یہ پڑھتے ہوے دیکھا تو پوچھا : کیا کہتا ہے ؟ مخدوم الملک نے کہا " شما را و ما را کافر مي گوید " اسپر اسکو اور زیادہ طیش آ یا اور جب تک موت کا یقین نہیں هوگیا برابر زد و کوب کا حکم دیتا رہا - افسوس ! عشاق حق کے ساتھہ همیشہ یہي هوا اور اعداء حق و اصلاح کے هاتھوں کبھي انکو امن کي گھڑیاں نصیب نہ هولیں - یہي هوتا رہا ہے اور شاید ایساهي هوتا رهیگا - دشمنان حق نے اگر انکي جانوں کو سب سے بڑي چیز سمجھکر لینا چاها ' تو انھوں نے بھي اپني جان کو دنیا کي ساري چیزوں میں سب سے زیادہ هیچ و ادنی سمجھا - و لنا فیهم اسوۃ حسنہ :

جانیست هرآئینہ بخواهد رفتن
اندرغم عشق تو رود، اولی تر !

لیکن سبحان اللہ ! مکافات و مجازات عمل کا قانون الهي کس طرح اس دنیا هي میں اپنا کام انجام دے رہا ہے اور آخرۃ کي منزل ابهي باقي ہے : لو کانوا یعلمون - بالآخر ایک زمانہ آیا کہ یہي مخدوم الملک تھے اور یہي هندوستان، مگر پیشوائي و شیخ الاسلامي ایک طرف رہي، عزت و آبرو سے اپنا بڑهاپا بهي بسر نہ کرسکے، اور عهد اکبري کے نئے نئے مفتیوں کے هاتهوں وہ وہ ذلتیں اور خواریاں نصیب هوئیں کہ بقول ملاے بدایوني یوم تبلی السرائر کا نقشہ آنکهوں میں پهرگیا - یا تو یہ حال تھا کہ انکے قلم شیخ الاسلامي کي ایک گردش اهل اللہ کي زندگیوں کا فیصلہ کردیتي تھي، یا یہ یوم العذاب دیکهنا پڑا کہ حاجي ابراهیم سرهندي اور شیخ ابو الفضل جیسے نوخیز و احداث بهري مجلس میں انکے فسق و تقوی کا فیصلہ کرنے لگے اور عمر بهرکی بداعمالیوں کا ایک ایک کرکے حساب دینا پڑا - فنعوذ باللہ من الحور بعد الکور :

گرہ کیسي لگي تھي ؟ کهل گئے کس راہ میں فتنے ؟
نظر آتا ہے خالي آج گوشہ تیرے داماں کا !

فصل

ملا عبد القادر بدایوني لکهتے هیں کہ مخدوم الملک کي دولت و تمول کا یہ حال تھا کہ صرف گهر کے صندوقوں هي میں نہیں بلکہ خانداني قبروں میں بهي چاندي سونے کي اینٹیں هي مدفون تھیں - الذین یکنزون الذهب و الفضہ - اور یہ تمام مال زمانۂ شیخ الاسلامي کے غصب و تصرف و اکل اموال بالباطل کا اندوختہ تھا - طرح طرح کے نام نهاد شرعي حیلے بنا رکهے تھے اور انکي آڑ میں بندگان الهي کو لوٹتے کهسوٹتے تھے - جب عهد اکبري کا نیا دور شروع هوا اور انکي هوا اُکهڑي، تو عجیب عجیب باتیں کهلیں - ازانجملہ یہ کہ باایں همہ دولت و تمول عمر بهرکبهي زکواۃ ادا نہ کي -

زکواۃ سے بچنے کیلیے یہ حیلہ گڑھلیا تھا کہ ہر سال کے آخر میں اپنا تمام خزانہ بیوی کے نام ہبہ کردیتے' اور وہ ایک سال پورا ہونے سے پہلے انکے نام بخشدیتی - اس طرح حول کامل دونوں میں سے کسی پر نہ گذرتا کہ اداء زکواۃ کی شرط ھے ." وغیر ازین نیز حیلہ ھاے دیگر کہ حیل بنو اسرائیل پیش آن شرمندہ است - و ھمچنیں خست و رذالت' و خباثت و جہالت' و مکاری و ستم گاری ازکہ بہ مشائخ و فقراء دیار خصوصاً بہ آئمۂ مساجد و اهل استحقاق پنجاب نمودہ بود' یک یک بہ ظہور پیوست' و سر یوم تبلی السرائر بر ضمائر ظاھر گشت' و حکایاتی کہ مشتمل بر انواع اھانت و استخفاف و مذمت او بود' ھر روز در مجلس تقریر می کردند' و قرار چنان یافت کہ جبراً و قہراً او را بمکہ باید فرستاد - و چون ازو پرسیدند کہ حج بر تو فرض شدہ ؟ گفت کہ نے !" (جلد دوم : ۲۰۳) .

یہ جو ملا صاحب نے لکھا ھے کہ مخدوم الملک نے زکواۃ سے بچنے کیلیے ایک حیلہ نکال رکھا تھا' تو اس حیلہ پر انکا عمل ضرور ھوگا لیکن اسکی ایجاد کی نسبت انکی جانب صحیح نہیں - ان لوگوں کو مکر و حیل میں بھی اجتہاد فکر کہاں نصیب ؟ اس میدان میں بھی دوسروں کے مقلد ھی ھوتے ھیں - مخدوم الملک نے اور بہت سی چیزوں کی طرح یہ حیلہ بھی اپنے پیشرو فقہاء دنیا اور علماء مکر و خدیعت سے حاصل کیا ھوگا - اگرچہ ٹھیک ٹھیک نہیں کہا جا سکتا کہ احبار یہود اور اصحاب السبت کے بعد امۃ اسلامیہ میں سب سے پہلے کن " یہود ھذہ الامۃ " نے ان حیلوں کی بنیاد ڈالی اور شریعۃ الٰہی کو نفس و شیطان کا بازیچۂ لہو و لعب بنایا' مگر یہ معلوم ھے کہ دوسری صدی کے اوائل ھی میں بعض فقہاء دنیا و عبید السلاطین اور متفقہین بالظن و الرائے نے حیلہ تراشیاں شروع کردی تھیں' اور تیسری صدی میں اس امۃ کے صدوقیوں اور فریسیوں نے کتاب الحیل کو بھی منجملہ ابواب فقہ کے قرار دیدیا تھا - اسکا پتہ ان اقوال سے چلتا ھے جو نام نہاد حیل و احتیال شرعیہ کی نسبت

ائمه اسلام کے منقول هیں اور جنکو شیخ الاسلام ابن تیمیه نے اپنے بعض فتاوی میں جمع کیا هے - حضرة عبد الله بن مبارک نے ایک حیله کا حال سنکر کہا : احدثوا الحیل فی الاسلام فمن کان امر بهذا فهو کافر - اسلام میں لوگوں نے حیلے پیدا کرنے کي بدعة رائج کي هے سو جو شخص انپر فتوی دے وہ کافر هے - شریک بن عبد الله قاضي کوفه سے کتاب الحیل کا ذکر کیا گیا تو اُنهوں نے کہا : من یخادع الله یخدعه - یعنے حیلے نکالکر احکام شرعیه کي تعمیل سے بچنا خدا کو دهوکا دینا هے - حفص بن غیاث نے کہا : کتاب الحیل پر لکھدو که کتاب الفجور هے - یزید بن هارون نے کہا : لقد افتي اصحاب الحیل بشيء لو افتی به الیهود کان قبیحاً - حیله تراشوں نے یهودیوں کو بهي مات کردیا - ایوب سختیاني نے کہا : یخادعون الله کانما یخادعون الصبیان - یه لوگ خدا کو اسطرح دهوکا دینا چاهتے هیں جیسے بچوں کو فریب دیکر بہلاتے هیں - خدا نے حکم دیا که هر مالدار زکواة دے تو سال کے آخر میں تمام مال بیوي کے نام هبه کردیا که خدا دهوکے میں آکر همکو مفلس و نادار سمجهه لیگا : وما یخدعون الا انفسهم وما یشعرون - انهي سے یه بهي منقول هے : لو اتي الامر عیاناً کان اهون علي - اس سے تو یه بہتر تها که صاف صاف بغیر حیله کے معصیت کرتے - بهرحال خدا کي شریعة کے ساتهه تلعب و استهزا تو نه هوتا - اور یه بالکل حق هے - فسق و فجور ان حیلوں پر عمل کرنے سے هزار درجه افضل هے - حضرة امام احمد بن حنبل سے بهي طلاق و یمین کے بارے میں چند حیلوں کا ذکر کیا گیا تها - فرمایا که : ان من افتي بهذه الحیل فقد قلب الاسلام ظهر البطن و نقض عری الاسلام عروة عروة !

ان اقوال سے معلوم هوا که اس زمانے میں حیله تراشیوں کي بنیاد پڑ چکي تهي - یه کتاب و سنة سے بعد و هجر ' اور ترک براهین و یقینیات شرعیه ' و تشبث به ظن و تخمین بحت ' و تخرص و تلعب به ظلمات اوهام و اهواء ' و قیاس غیر صالح و غیر موید بالوحي کے شجرة الزقوم کے ابتدائي برگ و بار تهے ' جو آگے چلکر اسقدر پهلے پهولے که علم و عمل

کا کوئي گوشه انکے ثمرات ردئیه و خسیسه سے خالي نه رها ' اور وہ شریعة الاهیه جسکي نسبت کہا گیا تھا که " السمحة الحنیفیه و المحجة البیضاء - لیلا کنہارها " طرح طرح کے ظنون فاسدہ ' و آراء متشتته ' و قیاسات متخالفه ' و سبل متفرقه ' و طرائق قددا ' و قواعد متناقضه ' و تاویل الجـــاهلین ' و انتحال المبطلـــین ' و حیـــل المتحیلـــین ' و اقیسة القـــیاسیین ' و ظلمات بعضها فوق بعض کا مجموعه بنا دي گئي - و الله اکبر کبیرا ان یکون في شریعته الحیل الباطلة التي تسقط فرائضه ' و تحل محارمه ' و تبطل حقوق عباده ' و یفتح للناس ابواب الاحتیال و انواع المکر و الخداع ' بل هي شریعة مؤتلفة النظام ' متعادلة الاقسام ' لا امت فیه و لا عوج ' و لا ضیق فیها و لا حرج ' اوامرها غذاء و دواء ' و نواهیها حمیة و صیانه ' شعـارها الصدق ' و قوامها الحق ' میزانها العدل ' و حکمها الفصل ' لا حاجة بها البتة الی ان تکمل بسیاسة ملک ' او رای ذي رائي ' او قیاس فقیه ' او ذوق ذي ریاضة ' فهي صراطه المستقیم ' و دینه القویم ' و من احسن قولاً ممن دعا الی الله و عمل صالحا و قال انني من المسلمین !

صحابۂ کرام کے زمانے میں نکاح تحلیل (یعني فرضي طور پر به نیت استحلال حلاله کرانے) کا خیال شاید بعض لوگوں کو هوا تھا - اور " حتی تذوق عسیلته و یذوق عسیلتها " اور " لعن الله المحلل و المحلل له " کي وعید آن تـک نه پہنچي هوگي ' جسپر حضرة عمر کو اپنے خطبوں میں اعلان کرنا پڑا : لا اوتي بمحلل و لا محلل له الا رجمتها - یعني جس شخص نے بطور حیله کے حلاله کرائے مطلقه سے رجعت کي میں اسکو زناء محصن کي حد جاري کیے بغیر نه چھوڑونگا - لیکن یه بات تو اسوقت کسي کے وهم و خیال میں بھي نه گذري تھي که الله کي شریعة میں حیلوں کو بھي دخل هو سکتا هے ' اور احکام شریعة نفاذ و عمل حقیقي کیلیے نہیں هیں بلکه محض دنیاوي ضابطوں اور قاعدوں کي طرح ظواهر و رسم پوري کردینے کیلیے - شارع علیه السلام کو تو سد باب حیل کا یہاں تـک اهتمام تھا که عمال اور

قضاة کو قبول هدایا سے بھي روکدیا که رشوۃ ستاني کا حیله بن سکتا ھے -
مسند امام احمد میں ھے : هدایا العمال غلول - اور ابو داؤد کي روایت بریدہ
میں فرمایا : استعملناہ علی عمل و رزقناہ رزقا ' فما اخذہ بعد ذلك فهو غلول -
ایک اور روایت ھے : اخذ الامیر الهدیة سحت - اسي طرح مقروض سے هدیۂ
و تحائف کا لینا ناجائز قرار دیا که سود کیلیے حیله بن جا سکتا ھے - حتی
که ابن ماجه کي روایت انس بن مالک میں فرمایا : اذا اقرض احدکم
قرضاً فاهدی الیه او حمله علی الدابه ' فلا یرکبها و لا یقبله الا ان یکون جری
بینه و بینه قبل ذلک - اور اسي بنا پر هدیۂ مقترض کي نسبت اجلۂ صحابه
مثل عبد الله و ابي ابن کعب و غیرهم نے فتوی دیا که ربا میں داخل ھے -
اس سے بھي بڑھکر یه که بیع خیار کي نسبت تصریح کر دي : حتی یتفرقا
و لا یحل له ان یفارقه خشیة ان یستقبله - اس سے بھي مقصود یهي تھا که
حیله کا سد باب ھو ' اور اسي لیے امام احمد بن حنبلؒ نے ابطال حیل پر
اس روایت سے استدلال کیا ھے ' اگرچه بعض کوتاہ بینوں نے اس امام
اهل السنة کي دقة نظر اور فقاهة رباني کو نه سمجھا اور اسپر اعتراض کیا - فلیس
لهم بصیرة یعرفون بها اهل العلم و اهل الجهل و یمیزون بها بین منازلهم -
بلا شبه عهد صحابه میں بعض لوگوں کے سوالات سے پته چلتا ھے که اپني
بد عملیوں کے ھاتھوں ضیق و حرج میں مبتلا ھوکر ڈھونڈھنے لگے تھے که کوئي
مخرج و حیله نکل آئے ' لیکن بالاتفاق تمام صحابه و ارباب افتاء صدر اول نے
انکو پیام یاس سنایا ' اور کہا که کوئي حیله نهیں - حضرة علي علیه السلام سے
ایک شخص نے غالباً مسئلۂ یمین کي نسبت پوچھا تھا که ما الحیله ؟ آپنے
فرمایا : ترک الحیله - حضرة ابن عباس سے ایک شخص نے طلاق کے
متعلق جب پوچھا که اب اس سے بچنے کیلیے مخرج و حیله کیا ھو سکتا ھے ؟
تو سخت غضب ناک ھوے اور فرمایا : و من یتق الله یجعل له مخرجا جب
تونے حکم شریعة سے انحراف کیا تو اب مخرج کہاں ؟ و ما ظلمهم الله و لکن
کانوا انفسهم یظلمون ! اور پھر یه جو کچھه بھي تھا ' صرف طلاق و یمین کے

بعض احکام کي نسبت ' نہ کہ تمام احکام انفاق و زکواۃ و عقود و معاملات و تملیک اموال و غیرھا -

ان تمام تصریحات سے بڑھکر یہ ھے کہ قرآن حکیم نے صاف صاف لفظوں میں بتلا دیا تھا کہ یہودیوں کي ضلالۃ و مغضوبیۃ و ملعونیۃ کے اعمال خبیثہ میں سے ایک بڑا فتنــہ یہ تھا کہ شریعۃ الہي کے احکام قطعیۃ مصلحہ سے بچنے کیلیے طرح طرح کے حیلے حوالے اور بہانے نکالتے تھے ' اور سمجھتے تھے کہ خدا کا معاملہ بھي فریب خوردہ انسان کا سا ھے کہ اگر کسي حیلۃ و مکر سے ظاہر و صورت کو بنالیا تو قصد و نیت کي اسکو خبر نہوگي - از انجملہ ایک حیلہ وہ تھا جو یوم السبت میں صید نہ کرنے کے حکم کي نسبت اصحاب "حیتان" نے نکالا تھا : ولقد علمتم الذین اعتدوا منکم في السبت - اور از انجملہ وہ حیلہ تھا جو حرمت اکل شحم کي نسبت عمل میں لایا کرتے تھے ' اور جسکي نسبت آنحضرۃ نے فرمایا : لعن اللہ الیہود حرمت علیہم الشحوم فجملوھا و اکلوا ثمنہا - اللہ تعالی نے ان حیلہ سازیوں کي وجہ سے انپر لعنت بھیجي اور غضب الہي کے مورد ھوے - انہوں نے اللہ کي شریعۃ کو مسخ کرنا چاھا تھا - نتیجہ یہ نکلا کہ خود مسخ ھوگئے - وجعل منہم القردۃ والخنازیر اور اللہ کا قانون مجازات یہي ھے کہ ثمرۂ عمل تھیک تھیک عمل کے مطابق اور تھیک تھیک اس سے اشبہ و اوفق ظاھر ھوتا ھے - ھر عمل نیک و بد کے صور و اشکال عالم مثال میں اسي طرح واقع ھوے ھیں ' اور یہي معني ھیں اس آیۃ کریمہ کہ فحاق بہم ما کانوا بہ یستہزؤن - حیل و احتیال کے متعلق یہ حال تو کتاب اللہ کا ھے ' اور سنۃ کو دیکھا جاے تو اس سے زیادہ واضح و صریح ھے - آنحضرۃ صلی اللہ علیہ و سلم نے بار بار کھول کھول کر امۃ کو اسي ضلالۃ یہود اور خبائث اصحاب السبت و الحیتان سے روکا تھا : لعن اللہ الیہود حرمت علیہم الشحوم فجملوھا و اکلوا ثمنہا - اللہ کي پھتکار یہود پر - چربي انپر حرام کردي گئي تو حیلے بہانے نکالکر اسکو حلال بنا لیا - اس سے بھي واضح فرمایا : لا ترتکبوا ما ارتکبت الیہود فتستحلوا محارم اللہ بادنی الحیل - وہ کام نہ کرنا جو یہودیوں نے کیا کہ اللہ کي حرام کردہ چیزوں کو

ادنیٰ حیلوں بہانوں سے حلال کرلو! مگر افسوس کہ وھي ھوا جسکا اس صادق و مصدوق کواندیشہ تھا' اور اس امۃ میں بھي ایسے صدوقي اور فریسي پیدا ھوگئے جنھوں نے بحکم حذو النعل بالنعل تھیک تھیک ویسي ھي حیلہ بازیاں اور مکاریاں اسلام میں بھي پیدا کرلیں - ضلوا فاضلوا فویل لھم و لاتباعھم! حتیٰ کہ یہ فساد عظیم اس درجہ پھیلا کہ اصحاب حیل کے نزدیک حلال و حرام کي تمیز بکلي اُتھہ گئي' محارم شرعیہ حلال ھوگئے' عقود فاسدہ کو جائز بنالیا گیا' حدود شرعیہ ساقط کردیے گئے' نور و ظلمۃ' سیاہ و سفید' فسق و تقویٰ میں کوئي فرق باقي نہ رھا - احکام و اوامر اور عبادات و معاملات کي کوئي شاخ بھي اس مصیبت عظمیٰ سے نہ بچي - ھر حکم سے بچنے کیلیے حیلے' ھر قید شرعي سے نکل بھاگنے کیلیے بہانے' ھر امر و نہي کے سقوط و تعطیل کیلیے مکر و فریب - شریعۃ الاھیہ کے کسي حکم کو بھي سچي تعمیل اور راستبازانہ و صالحانہ اطاعت کیلیے باقي نہ چھوڑا - اعمال انسانیۃ کي وہ اصل عظیم جسکو شریعۃ نے " نیت " کے جامع و حاوي لفظ سے تعبیر کیا تھا اور تمام احکام و ثمرات کي بنیاد اسي پر رکھي تھي کہ " انما الاعمال بالنیات " اور " ولکل امرء ما نوي " اور اسي لیے فقیہ الامۃ حضرۃ امام بخاري نے اسي جامع الکلم کو اپني کتاب کا سرنامۂ و عنوان قرار دیا تھا' اسطرح تاراج و ھلاک کردي گئي گویا اسکا کوئي وجود ھي نہ تھا! خدا کے بندوں کو فریب دیتے دیتے اس طائفۂ بوالہوس کي جرأتیں یہانتک بڑھگئیں کہ عالم السرائر و الخفایاء کو بھي دھوکا دینے میں چست و چالاک ھوگئے: وما یخدعون الا انفسھم وما یشعرون - یہ ضلالۃ اس درجہ سے بھي آگے بڑھي - یہانتک کہ مسائل حیل و احتیال فقہ سؤ و مزعومہ کا ایک با قاعدہ باب و مبحث بن گئے' اور رفتہ رفتہ فقہاء دنیا کیلیے صرف ذھانت' و نمایش فقاھۃ' و اظہار علم و درایت' و تسابق عقول' و تنافس افکار' و تقابل قوۃ افتاء و قضاء کا سب سے بڑا دلچسپ و جالب قلوب میدان یہي حیلہ بازي قرار پائي ؂ کتاب و سنۃ کي تقدیم و حفظ کا بند تو پہلے ھي توت چکا تھا' اور

بنیاد فقاهۃ محض اٹکل اور ظن و وهم پر قرار پاچکي تهي - پهر کیا تها ؟ هر ذهن نے تیزي دکهلائي ' اور هر قیاس نے بلند پروازي - " بنیاد ظلم در جهان اندک بود - هر که آمد بران مزید کرد " نتیجه یه نکلا که شریعۃ الهي جو عدل و صداقت کے قیام کیلیے آئي تهي ' اُسي کے نام سے مکر و فریب اور ظلم و غصب اور نهب و سلب کے تمام کار و بار جاري هوگئے ' اور دنیا کي تباهي کیلیے اس سے بدتر وقت اور کوئي نهیں هوسکتا که خدا کا پاک نام لیکر اُسکي دنیا میں برائي پهیلائي جاے ! کتني هي زنا کاریاں هیں جو حیلے نکالکر نکاح شرعي بنائي گئیں ! کتنے هي غصب و ظلم اور اکل اموال بالباطل کے رذائل هیں جنکو ایک شرعي معامله بنا کر جائز کیا گیا ! کتنے هي عقود فاسده هیں جنکو اسي شیطان حیل نے جائز کراکے بندگان الهي کے حقوق تلف کراے ! کتنے هي حج هیں جو ساقط هوے ! کتني هي زکاتیں هیں جو کبهي ادا نهیں کي گئیں ! کتنے هي شارب الخمر اور زاني محصن هیں جو حدود شرعیه سے صاف بچا لیے گئے ! پهر یهي تخم حیل هے جسکي شاخیں کسقدر دور دور تک پهیلیں ؟ متعدد تفریعات هیں جو بظاهر اس سے الگ معلوم هوتي هیں مگر فی الحقیقت اسي عائلۂ فساد کے اخوان و اخوات میں داخل هیں - ازانجمله اجیرۂ زانیه کے اجر مثل کا جزئیه هے جسکي ابتدا شاید ایک اصولي اور قانوني بحث سے هوئي تهي - یعني جس عقد کا معقود علیه کوئي فعل مباح اور ساتهه هي زنا بهي هو ' تو اس صورت میں زنا معقود علیه میں داخل هوگا یا ایک شرط زائد اور سبب بعید ؟ اور اُسکا شمار عقد باطل میں هوگا یا فاسد میں ؟ لیکن آگے چلکر یه ایک سچ مچ عملي ذریعه حلت مهر بغي ' و وسیلۂ توسیع کار و بار زنا بنگیا - تم نے بعض شروح میں پڑها هوگا: ما اخذته الزانیه ' ان کان بعقد الاجارۃ فحلال ' لان اجر المثل طیب ! زانیه نے اگر عقد اجاره کے بعد اپني اُجرت لي تو وه حلال هے کیونکه اجر مثل کے طیب هونے میں کلام نهیں ! جب اسپر لوگوں نے اپنا سر پیٹ لیا که جس چیز کو الله کے رسول نے خبیث فرمایا اسکے طیب هونے کي کونسي نئي وحي اُتر آئي

هے ؟ مسلم و ترمذي كي حديث رافع بن خديج ميں هے : مهر البغي خبيث - اور بخاري كي روايت ميں هے : نهي رسول الله صلعم عن ثمن الكلب و مهر البغي - تو اسكے جواب ميں كہا جاتا هے كه وه تو ايك خاص حالت تهي : " هو ان يواجر امته على الزنا و ما اخذه من المهر" ليكن " لن استاجرها ليزني بها ثم اعطاها مهرها اوما شرط لها فلا باس باخذه ' لانه في اجارة فاسدة فيطيب له و ان كان السبب حراماً " يعني اگر ايك عورت كو زنا كيليے اجاره پر ركها اور اسكے بعد عورت نے وه اجرت لي تو اسكے ليفے مين كوئي حرج نهيں - يهاں تك تو مسئله كي اصلي صورت تهي ' ليكن جب اسپر بهي لوگوں نے ماتم كيا كه يه كيا شريعة كي تباهي اور انسانية كي هلاكت هے كه محض عقد اجاره كي ايك اصل باطل كي بنا پر اجرت خبث و خباثت كو كهلے بندوں حلال و طيب بنايا جا رها هے ؟ تو پهر يه حيله سكهلايا جاتا هے : " ان يستاجرها لكنس بيته او لطي ثيابه او طبخ طعامه او لنقل متاع من كان الى مكان ويشترط بها الزنا ثم يزني " يعني صورت اسكي يه هے كه مثلاً كسي شخص نے گهر كا كام كاج كرنے كيليے يا كهانا پكانے كيليے يا كسي آور فعل مباح كيليے ايك عورت سے عقد اجاره كيا كه اتني مزدوري پر ميرا كام كرديناً ' اور ساتهه هي يه شرط بهي ٹهرالي كه تجهسے زنا بهي كرونگا ' تو چونكه يه مشروع باصله و غير مشروع بوصفه هے اسليے اجاره فاسد هوا ليكن اجرت حلال ٹهري - نتيجه يه نكلا كه اگر كسي فقيه حيل نے ذرا چشم و ابرو ديكهكر كسي اچهي سي ماما كو كام كاج كيليے مزدوري پر ركهه ليا اور ساتهه هي يه شرط بهي ٹهرالي كه گاه گاه كچهه آور مشغله بهي جاري رهيگا تو ايسي اجرت اس ماما كيليے جائز و حلال و طيب هے - لان اجر المثل طيب ! تعالى الله و شريعتة عما يقولون و يفعلون علواً كبيرا ! لطف يه كه " ان اخذه (المهر) بغير عقد بان زنى بامة ثم اعطاها شيئاً فهو حرام لانه اخذه بغير حق " بهي موجود هے - جس سے معلوم هوا كه اگر كوئي شكل مهر بغي كي حرام هو بهي سكتي هے ' تو اسليے نهيں كه وه زنا كي اجرت هے اور هر اجرت جو فعل خبيث كي ، هو خبيث

هے اور هر عقد جسکا معقود علیه حرام هو وہ عقد باطل ' بلکه صرف اسلیے
که با ضابطه طریق اجارہ کے مطابق عقد اجارہ نہیں هوا جس سے شبه پڑجاتا '
اور جو کچھه اسکو دیا گیا ' وہ اسکا حسب شرط حق نہیں تها - پس گویا انکے
نزدیک اس معامله کي حلت و حرمت کا سارا دار و مدار صرف اس ایک
اصل معاملات پر هے که عقد اجارہ هوا یا نہیں ؟ اور اسکے شرائط صحیحة و متعینه
هیں یا نہیں ؟ اسکے سوا اور کچھه نہیں ! یہي وہ قیاس غیر صالح هے جسکو
شریعت نے رائے اور هواء نفس سے تعبیر کیا ' نه که قیاس صالح و حکمة نبویه
جو عین شریعة بلکه منتها مرتبۂ علم حق و بصیرة رباني هے - اور جس قیاس
رائي کا نتیجه هے صرف ایک هي اصل و علة کا استغراق و استہلاک و اقناع ' اور
دیگر اصول و علل و مقاصد سے بکلي اعراض ' حالانکه اکثر احکام شرعیه معلل
بعلل شتی ' اور اصل امر و نهي متعدد مقاصد و مصالح پر مبني - صرف تمثیل
و تقسیم اور حمل نظیر علی النظیر بلا مراعات مقاصد اُخری و مہمه کیونکر
صحیح هوسکتا هے ؟ اس آفت سے بچنے کي صرف ایک هي راہ تهي که
هو موقعه اور هر جزئیه و تفریع پر تقدیم کتاب و سنة اور به تعمیل فردوہ
الی الله و الی الرسول هر اصل اور هر فرع کیلیے اهتداء به مشکوٰة نبوت -
مگر ایسا نہیں کیا گیا اور صرف اپنے چند ساخته پرداخته اصول اور کلیات پر
قناعت کرلي گئي - اس چیز نے نہیں معلوم اس کارخانه کے کتنے کیل
پرزے درهم برهم کردیے هیں ' اور اسي حالت کي نسبت کہا گیا هے :

حفظت شئیاً و غابت عنک اشیاء !

لطف یه که " لا تصح الاجارة لا جل المعاصي مثل الغناء والنوح و الملاهي "
بهي کہتے هیں - یعني گانے بجانے کیلیے اجارہ صحیح نہیں - فیا لله و یا
للعقول ! غناء اور ملاهي کي اجرت کا مال تو طیب نهوا حالانکه اسکي حرمت
محتاج دلیل ' مگر زنا کي اجرت طیب هوسکتي هے : لان اجر المثل طیب
و ان کان السبب حراماً !

یکـــرہ ان یشـــرب من فضة
و یسـرق الفضـــة ان نالهـــا !

اسي طرح سقوط حد بصورت نکاح محرمات ابدیه کا مسئله هے - فی الحقیقت یه ایک دوسري اصل پر مبني تها - غالباً ترمذي کي حدیث براء بن عازب قدماء مخالفین حد تک نه پهنچي هوگي اگرچه بعد کے لوگوں تک پهنچي اور متشبث به حشیش تاویل و متمسک به طریق رد سنة بمجرد قیاس و رائے هوے ' اور پهر جن فقهاء نے حد کو بوجه شبه ساقط کها انکو بهي تعزیر سے انکار نهیں " والحد یدرء بالشبهات و التعزیر یجب مع الشبهات " انکا قاعدۂ مقررہ هے '۔اور اگرچه حضرة امام ابو حنیفه رحمة الله علیه کے نزدیک تعزیر انتالیس کوڑے سے زیادہ نهیں (کما صرح به الهدایه) لیکن درمختار وغیرہ میں یه بهي تو هے که " و یکون التعزیر بالقتل " با ایں همه یاران حیل نے اس مسئله سے بهي جو کام لیا اور جس طرح چند در چند تفریعات پیدا کي گئیں ' وہ بهي اس وادي حیل هي کے معاملات هیں - اور اسي طرح مسئلۂ نفاذ قضاء قاضي ظاهراً و باطناً اگرچه بظاهر اس سے بے تعلق نظر آتا هے مگر اسکے نتائج و ثمرات پر غور کیا جاے تو وہ بهي اسي میدان کا ایک گوشۂ بعید هے - کسي نه کسي طرح عدالت اور قاضي کے یهاں بات بنالي جاے پهر اسکے بعد کوئي کهٹکا نهیں - گویا شریعة کے امر و نهي کا سارا دار مدار اور مواخذۂ آخرة کي بنا صرف دنیا کے احکام و ظواهر هیں - حسن و قبح اشیاء و تفریق سیاہ و سفید و حق و باطل ' و تصحیح نیت و بطون ' و جلب محاسن و فضائل في الاصل و عند الله کوئي چیز نهیں :

گفتي که چه شـد قاعدۂ مهـر و محبت ؟

رسم کهنی بـــود بعهـــد تو بـــر افتـــاد !

اسپر طرہ یه که همارے زمانے کے بعض اصحاب درایة و عقول نے اس کي تائید میں یوں داد تحقیق و فقاهة دي هے که بحکم خلق لکم ما في الارض جمیعا تمام بنات آدم محل نکاح هیں' اور نکاح نظیر و مثیل عقد بیع کے هے' مهر بمنزلۂ ثمن ' اور ایجاب و قبول اور خلوة تملیک و تصرف کیلیے ' اور جب قاضي نے جهوٹے گواهوں سے دهوکا کهاکر یا کسي اور وجه سے پرائي عورت کو کسي کي منکوحه قرار دیدیا اور وہ لیکر چلتا بنا ' تو اس سے بهي یه

ساري باتيں بدرجۂ اتم حاصل هوگئيں - پس وه عورت گو قضاء قاضي سے پہلے جهوٹے مدعي كيليے حرام تهي ليكن اسكے بعد ضرور حلال هوگئي - عند الله بهي كوئي مواخذه نہيں هونا چاهيے ! سبحان الله ! خلق لكم ما في الارض جميعا كي كيا عمده تفسير هے ' اور تحليل زن اجنبيه اور جواز مكر و خديعة كيليے كيسي عاقلانه و فلسفيانه فقاهة !

واے گر در پس امروز بود فردائے !

لطف يه كه ان بزرگوں كو اس عجيب المخلوقات استدلال پر بڑا هي فخر و ناز هے' اور اسكو منجمله ثمرات حسنۂ " من يرد الله به خيراً يفقهه في الدين" کے قرار ديتے هيں - انا لله و انا اليه راجعون ! اگر يهي تفقه في الدين هے تو نہيں معلوم اسكے ضد و مقابل كو كس جگه ڈهونڈهنا چاهيے ؟ اور اسكا وجود بهي اب دنيا ميں باقي رها يا علم حق كي طرح آسمانوں پر اٹها ليا گيا ؟

فان كنت لا تدري فتلك مصيبة

و ان كنت تدري فالمصيبة اعظم !

يهاں يه واضح كردينا بهي ضروري هے كه متعدد نظائر و حوادث حيل و مخادعة کے هيں جنكو بعض ائمه و اعلام كي نسبت سے بيان كيا گيا هے اور انكو ديكهكر طبيعت كو سخت تشويش و حيراني هوتي هے - مثلاً حضرة قاضي ابو يوسف رحمة الله عليه كي نسبت اس قسم کے متعدد ناگوار واقعات منقول هيں - ازانجمله هارون الرشيد اور جاريۂ مهدي كا واقعه هے جسكو حافظ سيوطي نے تاريخ الخلفاء ميں بحوالۂ سلفي بسنده عن عبد الله بن مبارک نقل كيا هے - هارون الرشيد نے قاضي ابو يوسف سے ايک بار كہا كه ايک لونڈي پر ميرا جي آ گيا هے مگر وه كہتي هے كه تيرے باپ مهدي كي مدخوله هوں - فهل عندک في هذا شئ ؟ يعني اس بارے ميں تمهارے پاس كوئي مفيد مقصد فتوى هے ؟ قاضي ابو يوسف نے كہا هاں - يه كيا ضروري هے كه مجرد ايک لونڈي كا بيان سچ سمجهه ليا جاے ؟ آپ اسكے دعوے كي تصديق هي نه كريں كه كذب سے مامون نہيں ! حضرة عبد الله بن مبارک يه واقعه نقل كر کے كہتے هيں : ميں نہيں جانتا ان تينوں

میں سے کس کے حال پر زیادہ متعجب ہوں ؟ ہارون الرشید کے حال پر جو اپنے باپ کي حرمة سے باہر ہوا ؟ یا اُس لونڈي پر جس نے امیر المؤمنین سے روگرداني کي ؟ او من ہذا فقیه الارض و قاضیہا قال اہتک حرمة ابیک ' و اقض شہوتک ' و صیرہ في رقبتي ؟ اور ازانجملہ وہ واقعہ ہے جو اسکے بعد ہي حافظ سیوطي نے اسحاق بن راہویہ اور عبد اللہ بن یوسف سے نقل کیا ہے کہ ہارون الرشید نے قاضي ابو یوسف سے کہا : میں نے ایک لونڈي خریدي ہے - کوئي ایسا حیلہ بتلا سکتے ہو کہ استبراء کے انتظار سے بچ جاؤں اور فوراً اس سے متمتع ہوں ؟ انہوں نے کہا ہاں - ہبہا لبعض ولدک ثم یتزوجہا ! اسپر رشید نے خوش ہوکر ایک لاکھہ درہم انعام دینے کا حکم دیا ' لیکن رات کا وقت تھا - خزانے کے دروازے بند تھے - کسي نے کہا صبح کو لے لیجیے گا - اسپر قاضي ابو یوسف بولے : قد کانت الابواب مغلقة حین دعاني ففتحت - یعنے آپکي حاجت براري کا دروازہ بھي تو اسوقت بند تھا جب آپنے مجھے بلایا تھا - میں نے حیلہ بتلا کر کھولدیا - اب میرے لیے خزانے کا بند دروازہ کیوں نہ کھولا جاے ؟

اس سے بھي بڑھکر مصیبت یہ ہے کہ یہي اسقاط زکواة کا مخدوم الملک والا حیلہ اُنکي جانب منسوب کیا گیا ہے - امام غزالي احیاء العلوم میں نقل کرتے ہیں کہ قاضي ابو یوسف ہر سال اپنا تمام مال بیوي کے نام ہبہ کر دیتے اور وہ اختتام حول سے پہلے انکے نام پھیر دیتي - اسطرح زکواة ساقط سمجھہ لي جاتي - اور اسپر طرہ یہ کہ جب حضرة امام ابو حنیفہ رحمة اللہ علیہ سے یہ واقعہ نقل کیا گیا تو انہوں نے بہت داد دي اور فرمایا : ہذا من فقہہ ! امام غزالي یہ واقعہ نقل کرکے لکھتے ہیں کہ اسمیں شک نہیں کہ جمع دنیا کیلیے تو یہ بہت اچھي فقاہة تھي ' مگر آخرة میں اس سے بڑھکر کوئي چیز نقصان پہنچانے والي نہیں ہوسکتي اور یہي وہ علم ہے جو نافع ہونے کي جگہ ضار و مہلک ہے -

اسمیں شک نہیں کہ بظاہر ان واقعات کو پڑھکر طبیعت کو سخت خلجان ہوتا ہے ' لیکن دقة نظر سے کام لیا جاے تو صاف واضح ہوجاتا ہے کہ یہ اور

اس طرح کي تمام منسوبات قطعاً ناقابل اعتماد بلکه داخل اکاذیب و بہتان هیں - حضرة قاضي ابو یوسف اور امام ابو حنیفه رحمة الله علیهما کا مقام اس سے کہیں ارفع و اعلیٰ ھے که ایسے منکرات و شنائع کا انکي نسبت وهم بھي کیا جاسکے - یه سارے حیلے بعد کے فقہاء حیل و علماء دجل و فساد کے تراشے هوے هیں اور یقیناً انہوں نے هي اپني بضاعة ردیه کے رواج دینے کیلیے انکو ائمۂ سلف و فقہاء امصار کے نام سے منسوب کردیا - ایسي مکذوب و مصنوع نسبتیں همیشه هوئي هیں اور هر علم و فن میں اسکے بے حد و شمار نظائر موجود هیں - تصوف میں جتني باتیں کہي جاتي هیں سب جنید و شبلي رحمهما الله کے نام سے - فلسفۂ وطب میں هر چیز شیخ سے منسوب - تفسیر قرآن میں کوئي بات ایسي نہیں ھے جو حضرة ابن عباس اور عکرمۂ و مجاهد و غیرهم کي نسبت سے نه کہي گئي هو - حتی که ایک پوري تفسیر ترتیب دیدي گئي - عقائد وکلام کي بے شمار محدثات و مخترعات هیں اور سب کے سب اشعري و جویني و امام الحرمین کي طرف منسوب ' حالانکه انکو ان باتوں کا وهم بھي نه گذرا هوگا - امام اشعري کي کتاب الابانه چھپ گئي ھے - دیکھه لیا جاے که علو و استواء اور باب صفات میں وہ کیا کہتے هیں ' اور متاخرین متکلمین باسم اشعریة کیا بتلا رهے هیں ؟ امام الحرمین کي مصنفات کے مختارات طبقات الشافعیه میں دیکھو - کسب کے متعلق انکا بیان کیا ھے اور ان کتابوں کا کیا ھے جنکے پڑھنے پڑھانے میں هماري عمریں برباد جا رهي هیں ؟ اور اصل حقیقت کا تو پوچھنا هي کیا - وہ تو ان سب سے ما فوق و ماوراء ھے اور یہاں بحث صرف منسوبات و ملحقات سے ھے - تحقیق مسائل مطلوب نہیں - پس یہي حال فقه کا بھي هوا :

هر که آمد عمارت نو ساخت !

اور پھر سب کچھه ابو حنیفۂ و شافعي رحمهما الله کے نام سے منسوب هوگیا - جن لوگوں نے ان حکایات حیل کو نقل کیا وہ بھي قابل ملامت نہیں که یه باتیں کثرت سے مشہور هوگئي تھیں - بطریق نقل و حکایات اور زیادہ تر

بوجه غرابت و تفنّه لکهه گئے - خاص طور پر تحقیقات نه کي - همارے لیے یه بہت آسان هے که سلفي کي قصص طیو ریات کي تضعیف کردیں - بمقابلۂ اسکے که امام ابو یوسف جیسے شخص کي نسبت ایسے منکرات و فظائع کو منسوب کریں که حفاظ حدیث میں معدود اور قاضي القضاۃ مسلمین تھے ' اور جنکے فرمان قضاء کے ماتحت ایک زمانے تک عہد عباسیه کا وہ عالم اسلامي رهچکا هے جسکے حدود موجودہ جغرافیۂ ارض میں ایک طرف ساحل بمبئي تک اور دوسري طرف صحراے افریقه تک پہنچ جاتے هیں !

امام ابو یوسف تو وہ شخص هیں که تمام فقهاء عراق و اصحاب راے میں رعایت حدیث و حفظ آثار کے لحاظ سے ممتاز ترین فقیه تسلیم کیے گئے - ابن معین نے انکي نسبت کہا تھا : لیس في اصحاب الراے اکثر حدیثا منه - اور مزني نے کہا : اتبع القوم للحدیث - اور یه بالکل حق هے ' اور اصحاب نظر و خبرة سے مخفي نہیں که امام ابو یوسف و امام محمد هي وہ دو شخص هیں جنکي رعایت روایت و حدیث نے فقه عراق کو اپني نشئۃ اولی کي جگه موجودہ صورت تک پہنچایا ' اور به نسبت سابق کے معامله کي صورت دوسري هوگئي - اگر یه امامین جلیلین نه هوتے تو نہیں معلوم صورت حال کیا هوتي ؟

پھر کیونکر عقل سلیم باور کرسکتي هے که ایک ایسا شخص محض پادشاہ وقت کو خوش کرنے اور اسکي خواهش نفساني کو پورا کرنے کیلیے دین بازي و حیله سازي کي راہ اختیار کرے اور کبھي مدخولۂ اب کو حلال بتادے ' کبھي زکواۃ کے ساقط کرنے کیلیے حیلے تراشے ؟ بلاشبه بعد کو ایساهي هوا اور بندگان سلاطین و عبید الدنیا نے پادشاهونکي نفس پرستیوں اور اغراض بهیمیه کي حاجت روائیوں کیلیے کوئي دقیقه تحریف شریعۃ و نسخ احکام کا باقي نه چھوڑا ' لیکن حاشا که ائمۂ و فقهاء سلف کے دامن صداقت و اتقا پر اسکي ایک چھینٹ بھي پڑي هو - انکي نسبت ایک لمحه کیلیے بھي ایسا گمان فاسد نہیں کیا جاسکتا - حافظ ذهبي نے

امام ابو یوسف کا قول نقل کیا ہے کہ جو شخص کہے " ایماني کایمان جبریل "
وہ صاحب بدعة ہے - اسي ایک بات سے اندازہ کرلو کہ وہ کس درجہ
متبع سلف تھے ؟ انتقال کے وقت کہا : کل ما افتیت بہ فقد رجعت
عنہ الا ما وافق الکتاب و السنة - یہي قول و عمل تمام ائمۂ و فقہاء حق کا رہا ہے
اور سلف اهل سنة میں ایک امام و فقیہ بھي نہیں جس نے دانستہ نص
رسول سے اعراض کرنا چاہا ہو - الا یہ کہ احادیث اُس تک نہ پہنچیں یا
پہنچیں مگر انکي صحت و قوت پر مطلع نہوا - ایسا یقیناً ہوا اور اسمیں
معذور ' اور وہ لوگ جو پہلي بات کے مدعي ہوں ' اور وہ بھي جو آخري
حقیقت سے انکار کریں ' دونوں عقل و فہم سے عاري اور نور بصیرة و حق
سے محروم ' و داخل مجانین تعصب و جحود ' اور لائق خطاب نہیں -

یہ حال تو روایات و حکایات کا ہے - اسي طرح کتب فقہ و واقعات
و فتاوی و حوادث کي بے شمار تفریعات و محدثات فقہیہ ہیں جن سے قدماء
و ائمہ کو کوئي تعلق نہیں مگر بے تکان لکھدیا جاتا ہے کہ " کذا عند ابي حنیفہ
وکذا عند فلان " اس سے انکا مقصود یہ ہوتا ہے کہ امام ابو حنیفہ کي کسي
قرار دادہ اصل کي بنا پر یہ تفریع ہے اور فلاں اصل جو ہم نے انکي ٹھہرالي
ہے اسکي بنا پر یہ جزیہ متفرع ہوتا ہے - حالانکہ تفریع خود انکي ساختہ
و پرداختہ ہے اور امام کو اس سے کوئي تعلق نہیں - یہي تخریج در تخریج '
و تفریع در تفریع ' و قیاس در قیاس ' و استنباطات رائیہ چند درچند ' و اقناع بر
مجرد قواعد منطقیۂ جزئیات و کلیات و تمثیل و تقسیم ' و ابعد بعد و اهجر
هجر اصلین اساسین کتاب و سنة کي مصیبت عظمی و رزیۃ کبری ہے جسکي
وجہ سے قرناً بعد قرن و نسلا بعد نسل سخت و شدید غلطیاں بلکہ گمراہیاں
واقع ہوتي رہیں اور کارخانۂ شرع میں فساد عظیم رو نما ہوا - از انجملہ یہ کہ
ناواقف " عند ابي حنیفہ " دیکھکر دھوکا کہا جاتا ہے اور سمجھتا ہے کہ یہ فرع
امام ابو حنیفہ کا بعینہ مذہب ہے - جب مسئلۂ عشر في العشر ' اور تحریم
اشارہ في التشہد ' وکراهة رفع الیدین عند الرکوع ' وکراهة آمین بالجہر واقتداء
خلف مخالف ' و عدم وجوب طمانیة ' و وجوب لزوم و تعین و غیرها کي

نسبت صاف دیکهه رهے هیں که صریح تصریحات کتب اصول (۱) و موطا و جامع وغیره کے خلاف لکها جارها هے ' حتی که بعض کوته آستینان فقاهة کي دراز دستیاں یہاں تک بڑهیں که رفع الیدین عند الرکوع اور اشاره في التشهد کو فعل کثیرکہتے هوے بهي نه شرمائے ' تو پهر آور باتوں کیلیے انکا هاتهه پکڑنے والا کون تها ؟

دراز دستي ایـــں کـوتـه آستیـان بیـں !

اور یه تو فروعات کا حال هے ' لیکن کاش معامله اس سے آگے نه بڑهتا - اس سے بهي بڑهکر یه که جوں جوں نصوص سنة کے معارضات بڑهتے گئے ' اور بحث و مناظره کا میدان وسیع هوتا گیا ' ساتهه ساتهه نئے نئے اصول و قواعد بهي بنتے گئے که اگر قاعده بن گیا تو ایک هي ڈهال پر سارے وار روک لیے جائینگے - حالانکه حضرة امام ابو حنیفه و صاحبین رحمهم الله کو ان اختراعي اصول و قواعد کا وهم و خیال بهي نه گذرا هوگا - بلکه انکي تصریحات بینه انکے خلاف موجود - یه جو مسلمه قواعد ٹهرا لیے گئے هیں که الخاص مبین فلا یلحقه البیان (۲) - الزیادة علی الکتاب نسخ فلا یکون الا بایة ناصة او حدیث مشهور ناص - لا ترجیح بکثرة الرواة و انما هو بفقه الراوي - کل حدیث لم یرو الا من لیس فقیها فان انسد فیه باب الراے لا یجب قبوله - العام قطعي کالخاص - المرسل کالمسند - و غیر ذلك من القواعد المصنوعة التي یردون بها جمیع ما یحتج به علیهم من الاحادیث الصحیحة - تو ان میں سے کونسا قاعده هے جو حضرة امام ابو حنیفه یا صاحبین کا ٹهرایا هوا هے ؟ لیکن اب یه سب کچهه انهي کي جانب منسوب هے ' اور هزاروں مدعیان تفقه و علم ' و مشغولین درس و تدریس منار و هدایه هیں جنکو اسکي خبر بهي نہیں -

---

(۱) کتب اصول سے مقصود اصول فقه نہیں هے ' بلکه ظاهر الروایة وغیره کتب امهات و اصل فقه حنفي -

(۲) ردوا بها فرضیة قرأة الفاتحة في الصلوة و فرضیة الاطمینان و غیر ذلك - قالوا لفظ اقرؤا و اسجدوا خاص مبین فلو لحقها البیان لکان الخاص یلحقه البیان -

حتی که بعض دانشمندوں نے تو ایک ھي قاعدہ بنا کر سارے جھگڑے چکا دیے : اذا کان في المسئلة قول لابي حنیفه و صاحبیه و حدیث یحکمون بصحته ، وجب اتباع قولهم دون الحدیث ، لانا نظن بابي حنیفه و صاحبیه انهم عارضو الحدیث مع صحته و صحة الاستنباط منه - یعني اگر کسي مسئله میں حدیث صحیح ایک طرف هو اور دوسري طرف اسکے خلاف امام ابو حنیفه اور صاحبین کا قول ، تو واجب ھے که حدیث کو چھوڑدیا جاے اور قول امام ھي کي پیروي کي جاے کیونکه آخرکوئي بات تو هوگی جسکي وجه سے انھوں نے ایسا کیا ؟ توکیا یه قاعدہ بھي اس وجود گرامي کا قرار دادہ هوسکتا ھے جس نے اپني ساري عمر مقدس اس صداے حق کے اعلان و تکرار میں بسر کردي که " اترکوا قولي لخبر الرسول " ؟ اور کیا اسطرح کے قواعد کا اُن لوگوں کو گمان بھي گذر سکتا تھا جنکا عقیدہ یه تھا که " اذا صح الحدیث فهو مذهبي " اور " فاضربوا بقولی الحائط " ؟

فاین الثریا و این الثری ؟
و این معاویة من علی ؟

یهي وجه ھے که محققین اهل سنة و آئمۂ سلفیه اسپر متفق هوے که تمام ائمۂ سلف کا دامن علم و عمل بدعة حیل سے پاک ھے اور جتني باتیں انکي نسبت سے کہي جاتي هیں یا تو انکي بنا یه ھے که اُن ائمه کي کسي اصل کو لیکر اسپر خود غلط در غلط و ظلمات بعضها فوق بعض متاخرین نے تفریعات کي هیں ، اور یا بندگان الهي کو گمراہ کرنے کیلیے از راہ مکر و تلبیس اپني حیله تراشیوں کو انکي جانب منسوب کردیا ھے - جب یه بندگان نفس خدا کو دھوکا دینے سے باز نہیں آتے که یهي حقیقت بدعة حیل کي ھے تو ظاهر ھے که انسانوں کو دھوکا دینے اور انپر افتراء کرنے میں انکو کیا باک هو سکتا ھے ؟

علامۂ ابن قیم نے إعلام میں شیخ الاسلام ابن تیمیه کا قول نقل کیا ھے " و المتاخرون احدثوا حیلا لم یصح القول بها عن احد من الائمه و نسبوها الی الائمه هم مخطئون في نسبتها الیهم و لهم مع الائمة موقف بین یدی الله - الخ " -

بہر حال سلسلۂ سخن بلا قصد بہت دراز ہوگیا - مقصود یہ تھا کہ بدعۃ حیل منجملہ مصائب عظیمۂ اسلام کے ہے جس نے مسلمانوں کي عملي زندگي کو بالکل بے روح کردیا اور مقاصد شریعۃ فوت ہوگئے - یہ جو تم دیکھتے ہو کہ عموماً علماء دنیا اور فقہاء دولۃ کا گروہ تزکیۂ نفس و اخلاق سے بالکل کورا ہوتا ہے ' اور اصلاح و تصفیۂ باطن کي روح انکي زندگي کي کسي شاخ میں نظر نہیں آتي - دنیا سازي و سخن پروري اور جدل و خلاف و مکر و ریاء کو شریعۃ کا علم و عمل سمجھتے ہیں اور اپني خشکي دماغ و عبوسیۃ طبع و یبوست فکر میں ٹھیک ٹھیک ان صدوقیوں اور فریسیوں کا نمونہ ہوتے ہیں جنکا نقشہ حضرۃ مسیح علیہ السلام نے اپنے مواعظ میں کھینچا ہے اور جنکي نسبت وہ بار بار کہتے تھے کہ " خمیر مایۂ فریسیان کي روٹي نہ کھاؤ " - تو اسکا اصلي سبب کیا ہے ؟ یہي حیلہ سازي و بہانہ جوئي ' ظاہر آرائي و باطن خرابي ! اخلاق حسنہ اور سچي خدا پرستانہ زندگي کا سارا دار و مدار تصحیح نیت و باطن پر ہے - جب خود اعمال شریعۃ میں اسکي قید اٹھہ گئي اور سمجھہ لیا گیا کہ حیلوں بہانوں سے یہاں بھي کام نکل سکتا ہے تو اخلاق کہاں باقي رہا ؟ زکواۃ کا اصل مقصد شارع تو یہ بتلاے کہ یوخذ من اغنیائہم و یرد علی فقرائہم ' جس سے معلوم ہوا کہ محض کوئي ظاہري رسم اور بات پوري کر دینا مطلوب نہیں ہے بلکہ اغنیاء سے فقراء کو مال دلانا اور انکي حاجت روائي کرانی تاکہ قوم کا کوئي طبقہ محتاج نہ رہے - مگر یہ دین باز اسکا یہ مطلب بنالیں کہ اگر صرف دکھلاوے کي بات پوري کردي تو حکم زکواۃ ساقط ہوگیا - پھر ایسي حالت میں سچي خدا پرستي اور راست بازي کیونکر پیدا ہو سکتي ہے ؟ یہ لوگ بھي في الحقیقت ملحد ہیں لیکن انکا الحاد ' الحاد اعتقادي نہیں ہے بلکہ عملي ' اور دنیا میں ہمیشہ الحاد في العمل ہي زیادہ رہا ہے - اعتقادي ملحد تو ہمیشہ مثل شواذ خلقۃ و نوادر انسانیۃ کے رہے اور رہینگے کہ اصل فطرۃ انساني تصدیق ہے نہ کہ انکار - بڑي مصیبت اس سے یہ پیدا ہوئي کہ عوام

امت کا سارا معاملہ علماء کے ہاتھہ میں تھا ' جب خود انکے عمل کا یہ حال ہوا تو پھر عوام کا کیا پوچھنا ؟

اذا کان رب البیت بالطبل ضارباً
فلا تلم الاولاد فیہ علی الرقص !

لکھتے لکھتے بات یاد آگئی - ہمارے زمانے کے بعض مشہور ملاؤں کی نسبت بھی خصوصیت کے ساتھہ معلوم ہوا کہ اسی حیلۂ زکواۃ پر عمل کرتے ہیں - ایک صاحب نے مجھسے ایک مولوی صاحب کی نسبت کہ مدرس بھی ہیں ' واعظ بھی ہیں ' اور جدل و مکابرات کے بعض رسائل کے مصنف بھی ' بیان کیا کہ وہ ہر سال اپنا اندوختہ بیوی کے نام ہبہ کردیتے ہیں اور پھر وہ نیک بخت اسی کا رد عمل کرتی ہے - انکے استاد جناب مولانا محمود الحسن صاحب دیو بندی نے یہ سنا تو ایسا کرنے سے روکا کہ تقوی کے خلاف ہے - میں نے یہ سنکر کہا کہ تقوی تو ایک مزید درجۂ عمل و فضیلت ہے - اسکا یہاں ذکر ھی کیا ؟ یوں کہنا چاھیے کہ سرے سے دین و شریعۃ کے ھی خلاف ہے ' اور ایک نہایت غلیظ قسم کا باطنی فسق اور کامل قسم کی یہودیۃ ' اور اصحاب السبت کے شجرۂ ضلالۃ سے پورا پورا استلحاق ! خیر ' دنیا کی زندگی ہے اور دنیا والوں کے احکام و انظار سے مقابلہ ' جو جی میں آئے کرلیں ' اور ابلیس خادع کی ھرکھولی ھوئی راہ کو صراط مستقیم سمجھہ لیں ' لیکن ایک دن آنے والا ہے جب نیتوں کے بھیدوں کا جاننے والا اور سرائر و خفایاے قلوب کا دیکھنے والا سامنے ھوگا اور اس وقت یہ ساری مکاریاں اور حیلہ بازیاں جو دنیا والوں کو دھوکا دیتی تھیں ' دھری کی دھری رھجائینگی - فان للہ یوماً تنسف فیہ الجبال ' و تترادف فیہ الاھوال ' و تشہد فیہ الجوارح و الاوصال ' و تبلی فیہ السرائر ' و تظہر فیہ الضمائر ' و یصیر الباطن فیہ ظاھراً ' و السر مکشوفا ' و المجہول معروفا ' و تجری فیہ احکام الرب علی القصود و النیات ' کما جرت احکامہ فی الدنیا علی ظواھر الاقوال و الحرکات ' یوم تبیض وجوہ بما فی قلوب اصحابہا من البر و الصدق و الاخلاص ' و تسود وجوہ بما فی قلوب اصحابہا

من الخديعة و الغش و الاحتيال ' هنالک يعلم المخادعون انهم لانفسهم کانوا يخدعون ' و بدينهم کانوا يلعبون ' وما يمکرون الا بانفسهم وما يشعرون !

فصل

بات مخدوم الملک کے حيلۂ زکواۃ سے چلي تھي - بدايوني لکھتے ھيں کہ اگرچہ ملا عبد النبي صدر اور مخدوم الملک دونوں ايک ھي تنور کے سوختہ تھے اور صلحاء امۃ و اھل اللہ کي اذيت و مخالفت ميں ھم رنگ و آھنگ ' ليکن چونکہ دنيا کے عشق نے دونوں ميں رقابت کا رشتہ قائم کرديا تھا ' اسليے خود بھي ھميشہ لڑتے جھگڑتے رھتے اور آپس کي ٹکريں برابر چلتي رھتيں - نتيجہ يہ نکلا کہ ان آپس کي ٹکروں ھي سے دونوں پاش پاش ھوگئے - اذا تعارضا تساقطا - کسي دوسرے ھاتھہ کي ضرورت ھي نہ ھوئي - يخربون بيوتھم بايديھم کا منظر نظروں ميں پھرگيا - اور يہ اس گروہ کا اولين اور لا ينفک خاصہ ھے - سانپ اور بچھو ايک سوراخ ميں جمع ھوجائينگے ليکن علماء دنيا پرست کبھي ايک جا اکٹھے نہيں ھوسکتے - کتوں کا مجمع ويسے تو خاموش رھتا ھے ليکن ادھر قصائي نے ھڈي پھينکي اور ادھر انکے پنجے تيز اور دانت زھر آلود ھوگئے - يھي حال ان سگان دنيا کا ھے - ساري باتوں ميں متفق ھو جاسکتے ھيں ليکن دنيا کي ھڈي جھاں سڑ رھي ھو ' وھاں پھنچکر اپنے پنجوں اور دانتوں پر قابو نہيں رکھہ سکتے - انکا سرمايۂ ناز علم حق نہيں ھے جو تفرقہ مٹاتا اور اتباع سبل متفرقہ کي جگہہ ايک ھي صراط مستقيم پر چلاتا ھے ' بلکہ يکسر علم جدل و خلاف ھے - نفس پرستي اسکي کثافت کو خمير ديتي ' اور دنيا طلبي کي آگ اسکي ناپاکي کے بخارات کو اور زيادہ تيز کرتي رھتي ھے - فساق و فجار خرابات ميں بھائيوں کي طرح ايک دوسرے کي تندرستي کا جام صحت پيتے ھيں ' اور چور اور ڈاکو مل جلکر رھزني کرتے ھيں ' مگر يہ گروہ خدا کي مسجد اور زھد و عبادت کے صومعۂ و خانقاہ ميں بيٹھکر بھي متحد و يک دل نہيں ھوسکتا

اور همیشه ایک دوسرے کو درندوں کي طرح چیرتا پھاڑتا اور پنجه مارتا رهتا هے - میکدوں میں محبت کے ترانے اور پیار اور الفت کي باتیں سننے میں آجاتي هیں مگر عین محراب مسجد کے نیچے پیشوائي و امامت کیلیے ان میں سے هر هاتهه دوسرے کي گردن پر بڑهتا اور خونخواري کي هر آنکهه دوسرے بهائي کے خون پر لگي هوتي هے - حضرة مسیح علیه السلام نے احبار یهود سے فرمایا تها " تم نے داؤد کے گهر کو ڈاکوؤں کا بهت بنادیا هے " ڈاکوؤں کے بهت کا حال تو نهیں معلوم ' لیکن هم نے مسجدوں کي صحن میں بهیڑیوں کو ایک دوسرے پر غراتے اور خون آشام دانت مارتے دیکها هے - بدایوانی لکهتے هیں که مخدوم الملک نے جب ملا عبد النبي کو بر سر عروج و صدارت دیکها تو انکے رد میں ایک پوري کتاب لکهه ماري اور ثابت کیا که انکے پیچهے نماز هي درست نهیں تا به صدارت و شیخ الاسلامي چه رسد ؟ باپ نے عاق کردیا هے اور مزید براں یه که بواسیر خوني کا عارضه هے ! خیر' پهلي دلیل تو جیسي کچهه هے ظاهر هے لیکن دوسري دلیل بڑي هي دلچسپ اور پر لطف رهي - یاران ظرافت پیشه اسکو لے اڑے اور خوب خوب ستم ظریفیاں کي گئیں - اسي طرح یه دونوں ایک دوسرے پر حملے کرتے رهتے ' اور اسي میں دونوں کي چوریاں کهلتیں اور پردے فاش هوتے گئے - حضرة امیر علیه السلام نے جب یه آیة کریمه پڑهي : وقالت

الیهود لیست النصاری علی شی وقالت النصاری لیست الیهود علی شی - تو فرمایا : صدقتما - هم دونوں کي تصدیق کرتے هیں - دونوں اپنے اس قول میں سچے - یهي حال ان لوگوں کا هے - یلعن بعضهم ببعض و یکفر بعضهم بعضا - هم دونوں کي تصدیق کرتے هیں اور کهتے هیں که صدقتما ! -

فصل

طائفۀ مهدویه اور شیخ عبد الله نیازي و شیخ علائي رحمها الله تعالی کي یه سرگذشت هے جسکي جانب به ضمن حالات حضرة شیخ جمال الدین

صاحب تذکرۃ الواصلین نے اشارہ کیا ھے ' اور یہ حال انکے مخالفین علی الخصوص مخدوم الملک ملا عبد اللہ سلطانپوری کا ھے جن کا ظلم و تعصب اُس عہد کے علماء حق و اھل اللہ کے عزم و ثبات کیلیے بڑي ھي جانکاہ و صبر آزما ابتلاؤں کا باعث ھوا - حضرۃ شیخ جمال الدین اور انکے مرشد حضرۃ شیخ داؤد جھني وال نے انھي لوگوں کي (یعني اکابر مہدویہ کي) حمایت کي تھي ' اور اسي لیے مخدوم الملک ان دونوں بزرگوں کي اذیت و مخالفت میں بھي کمر بستہ و سرگرم رھتے تھے - میں نے قصداً اس جماعۃ کے حالات لکھنے میں کسي قدر تفصیل سے کام لیا - تذکرۃ الواصلین کي منقولہ عبارت میں یہ بات دیکھکر بہت سي بے خبر طبیعتوں کو تشویش و حیراني ھوتي کہ ان بزرگوں نے میر محمد جونپوري مدعي مہدیۃ کي ولایت و بزرگي کے اثبات میں کتاب لکھي اور شیخ عبد اللہ نیازي وغیرہ اکابر مہدویہ کے قتل و تکفیر پر مخدوم الملک کي کہ شیخ الاسلام وقت تھے ' علانیہ مخالفت کي ' اور اس طرح ایک بدعتي گروہ کا ساتھہ دیا - لیکن ان تمام حالات کے پڑھنے کے بعد ھر صاحب حق و انصاف اندازہ کرلے سکتا ھے کہ یہ گروہ کیسا تھا اور اسکے مخالفین علماء دنیا اور مشائخ سوء کا کیا حال تھا ؟ اور ایک ایسے پاک نفس و پاک عمل اور مصلح عہد گروہ کي حمایت موجب قدح و سوءظن ھے ' یا ان دونوں بزرگوں کي زندگي کا سب سے بڑا خدا پرستانہ و حق شناسانہ کارنامہ ؟

کیا ان حالات کے ساتھہ مخدوم الملک کا ان دونوں بزرگوں سے برسر پرخاش و عناد ھونا ذرا بھي تعجب انگیز ھوسکتا ھے ؟

حقیقت یہ ھے کہ حضرۃ شیخ جمال الدین اور شیخ داؤد رحمہما اللہ کے علم و عمل اور بزرگي و تقدس کے جو شواھد تاریخ میں موجود ھیں ' اگر ان میں سے ایک بھي ھمارے سامنے نہ ھوتا ' اور صرف اتنا ھي معلوم ھوتا کہ انھوں نے مخدوم الملک کي مخالفت اور شیخ نیازي و علائي کي حمایت کي تھي اور میر محمد جونپوري کي توصیف و توثیق میں علانیہ ایک کتاب لکھي تھي ' تو انکي بڑي سے بڑي بزرگي اور اعلی سے اعلی

عظمت حقاني و عزت جاوداني کیلیے صرف یهي ایک واقعه بس کرتا تها۔
تم گذشته اوراق میں پڑهه آے هو که کیسا پر آشوب و پر امتحان وقت تها
جو ان بزرگوں کے حصے میں آیا ؟ هر طرف علماء سوء کي کثرت تهي' اور
علی الخصوص مخدوم الملک کے دنیوي جاہ و جلال اور سطوۃ و قهرمانیۃ نے سب
کي زبانوں کو گنگ اور گردنوں کو نیچا کر دیا تها - بہت سے واقعات هیں جنکي
تفصیل کا یه موقعه نہیں اور جنسے معلوم هوتا هے که اُس عہد میں مخدوم الملک
کے خلاف کسي چهوتي سي چهوتي بات کا بهي زبان سے نکالنا موت کي دعوۃ
اور تباهی کا بلاوا تها - بدایوني لکهتے هیں که نوجواني میں ایک بار ابو الفضل
کے ساتهه مخدوم الملک کے دربار مشیخت میں گیا - روضۃ الاحباب کي تیسري
جلد سامنے دهري تهي - فرمارهے تهے که اسکے هر لفظ سے بوے رفض آتي هے -
" قرارداده ام که این جلد را بحضور شیعه بسوزانم" مجهکو اسوقت تک انکے حالات
کا پورا پورا علم نه تها - بے اختیار اتني بات زبان سے نکل گئي که تیسرا دفتر میر
جمال الدین کا نہیں هے - غالباً انکے بیتے کا لکها هوا هے - نگاه غضب سے میري
جانب دیکها اور کہا : " در دفتر اول و دوم نیز چیزها یافته ام که دلالت
بر رفض و فساد اعتقاد دارد و بران حواشي نوشته ام " ابو الفضل میرے پاس
بیتهے تهے - بار بار کہنیاں مارتے اور اشارہ کرتے که چپ رهو - باهر نکلے تو سب
نے مبارکباد دي که تمهاري قسمت یاور تهي' بچ نکلے - بگڑ بیتهتے تو
تمهیں کون بچا سکتا تها ؟ اسي ایک واقعه سے اندازہ کیا جا سکتا هے که
مخدوم الملک کي هیبت و رعب کا کیا حال تها اور کس طرح انهوں نے
اپني مذهبي پیشوائي و ریاست اور شیخ الاسلامي کے زور سے تمام ملک
کو اپنے قبضۂ میں کر رکها تها ؟ مخالفت تو بڑي چیز هے - بڑوں بڑوں کي
زبان انکے آگے نہیں کهلتي تهي' اور اگر کهلتي تهي تو تباهي و هلاکت
سامنے کهڑي تهي - خود سلیم شاہ کا یه حال تها که انکي طاقت سے لرزاں
و ترساں رهتا اور همیشه کہتا که بابر کے پانچ لڑکے تهے - چار چلے گئے - ایک
باقي هے - یعنی مخدوم الملک ! دربار میں وہ جاتے تو اپنے برابر تخت پر
بتهاتا اور دروازے تک پہنچانے جاتا - سید رفیع الدین محدث اور شیخ

جلال تھانیسری کیسے جاہ و جلال علم و بزرگی کے لوگ تھے ' لیکن شیخ نیازی و علائی کے معاملہ میں باوجود حقیقت فہمی کے زبان نہ کھول سکے بلکہ مناظرہ کی صحبت میں شریک مخالفین ہوے - شیخ بڈھہ کو سلیم شاہ اپنا پیر مانتا تھا - اگر وہ مخدوم کی مخالفت کرتے تو انکے لیے کسی طرح کا خوف نہ تھا - با ایں ہمہ معلوم ہے کہ جرأت نہ ہوئی اور انکی تائید و توثیق ہی کرتے بنی - بڑی مصیبت یہ رہی ہے کہ علماء دربار و حکومت جو کچھہ کرتے ہیں ' پادشاہ وقت کے نام سے - پس انکی مخالفت گویا حکومت وقت کی بغاوت ہوتی ہے - ان تمام حالات کو سامنے لا کر غور کرو کہ اُس عہد کی عالم آشوبی کا کیا حال تھا ؟ کس طرح ہر طرف سکوت عن الحق کا سناٹا اور قبول باطل و اطاعت ظلم و طغیان کی مردنی چھائی ہوئی تھی ؟ اور جابروں کی ہیبت اور ظالموں کے جبروت نے کلمۂ حق کی گونج سے تمام فضاء ہند کو خالی کردیا تھا ؟ ایک ایسے عزم شکن اور ایمان آزما وقت میں شیخ جمال الدین اور شیخ داؤد رحمہما اللہ تعالی حکومت وقت کی طاقت سے بے نیاز اور جبابرۂ عہد کی خونخواریوں سے بے پروا ہوکر آگے بڑھے' اور اپنے عہد کے تمام مجمع حق شناسان کار کو راہ حق گوئی میں اپنے پیچھے چھوڑدیا - انہوں نے نہ صرف حکومت وقت اور مخدوم الملک کی مخالفت میں صداے حق بلند کی' بلکہ ارباب حق کی تائید میں علانیہ ایک کتاب بھی لکھی اور صاف صاف کہدیا کہ ان مظالم کا نتیجہ حکومت کی تباہی ہے - اس واقعہ سے بڑھکر ان بزرگوں کی عظمت جاردانی کیلیے اور کونسا واقعہ شاہد ثابت ہو سکتا ہے ؟ اور اسکے بعد کونسی بات رہجاتی ہے جسکی جستجو ہو؟ و قال صلعم : افضل الجہاد کلمۃ حق عند سلطان جابر ! (رواہ الترمذی و ابو داؤد و ابن ماجہ)

فصل

فی الحقیقت یہی وہ مقام منتہاء درجۂ عزیمۃ و سبقت بالخیرات باذن اللہ ہے جسکو قرآن حکیم نے "عزم امور" سے تعبیر کیا ہے : و ان ذلک

لمن العزم الامور اور یہي وہ طبقات ثلاثۂ اعمال انسانیہ کا آخري اور اعلی طبقہ ہے جو صرف وصول الی الحق هي پر قانع نہیں هو جاتا ' بلکہ جادۂ حق میں سب سے آگے نکلجانا اور بڑھجانا چاھتا ہے ' اور جسکا مرتبہ اصحاب " اقتصاد " سے بھي مافوق و ارفع ہے : فمنهم ظالم لنفسه ' و منهم مقتصد ' و منهم سابق بالخيرات باذن الله اور یہي مقام ہے جو ایک دوسري تقسیم میں مرتبۂ " صالحین " سے مرتفع هوکر مرتبۂ " شہداء " یعني شاهدین حق تک پہنچتا اور پھر " صدیقیة " تک پہنچکر انسانیة کبری کے آخري نقطۂ علؤ و ارتفاع ' و مرکز دائرۂ نوع ' و مبدء کمال و ارتقاء بشري یعني مقام نبوۃ سے ملحق هو جاتا ہے کہ کائنات ارضي اور نوع انساني میں جماعت " من انعم الله عليهم " ان چار قسموں سے باهر نہیں : من النبيئين و الصديقين و الشهداء و الصالحين وحسن اولائک رفيقا اور پھر یہي وہ مرتبۂ اعلی اور درجۂ کبری منجملہ اقسام ثلاثہ " السابقون السابقون " کا ہے جو " اصحاب الميمنه " سے بھي بلند تر ہے ' اور سبقت و اقدام اور اولیۃ و ارفعیۃ صرف اُسي کے حصے میں آئي ہے : اولائك المقربون في جنات نعيم ' ثلة من الاولين و قليل من الاخرين اور بہ لحاظ اصل و اساس تقسیم یہي وہ فرق ہے جس نے ایک دوسرے میدان میں اصحاب عمل کو دو جماعتوں میں منقسم کردیا ' اور دوسري نے پہلي سے ارفع و اعلی مرتبہ پایا کہ لا يستوي القاعدون من المؤمنين غير اولي الضرر والمجاهدون في سبيل الله باموالهم و انفسهم اور اگرچہ دونوں جماعتیں مؤمنین صادقین کي هیں : كلا وعد الله الحسنى لیکن : فضل الله المجاهدين على القاعدين اجرا عظيما کے مفاضلۂ مدارج و تفاوت معارج کا قانون بھي قطعي و نا گزیر ہے - اور سب سے آخر یہ کہ اسي عزیمۃ و اولیۃ اقدام کے بنیادي فرق نے " منفقون قبل الفتح " کو " الذين انفقوا من بعد " پر فضیلت بخشي کہ ساري بڑائي سب سے پہلے قدم اٹھانے والے کیلیے ہے نہ کہ دوڑتے هوؤں کو دیکھکر دوڑنے والوں کیلیے ' اگرچہ چلنے والے قدم بہر حال بیٹھے هوؤں پر فضیلت

رکھتے هیں : لا یستوي منکم من انفق من قبل الفتح و قاتل ' اولائک اعظم درجة من الذین انفقوا من بعد و قاتلوا ' و کلا وعد الله الحسنی - اصل و بنیاد فرق مراتب و تقسیم مدارج کي ایک هي هے مگر اسنے علم و عمل کے مختلف میدانوں میں مختلف حیثیتوں سے مختلف ناموں اور صورتوں میں ظہور کیا هے - اور یه جو کچهه کہا گیا باب اشارات سے هے ' و از قبیل اخذ مطالب کثیره بکلمات یسیرۂ و قلیله ' ورنه تقسیم طبقات و مراتب امت و اصحاب اعمال و دراست کا موضوع منجمله معارف مہمۂ و غامضۂ کتاب و سنة کے هے ' اور :

تو خود حدیث مفصل بخواں ازیں مجمل

اسي فرق مراتب اور تفضیل اصحاب عزائم دعوة و مقومین حق علی اصحاب الرخص و ضعفاء الطریق کي طرف حدیث ابو سعید خدری (رض) عند مسلم میں اشاره فرمایا ' اور اسکو بهي آیات کریمۂ متذکرۂ صدر کے ساتهه به یک نظر دیکهنا چاهیے که " من رای منکم منکراً فلیغیره بیده ' و ان لم یستطع فبلسانه ' و ان لم یستطع فبقلبه ' و ذلک اضعف الایمان " تم میں سے جب کبهي کوئي شخص برائي کو دیکهے تو چاهیے که اپنے هاتهه سے کام لیکر اسکو دور کردے ' اگر اسکي طاقت نه پائے تو زبان سے ' اگر اسکي بهي طاقت نه پائے تو دل سے ' اور یه آخري درجه ایمان کي بڑي هي کمزوري کا درجه هے - پس اس حدیث میں بهي تین درجے فرمائے ' اور جس طرح آخري درجه اضعف الایمان کا هوا ' اسي طرح پہلا درجه اقوی و امثل کمال مرتبۂ عزیمۂ دعوة کا هوا - اس سے بهي واضح تر حدیث ابن مسعود (رض) هے که " ما من نبي بعثه الله في امته قبلي ' الا کان له في أمته حواریون و اصحاب ' یا خذون بسنته ' و یقتدون بامره ' ثم انها تخلف من بعدهم خلوف ' یقولون ما لا یفعلون ' و یفعلون ما لا یؤمرون - فمن جاهدهم بیده فهو مؤمن ' و من جاهدهم بلسانه فهو مؤمن ' و من جاهدهم بقلبه فهو مؤمن ' و لیس وراء ذلک من الایمان حبة خردل " ! (مسلم) یعني " سنة الهي یه هے که هر نبي اپنے ساتهیوں اور تربیت یافته یاروں کي ایک جماعة امت میں

چھوڑ جاتا ھے - یہ جماعۃ حواري یا اصحاب کے لقب سے ملقب ھوتي ھے اور درسگاہ نبوۃ کي سب سے پہلي تعلیم یافتہ جماعۃ ھوتی ھے (۱)

---

(۱) یہي حق کو سب سے زیادہ اور سب سے پہلے پا لینے والي اور قبول و وصول حق کي سب سے زیادہ استعداد رکھنے والي جماعت ھے جس کو قران حکیم نے اپني اصطلاح میں " صدیقین " سے بھي ملقب کیا ھے ' اور جو جماعۃ انبیاء کے بعد اصحاب الجنۃ و اصحاب المیمنہ و اصحاب النعیم اور اھل التقوی اور خیر البریہ کي اولین قسم ھے - نبوۃ کي قوۃ فاعلہ کیلیے صدیقیۃ کو ایک کامل قسم کا انفعال سمجھنا چاھیے - اسي لیے ھر نبي کے ساتھہ سب سے پہلي جماعۃ صدیقین ھي کي ھوتي ھے ' اور اسي طرح ھر داعي حق اور ھر کشف و ظہور حقیقت کیلیے ھمیشہ ایک گروہ ایسے اصحاب استعداد و صلاحیۃ کا ھوتا ھے جو اول نظر میں حق کو پہچان لینے والا ' اور سب سے پہلے حقائق و غوامض حقیقت مستورہ کو پا لینے والا ھوتا ھے - اسکي فطرۃ جویا ؤ طالب کو حق و حقیقت سے وہ مناسبت ھوتي ھے ' جو لوھے کو مقناطیس سے ھے کہ بمجرد تقابل و لقا بے اختیار اسکي طرف دوڑتا اور اس سے واصل ھو جانے کیلیے بالطبع و بالقوۃ ھر آن و ھر لمحہ مستعد و منتظر رھتا ھے :

آئینۂ ما روے ترا عکس پذیرست
گر تو نہ نمائي گنہ از جانب ما نیست !

صدیقیہ کي مثال اُس نہایت قوي بصارت کي سي ھے جو سب سے پہلے دور کی چیز دیکھہ لیتي اور باریک سے باریک ذرہ کو ڈھونڈھ نکال لیتی ھے ' حالانکہ دوسري کمزور آنکھیں اسوقت دیکھتي ھیں جب وہ چیز بالکل سامنے آ جاتي ھے یا اُجالا بہت زیادہ ھو چکتا ھے - یا صدیقین کے قلب کو تزکیۂ فطرۃ و استعداد اثر پذیري کي وجہ سے ایک ایسا مصفا آئینہ تصور کرنا چاھیے جسمیں جمال نبوۃ و حسن حقیقت سب سے پہلے پرتو افگن ھو جاتا ھے کیونکہ کمال جلاء و صفاء کي وجہ سے کوئي چیز انعکاس میں مانع نہیں ھوتي - و ما احسن ما ینسب الی مجنون :

اتاني ھواھا قبل ان اعرف الھوی
فصادف قلباً خالیاً فتمکنا !

آئینے اور بھي ھزاروں ھوتے ھیں اور بوجہ آئینہ ھونے کے اصلاً انعکاس کیلیے مستعد ' لیکن کثافت و زنگ کي وجہ سے فوراً عکس قبول نہیں

یه لوگ نبي کي سنـۃ کو قائم رکھتے اور ٹھیـک ٹھیک اسکي پیروي کرتے هیں - یعني شریعۃ الهي کو جس حال اور جس شکل میں نبي

(بقیه نوٹ صفحه ۹۰)

کرسکتے اور کچھه عرصے کي صفائي و تزکیه کے محتاج هوتے هیں - پهر زنگ و کثافت کي بهي مختلف حالتیں اور مختلف مراتب هیں - کوئي آئینۃ جلد صاف هو جاتا هے ' کوئي بہت دیر میں ' اور کسي کا زنگ اسدرجه تک پہنچ چکا هوتا هے که صاف هونے کي کوئي امید باقي نہیں رهتی - حضرۃ ابوبکر صدیق ' حضرۃ علي ' خدیجۃ الکبری ' سلمان فارسي ' ابوذر ' رضي الله عنهم کے آئینۂ مجلی و مصفی نے کس طرح اول نظر هي میں عکس قبول کرلیا تھا ؟ یه صدیقیۃ تهي جو جمال نبوۃ دیکھتے هي پکار اٹھي " و الله ما هذا بوجه کذاب " ! مولانا نے اسي مقام کي طرف اشارہ کیا هے :

در دل هر امتی کز حق مزہ ست
روے و آواز پیمبر معجـزہ ست !

لیکن بہتوں کا آئینه مکدر تھا اور کچھه عرصے تک صاف هوتے رهنے کي ضرورت تهي :

خاطرت کی رقم فیض پذیرد هیهات
مگر از نقش پراگندہ ورق سادہ کني !

کسي کو تهوڑا ' کسي کو زیادہ ' کسي کو بہت زیادہ وقت لگا ' اور پهر کسي کے آئینۂ استعداد کے زنگ و تکدر کا یه حال تها که چودہ برس کے متصل جلاء و صفائي سے بهي صاف نہوسکا اور آئینه کي جگه پتھر اور لوهے کے حکم میں داخل هوگیا : فهي کالحجارۃ او اشد قسوۃ - ابو جهل و مغیرہ آخر تک کہتے رهے : ما لهـذ الرسـول یاکـل الطعـام و یمشي فی الاسـواق ؟ اور ان یتبعون الا رجلا مسحورا - اسي آخري مقام شقاوت کي نسبت وہ تمام تصریحات قرانیه هیں جن میں سد باب هدایت و عدم امید قبول حق و منتہاء ظلمت وکوري کي خبر دي گئي هے - اور اسي گروہ کا نام الاعمی اور شر الـدواب اور الامـوات اور الاضـل هے : ان شـر الـدواب عند الله الصم البکم الذین لا یعقلون اور صم بکم عمی فهم لا یرجعون اور لهم قلـوب لا یفقهون بها - الخ - اور اولائک کالانعـام بل هـم اضـل اور و ما انت بمسمع من فی القبـور اور انک لا تسمـع الصـم الـدعـاء اور

چھوڑ گیا ھے ' اسکو بعینہ محفوظ رکھتے اور اسمیں ذرا بھي فرق آنے نہیں دیتے ھیں - لیکن انکے بعد بدعات و فتن کا دور آتا ھے اور ایسے لوگ پیدا ھونے لگتے ھیں جو اُسوۂ نبوۃ سے منحرف ھو جاتے ھیں - انکا فعل انکے دعوے کے خلاف ھوتا ھے ' اور انکے کام ایسے ھوتے ھیں جنکے لیے شریعۃ نے حکم نہیں دیا ' سو ایسے لوگوں کے خلاف جس کسي نے قیام حق و سنۃ کي راہ میں اپنے ھاتھہ سے کام لیا ' وہ مومن ھے ' جو ایسا نہ کرسکا مگر زبان سے کام لیا ' وہ بھي مومن ھے ' جس سے جہاد لساني بھي نہوسکا ' صرف دل کے اعتقاد

[بقیہ نوٹ صفحہ ۹۱]

اسي حالت کي نسبت اشارہ ھے کہ : فطبع علی قلوبہم فہم لایفقہون - یعنی طبع اللہ بکفرھم اور کلا بل ' ران علی قلوبہم بما کانوا یکسبون - اور یہي چیز ھے کہ : ان اللہ لا یہدی القوم الفاسقین - " لا یہدی " اي لا یفلح و لا ینصر اور من لم یجعل اللہ لہ نوراً فما لہ من نور ؟ اور اسي بنا پر فرمایا کہ : انک لاتہدي من احببت - ورنہ معلوم ھے کہ : انک لتہدي الی صراط مستقیم و امثال ھذا کثیر فی الکتاب و السنۃ - اور یہ جو فرمایا کہ : انک لاتسمع الصم الدعاء - اور من لم یجعل اللہ لہ نوراً تو اسکي تفسیر سورۂ انفال سے ملتي ھے کہ : و لو علم اللہ فیہم خیراً لاسمعہم و لو اسمعہم لتولوا و ھم معرضون - اور یہ بھي واضح رھے کہ جس طرح دنیا میں ھمیشہ ھر داعي صادق اور ھر کاشف حقیقت منہاج نبوۃ پر قطع طریق کرتا اور گویا جزء من اجزاء النبوۃ سے فیض یاب ھوتا ھے ' اُسي طرح ھر وہ گروہ جو دعوۃ حق پر سب سے پہلے لبیک کہتا اور ھر ظہور و کشف کا اولین شناسا و مصدق ھوتا ھے ' مرتبۂ صدیقیۃ کي استعداد سے حسب درجۃ و احوال حظ بردار و بہرہ ور ھوتا ھے - من حیث یدري و لا یدري - اصناف اربعۃ " من انعم اللہ علیہم " کے فیضان و برکات کا سلسلہ از اول نشئۃ انساني الی یوم القیامۃ قائم و جاري ھے ' اور جماعت صدیقین و شہداء و صالحین سے کوئي عہد و دور خالي نہیں رھسکتا کیونکہ نوع بشري کي قسم سعید و مفلح انہي اصناف میں معدود و محصور ھے - یہ مبحث منجملہ مہمات مباحث قرانیہ کے ھے اور الحمد للہ کہ تفسیر سورۂ فاتحہ میں اسکے کمال وضوح و بیان پر یہ فقیر فضل الہي سے موافق ھوا -

اور نیت کے ثبات کو انکے خلاف کام میں لایا ' وہ بھی مومن ھے ' لیکن اس آخری درجہ کے بعد ایمان کا کوئی درجہ نہیں - حتی کہ رائی برابر بھی ایمان نہیں ھوسکتا " تو اس حدیث میں بھی وھی تین درجے ھیں - پہلا درجہ اصحاب عزیمۃ کا ' دوسرا اصحاب رخص کا ' تیسرا ضعفاء طریق کا ' و ذلک اضعف الایمان ' اور اس آخری درجے پر ایمان کی سرحد ختم ھو جاتی ھے کہ : و لیس وراء ذلک من الایمان حبۃ خردل ! یہاں ذکر اگرچہ صرف مبتدعین و محرفین شریعۃ کے خلاف جہاد ید و لسان کا ھے ' لیکن اصل تقسیم اسمیں محدود نہیں - مقصود نفس عزیمۃ و اسبقیۃ بالخیرات ھے - اور یہ کہ ھر میدان علم و عمل میں ایک درجہ عزیمۃ کا ' ایک رخصت کا ' اور ایک ضعف و انحطاط کا ھوتا ھے - البتہ اس تقسیم کا سب سے بڑا میدان عمل مقام دعوۃ و تبلیغ حق ھے ' اور قیام امر بالمعروف و نہی عن المنکر ' و مقاومۃ مبتدعین فی الدین و اعداء حق و اسلام ' و احیاء سنۃ و اخماد بدعۃ ' وکشف و ابراز علوم حقۂ نبویہ و غوامض و سرائر حکمۃ شرعیہ ' کہ اسی وادی فصل اور عقبۂ آزمایش میں اصحاب طریق کے ادبار و اقدام کا فیصلہ ھوتا ' اور مدارج ایمانیہ و مراتب علمیۂ و عملیہ کے جوھر کھلتے اور امتیاز پاتے ھیں : یرفع اللہ الذین امنوا منکم و اوتو العلم درجات -

در مدرسہ کس را نہ رسد دعوئی توحید
منزل گہ مردان موحد سردار ست !

پس پہلا درجہ ھر حال میں " السابقون السابقون " و " منفقون الاولون " و " اسبقون بالخیرات " و " مجاھدون بالعمل و الجوارح " کا ھے جو جماعت " مقتصد " پر بھی شرف و مزیۃ رکھتے ھیں ' اور ضعفاء طریق تو انکے جولان کمال کی گرد و غبار بھی نہیں پا سکتے ' اور پھر جسطرح ھر قسم و جماعت میں حسب حال و استعداد فرق مراتب و معارج ھوتا ھے ' اسی طرح سابقون بالخیرات کے بھی مختلف مراتب و مقامات ھیں اور کتاب و سنۃ نے انکے حالات و علائم بتلاے ھیں - ازانجملہ سب سے اعلی و امثل طبقہ ان اخص الخواص نفوس مزکی کا ھے جنکو قائد توفیق الہی و سائق فیضان ربانی

عزائم امور کیلیے چن لیتا ھے کہ وان ذلک لمن العزم الامور اور جنکا نور علم و عمل مشکواۃ نبوۃ سے ماخوذ ' اور جنکا قدم طریق منہاج نبوۃ پر واقع ہوتا ھے - انہي افراد خاصه کو حدیث بخاري میں محدث (بالفتح) کے لفظ سے تعبیر فرمایا ' اور یہي مورد و مصداق حدیث مجدد کے ھیں جو مختلف طرق سے مروي اور اسلیے بلحاظ صحت متن اسکي صحت میں کلام نہیں - یہي لوگ ھیں جنکا وجود في الحقیقت نظام حق و ھدایت کا مقوم و منظم ھے ' اور انبیاء کرام کي اصلي وراثت انہي میں منتقل ہوتي ھے - البته یه مقام از بس ارفع و اعلی ھے ' اور ہر عہد و دور میں صرف چند نفوس عالیه هي ایسے ہوتے ھیں جنکا قدم همت امتحان گاه مصائب و مہالک سے آگے بڑھکر وھاں تک پہنچتا ھے اور اپنے عہد کے سب سے بڑے عمل حق کو انجام دیدیتا ھے - اسکے لیے نه تو مجرد علم و تدریس کتب کام آتي ھے نه رسوم و ھئیات زھد و انقطاع ' نه مدارس و معاھد دیني کے غلغلۂ و ھنگامۂ فضیلت کو اسمیں دخل ھے اور نه صومعۂ و خانقاہ کے گوشۂ انزوا کو - انکے عہد میں علماء و اصحاب مشیخت کي کمي نہیں ہوتي' اور کچھه یه بات بھي نہیں که مدرسے اُجڑ جاتے ہوں اور خانقاھیں منہدم ہوجاتي ہوں ' بلکه بسا اوقات ایسا ہوتا ھے که کثرت و شہرت کے لحاظ سے انکا زمانه علماء و مشائخ امۃ کا سب سے بڑا مجمع و ماوی ہوتا ھے اور آبادیوں کي آبادیاں اصحاب علم و پیشوائي سے بھري نظر آتي ھیں' تاهم مقام عزیمۃ دعوۃ و قیام هدایت کي اُن میں سے کسی کو بھي توفیق نہیں ملتي - کوئي دامن رخصت میں پناہ لیتا ھے ' کوئي گوشۂ انزوا و انقطاع میں صرف اپني عافیۃ و حفاظت ڈھونڈھتا ھے ' کوئي راہ میں فتنۂ و فساد کا شور سنکر صرف اسیکو کافي سمجھه لیتا ھے که اپنا دروازہ بند کرلے ' کسي پر اضعف الایمان کا درجۂ تنزل و تسفل اس طرح طاري ہوجاتا ھے که زبان کو یکسر گنگ اور دست عمل کو یکقلم شل پاتا ھے ' اور کسي کو نفس خادع اور خاطر فاسد ضلالۃ حیل و نفاق میں مبتلا کر کے سرگرم دنیا پرستي و دین فروشي کر دیتا ھے - غرضکه سب کے سب یا ناچار مقام رخصت ہوتے ھیں

یا واماندۂ ضعف و بیچارگی' اور یا مدھوش غفلت و ھوا پرستی' ان میں سے ایک حصۂ غالب تو علماء سوء اور دعاۃ فتن و منکرات کے زمرہ میں داخل ھوجاتا ھے علماً و عملاً - اور جو جماعۃ علماء حق کی باقی رھتی ھے' وہ بھی ضعف کدۂ رخصت سے قدم باھر نہیں نکالتی ' اور حق پرستی کی بڑی سے بڑی بات اور تقوی و طہارۃ نفس کی بڑی سے بڑی فضیلت یہ سمجھی جاتی ھے کہ اپنے قدم کو لغزش نہو' اور جبکہ ایک دنیا امواج ظلمت و فساد میں ڈوب رھی ھے تو ھم کنارۂ سلامتی پر قدم جماے باقی رھجائیں - گویا ایمان کا جو سب سے ادنی اور نچلا درجہ عامۂ ناس اور ضعفاء عمل کیلیے تھا ' وھی خواص امت اور ھداۃ و مرشدین ملت کیلیے بلندی و عروج کا سب سے اونچا مقام ھو جاتا ھے ' اور سب سے بڑا متقی انسان وہ سمجھا جاتا ھے جسکے قدم " جہاد بالقلب " کی پائیں بساط سے پیچھے نہ ھٹیں ' لیکن کوئی نہیں ھوتا جس کا عزم ایمانی توقف و سکون کی جگہ طالب اقدام و سبقت ھو' جو اپنے نفس کی نجات کی جگہ جماعۃ و امت بلکہ نوع و ارض کی نجات کا عشق رکھتا ھو' جسکا حوصلۂ کار اور عزم راہ صرف اتنے ھی پر قانع نہ ھوجاے کہ خود نہیں ڈوبا کیونکہ یہ تو ضعف و بیچارگی کا سب سے آخری درجہ ھے - فضیلت و کرامت اسمیں کیا ھوئی ؟ بلکہ ھر وجود کا ڈوبنا اسکے لیے ماتم اور ھر قدم کی ٹھوکر اسکے لیے موت ھو- جبکہ دنیا اسکو سب سے بڑی برائی سمجھہ رھی ھو کہ خود کنارے پر بچ جائیں ' تو وہ بتلادے کہ خود بچنا نہیں بلکہ ڈوبتے ھوؤں کو بچانے کیلیے سمندر میں کود پڑنا بڑائی ھے ' اور جبکہ لوگ اپنے اپنے دروازوں کو بند کر رھے ھوں تاکہ راہ کے فتنۂ و فساد سے محفوظ ھوجائیں' تو وہ اپنا دروازہ کھولدے اور دکھلادے کہ بند کرکے چھپ رھنے میں فضیلت نہیں ھے بلکہ کھولکر باھر نکلنے میں ' اور اگر باھر امن نہیں ھے تو اسکے یہ معنی ھیں کہ دروازہ کھولنے کا اصلی وقت یہی ھے نہ کہ بند کرنے کا - مقام عزیمۃ و رخصۃ کا یہی وہ فرق ھے جو ایک صاحبدل نے خانقاہ کے گوشۂ عزلت سے نکلکر شیخ شیراز کو بتلایا تھا :

گفت آن گلیم خویش بدر میبرد ز موج
وین سعي مي کند که بر آرد غریق را

تو اسوقت ایسا هوتا هے که سنة الهي اپني عادت جاریه کے مطابق قیام حق و دفع باطل کیلیے سرگرم انبعاث و ظهور هوتي هے' اور توفیق الهي اپنے کسي اصلح و امثل بندے کے قلب کا عزیمة دعوة کیلیے انشراح کردیتي هے اور اسکے قدم طریق کو منهاج نبوة پر ثابت و مستقیم فرمادیتي هے - وہ اپنے عهد کے تمام اصحاب علم و فضیلت اور ارباب صوامع و مدارس کو تنگناے رخصة و ضعف میں پیچھے چھوڑکر منزلوں آگے نکل جاتا هے - فضاء علوء و رفعت اسکو اپني طرف کھینچتي اور سماء کمال وکرامت اپني ساري بلندیوں کے ساتھه اسکے استقبال کیلیے دوڑتا هے' گویا آسمان اسکے لیے اتر آتا هے اور زمین اسکو خود بخود اچھالنے لگتي هے - اسکي همت رفعت طلب اور اسکا حوصلهٔ متصاعد و متعارج کسي بلندي پر بهي نهیں رکتا' اور اونچي سے اونچي بلندي کو بهي حضیض تسفل و تنزل سمجھتا هے - مقام عزیمة دعوة کي جس بلندي تک بڑے بڑے کارفرمایان عهد کي نظریں بهي نهیں اٹھه سکتي تهیں اور ضعفاء زمان و بیچارگان رخصة کے وهم و گمان کو بهي اس تک بار نه تها' اسکا شهباز همت اور سیمرغ عزم اسکي چوٹیوں پر بهي جاکر دم نهیں لیتا اور پیوسته سرگرم بال افشاني و هموارہ صفیر زنان بلند پروازي رهتا هے - و لسان حاله ینشد بهذ البیت :

بال بکشا و صفیر از شجر طوبی زن
حیف باشد چو تو مرغی که اسیر قفسي !

فصل

یه جو تم هر عهد ظهور اصلاح و دعوة میں دیکھتے هوکه ایک طرف تو هزاروں علماء ملت اور ارباب زهد و طاعت موجود هوتے هیں' درس و تعلیم علوم' هنگامهٔ مجالس و مواعظ' غلغلهٔ اذکار و اشغال صوامع و زوایا' اور زمزمهٔ

و طنین تسبیح و تہلیل مساجد و معابد میں بظاہر کسی طرح کی کمی نہیں نظر آتی ، خانقاہوں میں مجاہدات و ریاضات کے حلقے قائم اور صحن مساجد میں تلاوت قرآن و وظائف و اوراد کی صدائیں سرگرم ہوتی ہیں ، اور :

اما الخیام فانہا کخیامہم

کا پورا پورا عالم نظر آتا ہے ، لیکن ساتھہ ہی دوسری طرف :

و اری نساء الحی غیر نسائہا

کا یہ حال ہوتا ہے کہ ظلم و طغیان کا طوفان ہر چہار جانب سے محیط ، شر و فساد کا ایک عالم رستخیز برپا ، ظلمت بطلان و فتن ہر طرف چھائی ہوئی ، نور حق و صداقت مستور و محجوب ، بدعات و محدثات کی گرم بازاری ، منکرات و سیئات کی مقبولیت و طلب کا دور دورہ ، اہل حق و صدق مظلوم و مقہور ، خدا کی زمین پر اُسکے کلمۂ حق و عدل کا کہنا بمنزلۂ جرم اور ظلم و عدوان کیلیے اجر و بخشش ، اعمال و طاعات کی حقیقت بکلی مضمحل اور پژمردہ اور روح صلاح و خیر سے تمام اجسام و قوالب خالی ! یہ سب کچھہ علانیہ سورج کی روشنی میں ہوتا ہے ، اور مدرسوں میں شور مچانے والے اندھے نہیں ہو جاتے اور نہ خانقاہوں میں چھپنے والے بہرے ہوتے ہیں - سب کی سر کی آنکھیں روشن ہوتی ہیں اور اوپر کے کان کھلے ، لیکن بحکم فانہا لا تعمی الابصار و لکن تعمی القلوب التی فی الصدور دل کی بصیرۃ اسطرح اندھی اور عبرۃ کے کان اسطرح بہرے ہو جاتے ہیں کہ سب کچھہ دیکھتے اور سنتے ہیں مگر انکے لیے دیکھا ہوا اَن دیکھا اور سنا ہوا اَن سنا ہو جاتا ہے - دیکھنے پر بھی کسی کی زبان نہیں کھلتی اور سننے پر بھی کسی کا قدم نہیں اُٹھتا - نفس کا عشق اور زخارف تمتعات دنیوی کی شیفتگی اسطرح انکے جسموں میں حلول کر جاتی ہے کہ ہمت کی روح اور عزم کی قوت کیلیے کوئی گنجایش باقی نہیں رہتی - راہ عمل کا ہر تنکا انکے لیے پہاڑ ہو جاتا اور جادۂ ابتلاء کا ہر کانٹا تیر و خنجر بنکر انکو ڈراتا اور سہماتا ہے - وہ آنکھیں جن میں غم نفس اور ماتم دنیا کیلیے آنسوؤں کے دریا بند ہوتے ہیں ، حق کی غمگینی اور

امت کے ماتم کیلیے ایک قطرۂ اشک بھی نہیں رکھتیں ' اور جن دلوں میں عشق ذات اور محبت اهل و عیال کیلیے ایک عالم شورش اور طوفان اضطراب مخفي هوتا هے ' اسمیں الله اور اسکے کلمۂ حق کے عشق کیلیے درد کي ایک ٹیس اور غم کي ایک چبھن بھي پیدا نہیں هوتي - عین اسوقت جبکہ زاهدان شب زندہ دار راتوں کو اُٹھہ اُٹھہ کر تسبیح هزار دانہ کو گردش دیتے هیں ' تو لاکھوں بندگان الهي مظلومیت کي گرد و خاک پر لوٹتے اور تڑپتے هیں ' اور کلمۂ حق کي بیکسي و بیچارگي سے الغیاث ! الغیاث ! اعینوني یا عباد الله ! اعینوني یا عباد الله ! کے نالہ و بکا کي صدائیں اُٹھتي هیں - اور جبکہ حلقۂ مدارس و مجامع تعلیم میں کتب فقہ کے ابواب قضاء و ولایۃ کے نکات و دقائق حل هوتے اور صحائف حدیث کے ابواب اعتصام بالسنۃ اور امر بالمعروف و نهي عن المنکر کي شرح و تفسیر میں مدعیان فضل و کمال اپنا اپنا جوهر علم و تبحر دکھاتے اور معارک مباحث و مطالب کو سر کرتے هیں ' اور مجالس و محافل وعظ میں غلغلۂ اعملوا و تذکروا ! و قال الله و قال الرسول پیهم بلند هوتا اور سامعین کے سروں کو جنبش میں اور دلوں کو شورش میں لاتا هے ' تو عین اُسي وقت کفر و ضلالۃ اور بدعات و منکرات کے غلبۂ و قہر سے ارض الهي کا ایک ایک کونا چیختا اور چلاتا هے ' پرستاران حق کي غربت هر طرف سر پیٹتي اور ماتم کرتي هے ' خدا کي زمین کے گوشے گوشے سے وا شریعتا ! وا دینا ! وا مصیبتا ! وا ویلا ! کي فریادیں اُٹھہ اُٹھکر آسمان تک جاتي هیں ' اور فضاء کائنات کا ایک ایک ذرہ داعي حق کیلیے روتا اور قائم هدایت کو کھوجتا هے اور پکارتا هے :

یا ناعي الاسلام ! قم و انعہ
قد زال عرف و بدا منکر !

لیکن نہ تو عباد و زهاد وقت کو تسبیح هزار دانہ کي گردش مہلت سماعت دیتي هے اور نہ هنگامہ سازان مدارس و مجامع کو اساطیر جدل و خلاف و دساتیر قیل و قال کا شور و غوغا فرصت بصارت ' اصل حقیقت سے اسدرجہ

بعد و هجر طاري هو جاتا هے که کسي کے وهم و گمان میں بهي احیاء شریعة و تجدید ملت کا خطرہ نہیں گذرتا ' اور کوئي نہیں سونچتا که یه سارے کارخانے اور هنگامے تو اسلیے تهے که لتکون کلمة الله هي العلیا سو جب وهي سرنگوں هوگیا تو پهر ان اجساد بے روح و قشور بے مغز کي پرستش کیا سودمند علم و عمل هوسکتي هے ؟ اور جب روح امت مضمحل هوگئي اور حق کي جگه باطل کي اور سنة کي جگه بدعة کي حکومت چها گئي تو پهر یه تمام باتیں کب مثمر و منتج هو سکتي هیں ؟ بلکه انکا شمار تو اب موانع و مهالک راہ میں سے هو گیا :

من لم یکن للوصال اهلا

فکــل طاعــاته ذنــوب !

غرضکه اگرچه دنیا بظاهر علم و فضیلت سے لبریز هوتي هے اور بڑے بڑے اصحاب طنطنۂ و شہرت و ارباب فخفخۂ و عظمت موجود هوتے هیں مگر کسي کو اسکي توفیق نہیں ملتي که اپنے عهد و دور کي طلب دعوة اور سوال قیام هدایت پر مردانه وار لبیک کہے' اور ظلمت کدۂ ضعف و وا ماندگي سے نکلکر راہ عزیمة دعوة میں قدم رکهے ' اور اگرچه دروازۂ سعادت الهي باز اور خزائن رحمت و نصرة رباني همواره درصدد بخشش و یغما هوتے هیں مگر سینکڑوں هزاروں علماء عهد اور اصحاب خوانق و صوامع میں سے کسي کو بهي اُس عهد کے احیاء و تجدید اور طائفۂ منصورۂ " من یجدد لها دینها " میں داخل هونے اور جماعة علیه یحبهم و یحبونه میں معدود و محشور هونے کي توفیق نہیں ملتي - تا آنکه پردۂ ظلمت چاک هوتا اور یکایک صبح هدایت و سعادت مشرق تجدید و انبعاث سے عالم افروز و جهانتاب هوتي هے - تو اسوقت تم دیکهتے هو که جس راہ میں قدم رکهنے سے ایک عالم درماندۂ و ناچار تها ' اچانک ایک مرد همت اُٹهتا هے اور نه صرف قدم رکهتا هے بلکه دوڑتا هوا چلا جاتا هے - راہ کي وہ مشکلیں اور صعوبتیں جو ضعفاء عهد کیلیے مصیبتوں کا پهاڑ اور هیبتوں اور دهشتوں کي گهاٹیاں تهیں' اور جنکے وهم و تصور سے بیچارگان وقت کي ارواح پر ایسي دهشت و

هیبت طاري هرجاتي تهي كانهم يساقون الى الموت و هم ينظرون ' تو وہ سب اسکے جولان قدم کیلیے ایک مشت غبار اور ایک تودۂ خس و خاشاک سے زیادہ حکم نہیں رکھتیں - سب دیکھتے کے دیکھتے هي رهجاتے هیں اور وہ بڑھکر عزیمۃ دعوۃ و هدایت عامہ کا باب مسدود کھول دیتا ھے ' اور اسکي زبان همت و مقال فتوۃ اس ترانۂ رجز سے زمزمہ ساز و بزم عالم هوتي ھے :

تاب یک جلوہ نیارد نہ موسی و نہ طور
این دلم هست کہ زینگونہ هزاراں دیدہ ست!

اگرچہ اُس عہد میں هزاروں مدعیان کار موجود هوں مگر اس فضیلت مخصوص میں اسکا کوئي سہیم و شریک نہیں هوتا - صرف اُسي کو اُس عہد کي اقلیم هدایت کي سلطاني و فرمانروائي پہنچتي ھے' اور صرف وهي اپنے زمانے کا کلید بردار خزائن برکات و فیضان سماویہ هوتا ھے - تمام اصحاب طریق ناچار هوتے هیں کہ اپنے اپنے چراغ اُسي مصباح هدایت سے روشن کریں ' اور تمام رهروان جادۂ مقصد مجبور هوتے هیں کہ اُسي کے کاروان فضل و قافلۂ کرامت کي آواز درا پر اپنے اپنے قدم اُٹھائیں - و هذہ منزلۃ جلیلۃ و رتبۃ عظیمۃ لا تساویها مزیۃ و لا تعادلها منزلۃ و ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء و اللہ ذو الفضل العظیم :

یہ رتبۂ بلند ملا جسکو مل گیا
هر مدعي کے واسطے دار و رسن کہاں ؟

فصل

اور یہ جو کہا کہ هر عہد میں اللہ تعالی کسي ایک بندے یا چند بندوں هي کو مقام عزیمۃ دعوۃ کے فتح باب کي توفیق دیتا ھے اور وہ اپنے دور کے خزائن فیضان و برکات کا صاحب مفاتیح هوتا ھے ' تو اس سے یہ مقصود نہیں ھے کہ اس عہد میں بجز ایک زبان کے کلمۂ حق کسي دوسري زبان پر جاري نہیں هوتا ' یا اُس عہد میں اور کوی دعوۃ و تبلیغ حق کیلیے ساعي و جاهد

نہیں ہوتا ' کیونکہ بحکم " لا یزال طائفة من أمتي ظاهرین علی الحق لا یضرهم من خذلهم حتی یأتي امر الله و هم غالبون " (او کما قال) سخت سے سخت عہد شر و فساد اور ظلمت و ضلالة میں بھی ایک جماعت اهل حق و ظاهرین علی الحق کی ضرور باقی رہتی ہے ' اور یہ اس عزیز العلیم کی تقدیر اور فطرة کائنات کے داعیۂ و مقتضی کے خلاف ہے کہ کوئی زمانہ اور کوئی گوشہ اهل حق سے بالکل خالی ہوجاے - کیا نہیں دیکھتے کہ انبیاء کرام کے ظہور کے وقت بھی با وجود ظهر الفساد في البر و البحر بما کسبت ایدي الناس کے ایک جماعت اهل حق کی ضرور باقی رہتی تھی اگرچہ انکا ظہور کرۂ ارضی کے کمال بغی و فساد اور منتہا مرتبۂ یاس و قنوط کی حالت میں ہوا کرتا تھا ؟ خود قرآن حکیم نے جا بجا اسکا اعتراف کیا ہے : فلولا کان من القرون من قبلکم اولوا بقیة ینهون عن الفساد فی الارض ' الا قلیلاً ممن انجینا منهم اور سورۂ مائدہ میں ہے کہ باوجود علماء یہود کی سخت و همه گیر ضلالة و مغضوبیة کے ایک قلیل جماعة ان میں بھی داعیان حق و آمرین بالمعروف کی برابر موجود رہی : لولا ینهاهم الربانیون و الاحبار عن قولهم الاثم و اکلهم السحت اور آل عمران میں ہے : لیسوا سواء ' من اهل الکتاب امة قائمة یتلون آیات الله اناء اللیل و هم یسجدون - یومنون بالله و الیوم الاخر و یامرون بالمعروف و ینهون عن المنکر و یسارعون في الخیرات و اولائک من الصالحین - اور اسی طرح غالباً سورۂ مائدہ میں ایک جگہ خاص طور پر علماء یہود کے شر و فساد کا ذکر کرکے فرمایا : منهم امة مقتصدة و کثیر منهم ساء ما یعملون - ان آیات سے معلوم ہوا کہ اقوام و ملل کے سخت سے سخت دور ظلمت و فساد میں بھی ایک جماعة داعیان حق کی ضرور باقی رہتی ہے ' اور گو علماء اهل کتاب کی گمراهی کمال مرتبۂ بغی و عدوان تک پہنچ چکی تھی ' تاهم ان میں بھی ایک جماعة قلیله ایسی موجود تھی جو امر بالمعروف و نہی عن المنکر میں کوشاں ' تلاوت کتاب الله میں سرگرم ' اور خیرات و طاعات میں تیز گام تھی اور قرآن حکیم انکو صالحین

میں سے شمار کرتا ہے - اور اسي طرح بخاري كي روايت میں ہے :
" فمقتهم عربهم و عجمهم الا بقايا من اهل الكتاب " يعني اسلام کے ظہور کے وقت تمام عرب و عجم اپنے کفر و ضلالۃ کیوجہ سے مستحق غضب و عقوبۃ الہي ہورہا تھا مگر ایک چھوٹي سي جماعت جو اهل کتاب کے اهل حق کا بقا یا تھي ' اور مختلف گوشوں میں متي مٹائي اور بچي بچائي باقي رهگئي تھي (۱) اس سے واضح ہوا کہ خاتم الادیان کے ظہور کے وقت بھي کہ کرۂ ارضي كي ضلالۃ عامہ کا سب سے بڑا تاریک عهد تھا ' یہ بات نہ تھي کہ داعیان حق بکلي معدوم هوگئے هوں - ایسا هونا سنۃ الہي کے خلاف ہے اور اسکي مزید تشریح کا یہ موقعہ نہیں -

---

(۱) یہي ارباب حق کا بقایا اور اهل کتاب کي باقیۃ الصالحہ جماعت تھي جس نے موحدین عرب کي طرح ظہور اسلام پر سب سے پہلے لبیک کہا تھا ' اور جسکي استعداد قبول حق کا یہ حال تھا کہ : و اذا سمعوا ما انزل الی الرسول تری اعینهم تفیض من الدمع مما عرفوا من الحق ' یقولون ربنا امنا فاکتبنا مع الشاهدین - اور حق و صدق کا یہ بقایا بمقابلہ یہود کے نصاری میں زیادہ تھا ' اسي لیے اس آیۃ کریمہ سے پہلے فرمایا : لتجدن اشد الناس عداوۃ للذین امنوا ' الیهود و الذین اشرکوا - و لتجدن اقربهم مودۃ للذین امنوا ' الذین قالوا انا نصاری ' ذلک بان منهم قسسین و رهبانا و انهم لا یستکبرون ' و اذا سمعوا ما انزل الی الرسول - الخ - پس یہاں نصاری کے اقرب في المودۃ ہونے سے مقصود صرف یہ ہے کہ انکے رهبان و قسسین میں قبولیت اسلام کي استعداد بمقابلۂ یہود زیادہ تھي ' اور اسلیے جب کلام حق سنتے تھے تو حاتم بن عدي جیسے اصحاب استعداد چشم پر آب هوکر پکار اٹھتے تھے : ربنا امنا فاکتبنا مع الشاهدین - اور اسمیں کچھہ شک نہیں کہ بمقابلۂ تصلب و قسارت و استکبار و غرور یہود ' یہ استعداد اُس عهد کے بعد بھي نصاری میں عام طور پر زیادہ پائي گئي اور آج بھي موجود ہے - لیکن وہ مقصود نہیں ہے جو موجودہ عهد کے بعض دعاۃ فتن و مجددین تحریف شریعۃ نے بہ سبیل ابتغاء مرضات النصاری پہلے پہل اپنے بعض کتب و رسائل میں لکھا ' اور اسکے بعد سے عام طور پر تمام اهل تحریر و تقریر بطور ایک مسلم

پس جب انبیاء کرام علیہم السلام کی دعوۃ کے ظہور کے زمانوں میں بھی داعیان حق و آمرین بالمعروف و سارعون فی الخیرآت سے قوم و ملک بالکل خالی نہیں ہو جاتا ' اور کچھہ بقایا ارباب حق کا موجود رهتا هے ' تو ظاهر هے کہ اُنکے اتباع و ذریات اور ورثاء و نقباء کیلیے کہ اصحاب عزیمۃ دعوۃ و مجددین امت اُنہی سے عبارت هیں ' ایسا هونا کیوں ضروري هو؟ اس اصل الاصول کو کسي حال میں بھي فراموش نہیں کرنا چاهیے کہ دعــوۃ و قیام حق اور اصلاح و تربیت امم کا اصل سرچشمۂ و مرکز مقام نبــوۃ هے ' اور هر عہــد و دور میں اُس کا جسقدر بھي ظهــور هوتا هے ' وہ سب اسي مقام سے ملحق و متصل ' اور سب کي روشني اسي شمس نظام و قوام عالم سے مکتسب و مستنیر ' اور تمام انہار فیضان و سعادت کیلیے یہي سلسبیل نبوۃ مخرج و منبع کا حکم رکھتي هے : عیناً یشرب بہا عباد اللہ یفجرو نہا تفجیرا - اور کوئي قائم حق و داعي اصلاح و کاشف حقائق فوز و نصرۃ نہیں پاسکتا جب تــک اسکا قدم منہاج نبوۃ پر واقع نہوا هو اور اسکے تمام اعمال متأسي باسوۂ حسنۂ نبوۃ و متبع بہ سنۃ و حکمــۃ رسالۃ نہوں ' اور اس راہ تأسي و تشبہ بالانبیاء میں جس داعي حق کا قدم جس حد تک پہنچتا هے ' اُسي حد و مقام کے مطابق کم و بیش ثمرات و برکات ظاهر و باطن حاصل هوتے هیں - اور جس طرح

[بقیۂ نوٹ صفحہ ١٠٢]

و معروف مسئلۂ شریعۃ کے اس آیۃ سے ولایت و موالات نصاری پر استدلال کر رهے هیں اور لا تتخذو الیهود و النصاری اولیاء اور و من یتولہم منکم فانہ منہم اور لا یتخذ المومنون الکافرین اولیاء من دون المومنین و امثالہا کو فراموش کردیتے هیں - ایسا کرنا قطعاً و صریحاً تحریف هے اور یحرفون الکلم عن مواضعہ میں داخل - اگرچہ آجکل کے علماء سوء و دجاجلۂ شر و فساد و احبار و رهبان امۃ نے مثل اور بہت سي تحریفات کے اس تحریف پر بھي گویا اجماع کر لیا هے : لیشتروا بہ ثمناً قلیلا ' فویل لہم مما کتبت ایدیہم و ویل لہــم مما یکسبــون !

وهاں اختلاف مدارج و مراتب بلحاظ حالات و مقتضیات وقت ' اور فضلنا بعضهم علی بعض کا معامله واقع هوا ' اُسي طرح متبعین و ورثاء انبیاء میں بهي فضلنا بعضهم علی بعض اور اختلاف مراتب و ثمرات و مفاضلۂ حالات و برکات ظهور میں آیا - یهي حقیقت شیخ اکبر کي اصطلاح میں " فصوص " اور بعض اصحاب اشارات کي اصطلاح میں " نسبت " کے لقب سے ظاهر کي گئي هے که کسي واصل بالله کا قدم تأسي و اتباع حسب استعداد و داعیات وقت کسي ایک نبي کي منهاج پر واقع هوتا هے اور کسي کا کسي دوسرے نبي کي منهاج پر ' اور اُسکو بوجه غلبۂ ما به الاختصاص اُس نبي سے ایک خاص طرح کي نسبت حاصل هو جاتي هے :

و للناس في ما یعشقون مذاهب !

اور پهر یه بهي هے که کسي کا قدم جامعیۃ فص محمدي کا تعاقب کرتا اور مقام جامعیۃ کبری اور :

انچه خوباں همه دارند تو تنها داري !

کے اکتساب فیضان سے ایک کیفیت بوقلموں اور جلوۂ رحسن صد رنگ و گونا گوں پیدا کرتا هے - ساري نزاع مصطلحات و الفاظ کي هے - حقیقت بحکم :

عباراتنا شتی و حسنک واحد !

ایک هے ' اور کوئي نهیں که پرده بر انداز ظواهر و الفاظ و رسوم هو ' اور نزاع صورت پرستان معنی نا آشنا کو ختم کردے :

بر افگن پرده تا معلوم گردد

که یاراں دیگرے را مي پرستند !

جب دعوۃ و اصلاح امت کا سرچشمۂ و اصل مقام نبوۃ ٹهرا ' اور تمام عوازم امور دعوۃ اسي سے ماخوذ اور اسي کے اُسوه سے متأسي ' تو ضرور هے که عالم تجدید و احیاء شریعۃ کے بهي تمام کاروبار اُسي اسلوب و نهج پر واقع هوں ' بلکه یوں کهنا چاهیے که اصول و اساسات سے لیکر جزئیات و فرعیات اعمال تک ٹهیک ٹهیک اُسي مقام کے حالات و منازل سے متشبه و متخلق بل کالظل و العکس ظهور میں آئیں - اور من جمله سنن و نوامیس

انبعاث نبوة کے یه هے که دعوة انبیاء کے ظهور کے لیے حق و ذکر حق کا بالکل مفقود و معدوم هو جانا ضروري نهیں ' بلکه اسقدر بس کرتا هے که سخت درجه اضمحلال اور پژمردگي کي حالت اُسپر طاري هو جاے ' اور داعیان حق کي جماعت نهایت قلیل و مغلوب هو - بعدیکه چند منتشر و نادر افراد کے سوا اُنکي کوئي هستي اور جمعیة باقي نه رهے' برخلاف اِسکے داعیان فساد و ضلالة کا هر طرف دور دوره هو' اور وہ جو ایک چیز هے ' یعني صرف حق کا وجود هي نهیں بلکه حق کا قیام و ظهور و نفوذ ' اور مجرد امر و دعوة هي نهیں بلکه دعوة کا نظام و قوام ' اور محض دعوة افراد و جماعات هي نهیں بلکه دعوة امة و ملة ' تو اُسکا کارخانه بالکل درهم برهم هو جاے بلکه نام و نشان تک باقي نه رهے - کانه لم یکن شیئاً مذکورا - یهي غربت و اقلیة حق هے جو بسبب کمال ضعف و بیچارگي و عدم حصول نتائج مطلوبهٔ کار معدوم کا حکم رکهتي هے ' اور جب غایت درجه تک پهنچ جاتي هے تو ظهر الفساد فی البر و البحر سے تعبیر کي جاتي هے - پس جب انبیاء کرام علیهم السلام کي دعوة اصلیهٔ و اساسیه کا یه حال هوا ' اور هنگام ظهور ایک جماعت قلیلهٔ دعاة حق کي موجودگي انکے مقام دعوة و تبلیغ کي اساسیة و اولیة کے منافي نه هوئي' تو ظاهر هے که مجددین امت و نقبا ؤ ورثاء نبوت کے مرتبهٔ تجدید کیلیے یه امر کیوں منافي هو؟ اس عالم کے معاملات بهي تبعاً و فرعاً ویسے هي واقع هوتے هیں - یه نهیں هوتا که اُس عهد میں حق کي دعوة و تبلیغ کرنے والے بالکل نه هوں ' یا نفس دعوة میں اُنکا اَور کوئي سهیم و شریک نهو - هوتے هیں' لیکن یا تو اُنکي جماعت بهت هي قلیل و درمانده اور بحال خـود مبتلا ؤ گم هوتي هے ' یا دعـوة حق کے اعمال بغایت محدود و محصور هو جاتے هیں ' یعني ارباب دعوة کي پستي همت ' بلندي و وسعت میدان عمل سے گهبراتي اور اسکے لیے اپنے کو درمانده پاتي هے' اور محض ایک محدود دائرۂ دعوة پر قناعت کرلیتي هے - حالانکه هر چیز کي طرح اسکے بهي مراتب و مدارج' اور گو هر مرتبه اسمیں داخل لیکن هر مرتبه کا حکم دوسرے سے مختلف - اپنے پڑوسي کو برائي کرتے

دیکھکر ٹوکدینا بھي نہي عن المنکر ھے ' تمام شہر کو برائي سے باز رکھنے کیلیے کھڑے ھو جانا بھي نہي عن المنکر ھے ' اور پھر عالم تقئید و تحدید سے آزاد ھوکر اپنے تمام عہد و دور کے شر و فساد کو دور کرنے کیلیے بلا امتیاز قرب و بعد و یمین و یسار و مشرق و مغرب غلغلۂ عمل بلند کرنا بھي نہي عن المنکر ھے - اسي طرح مسلمانوں کے راستہ سے پتھر ھٹا دینا بھي ایمان کي شاخ اور عمل حق ' مگر تمام امت کي راہ سے سنگ بطلان و فساد کو دور کردینا بھي عمل ایمان و اقدام حق ھے ' پھر کیا ان تمام مراتب کا ایک ھي حکم ھوسکتا ھے ؟ کجا وہ مقام ارفع و اعلی جہاں ایک عالم و امت کي اصلاح کیلیے قدم اٹھاے جائیں ؟ اور کجا وہ تنگناے ضعف جہاں صرف اپنے پڑوسي کي اصلاح ھي پر قناعت کرلي جاے ؟ اگرچہ و کلا وعد اللہ الحسنی - اصلاح دونوں ھیں ' اور دونوں کیلیے اجر ' لیکن پہلا منصب نبوۃ کي شاخ ' اور دوسرا افراد امت میں سے ایک فرد مومن صالح کا مرتبہ اور بس - پس یا تو دعوۃ حق کا سلسلہ موجود ھوتا ھے مگر ایک محدود دائرہ سے باھر قدم نہیں نکالتا - یا ایسا ھوتا ھے کہ دعوۃ کي صدائیں بڑي ھي دھیمي اور پست ھوتي ھیں اور انمیں وہ گرج اور کڑک نہیں پائي جاتي جس کے بغیر سرشاران غفلت چونک نہیں سکتے ' اسلیے گو اٹھتي رھتي ھیں لیکن اپنے عہد کو چونکا دینے کا شرف حاصل نہیں کرسکتیں - یا ایسا ھوتا ھے کہ نفوذ دعوۃ و سریان امر کیلیے ضروري ھے کہ دعوۃ حق میں ایک ایسي ھمہ گیر جاذبیۃ و جالبیۃ ھو جو ایک عالم کے دلوں کو لبھالے اور ایک دنیا کو اپنا فریفتہ و دل دادہ بنادے ' حتی کہ سامع و شاھد کي طاقت سے باھر ھو کہ اسکي کشش سے اپنے آپکو بچاسکے - بغیر اس خاصہ کے دعوۃ کبری قائم و نافذ نہیں ھوسکتي ' لیکن ایسا ھوتا ھے کہ دعوۃ حق کي صدائیں تو اٹھتي ھیں مگر اس جاذبیۃ معنویہ سے محروم ھوتي ھیں اور اسلیے محبوب القلوب عالم نہیں ھوسکتیں - یا پھر ایسا ھوتا ھے کہ بمصداق خلطوا عملاً صالحاً و آخر سیئاً داعیان حق کا جو گروہ موجود ھوتا ھے ' انکي دعوۃ ٹھیک ٹھیک نہج قویم و مستقیم پر نہیں ھوتي یعني منہاج نبوۃ کے علوم و اعمال کو انمیں

غلبۂ و احاطہ حاصل نہیں ہوتا- یا کتاب و سنۃ کی دعوۃ خالص و بے آمیزش کی حقیقت سے خالی ہوتی ہیں، پس اگرچہ اس لحاظ سے کہ اصلاً طلب حسنات و اصلاح اور قیام شریعۃ پر مبنی ہیں ' وہ دعوۃ الی الحق و امر بالمعروف کے حکم میں داخل ہوجاتی ہیں، مگر ساتھہ ہی اس اعتبار سے کہ طرح طرح کی غلطیوں اور لغزشوں ' یا آمیزش ظلمت راے و قیاس غیر صالح ' یا کوری بدعات و محدثات سے پاک و صاف نہیں ہیں ' اپنا حکم و اثر کھو دیتی ہیں اور برکات نصرۃ و فوز حاصل نہیں کر سکتیں - مثلاً اصل کی جگہ کسی ایک ایسی فرع کی حفاظت کو عزیمۃ دعوۃ سمجھہ لیا جو بوجہ فقدان و ضیاع اصل بالفعل نا قابل اعتنا تھی ' یا سلسلۂ سفر صحت تعیین منازل و تقرر بدایۃ و نہایۃ کے ساتھہ شروع نہیں کیا - مثلاً جس منزل سے سفر کا آغاز ہونا چاہیے ' اسکو درمیانی سمجھہ لیا یا آخری منزل ' کہ ان حقائق کار کا علم بلا مقام تشبہ بالانبیا و تخلق باخلاق الاصفیاء کے حاصل نہیں ہوسکتا ' اور یہی وہ غوامض اعمال نبوۃ ہیں جنکی طرف بعض صحابہ و تابعین اشارہ کرکے کہدیا کرتے تھے کہ " و ذلک من عمل النبوۃ " یا اس سے بھی بڑھکر مصیبت یہ کہ گو دعوۃ الی الحق کیلیے قدم اٹھا مگر سنۃ کی روشنی کی جگہ بدعۃ کی اندھیاری چھا گئی ' یا اقلاً طریق کار بدعۃ کی آمیزش سے محفوظ نہ رہا ' اور اگر اللہ تعالی نے فہم واسع و سلیم عطا فرمایا ہے تو سمجھہ لوگے کہ یہ آخری سبب بڑوں بڑوں کیلیے مزلۃ اقدام ہوتا آیا ہے اور ایک علۃ قویہ ضیاع قواے عمل و کار و بار دعوۃ و تبلیغ کی صدیوں سے یہی چیز رہی ہے - یا دعوۃ و تبلیغ کے بلند مقامات کی طرف ایسے نو آموزان راہ اور خام مغزان کار نے قدم اٹھا یا جو گو اپنے ولولوں اور نیتوں کے لحاظ سے مستحق تحسین ہیں لیکن اس مقام کیلیے جس قوۃ علمی و عملی کی ضرورت ہے اور جس ثبات قلب و رسوخ عزم کی ' وہ ابھی اُن سے منزلوں دور ہے ' نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ یا تو اول قدم ہی میں ٹھوکر لگتی ہے ' یا پہلے تیر ہی پر میدان کارزار کو پیٹھہ دکھلا دیتے ہیں ' حالانکہ یہ وہ راہ ہے کہ یہاں کی ایک ادنی

لغزش بسا اوقات هزاروں انسانوں کي مجموعي معصيت و ذنوب سے بهي بڑهکر مضرة رکهتي هے ' اور اکثر ایسا هوتا هے که مسافر کو تلوؤنسے کانٹا نکالنے کي بهي مهلت نہیں دي جاتي ' کیونکه ممکن هے که اتني هي دیر میں قافلۂ امید قرنوں بلکه صدیوں کي مسافت آگے نکل جاے اور ایک لمحه کي غفلت برسوں کیلیے یاس و ماتم کا سامان کردے - ملک قمي اسي حقیقت کو شاید نا دانسته کہه گیا هے ' فیضي نے اسکے تمام کلام میں سے اسي ایک شعر کو منتخب کیا اور سبحان الله که اپنے حسن انتخاب اور ذوق سلیم کا کیسا مرقص ثبوت دے گیا !

رفتم که خار از پا کشم محمل نهاں شد از نظـــر
یک لمحه غافل بودم و صد ساله راهم دور شد !

و از الهامات شعریۂ عرفي چه ملیح ست این فرد درین مقام :

هاں رہ عشق ست ' کہ گشتن نــه دارد بازگشت
جرم را این جا عقوبت هست و استغفار نیست !

غرضکه ایک چیز دعوة هے ' ایک عزیمة دعوة ' اور ایک عزیمة دعوة کا درجۂ تجدید و مقام قیام دعوة عامه - اور ایک مقام اصلاح افراد کا هے ' ایک عائلۂ و جماعت کا ' اور ایک امت و نوع کا ' سو اگرچه دعوة موجود هوتي هے ' مگر عزیمة دعوة مفقود هو جاتي هے ' اور اگرچه اصلاح افراد کا سامان هوتا هے مگر اصلاح امت کا کوئي سامان نہیں هوتا - اگر چند اصحاب عزائم هوتے بهي هیں تو اسباب و موانع مذکورہ سے درجۂ تجدید و کمال عزیمة دعوة تک انکي رسائي نہیں هوتي - کار و بار دعوة کے کالبد و اشکال تو موجود هوتے هیں مگر روح فتح و نصرة مفقود هوجاتي هے ' اور اسیلیے معاملۂ تجدید و احیاء امة اپنے کشود کار کیلیے کسي مرد غیب کا منتظر هوتا هے :

عشق اگر مردست ' مردے تاب دیدار آورد
ورنه چون موسیٰ بسے آورد و بسیـــار آورد

یہي وجه هے که جا بجا " عزیمة دعوة " کا لفظ بولا گیا نه که مجرد دعوة کا - درنوں میں فرق و امتیاز ملحوظ خاطر رهے - پس اپنے عهد کا مجدد و محي

الملة وہ شخص یا وہ چند نفوس خاصہ ہوتے ہیں جو مجرد دعوۃ نہیں بلکہ عزائم امور دعوۃ کی راہ میں قدم اٹھاتے ہیں ' اور قیام حق کا صور اس زور سے پھونکتے ہیں کہ یکایک فضاء ملت جنبش میں آ جاتی ہے' اور تمام اموات غفلت اپنی اپنی قبروں کے اندر چونک اٹھتے اور اٹھکر دوڑنے لگتے ہیں' گویا یخرجون من الاجداث کانہم جراد منتشر مہطعین الی الداع اور ذلک یوم الخروج کا عالم طاری ہوجاتا ہے - یہی وہ مقام مخصوص ہے جو ہر عہد میں صرف ایک یا چند افراد عالیہ ہی کے حصے میں آتا ہے' اور گو کاروبار دعوۃ سے معاملات رکھنے والے بہت سے موجود ہوں مگر اس عہد کے فتح باب اور سلطان و امر دعوۃ کی فضیلت انکو نصیب نہیں ہوتی - سب ناچار ہوتے ہیں کہ اس فاتح عہد اور عازم وقت ہی کے حلقۂ اتباع و ذریات میں داخل ہوں - بہت ممکن ہے کہ ان میں بعض افراد کسی خاص شاخ علم و عمل میں درجۂ بلند رکھتے ہوں' مگر اس معاملہ کیلیے وہ کچھہ سودمند نہیں ہوتا اور فاتح دور کے آگے انکو اطفال مکاتب کی طرح زانوے ادب و استفادہ تہہ کرنا ہی پڑتا ہے - اس عہد کے خزائن فیضان و برکات کی کنجی اسی کے قبضہ میں دیدی جاتی ہے ' پس طالبین فیضان اسکے حلقۂ ارادت سے الگ رہکر کچھہ نہیں پا سکتے - اگر کسی نے بطریق استراق سمع کوئی کلمۂ حقیقت حاصل بھی کرلیا تو اول تو وہ مثمر برکات نہیں ہوتا اور اگر ہوتا بھی ہے تو چونکہ عہد کی سلطانی فاتح و عازم دعوۃ ہی کو پہنچتی ہے ' اسلیے وہ بھی بالواسطہ اسی کے فیضان و بخشش میں سے شمار کیا جاتا ہے - و قد احسن من قال :

گر گفتۂ زعشق گہے حرف آشنا
آنہم حکایتیست کہ از من شنیدۂ

قرآن حکیم نے ہدایت کو حیات ارض سے تعبیر کیا ہے اور ضلالت کو زمین کی موت سے' اور ہدایت خود زندگی ہے : استجیبوا للہ و للرسول اذا دعاکم لمایحییکم اور ضلالت موت ہے : و ما انت بمسمع من القبور اور اموات

غیر احیاء - بہار کا جب موسم آتا ہے تو گو زمین کے ہر گوشہ کو روئیدگي و سرسبزي سے مالا مال کردینا چاہتا ہے مگر سب سے پہلے اُسکي آمد کي برکتیں باغ و چمن ہي میں ظاہر ہوتي ہیں - اور صبح کا طلوع اگرچہ دنیا کے گوشے گوشے کیلیے پیام نور ہوتا ہے مگر سورج کي پہلي کرنیں اونچي دیواروں اور بلند مناروں ہي پر چمکتي ہیں' گو بعد کو نچلے سے نچلے تہہ خانے بھي روشن ہوجائینگے - یہي حال عہد ہدایت اور دور فیوض و برکات سماویہ کا بھي ہے - اس عالم میں بھي خزان و بہار کے موسم آتے ہیں اور لیل و نہار کا اختلاف موجود ہے - و ما یعقلہا الا العالمون سو اگرچہ بہار سعادت کا موسم سارے جہان اور ساري زمین کیلیے موسم حیات و کامراني ہے لیکن اُسکي سب سے پہلي برکت اصحاب عزائم و نفوس ذکیۂ امت کے ریاحین قلوب و بساتین ارواح ہي سے بروز و ظہور کرتي ہے' اور اگرچہ آفتاب فیضان الہي کي تجلي تمام بر و بحر کو ظلمت غفلت و بطالت سے نجات دلانا چاہتي ہے' مگر اُسکي سب سے پہلي کرنوں سے درخشندۂ و جہانتاب ہونے کا حق صرف اُنہي طبائع مستعدہ و قلوب صافیہ کو حاصل ہوتا ہے' جنہوں نے اپني استعداد سر بلندي و رفعت سے اکتساب اسفار ہدایت کیلیے اسبقیت و اولیت کا درجہ حاصل کرلیا ہے - اور یہ معلوم ہے کہ موسم بہار ہر پھول کو لالي اور ہر پتے کو سبزي بخشیگا' اور صبح کي تجلي ہر ذرہ کو چمکیلا اور ہر آنکھہ کو بینا بنادیگي' مگر اس سے کیا ہوتا ہے؟ دیکھنا صرف یہ ہے کہ جسوقت باغ و چمن میں پھول کھلکھلا رہے تھے اور شاخیں ہنس ہنس کر جھوم رہي تھیں تو اسوقت اموات صحرا و گلخن کا کیا حال تھا؟ اور جس وقت دیواروں کي اونچي منڈیروں اور مناروں کي چوٹیوں اور کلسوں کو صبح تجلي زیور طلائي پہنا رہي تھي تو اسوقت صحن مکان کے گوشوں اور ابواب و مداخل کے نیچے سونے والوں کا بھي اس فیضان اول میں حصہ تھا یا نہیں؟ تہہ خانوں اور سردابوں کے بسنے والوں کا تو یہاں ذکر ہي نہیں کرنا چاہیے - اُنکے لیے تو شاید و النہار اذا تجلی کا وقت ہي روشني کي پہلي کرن بھي

پہلچاے ' ورنہ والفجر اور والضحی کے مراتب ارلیۂ تدریر تو اُنکے لیے واللیل اذا یغشی کے حکم میں داخل ہیں !

فصل

اگر تاریخ اسلام کے مختلف دوروں اور سلسلۂ دعوۃ و تجدید امۃ مرحومہ کی پچھلی کڑیوں پر نظر ڈالو تو یہ جو کچھہ کہا گیا ' اسکی تصدیق ہر دور کے واقعات پیش کرینگے - افسوس کہ یہ موقعۂ تفصیل کا نہیں - ہر دور میں تم پاؤگے کہ اگرچہ عامۂ علماء و صلحاء امۃ کی ایک بہت بڑی جماعت موجود تھی ' اور اُنکا فضل و کمال اور ورع و تقوی بھی ہر طرح مسلم و ثابت ہے ' بلکہ بعض اُن میں ایسے تھے کہ علم و عمل کی متعدد شاخوں میں اپنا عدیل و نظیر نہیں رکھتے تھے ' با ایں ہمہ اُس عہد کی عزیمۃ دعوۃ اور تجدید ملت کے مرتبۂ مخصوص میں اُنکا کوئی حصہ نہ ہوا ' اور صرف چند خاص افراد عزائم ہی کی قسمت میں آیا - یا تو اُنکے قدم ہمت نے علم و عمل کی دوسری شاخوں پر قناعت کرلی ' یا اس راہ میں قدم بڑھانے کی جرأت ہی نہ کرسکے - عہد اوائل بنو امیہ میں کہ ابھی ہجرۃ کی پہلی صدی بھی ختم نہیں ہوئی تھی ' کتنی بڑی جماعت اجلۂ صحابۂ کرام اور ارکان بیت نبوۃ و بقیۂ صالحۂ خیر القرون کی موجود تھی ؟ اور کون ہے جو اُنکی عظمت و شرف میں ایک لمحہ کیلیے بھی شک کرسکے ؟ لیکن بدعات و محدثات بنو امیہ کے مقابلے میں سرفروشانہ اقدام عزیمۃ و فتح باب مقاومۃ و ثبات فی الحق والعدل کا جو ایک مخصوص مقام تھا ' وہ تو بجز حضرۃ امام حسین (علیہ و علی ابائہ و اجدادہ الصلوۃ والسلام) کے اور کسی کے حصے میں نہ آیا ؟ عبد الملک بن مروان کا زمانہ اجلۂ تابعین و حفاظ سنۃ و حملۂ علوم نبویہ سے مملوء تھا ' لیکن اتباع سنۃ و قیام حق کی راہ میں سو دروں کی ضرب مردانہ وار برداشت کرلینے اور مبغوض مبتدعین آل مروان اور محبوب قلوب مومنین ہونے کا جو شرف

مخصوص سید التابعین و اعلم بقضاء رسول الله و خلفائه یعني حضرة سعید بن المسیب کے حصه میں آیا ' اسمیں تو اُنکا کوئي سهیم و شریک نه تها ؟ منصور عباسي کے زمانے میں کون کهه سکتا هے که اصحاب علم و عمل کا کال تها ؟ لیکن معلوم هے که شاهان جور کے مقابلے میں ثبات حق و اعتقاد کا جو مقام عزیمة امام دار الهجرة حضرة مالک بن انس رحمة الله علیهما کو به ضمن مسئلۂ یمین و طلاق مکره ملا ' وہ تو صرف انهي کیلیے تها ؟ یه کیا چیز تهي که عین اُسوقت جبکه مشکیں اس زور سے کسدي گئي تهیں که هاتهه بازو سے اُکهڑ گیا تها اور ستر کوڑوں کي ضربیں اُنکے جسم اقدس پر پڑ رهي تهیں' تو اُسي اونٹ کي پیٹهه پر کهڑے هوگئے جس پر تذلیل و تشهیر کیلیے سوار کرایا گیا تها ' اور پکار کر کہا : " من عرفني فقد عرفني و من لم یعرفني فانا مالک بن انس اقول ان الطلاق المکره لیس بشئ " ! یعنی جو مجکو جانتا هے سو جانتا هے ' اور جو نهیں جانتا تو جان لے که میں هوں مالک انس کا بیٹا ' اور اُسي مسئله کا اعلان کرتا هوں جس کے اعلان سے مجکو جبراً روکا جا رها هے که طلاق مکره کوئي چیز نهیں ! سبحان الله ! یه وهي مقام عزیمة کبری کي شاهي و فرمانروائي تهي جس کے آگے دنیا کي پادشاهتیں بال مگس کے برابر بهي وقعت نهیں رکهتیں ' اور یهي وہ هیبت رباني اور جلالة روحاني تهي جسکو دیکهکر حضرة سفیان ثوري بے اختیار پکار اُتهے تهے :

فهـــو المهـــاب و لیس ذا سلطـــان !

کیا خوب فرمایا حافظ ابن جوزي نے امام موصوف کے حالات میں که " وکانما کانت تلک السیاط حلیا حلی به " ! یعني انکو کوڑوں سے پیٹا گیا اور مشکیں کسي گئیں لیکن ان باتوں سے انکي عزت و عظمت گهٹنے کي جگه اور بڑهگئي - گویا یه ضرب تازیانه انکے جمال عظمت و اجلال کا زیور تها که جب پهنا دیا گیا تو اسکي رعنائي و خوبروئي دوچند هوگئي !

نالہ از بهر رهائي نـــه کنـــد مرغ اسیر
خورد افسوس زمانے که گرفتـــار نبود !

فصل

تیسري صدي کے اوائل میں جب فتنۂ اعتزال و تعمق فی الدین اور بدعۃ مضلۂ تکلم بالفلسفہ و انحراف از اعتصام بالسنہ نے سر اٹھایا ' اور صرف ایک ھي نہیں بلکہ لگاتار تین عظیم الشان فرمانرواؤں یعني مامون ' معتصم ' اور واثق باللہ کي شمشیر استبداد و قہر حکومت نے اس فتنہ کا ساتھہ دیا ' حتي کہ بقول علي بن المدیني کے فتنۂ ارتداد و منع زکواۃ (بعہد حضرۃ ابوبکر) کے بعد یہ دوسرا فتنۂ عظیم تھا جو اسلام کو پیش آیا ' تو کیا اُسوقت علماء امت اور ائمۂ شریعت سے عالم اسلامي خالي ھوگیا تھا ؟ غور تو کرو ' کیسے کیسے اساطین علم و فن اور اکابر فضل و کمال اُس عہد میں موجود تھے ؟ خود بغداد علماء اھل سنۃ و حدیث کا مرکز تھا - مگر سب دیکھتے کے دیکھتے ھي رھگئے اور عزیمۃ دعوۃ ' و کمال مرتبۂ وراثت نبوۃ ' و قیام حق و ھدایت في الارض و الامۃ کا وہ جو ایک مخصوص مقام تھا ' صرف ایک ھي قائم لامر اللہ کے حصہ میں آیا - یعني سید المجددین ' و امام المصلحین ' حضرۃ امام احمد بن حنبل رضي اللہ تعالی عنہ - اپنے اپنے رنگ میں سب صاحب مراتب و مقامات تھے لیکن اس مرتبہ میں تو اور کسي کا ساجھا نہ تھا - یہ وہ وقت تھا کہ قیام سنۃ و دین خالص کا قیامت تک کیلیے فیصلہ ھونے والا تھا ' اور مامون و معتصم کے جبر و قہر اور بشر مریسي اور قاضي ابن ابي داود جیسے جبابرہ معتزلہ کے تسلط و حکومت نے علماء حق کیلیے صرف دو ھي راستے باز رکھے تھے - یا اصحاب بدعۃ کے آگے سر جھکا دین اور مسئلۂ خلق قران پر ایمان لاکر ھمیشہ کیلیے اسکي نظیر قائم کردیں کہ شریعۃ میں صرف اُتنا ھي نہیں ھے جو رسول بتلا گیا بلکہ اُسکے علاوہ بھي بہت کچھہ کہا اور کیا جاسکتا ھے ' اور ھر ظن کو اُسمیں دخل ھے ' ھر راے اُسپر قاضي و آمر ھے ' ھر فلسفہ اُسکا مالک و حاکم ھے - یفعل ما یشاء و یختار - اور یا پھر قید خانے میں رھنا ' ھر روز کوڑوں سے پیٹا جانا ' اور ایسے تہہ خانوں میں

بند هو جانا که " لا یرون فیه الشمس ابدا " کو قبول کرلیں - بہتوں کے قدم تو ابتدا هي میں لڑکھڑا گئے - بعضوں نے ابتدا میں استقامت دکھلائي لیکن پھر ضعف و رخصت کے گوشے میں پناہ گیر هوگئے - عبد الله بن عمر القواریري اور حسن بن حماد امام موصوف کے ساتھه هي قید کیے گئے تھے ' مگر شدائد و محن کي تاب نه لا سکے اور اقرار کر کے چھوٹ گئے - بعضوں نے روپوشي اور گوشه نشیني اختیار کرلي که کم سے کم اپنا دامن تو بچا لیجائیں - کوئي اُسوقت کہتا تھا " لیس هذا زمان حدیث ' انما هذا زمان بکاء و تضرع و دعاء کدعاء الغریق " یعني یه زمانه درس و اشاعت علوم و سنة کا نہیں هے - یه تو وہ زمانه هے که بس الله کے آگے تضرع و زاري کرو اور ایسي دعائیں مانگو جیسي سمندر میں ڈوبتا هوا شخص دعا مانگے ! کوئي کہتا تھا " احفظوا لسانکم ' و عالجوا قلبکم ' و خذوا ما تعرفوا ' و دعوا ما تنکروا " اپني زبانوں کي نگہباني کرو ' اپنے دل کے علاج میں لگ جاؤ ' جو کچھه جانتے هو اُسپر عمل کیے جاؤ ' اور جو برا هو اُسکو چھوڑ دو ! کوئي کہتا " هذا زمان السکوت و ملازمة البیوت " یه زمانه خاموشي کا زمانه هے اور اپنے اپنے دروازوں کو بند کر کے بیٹھه رهنے کا (۱) جبکه تمام اصحاب کار و طریق کا یه حال هو رها

---

(۱) یه باتیں بھي اپنے مقام و رنگ میں ٹھیک تھیں اور هرگز هرگز موجب قدح نہیں - ارباب رخصة کیلیے اسي میں امن و سلامتي هے - یه مقام بھي اُن لوگوں پر بدرجہا مزیة و فضیلت رکھتا هے جو خود اپنے اعتقاد و عمل کي بھي محافظت نه کرسکے ' اور هر حال میں اصلاح نفس مقدم ' لیکن ارباب عزیمة کا مقام دوسرا هے - اصحاب رخصت کي نهایة اُنکے لیے بدایة کا حکم رکھتي هے ' اور حسنات الابرار سیئات المقربین کے معاملات سب کیلیے نہیں هوسکتے - وکلا وعد الله الحسنی اور ولکل وجهة هو مولیها فاستبقوا الخیرات - اور یه جو ترمذي (یا ابو داؤد) میں هے که ابو امیه شعباني نے ابو ثعلبه سے یا ایها الذین امنوا علیکم انفسکم کي نسبت پوچھا تو انھوں نے آنحضرة سے روایت کي " ایتمروا بالمعروف و انتهوا عن المنکر ' حتی اذا رایتم شحاً مطاعاً و هوی متبعاً و دنیاً موثرة و اعجاب کل ذي رای برایه ' فعلیك بنفسك و دع عنك امر العوام " تو اول تو " علیك بنفسك " کا یه

تھا ' اور دین الخالص کا بقاء و قیام ایک عظیم الشان قربانی کا طلبگار تھا '
تو غور کرو کہ صرف امام موصوف ھی تھے جنکو فاتح و سلطان عہد ھونے کا شرف

[بقیہ نوٹ صفحہ ۱۱۴]

مطلب نہیں ھے کہ بجز اپنے نفس کی اصلاح کے اور کسی کی ھدایت و اصلاح سے مطلب ھی نہ رکھو اور لوگوں کو گمراھی میں مبتلا ھونے دو' کیونکہ اگر ایسا ھو تو کتاب و سنۃ کے دو ثلث احکام و وصایاء بالکل بیکار ھوجائیں ' بلکہ مطلب یہ ھے کہ جب فتنہ و فساد کا دور آے اور غالب جماعت مبتلاے منکرات و معاصی ھو' اور ھر شخص اپنی راے پر مغرور اور دین کی طرف سے بالکل بے پروا ھو جاے تو اسوقت سب کو گڑھوں میں گرتے دیکھکر خود بھی نہ کود پڑنا ' بلکہ گرنے والوں کو گرنے دو - خود اپنی راہ حق پر قائم و ثابت قدم رھو - انکا معاملہ انکے لیے اور تمھارا معاملہ تمھارے لیے - ولا تزر وازرۃ وزر اخری - ثانیاً ' اگر " دع عنک امر العوام " کا یہ مطلب مان بھی لیا جاے کہ لوگوں کو انکے حال پر چھوڑ دو' جب بھی یہ وھی عامۂ ناس کیلیے رخصت کا پہلو ھوگا اور عزیمۃ امر بالمعروف و نہی عن المنکر ھی میں ھوگی ' چنانچہ اسی روایت میں اسکے بعد فرمایا : " فان من ورائکم ایاماً ' الصبر فیھن کالقبض علی الجمر ' العامل فیھن مثل اجر خمسین رجلا یعملون مثل عملکم " یعنی یہ جو کہا کہ اسوقت اپنے وجود کو بچانا اور عوام کو انکے حال پر چھوڑ دینا ' تو اسلیے کہا کہ ظلم و مصائب کے بڑے سخت دن آنے والے ھیں - اسوقت حق کی راہ میں صبر کرنا ایسا سخت ھوگا جیسے انگاروں کو ھاتھہ میں لینا ' سو جو شخص ایسے دنوں میں بھی عمل حق سے باز نہ آیا ' اسکے لیے تم جیسے پچاس آدمیوں کے اعمال کا ثواب ھوگا " اس سے واضح ھوگیا کہ چونکہ شر و فتن میں ان لوگوں کیلیے بڑے ھی سخت مصائب و محن ھونگے جو حق کے اعلان و دعوۃ کی راہ میں قدم رکھینگے ' اور انکو برداشت کرنا ھر شخص کا کام نہیں ' اسلیے عامۂ ناس کیلیے یہ حکم دیا کہ کم سے کم اپنا دامن تو بچا لیجاؤ - دوسروں کے پیچھے نہ پڑو کہ اسمیں بڑی ھی آزمائشیں اور سختیاں ھیں - پھر اگر کوئی مرد ھمت ان آزمایشوں میں پورا اترے تو فرمایا کہ اسکے اجر و ثواب کا کیا پوچھنا ؟ اسکا ایک عمل و صبر پچاس اصحاب عمل کے مقابلے میں رکھا جائیگا کہ کام جتنا سخت ھو اسی کے مطابق مزدوری بھی ملنی چاھیے -

حاصل هوا - اُنھوں نے نه تو دعاة فتن و بدعة کے آگے سر جھکایا ' نه روپوشي و خاموشي و کنارہ کشي اختیار کي ' اور نه صرف بند حجروں کے اندر کي

[بقیه نوٹ صفحه ۱۱۴]

پس آجکل کے علماء حیل و بندگان نفس نے جو ترک امر بالمعروف و نہي عن المنکر کیلیے اس حدیث کو اور علیکم انفسکم کو حیله بنا رکھا ھے' اور جب کبھي اُنکو علماء کے فرائض یاد دلاے جاتے ھیں تو فوراً کہدیتے ھیں علیکم انفسکم اور " علیك بنفسك و دع عنك امر العوام " تو یه صریح قرآن و سنة کي تحریف ھے - اگر علیکم انفسکم کا یہي مطلب ھو تو اُس تفسیر کي نسبت کیا کہوگے جسکو حضرة ابوبکر صدیق نے اپنے خطبه میں بیان کیا تھا ؟ یہاں ایک اور دقیق نکته بھي ملحوظ رھے - اس حدیث اور اس قسم کي اکثر احادیث میں ایسے فتنوں کي خبر دي گئي ھے جنمیں سب سے بڑا فتنه خلافة راشدہ کا انقراض اور امراء ظلم و جور کا قیام ھے جو حق و عدل کو پامال کردینگے اور سچائي کے اعلان کو جبراً و قہراً روکینگے - تو ایسے وقتوں کیلیے اگر عامۂ ناس کو یه حکم دیا جاتا که ھر شخص امر بالمعروف کیلیے اُتھہ کھڑا ھو تو اسکا یه نتیجه نکلتا که پہلي حالت سے بھي بدتر حالت پیدا ھو جاتي - ھر طرف طوائف الملوکي اور انارکي پھیل جاتي ' حکومتیں قائم نه رھتیں ' بلاد اسلامیه کا کوئي محافظ نه ھوتا ' جمعۂ و جماعت کا کوئي انتظام نه کرتا - پس ایسے وقتوں کیلیے عامۂ ناس کو یہي وصیة کي گئي که بروں کي برائي کو اُنکے لیے چھوڑدو اور اپنا دامن بچاے رھو - اگر تمھارے مسلمان حاکم ظالم و جابر بھي ھوں ' جب بھي اُن سے سرکشي و بغاوت نه کرو - تا آنکه کوئي داعي حق کھڑا ھو اور دعوة عامه کا باب مسدود کھل جاے - اس وقت عوام کا بھي فرض ھوگا که اُسکا ساتھه دیں اور نظام حق و عدل کو قائم کردیں - یہي وجه ھے که اوائل بنوامیه ھي میں تمام صحابۂ کرام اسپر متفق ھوگئے که عامۂ امت کو سلاطین امویه کي اطاعت کرني چاھیے ' زکواة اُنھي کو دیني چاھیے' جمعه اُنھي کے پیچھے پڑھنا چاھیے ' حفظ ملت و بلاد کي راہ میں نکلیں تو اُنکے علم کے نیچے جمع ھوجانا چاھیے - تا آنکه کوئي قائم حق کھڑا ھو -

خامیان بنو امیه اطاعت امیر کي احادیث کثرت کے ساتھه بیان کرتے تھے تاکه لوگ اُنکے قبضه سے نکل نه جائیں - ایک مرتبه عبد الله بن عمرو

دعاؤں اور مناجاتوں پر قناعت کرلي ' بلکه دين خالص کے قيام کي راه ميں اپنے نفس و وجود کو قربان کردينے اور تمام خلف امۃ کيليے ثبات و استقامت علی السنـۃ کي راه کهول دينے کيليے بحکم فاصبر کما صبر اولو العزم من الرسل اٹهه کهڑے هوے - اُنکو قيد کيا گيا ' قيد خانے ميں چلے گئے - چار چار بوجهل بيڑياں پاؤں ميں ڈالي گئيں ' پهن ليں - اِسي عالم ميں بغداد سے طرطوس لے چلے اور حکم ديا گيا که بلا کسي کي مدد کے خود هي اونٹ پر سوار هوں اور خود هي اونٹ سے اتريں ' اِسکو بهي قبول کرليا - بوجهل بيڑيوں کي وجه سے هل نهيں سکتے تهے ' اُٹهتے تهے اور گر پڑتے تهے - عين رمضان المبارک کے عشرۂ اخير ميں جسکي طاعت الله کو تمام دنوں کي طاعات سے زياده محبوب هے ' بهوکے پياسے جلتي دهوپ ميں بٹهاے گئے ' اور اُس پيٹهه پر جو علوم و معارف نبوۃ کي حامل تهي ' لگاتار کوڑے اس طرح مارے گئے که هر جلاد دو ضربيں پـوري قوۃ سے لگاکر پيچهے هٹ جاتا اور پهر نيا تازه دم جلاد اُسکي جگه ليتا - اِسکو بهي خوشي خوشي برداشت کرليا ' مگر الله کے عشق سے منهه نه موڑا اور راه سنۃ سے منحرف نه هوے - تازيانے کي هر ضرب پر بهي جو صدا زبان سے نکلتي تهي ' وه نه تو جزع و فزع

[بقيه نوٹ صفحه ۱۱۴]

العاص لوگوں کو سنا رهے تهے " من بايع اماماً فاعطاه صفقۃ يده فليطعه ما استطاع " عبد الرحمن بن عبد الرب کهتے هيں که ميں نے اسپر سوال کيا " ان ابن عمک معاويه يامرنا ان نا کل اموالنا بيننا بالباطل و نقتل انفسنا و الله يقول لا تاکلوا اموالکم بينکم بالبا طل يعني يه جو تم آنحضرۃ سے روايت کرتے هو که " جس امام کو بيعت کا هاتهه ديا پس چاهيے که اسکي اطاعت کي جاے " تو تمهارا چچيرا بهائي معاويه هم کو حکم ديتا هے که هم ايک دوسرے کا مال ناحق کهائيں اور ايک دوسرے کو قتل کريں حالانکه خدا کا حکم يه هے که ايسا نه کرو - اب بتلاؤ هم کيا کريں ؟ اميرکي اطاعت کريں يا خدا کي ؟ عبد الله کچهه دير چپ رهے - پهر کها " اطعه في طاعۃ الله و اعصه في معصيۃ الله " نيک بات ميں اُسکے حکم کي اطاعت کر اور خداؔ کي نافرماني ميں اُسکا حکم نه مان - غالباً يه مسلم ميں هے -

کي تھي اور نه شور و فغاں کي ' بلکه وهي تھي جسکے لیے یه سب کچھه هو رها تھا - یعنی " القران کلام الله غیر مخلوق " ! الله الله ! یه کیسي مقام دعوة کبری کي خسروي و سلطاني تھي ' اور وراثة و نیابة نبوة کي هیبت و سطوة که خود المعتصم بالله جسکي هیبت و رعب سے قیصر روم لرزاں و ترساں رهتا تھا ' سر پر کھڑا تھا ' جلادوں کا مجمع چاروں طرف سے گھیرے هوے تھا ' اور وہ بار بار کہه رها تھا " یا احمد ! و الله اني علیک لشفیق ' و اني لاشفق علیک کشفقتي علی هارون ابني ' و والله لئن اجابني لاطلقن عنک بیدي - ما تقول ؟ " یعنی و الله میں تم پر اس سے بھي زیاده شفقت رکھتا هوں جسقدر اپنے بیٹے کیلیے شفیق هوں - اگر تم خلق قران کا اقرار کرلو تو قسم خدا کي ابھي اپنے هاتھوں سے تمھاري بیڑیاں کھولدوں - لیکن اُس پیکر حق ' اُس مجسمۂ سنة ' اُس موید بالروح القدس ' اُس صابر اعظم کما صبر اولو العزم من الرسل کي زبان صدق سے صرف یهي جواب نکلتا تھا : " اعطوني شیئا من کتاب الله او سنة رسوله حتی اقول به " الله کي کتاب میں سے کچھه دکھلادو یا اُسکے رسول کا کوئي قول پیش کردو تو میں اقرار کرلوں ' اِسکے سوا میں اور کچھه نهیں جانتا !

چو غـــلام آفتـــابم همه ز آفتـــاب گـــویم
نه شبم نه شب پرستم که حدیث خواب گویم

اگر اس چراغ تجدید و مصباح عزیمة دعوة کي روشني مشکواة نبوة سے مستنیر نه تھي ' تو پھر یه کیا تھا که جب معتصم هر طرح عاجز آکر قاضي ابن ابي داود وغیرہ علماء بدعت و اعتزال سے کہتا " ناظروہ وکلموہ " اور وہ کتاب و سنة کے میدان میں عاجز آکر اپنے اوهام و ظنون باطله کو باسم عقل و راے پیش کرتے که سر تا سر یونانیات ملعونه سے ماخوذ تھے ' تو وہ اُسکے جواب میں بے ساخته بول اٹھتے " ما ادري ما هذا ؟ " میں نهیں جانتا یه کیا بلا هے ؟ " اعطوني شیئاً من کتاب الله او من سنة رسوله حتی اقول " اس تمام کائنات هستي میں میرے سر کو جھکانے والي صرف دو هي چیزیں هیں - الله کي کتاب اور اُسکے رسول کي سنة - اسکے سوا نه میرے لیے کوئي دلیل هے نه علم :

ما قصۂ سکنـــدر و دارا نخــوانده ایم

از ما بجز حکایت مہــر و وفا مپرس !

امام موصوف کو جب قید کرکے طرطوس روانہ کیا گیا تو ابو بکر الاحول نے پوچھا " ان عرضت علیک السیف تجیب ؟ " اگر تلوار کے نیچے کھڑے کردیے گئے تو کیا اُسوقت مان لوگے ؟ کہا نہیں - ابراهیم بن مصعب کوتوال کہتا ھے کہ میں نے کسی انسان کو پادشاهوں کے آگے احمد بن حنبل سے بڑھکر بے رعب نہ پایا " یومئذ ما نحن في عینیه الا کامثال الذباب " هم عمال حکومت اُنکي نظروں میں مکھیوں سے زیادہ وقعت نہیں رکھتے تھے ! اور یہ بالکل حق ھے - جن لوگوں کي نظروں میں جلال الہي سمایا هو ' وہ مٹي کي اُن پتلیوں کو جنھوں نے لوھا تیز کرکے کاندھے پر ڈال رکھا ھے یا بہت سا چاندي سونا اپنے جسم پر لیپ لیا ھے ' کیا چیز سمجھتے هیں ؟ اُنکو تو خود اقلیم عشق الہي کي سروري و شاهي اور شہرستان صدق و صفا کا تاج و تخت حاصل ھے !

مبین حقیر گدایان عشق را 'کین قوم

شہان بے کمر و خسروان بے کلہ اند !

ابو العباس الرقي سے حافظ ابن جوزي روایت کرتے هیں کہ جب رقہ میں امام موصوف قید تھے تو علماء کي ایک جماعت گئي اور اس قسم کي روایات و نقول سنانے لگي جن سے بخوف جان تقیہ کرلینے کي رخصت نکلتي ھے - امام موصوف نے سب سنکر جواب دیا : کیف تصنعون بحدیث خباب ؟ ان من کان قبلکم کان ینشر احدهم بالمنشار ثم لا یصدہ ذلک عن دینہ - قالوا فئیسنا منہ" -یعني یہ تو سب کچھہ هوا مگر بھلا اُس حدیث کي نسبت کیا کہتے هو کہ جب صحابہ نے آنحضرۃ صلی اللہ علیہ و سلم سے مظالم و شدائد کي شکایت کي تو فرمایا - تم سے پہلے ایسے لوگ گزر چکے هیں جنکے سروں پر آرہ چلایا جاتا تھا اور جسم لکڑي کي طرح چیڑ ڈالے جاتے تھے ' مگر یہ آزمائشیں بھي اُنکو حق سے نہیں پھرا سکتي

تھیں! (۱) ابو العباس کہتے ھیں کہ جب ہم نے یہ بات سنی تو مایوس ہوکر چلے آئے کہ انکو سمجھانا بیکار ھے - یہ اپنی بات سے پھرنے والے نہیں" یہ جو میں

(۱) اصل حدیث کے الفاظ صحیح بخاري میں یہ ھیں ' یا قریب قریب اسکے " شکونا الی رسول اللہ صلعم و ھو متوسد بردۃ لہ في ظل الکعبہ ' قلنا الا تدعو اللہ لنا ؟ قال: کان الرجل في من قبلکم یحفرلہ في الارض فیجعل فیہ فیجاء بالمنشار فیوضع علی راسہ فیشق ' و ما یصدہ ذلک عن دینہ - و یمشط بامشاط الحدید ما دون لحمہ من عظم و عصب ' و ما یصدہ ذلک عن دینہ - و اللہ لیتمن ھذ الامر حتی یسیر الراکب من صنعاء الی حضرموت لا یخاف الا اللہ و لکنکم تستعجلون " یہ ھجرۃ سے پیشتر کا واقعہ ھے - بعض صحابہ نے عرض کیا کہ اعداء حق کے ظلم و جور کی حد ہوگئی - آپ ھمارے لیے دعا نہیں کرتے ؟ فرمایا تم سے پہلے ایسے لوگ گزر چکے ھیں کہ ظالموں نے آنکو گڑھوں میں کھڑا کرکے آرہ سے چیر دیا مگر اس پر بھی انہوں نے حق سے منھہ نہ موڑا ' اور ایسا ہوا کہ حق پرستوں کی کھالوں پر لوھے کی کنگھیاں پھرائی گئیں جو گوشت کو ھڈی اور پٹھے سے جدا کردیتی تھیں ' لیکن اسکو بھی آنھوں نے سہہ لیا اور حق سے منہ نہ موڑا - خدا کی قسم ! دعوۃ حق کا جو کام شروع ھوا ھے وہ پورا ھوکر رھیگا ' یہانتک کہ وہ وقت قریب ھے جب یمن سے حضرموت تک ایک سوار چلا جائیگا اور بجز اللہ کے اور کسی کا خوف اسکے دل میں نہوگا (یعنی راہ میں ھر جگہ صرف مسلمان ھی ھونگے - کوئی غیر نہوگا جو حملہ کرے یا لوٹے) یہ ھونے والا ھے مگر تم جلد بازی کرتے ھو" امام بخاری باب علامات النبوۃ میں ایک دوسری حدیث عدی بن حاتم کی بھی لاے ھیں کہ " لترین الظعنیۃ ترتحل من الحیرۃ حتی تطوف بالکعبہ " اور " لتفتحن کنوز کسری" یعنی آپنے فرمایا: عدی ' اگر تم جیتے رھے تو اپنی آنکھوں سے دیکھہ لوگے کہ حیرہ سے ایک پردہ نشین عورت تن تنہا سفر کرکے آئیگی اور کعبہ کا طواف کریگی اور اس تمام سفر میں اللہ کے سوا کوئی چیز اسکے لیے موجب خوف نہوگی - اور قریب ھے کہ مسلمانوں کیلیے کسری کے خزانے کھولدیے جائیں - عدی کہتے ھیں کہ میں زندہ رھا اور دونوں باتیں میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھہ لیں - وکنت في من افتتح کنوز کسری !

وہ زمانہ کیا ھوا جب مرے گریہ میں اثر تھا
یہی چشم خونفشاں تھی ' یہی دل یہی جگر تھا !

بار بار کہہ رہا ہوں کہ عزیمۃ دعوۃ ' عزیمۃ دعوۃ ' تو یہ ہے عزیمۃ دعوۃ اور یہ ہے وراثت و نیابت مقام فاصبر کما صبر اولو العزم من الرسل کی ' اور یہ ہے خاصہ مرتبۂ عظیمۂ " من یجدد لہا دینہا " کا ' اور یہ ہے اُن ایام فتن کا صبر اعظم و اکبر جنکی نسبت ترمذی کی روایت میں فرمایا " الصبر فیہن کالقبض علی الجمر " تو یہی وہ لوگ ہیں جو اگر چاہیں تو گوشۂ رخصت و بیچارگی میں امن و عافیت کے پھول چن سکتے ہیں ' لیکن وہ پھولوں کو چھوڑ کر دھکتے ہوے انگارے پکڑ لیتے ہیں ' اور اِسی لیے اُنکا اجر و ثواب بھی " مثل اجر خمسین رجلاً یعملون مثل عملکم " کا حکم رکھتا ہے - مانا کہ ضعیفوں اور درماندوں کیلیے رخصت و گلو خلاصی کی راہیں بھی باز رکھی گئی ہوں لیکن اصحاب عزائم کا عالم دوسرا ہے - اُنکی ہمت عالی بھلا میدان عزیمۃ و اسبقیۃ بالخیرات کو چھوڑ کر تنگناے رخصت و ضعف میں پناہ لینا کب گوارا کرسکتی ہے ؟ جوانان ہمت اور مردان کارزار اس ننگ کو کیوں قبول کرنے لگے کہ کمزوروں اور درماندوں کی لکڑی کا سہارا پکڑیں ؟ جنکے لیے اِس میں سلامتی ہے ' ہوا کرے ' مگر اُنکے لیے تو ایسا کرنا ہمت کی موت ہے ' ایمان کی پامالی ہے ' اور عشق کی جبین عزت کیلیے داغ ننگ و عار سے کم نہیں - حسنات الابرار سئیات المقربین ! رخصۃ و عزیمۃ کی تفریق اور اعلی و ادنی کا اِمتیاز اصحاب عمل کیلیے ہے نہ کہ اصحاب عشق کیلیے - عشق کی راہ ایک ہی ہے ' اور اُسمیں جو کچھہ ہے عزیمۃ ہی عزیمۃ ہے - ضعف و بیچارگی کا تو ذکر ہی کیا ؟ وہاں رخصت کا نام لینا بھی کم از معصیت نہیں - کما قال بعض المحبین العارفین :

ملت عشق از ہمہ دین ہا جداست

عاشقاں را مذہب و ملت خداست !

حافظ ابن جوزی لکھتے ہیں کہ جب معتصم باللہ نے جلادوں کو ضرب تازیانہ کیلیے حکم دیا تو وہ علماء اہل سنۃ بھی دربار میں موجود تھے جو شدۃ محن و مصائب کی تاب نہ لاسکے اور اقرار کرکے چھوٹ گئے - ان میں سے بعض نے کہا " من صنع من اصحابک فی ہذا الامر ما تصنع " خود تمہارے

ساتھیوں میں سے کس نے ایسي ھٹ کي جیسي تم کر رھے ھو؟ امام احمد نے کہا یہ تو کوئي دلیل نہ ھوئي " اعطوني شیئاً من کتاب الله او سنة رسوله حتی اقول به " عین حالت صوم میں کہ صرف پاني کے چند گھونٹ پي کر روزہ رکھہ لیا تھا ' نو تازہ دم جلادوں نے پوري قوة سے کوڑے مارے یہانتک کہ تمام پیٹھہ زخموں سے چور ھوگئي اور تمام جسم خون سے رنگین ھوگیا - خود کہتے ھیں کہ جب ھوش آ یا تو چند آدمي پاني لاے اور کہا پي لو مگر میں نے انکار کردیا کہ روزہ نہیں توڑ سکتا - وھاں سے مجکو اسحاق بن ابراھیم کے مکان میں لیگئے - ظہر کي نماز کا وقت آ گیا تھا - ابن سماعہ نے امامت کي اور میں نے نماز پڑھي - نماز کے بعد ابن سماعہ نے کہا : تم نے نماز پڑھي حالانکہ خون تمھارے کپڑوں میں بہہ رھا ھے؟ یعنے د م جاري و کثیر کے بعد طہارت کہاں رھي؟ میں نے جواب دیا " قد صلی عمر و جرحه یثعب دماً " ھاں مگر میں نے وھي کیا جو حضرة عمر نے کیا تھا - صبح کي نماز پڑھا رھے تھے اور قاتل نے زخمي کیا مگر اسي حالت میں اُنہوں نے نماز پوري کي !

ابن سماعہ کے جواب میں حضرة امام نے حضرة عمر کي جو نظیر پیش کي تو یہ اُنکي تشفي کیلیے بس کرتي تھي ' مگر میں کہتا ھوں کہ جو خون اُسوقت امام احمد بن حنبل کے زخموں سے بہہ رھا تھا ' اگر وہ خون ناپاک تھا اور اُسکے ساتھہ نماز نہیں ھوسکتي تو پھر دنیا میں اور کونسي چیز ایسي ھے جو انسان کو پاک کرسکتي ھے ' اور کونسا پاني ھے جو طاھر و مطہر ھوسکتا ھے؟ اگر یہ ناپاک ھے تو دنیا کي تمام پاکیاں اِس ناپاکي پر قربان ! اور دنیا کي ساري طہارتیں اِسپر سے نچھاور ! یہ کیا بات ھے کہ پاک سے پاک اور مقدس سے مقدس انسان کی میت کیلیے بھي غسل ضروري ٹھہرا کہ " اغسلوہ بماء وسدر و کفنوہ في ثوبین " (۱) مگر شہیدان حق کیلیے یہ بات ھوئي کہ اُنکي پاکي شرمندۂ آب غسل نہیں " لم یصل

(۱) اخرجه البخاري عن ابن عباس رضي الله عنه -

علیهم و لم یغسلهم " (۱) بلکه اُنکے خون میں رنگے هوے کپڑوں کو بهي اُنسے الگ نه کیجیے " یدفنوا في ثیابهم و دمائهم " (۲) اور اِسي لباس گلگوں و خلعت رنگیں میں وهاں جانے دیجیے جهاں اُنکا انتظار کیا جارها هے ' اور جهاں خون عشق کے سرخ دهبوں سے بڑهکر شاید آور کوئي نقش و نگار عمل مقبول و محبوب نهیں : عند ربهم یرزقون - فرحین بما اتاهم الله !

خون شهیدان را ز آب اولی ترست
این گناه از صد ثواب اولی ترست !

الله الله ! یهاں طهارت جسم و لباس کا کیا سوال هے ؟ امام احمد بن حنبل نے اپني تمام عمر میں اگر کوئي پاک سے پاک اور سچے سے سچي نماز پڑهي تهي ' تو یقیناً وہ وهي ظهر کي نماز تهي - اُنکي تمام عمر کي وہ نمازیں ایک طرف جو دجله کے پاني سے پاک کي گئي تهیں ' اور وہ چند گهڑیوں کي عبادت ایک طرف جسکو راہ ثبات حق میں بهنے والے خون نے مقدس و مطهر کردیا تها ! سبحان الله ! جس کے عشق میں چار چار بوجهل بیڑیاں پانؤں میں پهن لي تهیں ' جسکي خاطر سارا جسم زخموں سے چور اور خون سے رنگین هو رها تها ' اُسي کے آگے جبین نیاز جهکي هوئي ! اُسي کے ذکر میں قلب و لسان لذت یاب تسبیح و تحمید ! اُسي کے جلوہ جمال میں چشم شوق وقف نظارۂ دید ! اور اُسي کي یاد میں روح مضطر محو و سرشار عشق و خود فراموشي !

یوں عبادت هو تو زاهد هیں عبادت کے مزے !

اور یه جو امام موصوف نے افطار سے انکار کردیا ' اور نماز کا وقت آ یا تو به اول وقت و به جماعة ادا کرنے سے باز نه آے حالانکه جسم زخموں سے چور

---

(۱) بخاري و ترمذي میں شهداء اُحد کي نسبت غالباً حضرة جابر کي روایت هے - یه اُسکے الفاظ هیں - (او کما قال)

(۲) ابو داؤد نے حضرة ابن عباس سے روایت کي هے " امر بقتلی - اُحد ان ینزع عنهم الحدید و ان یدفنوا في ثیابهم و دمائهم " (یه ' یا قریب قریب اسکے الفاظ هیں)

اور پیٹھ کا خون پانؤں تک بہہ رہا تھا ، تو اب بتلاؤ کہ وہ تمہارا رخصت والا معاملہ کیا ہوا ؟ کیا ایسی حالت میں رخصت نہ تھی کہ روزہ کھولدیتے اور نماز کیلیے اسقدر توقف کرجاتے کہ زخموں پر مرہم تو لگا دیا جاتا ؟ اور اگر تم اس عالم میں ہوکہ امن و فراغت اور طاقت و فرصت کی حالت میں بھی مصائب و خطرات سے بچنے کیلیے دعوۃ الی الحق کو ترک و ملتوی اور عزم و ثبات حق سے انحراف کیا جاسکتا ہے ، اور تمہارے نزدیک مصلحت و رخصت اِسی میں ہے کہ بطلان و ضلالۃ کے آگے سر جھکا دیا جاے ، تو خدا را بتلاؤ کہ یہ عالم کونسا تھا ؟ کبھی اِس عالم کی بھی کوئی خبر تم تک پہنچی ہے ؟

یاران خبر دہید کہ این جلوہ گاہ کیست ؟

افسوس ، حیلہ جوئی و بہانہ سازی کا نام تمہاری بولی میں رخصت ہے ، اور ہمت کی موت اور ایمان کی جانکنی کو تمہاری بستی میں مصلحت بینی اور دانشمندی کے لقب سے پکارا جاتا ہے - تم کو اِس عالم کی کیا خبر؟ اقلیم عزائم اور ہمت آباد عشق کے معاملات تمہارے وہم و گمان سے بھی بالا تر ہیں - تمہارے لیے یہی بہت ہے کہ کسی نہ کسی طرح اپنے ایمان کی بچی بچائی اور نچی کھچی پونجی بچا لیجاؤ - اگرچہ اسکی بھی امید نہیں :

تو اے گرد توہم ! شوکت دریا چہ میدانی ؟
اسیر عذر لنگی ، وسعت صحرا چہ میدانی ؟

تم کہتے ہو کہ دیدہ و دانستہ اپنی جان ہلاکت میں ڈالدینا کونسی عقلمندی اور کہاں کی حق پرستی ہے ؟ بلکہ ایک طرح کی ضلالۃ و جنون : حتی تکون حرضاً او تکون من الھالکین - تو تمہاری مثال ٹھیک ٹھیک لائمات مصر کی سی ہے جو جمال عصمت یوسفی سے بیخبر امرأۃ العزیز کو ملامت کیا کرتی تھیں : تراود فتاھا عن نفسہ قد شغفھا حبا - انا لنراھا فی ضلال مبین - لیکن کاش ایسا ہوتا کہ پردہ اٹھایا جا سکتا اور یہ کہا جاسکتا کہ اخرج علیھن ! تو اُسوقت ملامت گران بے درد پر اپنی ملامتوں کی حقیقت

گھلٹي - لائمات مصر نے تو صرف ہاتھہ ہي کاٹ ليے تھ : اکبرنه ' و قطعن ايديهن و قلن حاش لله ! ما هذا بشرا ' ان هذا الا ملک کريم (۱) ليکن عجب نہيں که تمہارے ہاتھوں کي چھرياں خود تمہارے ہي گردنوں پر چل جائيں اور اُسوقت دل باختگان عشق يوسفي کہتے : فذالکن الذي لمتنني فيـــه ! و لقد احسن القائل :

لو يسمعون کما سمعت کلامہا * خـــروا لغرة سجـــداً و رکوعا !

---

(۱) عام طور پر يه واقعه يوں سمجھا جاتا ھے که وہ عورتيں حضرت يوسف کا جمال صورت ديکھکر ايسي بيخود ھوئيں که پہلوں کي جگه اپنے ہاتھہ کاٹ ڈالے ' مگر قران حکيم سے ايسا ثابت نہيں ھوتا - حضرة يوسف نے اِس واقعه کے بعد ھي دعا مانگي : و الا تصرف عني کيدهن اصب اليهن خدايا ! اگر ان عورتوں کے مکر و فريب سے تو نے نه بچايا تو ممکن ھے که ميں انپر جھک پڑوں - يہاں اُن عورتوں کے معامله کو " کيد " کہا ليکن اگر وہ تاب نظارۂ جمال نه لاکر بيخود ھوگئي تھيں تو اسميں "کيد " کي کونسي بات تھي ؟ پھر خدا فرماتا ھے : فصرف عنه کيدهن هم نے اُن عورتوں کے کيد کو اُسکي طرف سے ھٹا ديا - پھر قيد خانے ميں پادشاہ کے پيامبر سے کہا : ما بال النسوة التي قطعن ايديهن ' ان ربي بکيدهن عليم يعني پہلے اس معامله کو صاف کرلو که وہ جو عورتوں نے اپنے ہاتھہ کاٹ ڈالے تھ تو اسکي حقيقت کيا تھي ؟ ميرا پروردگار اُنکے مکر کو خوب جانتا ھے - انّ دونوں مقامات ميں بھي اس معامله کو کيد سے تعبير کيا اور آخري آية ميں تو صاف صاف قطع يد کو حضرة يوسف " کيد " کہہ رھے ھيں - اس سے بھي بڑھکر يه که جب حسب تحريک حضرة يوسف پادشاہ نے اُن عورتوں سے معامله کي تحقيق چاھي تو ان لفظوں ميں پوچھا : ما خطبکن اذ راودتن يوسف عن نفسه ؟ بتلاؤ کيا حال تھا جب تم لوگوں نے يوسف کو پھسلانا چاھا تھا ؟ يہاں وھي " راودتن عن نفسه " کا لفظ ھے جو اُن عورتوں نے امرأة العزيز کي نسبت کہا تھا : تراود فتاها عن نفسه اور راودته التي هو في بيتها عن نفسه اور و لقد راودته عن نفسه فاستعصم پس اگر وہ عورتيں صورت ھي ديکھکر مسحور و بيخود ھوگئي تھيں تو اسميں پھسلانے اور بہلانے کا مکر کيا ھوا ؟ اگر کہا جاے که ہاتھہ کاٹنے کے بعد اُنہوں نے پھسلانا چاھا تھا ' تو يه

امام موصوف کے لڑکے عبد اللہ کہتے هیں کہ میرے والد همیشہ کہا کرتے " رحم اللہ ابا الهیثم ' غفر اللہ لابی الهیثم " خدا ابو الهیثم پر رحم

[بقیہ نوٹ صفحہ ۱۲۵]

قرآن میں کہیں نہیں ہے - وهاں تو صرف اس اعتراف پر معاملہ ختم هوجاتا هے کہ ان هذا الا ملک کریم اور بلاغۃ قرآنی کے خلاف هے کہ ایک غیر متذکرۂ و مجہول واقعہ کی طرف جابجا اشارہ کیا جاے - پس اس آیت کی یہ تفسیر کسی طرح صحیح نہیں هوسکتی - صاف بات یہ هے کہ ملامت کرنے والی عورتوں کے دلوں میں دراصل پہلے سے کھوٹ تھا - وہ خود حضرۃ یوسف پر ریجھی هوئی تھیں ' مگر بظاهر امرأۃ العزیز کو طعنہ دیا کرتی تھیں کہ ایک نوخیز غلام پر مرنے لگی اور اسکو بھی قابو میں نہ لا سکی ؟ یعنی هم هوتے تو ایک هی چلتر میں پاکبازی کی ساری دهوم ختم کردیتے - فلما سمعت بمکرهن جب امرأۃ العزیز نے اُنکی اِس مکاری کا حال سنا تو حضرۃ یوسف سے مقابلہ کرادیا کہ اچھا ' میں تو اُسکو قابو میں نہ لا سکی - اگر اُسکی پاکبازی ایسی هی پھسل پڑنے والی هے تو تم بھی اپنے سارے داؤ آزما دیکھو - جب حضرۃ یوسف سامنے آے تو اکبرنہ اُنکی عصمت و پاکی کی عظمت نے اُنکو قائل کردیا - و قطعن ایدیهن جب اظہار عشق و فریفتگی کے سارے چلتر ناکام رهے تو پھر یہ کیا کہ اپنا کمال عشق جتانے کیلیے اپنے هات کات لیے - یعنے زخم لگا کر خون بہادیا - یہ بھی ایک چلتر تھا کہ نہ مانوگے تو یہی چھری هوگی اور هماری جان - لیکن جب وہ کوہ عصمت اِسپر بھی اپنی جگہ سے نہ هلا تو بے اختیار پکار اُٹھیں : ما هذا بشرا ' ان هذا الا ملک کریم ! هم نے تو وہ وہ ناز و عشوہ دکھلاے اور وہ وہ چلتر کیے کہ کوئی کیسا هی انسان هوتا مگر اپنے کو قابو میں نہیں رکھہ سکتا تھا - لیکن یہ تو پاکی و قدوسیت کا فرشتہ هے جسکو گناہ کا کوئی دام بھی پھنسا نہیں سکتا ! اِسپر امرأۃ العزیز بولی فذا لکن الذی لمتننی فیہ - دیکھا ! یہ هے وہ پیکر عصمت اور مجسمۂ ملکوتیۃ جسکے لیے مجھکو ملامت کیا کرتی تھیں ! :

هزار دام سے نکلا هوں ایک جنبش میں
جسے غرور هو آے ' کرے شکار مجھے !

خود امرأۃ العزیز کا یہ قول هی تفسیر مشہور کی تغلیط کیلیے کافی هے :

کرے خدا ابو الہیثم کو بخش دے ! میں نے ایک دن پوچھا - ابو الہیثم کون ھے ؟ کہا جس دن مجکو سپاھي دربار میں لیگئے اور کوڑے مارے گئے،

(بقیه نوٹ صفحه ۱۲۵)

و لقد راودته عن نفسه فاستعصم ھاں ' بیشک ' میں نے اُسکو بہت پھسلانا چاھا تھا ' مگر وہ بے قابو نه ھوا - یعني ایسے پاک شخص کے مقابلے میں اپني ناکامي کا اقرار باعث عار نہیں - اگر یه معامله صرف محویت حسن صورت ھي کا تھا تو اس موقعه پر یه کہنے کا کون موقع تھا ؟ اُن عورتوں نے کہا تھا : الا ملک کریم اگر وہ صرف حسن صورت ھي دیکھکر بیخود ھوگئي تھیں تو ملک کریم کیوں کہا ؟ فرشتوں کي خوبصورتي کا تو شہرہ نہیں ھے - پاکي اور عصمت کا ھے - فلما سمعت بمکرھن - اگر صرف اُن عورتوں نے حضرۃ یوسف کي تحقیر ھي کی تھي ' اور بنیاد ملامت صرف یہي تھي که ایک غلام پر کیوں جان دینے لگي اور خود اُنکے دل میں کھوٹ نه تھا ' تو اِسمیں مکر کي کونسي بات ھوئي ؟ مکر کے معني عربي میں یه ھیں " ایصال الشی الی الغیر بطریق خفي " وکذالک الکید و المخادعه - جب ان عورتوں کے خیال کو مکر کہا تو اُسمیں کوئي مخفي بات بھي اندر کي ھوني چاھیے - ایک مرتبه مجکو خیال ھوا که یه مشہور تفسیر تو خود ایک حدیث کے خلاف ھے - حضرۃ عائشه کي مشہور روایت میں ھے که مرض الموت میں آپنے بلال سے کہا - حضرۃ ابوبکر کو نماز پڑھانے کیلیے کہدو - اسپر حضرۃ عائشه نے اور پھر انکي تحریک سے حضرۃ حفصه نے کہا " رجل اسیف " حضرۃ ابوبکر بڑے ھي رقیق القلب آدمي ھیں - اُنسے نه ھوسکے گا که آپکي جگه کھڑے ھوکر نماز پڑھائیں حضرۃ عمر کیلیے فرمادیجیے - اسپر آپنے فرمایا " انکن صواحب یوسف " اگر وھي مشہور تفسیر مانلي جاے تو آپکي یه تمثیل کسي طرح بھي درست نہیں ھوتي -

ھم اُن تاویلوں سے بیخبر نہیں ھیں جو مفسرین نے لائمات کا مکر و کید ثابت کرنے کیلیے کي ھیں ' مگر اس صاف صاف تفسیر کے بعد ان تکلفات کي ضرورت باقي نہیں رھتي - حضرۃ یوسف کے جمال صورت سے بھي ھمیں انکار نہیں ' اور حضرۃ یوسف پر کیا موقوف ھے ؟ دنیا میں کوئي نبي بھي بد صورت نہیں آیا - انبیاء کرام فطرۃ و مزاج انساني کا کامل ترین ظہور ھوتے ھیں - کمال فطرۃ بغیر اعتدال و قوام خلقت و کمال نشوء جسم و ھیکل ممکن نہیں - " و کان رسول اللہ صلی اللہ علیه و سلم یشب شبابا لا یشبه الغلمان " اور

تو جب هم راہ سے گذر رهے تهے ' ایک آدمي مجهسے ملا اور کہا مجکو پہچانتے هو؟ میں مشہور چور اور عیار ابو الهیثم حداد هوں - میرا نام شاهي دفتر میں ثبت هے - بارها چوري کرتے پکڑا گیا اور بڑي بڑي سزائیں جهیلیں - صرف کوڑوں هي کي مار اگر گنوں تو سب ملاکر اٹهارہ هزار ضربیں تو میري پیٹهہ پر ضرور پڑي هونگي - با ایں همه میري استقامت کا یه حال هے که ابتک چوري سے باز نه آیا - جب کوڑے کہا کر جیل خانے سے نکلا ' سیدها چوري کي تاک میں چلا گیا - میري استقامت کا یه حال شیطان کي طاعت میں رها هے - دنیا کي خاطر - افسوس تم پر اگر الله کي محبت کي راہ میں اتني استقامت بهي نه دکہلا سکو اور دین حق کي خاطر چند کوڑوں کي ضرب برداشت نه کرو! میں نے جب یه سنا تو اپنے جي میں کہا - اگر حق کي خاطر اتنا بهي نه کرسکے جتنا دنیا کي خاطر ایک چور اور ڈاکو کر رها هے تو هماري بندگي پر هزار حیف اور هماري خدا پرستي سے بت پرستي لاکهه درجه بہتر!

[بقیه نوٹ صفحه ۱۲۵]

اعتدال و قوام خلقت میں' اعتدال ظاهر و باطن ' دونوں داخل هیں - پس انبیاء کرام کے ظاهر و باطن ' دونوں میں بجز جمال و حسن و خوبروئي کے اور کچهه نہیں هوتا اور نه هوسکتا هے - مگر مجرد جمال صورت کوئي ایسي چیز نہیں جو انبیاء کیلیے موجب فخر و مباهات یا معجزہ هو اور قرآن حکیم اُسکا خاص طور پر ذکر کرے - حضرۃ یوسف کا اصلي جمال ' جمال عصمت و باطن تها ' جسکا جلوہ قال معاذ الله ! ان ربي احسن مثواي کے مقام پر بهي نمایاں هوا ' ما هذا بشرا کے معامله میں بهي ' السجن احب الي مما یدعونني الیه کے اعلان میں بهي ' یا صاحبي السجن الخ کے وعظ و اعلان حق میں بهي ' اور اني حفیظ علیم کے تخت جلال و عظمت پر بهي ! کیا وہ جمال اُنکے حسن مقدس کي جهان آرائي کیلیے بس نہیں کرتا ؟ لقد کان في قصصهم عبرۃ لاولي الالباب !

سورۂ یوسف کي چهه مشہور و عام غلطیوں میں سے ایک غلطي یه تهي - سورۂ مذکورہ کي تفسیر میں یه مبحث بالتفصیل لکها جا چکا هے -

کس منہ سے اپنے آپکو کہتا ہے عشق باز

اے رو سیاہ تجھہ سے تو یہ بھي نہوسکا !

حافظ ابن جوزي نے محمد بن اسماعیل کا قول نقل کیا ہے " ضربت احمد بن حنبل ثمانین سوطاً لو ضربتہا فیلاً لہرتہ !" احمد بن حنبل کو اسي کوڑے ایسے سخت مارے گئے کہ اگر ہاتھي کے بھي مارے جاتے تو چیخ اٹھتا ' مگر اس کوہ عزم و ہمت نے اُف تک نہ کي - جب تک ہوش رہا ' ہر ضرب پر یا تو وہي جملہ زبان سے نکلتا رہا جسکے لیے یہ سب کچھہ ہو رہا تھا " القرآن کلام اللہ غیر مخلوق" اور یا یہ آیۃ کریمہ : لن یصیبنا الا ما کتب اللہ لنا !

روے کشادہ باید و پیشاني فراخ

آنجا کہ لطمہ ہاے ید اللہ میزنند !

یہ ہے مقام ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا کا ' اور یہ ہے وراثت و نیابت حقیقي و کامل فاستقم کما امرت اور انک باعیننا اور فانہ یسلک من بین یدیہ و من خلفہ رصدا کي ' اور یہ ہیں مجسم و ممثل معني کریمۂ اولائک کتب في قلوبہم الایمان و ایدہم بروح منہ اور رضي اللہ عنہ و رضوا عنہ ' اولائک حزب اللہ ' الا ان حزب اللہ ہم المفلحون ! کے ' اور یہ ہے وہ معاملہ کہ ان عبادي لیس لک علیہم سلطان ! جب بندگان حق کو شیاطین و ابالیس کا وہ مکر و خدع بھي اپني جگہ سے نہیں ہلاسکتا کہ لتزول عنہ الجبال تو ظاہر ہے کہ چمڑے کے کوڑے اور لوہے کي دھار اُنکی استقامت پر کب غالب آنے والي ہے ؟ یہ تو اُسکے مقابلے میں محض ایک ابتدائي اور آزمایشي منزل ہے :

کرینگے کوہکن کے جذب دل کا امتحاں آخر

ابھي اُس خستہ کے نیروے تن کي آزمائش ہے !

في الحقیقت حضرۃ امام موصوف کي نسبت محمدي اور کمال مرتبۂ تأسي باسوۂ نبوۃ کي یہي وہ شان و جلالۃ ہے جس نے اُنکو تمام اَئمۂ و مجددین امت کي صفوف مراتب ز کمال سے بلند کرکے ایک دوسرے

هي مقام پر پہنچا دیا ہے - حتی کہ تمام آئمۂ اسلام میں یہ فضل مخصوص صرف اُنہي کے حصے میں آیا کہ اُنکي محبت و پیروي اهل حق و سنۃ ہونے کي دلیل ٹھري اور اُنسے انحراف بدعتي ہونے کي سب سے بڑي پہچان ! اللہ تعالی نے اُنکو فنا في السنۃ ہونے کا وہ مرتبہ عطا فرمایا کہ کمال استغراق و تفاني کي وجہ سے خود اُنکي ذات گرامي هي یکسر سنۃ و اتباع سنۃ کا پیکر و مجسمہ بنگئي - بحدیکہ :

نتوان ترا و جان را بهم امتیاز کردن !

جو اس امام کے قدم بقدم چلا اُس نے سنۃ کو پایا ' اور جس نے اُسکي راہ چھوڑي اُس نے سنۃ رسول و منہج اصحاب رسول سے انحراف کیا - یہ کیا تھا کہ بڑے بڑے آئمۂ عصر کو اعتراف کرنا پڑا " اذا رائیت الرجل یحب احمد بن حنبل ' فاعلم انہ صاحب سنۃ ! اگر کسي کو دیکھو کہ امام احمد سے محبت رکھتا ہے تو بس جان لو کہ صاحب سنۃ ہے ! خطیب نے تاریخ میں همداني کا قول نقل کیا ہے " یعرف بہ المسلم من الزندیق " اسي کسوٹي پر مسلم کو زندیق سے پرکھا جایگا - دورقي نے کہا " من سمعتموہ یذکر احمد بن حنبل بسؤ فاتهموہ علی الاسلام " !

انا من اهوی ' و من اهوی ' انا * نحن روحان حللنا بدنا
فا ذا ابصرتني ' ابصرتہ * و اذا ' ابصرتہ ' ابصرتنا !

و یقرب من هذا ما قیل بالفارسیۃ :

جذبۂ وصل بحدیست میان من و تو
کہ رقیب آمد و پرسید نشان من و تو

امام موصوف کے متعلق اسي حقیقت کو مزاحم الخاقاني نے ایک قطعہ میں نظم کیا تھا :

لقد صار في الافاق احمد محنۃ * و امر الوری فیها فلیس بمشکل
تری ذا الهوی جهلا لاحمد مبغضاً * و تعرف ذا التقوی یحب ابن حنبل !

اور یہ بالکل حق ہے - آج بھي دیکھہ لو - ارباب بدعۃ کو کبھي امام موصوف کا مسلک خوش نہ آئیگا - انکي محبت سے اُنکا دل بالکل کورا ہوگا - بلکہ کہینگے

که اُنکا طریقه تو تاویل و راے کي عقلمندي سے خالي اور محض ظاهر پرستي اور بے دانشي و بے علمي کا مجموعه هے - حتی که الرحمن علی العرش استوی اور ید و علوّ و نزول کے دقیق و فلسفیانه معانی بهي اُنکو معلوم نه تهے اور تجسم و جهت کے اعتقاد میں مبتلا ! برخلاف اسکے عصابۂ صالحۂ کتاب و سنة و طائفۂ حقۂ ما انا علیه و اصحابي که جمیع طرق و مذاهب بدعیه سے یکسو و دامن کشاں هیں اگرچه " ان تعض باصل شجرة " کي نوبت آجاے (۱) اور مبتدعین و ارباب هواء کے تمام شیوه هاے تیره و روش هاے نا فرجام سے بکلي پناه ڈهونڈهتے هیں اگرچه اسکي وجه سے لاکهوں کروروں انسانوں کے نزدیک مبغوض و مردود هوجائیں ' تو اُنکا حال یه هے که اس امام اهل السنة کي محبت و پیروي کو اپنے ایمان کي زینت اور اپنے عقائد کي خوبروئي و زیبائي سمجهتے هیں اور اُنکے مسلک سنة و حکمت (۲) اور طریق محمدیة خالص بے مزج بدعة قیاس و راے کے

---

(۱) یه وصیت کي تهي رسول الله صلی الله علیه وسلم نے حضرة حذیفه اعلم الصحابه بالفتن کو که فاعتزل تلک الفرق کلها و لو ان تعض باصل شجرة حتی یدرکک الموت" یعني جب مسلمانوں کي ایک جماعت اور ایک سبیل نه رهے اور بهت سے مذهبوں اور طریقوں میں بٹ جائیں تو طالب حق کو چاهیے که ان سارے بناوٹي مذهبوں اور جماعتوں سے الگ هوجاے ' اور صرف مسلم و مومن رهے - اگر ایسا کرنے میں غربت و بیکسي کي وجه سے درختوں کي جڑ چباکر جینا پڑے ' تو اسکو بهي گوارا کرلے مگر الگ الگ مذهب بنانے والوں کا ساتهه نه دے ! - پوري روایت صحیحین میں هے -

ان السلامـة عن سلمی و جاديهـا * ان لا تمر علی حال بواديهـا !
من حام حول الحمي یوشك ان یقع فیـه

(۲) یہاں " حکمت " کا لفظ دیکهکر آجکل کے عقلاء ملت و مجتهدین علم کلام جدید چونکینگے که ظاهر پرستان حدیث و سنة کے مسلک کو حکمت سے کیا علاقه ؟ ان لوگـونکے نزدیـک ظنون و شکوک کا نام حکمت هے جبکه " فلسفه " کے لفظ سے تعبیر کي جاے ' اور وهم پرستي و الحاد خفي کا نام طریق حکیمانه هے جبکه تطبیق عقل و نقل کے لقب سے اُسکي نمایش کي جاے - یه موقعه اسکي تفصیل کا نہیں هے - اگر تفسیر البیـــان

عشق و شغف سے اپنے قلب و روح کو ہمیشہ معمور و آباد رکھتے ہیں *
و رحمة الله علی القائل و ہو ابن اعین (کما نقل الخطیب في التاریخ)
اذ یقول :

اضحی ابن حنبل محنة مامونة * و بحب احمد یعرف المتنسک
و اذا رأیت لاحمد متنقصاً * فاعلم بان ستوره ستهتک !

[بقیه نوٹ صفحه ۱۳۱]

کي اشاعت کي نوبت آئي تو اسمیں تفصیل ملیگي - یہاں صرف اسقدر اشارہ بس کرتا ہے کہ قران حکیم کي اصطلاح میں لفظ " حکمت " سے مقصود سنة و اُسوۂ اعمال انبیاء کرام ہے - لا غیر - یہي معنی الله کے رسول نے " حکمت " مستعملۂ قران کے بتلائے ہیں - وہ معنی نہیں ہیں جو معتزلۂ قدیم اور اُنکے خوشه چینوں نے (مثلاً امام رازي رحمة الله علیه) یا اُنکے چھوٹے بھائیوں نے (یعنی اکثر اشاعرہ رحمهم الله نے) سمجھے ' اور نہ وہ معنی جسکو آجکل کے معتزلۂ جدید باسم دین الفطرة ' اور اُنکے چھوٹے بھائي باسم مسلک حکماء اسلام و حکمت کلامي بیان کرتے ہیں - بل قالوا مثل ما قال الاولون - یہي وجه ہے کہ ہر نبي کو ایک ساتھہ دو چیزیں دي گئیں - " کتاب " اور " حکمت " - و آتیناهم الکتاب و الحکمة - کتاب وحي متلو ہے اور حکمت اُس نبي کي منہاج عمل و سنة - و یعلمهم الکتاب و الحکمة - یہي حکمت وہ خیر کثیر ہے کہ من یؤتی الحکمة فقد اوتی خیرا کثیرا اور یہي وہ چیز ہے جسکي نسبت مقدام کي روایت میں زور دیکر تین بار فرمایا " الا ' اني اوتیت الکتاب و مثله " تو یہ " مثله " ہے - یعنی کتاب الله اور مثل اُسکے سنة و اُسوۂ حسنۂ رسول الله :

این دو شمع اند که از یک دگر افروخته اند !

اور یہي وجه ہے کہ جس طرح کتاب الله کي اشاعت و تبلیغ ضروري ہوئي ' اسي طرح اِسکي بھي کہ " فلیبلغ الشاهد الغائب " تاکہ ایسا نہو کہ یوشک رجل شبعان علی اریکته یقول علیکم بهذ القران فما وجدتم فیه من حلال فاحلوه ' و ما وجدتم فیه من حرام فحرموه " لیکن افسوس کہ ایسا ہي ہوا - کہا گیا کہ الـزیادة علی الکتاب نسخ ' اور نسخ ہو نہیں سکتا جبتک خبر متواتر نہو ' اور خبر متواتر بشروطہٖ کالمعدوم - پس ما وجدتم فیه کے سوا اور کچھہ نہیں - یہ پچھلے وقتونکي بات ہے جبکہ معاملہ اس سے آگے نہیں

امام موصوف کا یہي وہ مقام هے جسکي طرف بشر حافي نے اشارہ کیا تھا " قام احمد مقام الانبیاء " اور کہا کہ امام احمد کي استقامت و ثبات کي آزمائشیں لگاتار چار پادشاهوں نے کي " بعضهم بالضراء و بعضهم بالسراء " مامون ' معتصم ' اور واثق نے ضرب و حبس سے آزمایش کي ' اور متوکل نے تعظیم و تکریم اور عطاء و بخشش دنیا سے ' لیکن " فکان فیها معتصما بالله عزوجل " انکي استقامت و عشق حق پر نہ تو خوف دنیا غالب آیا اور نہ طمع دنیا ' دونوں کسوتیوں پر اُنکا سونا یکساں طور پر کھرا نکلا ! و البلاء للولاء کالذار للذهب :

بندگان تو کہ در عشق خداوند اند
دو جہان را بہ تمناے تو بفروختہ اند !

مامون و معتصم اور الواثق نے جو کچھہ کیا وہ معلوم هے - جعفر المتوکل کا یہ حال هے کہ اُسکي خلافت بدعۃ و ارباب بدعۃ کے زوال و خسران اور سنۃ و اصحاب حدیث کے امن و عروج کا اعلان عام تھي - حافظ ابن جوزي لکھتے هیں کہ متوکل بالله همیشہ اس فکر میں رهتا کہ کسي طرح پچھلے مظالم کي تلافي کرے - ایک بار اس نے بیس هزار سکے بھیجے اور دربار میں بلایا - ایک بار ایک لاکھہ درهم بھیجا اور سخت اصرار کیا کہ اسکو قبول کرلیجیے - لیکن هر مرتبہ امام موصوف نے قبول کرنے سے انکار کردیا اور کہا

[بقیہ نوٹ صفحہ ۱۳۱]

بڑھا تھا ' مگر اب ترک حکمت و سنۃ کا جو حال هو رها هے وہ اس سے بھي اشد و اعم هے - و الله ناصر دینہ و رافع اعلام سنۃ رسولہ و حسبنا الله و نعم الوکیل - اور یہ جو کہا کہ معتزلۂ جدید اور اُنکے چھوتے بھائي ' تو ان لوگوں کا کچھہ عجیب حال هے - انکو دیکھکر بے اختیار زبان سے نکل جاتا هے کہ الله نباش اول پر رحم کرے ! معتزلۂ قدیم علم و عمل دونوں اعتبار سے بدرجہا انسے بہتر تھے ' اور پھر اپني ایک راہ رکھتے تھے :

گر نہ پڑھیے نماز کیجیے نیاز * آدمي چاهیے کرے کچھہ تو ؟

یہ عجائب المخلوقات تو کسي مرض کي دوا نہیں اور عملي زندگي سے یک قلم کورے - و لهم اعمال من دون ذالک هم لها عاملون !

میں اپنے مکان میں اپنے ہاتھہ سے اسقدر کشتکاریَ کرلیتا ہوں جو میری ضروریات کیلیے کافی ہے (۱) اس بوجھہ کو اُتھاکر کیا کرونگا ؟ کہا گیا کہ اپنے لڑکے کو حکم دیجیے وہ قبول کرلیں - فرمایا وہ اپنی مرضی کا مختار ہے - لیکن جب عبد اللہ سے کہا گیا تو انہوں نے بھی واپس کردیا - آخر مجبور ہوکر لانے والوں نے کہا کہ خود نہیں رکھنا چاھتے تو امیر المؤمنین کا حکم ہے - قبول کرلیجیے اور فقراؤ مساکین کو بانت دیجیے - فرمایا میرے دروازے سے زیادہ امیر المومنین کے محل کے نیچے فقیروں کا مجمع رهتا ہے - فقیروں ھی کو دینا ہے تو وھیں دیدیا جاے - اس ھنگامہ کی یہاں کیا ضرورت ہے ؟ ایک مرتبہ اسحاق بن ابراھیم کے سخت اصرار سے دس هزار درهم لے لیے تو اُسی وقت مہاجرین و انصار کی اولاد میں تقسیم کردیے :

عدیل همت ساقی ست فطرۂ عرفی
کہ حاتم دگران و گداے خویشتن ست !

اُنکے لڑکے راوی ھیں کہ جب خلیفۂ متوکل اُنکی تعظیم و تکریم میں حد درجہ غلو کرنے لگا تو انہوں نے کہا " ھذا امر اشد علي من ذاک - ذاک فتنة الدين و ھذا فتنة الدنيا " یہ معاملہ تو گذشتہ معاملہ سے بھی کہیں زیادہ میرے لیے سخت ہے - وہ دین کے بارے میں فتنہ تھا اور یہ فتنۂ دنیا ہے ! یعنی مصائب و محن کی آزمایش کہیں زیادہ پر امن ہے ' بمقابلۂ آزمایش نعیم دنیا و دعوۃ طمع و ترغیب کے ' اور یہ بالکل حق ہے - کتنے ھی شہسواران ثبات و استقامت ھیں جو پہلے میدان آزمایش سے تو صحیح و سلامت نکل

---

(۱) حافظ ابن جوزی اور خطیب نے لکھا ہے کہ امام موصوف کا ذریعۂ معاش یہ تھا کہ اپنے مکان کی زمین میں تھوڑی سی کشتکاری کر لیتے اور اسی کے حاصل پر قانع رہتے - زراعت کی زکواۃ سال بسال ادا کرتے اور اس بارے میں اُنکا عمل حضرۃ عمر کے فرمان خلافۃ پر تھا جو انہوں نے ارض سواد (عراق) کی نسبت نافذ فرمایا تھا " علی كل جريب درهماً و قفيزا " - غور کرو ' یہ حال علماء سلف کا تھا ' اور جو حال آج علماء دنیا کی دنیا پرستیوں کا ھو رھا ہے وہ معلوم ہے - یا کلون اموال الناس بالباطل - الخ

گئے ' مگر دوسري راہ سامنے آئي تو اول قدم هي ميں ٹھوکر لگي' حالانکہ مرد کامل وہ هے جس پر يدعون ربہم خوفاً و طمعا کا مقام ايسا طاري هو جاے کہ دنيا کا خوف اور دنيا کي طمع ' دونوں قسم کے حربے اسکے ليے بالکل بيکار هو جائيں - فهم القوم الذين لا يشقي جليسهم ' و لا يستوحش انيسهم ' قد نالوا مطالبهم برفع اکفهم الى خالقهم ' لا يحتاجون في حوائجهم الا اليه ' و لا يعولون في مقاصدهم الا عليه ! و لله در ما قال :

و نبئت ليلى ارسلت بشفاعة * الى ' فهلا نفس ليلى شفيعها

ا اکرم من ليلى على ' فترتجى * به الوصل' ام کنت امرء لا اطيعها

فصل

يہ تو اوائل کا حال تها - عهد متاخرين ميں بهي ديکهو تو ظهور عزيمة دعوة و تجديد امت کي بو العجبيوں کا هميشہ ايسا هي حال رها - آٹهويں صدي هجري کے اوائل ميں جب دعوة عامۂ امت ' و تجديد شريعت ' و احياء السنة بعد موتها ' و اخماد البدعة بعد شيوعها و ارتفاعها کي روح القدس نے آية من آيات الله ' و حجة قائمة من حجج الله ' شيخ المصلحين و ملا ذ المجددين' سند الکاملين' و امام العارفين' وارث الانبياء ' و قدوة الاولياء ' حضرة شيخ الاسلام تقي الدين ابن تيميه رضي الله تعالى عنه کے وجود مبارک ميں ظهور کيا ' اور عهد اواخر کے تمام مسالک دعوة و تجديد کي رياست و فاتحية اور قطبيت و مرکزية کا مقام اس مجدد اعظم کے سپرد کيا گيا ' تو کيا اُس زمانے ميں بجز شيخ الاسلام ممدوح کے اور کوئي عالم حق نہ تها ؟ تاريخ اسلام ميں اُس عهد کي جسقدر تفصيلات ملتي هيں ' کسي عهد کي نهيں ملتيں - اگرچہ عربي خلافة کے بکلي اختتام' اور فتنۂ عظيمۂ ياجوج و ماجوج (تاتار) کے من کل حدب ينسلون' اور تفرق مذاهب ' و تشتت جماعت ' و شيوع بدعات ' و احاطۂ تقليد ' و سد باب نظر و اجتهاد کے مفاسد و مصائب اُس زمانے ميں پوري طرح ظهور کرچکے تهے ' اور مسلمانوں کے علمي

و عملي تنزل کا بیج اچھي طرح بار آور ھوچکا تھا ' با ایں ھمہ ائمۂ دین اور کاملین علوم کي ایک جماعۃ کثیرہ ھر حصۂ ملک میں موجود تھي ' اور علی الخصوص دیار مصر و شام تو علماء و کاملین امت سے مملوء و مشحون تھے - حتی کہ قاضي ابو البرکات مخزومي اپنے بائیہ میں صرف دیار شام کي نسبت کہتے ھیں :

و کان في عصرہ بالشـام یومئـذ

سبعون مجتهداً من کـل منتخب !

پھر یہ بھي نہیں کہ صرف ایسے ھي لوگ ھوں جنکا شمار عامۂ علماء و مشائخ میں کیا جاے ' بلکہ بڑے بڑے حفاظ و نقاد علوم اور خواص و اعاظم نظر و اجتہاد موجود تھے جنکے بعد اُس درجہ کے لوگ تمام عالم اسلامي میں پیدا نہیں ھوے - ابو الفتح ابن سید الناس اشبیلي ' شمس الدین مقدسي ' ابو العلاء انصاري السبکي ' قاضي ابن الزملکاني ' سید ابو المحاسن دمشقي ' ابو عبد اللہ حریری ' ابو العباس ابن عمر الواسطي ' حافظ ابو الفداء عماد الدین ' حافظ احمد بن قدامہ مقدسي ' ابو اسحاق السعدي ' امام برھان الدین الفزاري ' حافظ صلاح الدین بعلبکي ' شیخ صفي الدین بغدادي ' حافظ ابن شامہ دمشقي ' قاضي تقي الدین دقوقي ' شیخ عمر بن الوردي ' امام ابو العباس بن حجي ' حافظ جمال الدین عقیلي ' حافظ برزالي الا شبیلی ' تقي الدین السبکي ' حافظ جمال الدین المزي ' امام تقي الدین ابن دقیق العید ' ابو حیان صاحب تفسیر ' حافظ ابو عبد اللہ الذھبي ' اور انکے علاوہ بے شمار ائمۂ و اعلام عہد جنکے حالات حافظ ذھبي اور ابن قدامہ و عسقلاني کي مصنفات میں موجود ھیں - تو تم ان لوگوں کي نسبت کیا سمجھتے ھو ؟ کون ھے جو ان بزرگوں کے فضل و کمال اور ورع و تقوی اور اتباع حق و سداد سے انکار کرسکتا ھے ؟ علی الخصوص حافظ مزي ' برزالي ' ابن دقیق العید ' اور حافظ ذھبي تو اس پایہ کے بزرگ تھے ' کہ ان میں سے ھر شخص علوم سنۃ کا خزانہ اور حفظ و نقد کا امیر المومنین تھا - علماء حدیث متاخرین میں سے کسي مصنف کا بھي ھم اخلاف امت و بیچارگان دورۂ آخر پر

اسدرجه احسان نهیں هے جسقدر حافظ ذهبي کا - اور اگر کوئي دوسرا اس وصف میں اُنکا شریک هے تو وہ صرف اُنسے متاخر حافظ ابن حجر عسقلاني هیں - و لیس لهما ثالث - یهي وہ دو حافظ و ناقد علوم حدیث هیں جنهوں نے نه صرف سلف کے ذخائر و خزائن خلف کیلیے محفوظ کردیے ' بلکه تمام مشکلات و معضلات کار کو صاف کرکے اور ضبط و اتقان ' و تهذیب و ترتیب ' و تلخیص و تشریح ' و نقد رجال و اسناد سے آراسته و پیراسته کرکے تمام آنے والي امت کیلیے اتباع سنة کي راہ بالکل سهل و آسان کردي - علوم اسلامیه پر پهلا دور تدوین کا گذرا هے اور دوسرا انضباط و تنقیح اور تهذیب و تنظیم کا ' سو علم حدیث کے دور دوم میں ان دو بزرگوں کي خدمات سب پر فائق اور سب سے انفع واقع هوی هیں - یه اُنهي کي خدمات حسنه کا نتیجه هے که آج یه علم مقدس اسقدر صاف و سهل هوگیا هے که طالبین عمل بالسنة کیلیے کسي طرح کي عذر داري و بهانه جوئي کي گنجائش باقي نه رهي - امت کا کوئي فرد اب یه نهیں کهه سکتا که حدیث پر عمل کرنا بمقابلۂ کتب جدل و خلاف و قال اقول وکذا عند زید وکذا عند فلان کے زیادہ مشکل هے - بلکه جس طالب صادق کا جي چاهے' آنکهیں بند کرلے اور اس صراط مستقیم پر بے غل و غش و بے خوف و خطر دوڑتا چلا جاے - فهو طریقا مستقیماً ' سهلاً ' مسلوکا ' واسعاً ' موصلاً الی المقصود و المطلوب ! و رضي الله عن الذهبي حیث یقول :

الفقه قـــال الـلــه قال رسـوله * ان صح ' و الاجماع فاجهد فیه
و حذار من نصب الخلاف جهالة * بین النبي و بین رأی فقیه

پس غور کرو که ایسے اصحاب کمال و ائمۂ علم تهے جو اُس عهد میں موجود تهے ' با ایں همه یه حقیقت سورج کي طرح چمک رهي هے اور هر صاحب بصارة پر روشن که مقام عزیمة دعوة کا جو ایک مقام خاص هے ' وہ ان میں سے کسي کے حصے میں بهي نه آیا - وہ صرف شیخ الاسلام ابن تیمیه هي کیلیے تها - سب اپنے دوسرے کاموں میں رهگئے ' لیکن انهوں نے وہ سب کام بهي اُنسے بهتر کیے جو وہ سب کر رهے تهے ' اور پهر ان سے بڑهکر یه که

سب کو راہ عزیمۃ دعوۃ ' و تجدید و احیاء ملت ' و رفع اعلام سنۃ ' و اخماد شر و بدعۃ ' وکشف و ابراز معارف مستورۂ کتاب و سنۃ ' و غوامض و سرائر معارف و حکمۃ نبوۃ ' و انفجار ینابیع الحکمۃ من اللسان و الجنان ' و جہاد في سبیل اللہ بالسیف و القلم و اللسان میں منزلوں اپنے پیچھے چھوڑ دیا ' اور علوم و اعمال رھبیۂ و سماریہ کي اُن بلندیوں پر تن تنہا جا کھڑے ھوے جہاں اُنکے اقران و معاصرین کے وھم و تصور کو بھي بار نہیں - حتی کہ خود اُنکے معاصرین کو یک زبان و یک قلم ھو کر اعتراف کرنا پڑا " ما رأینا مثلہ و انہ ما رای مثل نفسہ " نہ تو ھماري آنکھوں نے اُسکا مثل دیکھا اور نہ خود اُسکو اپنا سا کوئي نظر آیا :

اے تو مجموعۂ خوبي ' بچہ نامت خوانم ؟

خود حافظ ذھبي اپنے معجم شیوخ میں جب اس نادرۃ الارض و اعجوبۃ الدھر کے اوصاف و مدائح لکھتے لکھتے تھک گئے اور وہ ختم نہ ھوے ' تو بالآخر یہ کہکر خاموش ھو جانا پڑا " و ھو اکبر من ان ینبہ علی سیرتہ مثلی - و واللہ لو حلفت بین الرکن و المقام اني ما رأیت بعیني مثلہ و انہ ما رای مثل نفسہ ' لما حنثت ! " اُنکا مقام اس سے کہیں ارفع و اعلی ھے کہ مجھہ جیسا شخص انکي سیرۃ و فضیلت بیان کرے - قسم خدا کي ' اگر میں خانۂ کعبہ میں عین رکن و مقام کے درمیان کھڑے ھوکر قسم کھاؤں کہ نہ تو میري آنکھوں نے اُنکا مثل دیکھا اور نہ خود اُنھوں نے اپنا ھمتا ' تو میري قسم سچي ھوگي اور میرے لیے کفارۂ یمین نہیں " ! وکفاک بالذھبي شاھداً (۱) :

تقي الدین اضحی بحر علم	یجیب السائلین بلا قنوط
احاط بکل علم فیہ نفع	فقل ما شئت فی البحر المحیط !

(۱) یہ امام ذھبي کا قول ھے ' اور خود امام موصوف کے تبحر و جامعیۃ علم کا جو حال تھا ' اُسکے لیے انکے شاگرد علامۂ تاج سبکي کا یہ قول کفایت کرتا ھے " و ھو رجل الرجال في کل سبیل کانما جمعت الامۃ في صعید واحد فنظرھا ! " قال في طبقاتہ الکبری -

حافظ ابو الحجاج مزي صاحب تہذیب جس مرتبہ کے امام الحدیث تھے ' اُسکا حال امام ذہبي کي مصنفات خصوصاً تذکرہ و معاجم اور طبقات کبری سبکي سے معلوم ہوسکتا ہے - اُنکے تمام معاصرین اسپر متفق ہیں کہ وہ نہ صرف جرح و تعدیل رجال کے امام تھے بلکہ اس فن کے اماموں کے امام - ہزاروں انسانوں کي ثقاہت و عدم ثقاہت - کا فیصلہ اُنکے قبضۂ علم میں تھا - با ایں ہمہ یہ مقامات اَور ہیں ' اور نسبتِ نبوۃ ' و نیابۃ کاملۂ منصب رسالۃ ' و عزیمۃ دعوۃ کبری ' و تشبہ و تخلق بالانبیاء کا مقام دوسرا ہے - وہ تو اُس عہد میں صرف ابن تیمیہ ہي کیلیے تھا - چنانچہ خود اُنکو بھي وہي کہنا پڑا جو اُس عہد کے تمام اصحاب حق نے کہا تھا " ما رأیت مثلہ ولا رای ہو مثل نفسہ ' و ما رأیت احداً اعلم بکتاب اللہ و سنۃ رسولہ و لا اتبع لہما منہ " (نہ میں نے اُنکا مثل دیکھا ' اور نہ خود انہوں نے کسي کو اپنا ہمتا پایا - اور نہ میں نے کسي شخص کو اُنسے زیادہ کتاب و سنۃ کا علم رکھنے والا اور کتاب و سنۃ کا اتباع کرنے والا دیکھا ! حافظ موصوف نے ایک اور موقعہ پر کہا " لم یر مثلہ منذ اربع ماتہ سنۃ " چار سو برس سے ایسا باکمال پیدا نہیں ہوا :

قمـریان پاس غلـط کردۂ خـود مي دارنـد
ورنہ یک سرو درین باغ بہ اندام تو نیست

یہاں ایک بات قابل غور ہے - " ما رایت مثلہ و لا رایٔ ہو مثل نفسہ " یہ جملہ اُنکے اکثر معاصرین کي زبان پر بعینہ جاري ہوا ہے - ذہبي اور مزي کي زباني سن چکے - حافظ برزالي اور ابن حجي سے ایسا ہي منقول ہے - شیخ عماد الدین واسطي ' ابن سید الناس ' ابن نصر مقدسي ' ابن دقیق العید و غیرہم نے بھي یہي کہا - الرد الوافر اور قول الجلي کے دیکھنے سے معلوم ہوگا کہ تقریباً سبھوں نے بعینہ اسي جملے کو دہرایا ہے - اس سے معلوم ہوا کہ یا توکسي عارف و جوہر شناس نے اُنکے وصف میں سب سے پہلے یہ جملہ کہا تھا ' لیکن کچھہ ایسا صحیح و موزوں واقع ہوا کہ تمام با کمالان عہد کي زبانوں پر خود بخود چڑھگیا :

جامۂ بود کہ بر قامت او دوختہ بود !

یا اُس نادرۃ الدھر کي بے ھمتائیوں کا یہ حال تھا کہ جو نظر پڑتي تھي بے ساختہ یھي کہہ اُٹھتي تھي - سورج کو کروڑوں آنکھیں دیکھتي ھیں ' لیکن ھر آنکھہ کو یھي نظر آتا ھے کہ روشن ھے - یہ تو کوئي نہیں کہتا کہ روشن نہیں ؟ پریوں کے وجود میں لوگوں کو اختلاف ھے لیکن خوبصورت انسانوں کے بارے میں سب کي رائیں متفق ھیں - ایک حسین چہرے کو جو دیکھیگا ' وھي کہیگا جو سب کي زبانوں سے نکل رھا ھے :

این نگاھیست کہ شائستۂ دیدارے ھست !

مشہودات و محسوسات میں ھمیشہ تمام ارباب انظار و احساس یک حکم و یک زبان ھوتے ھیں - یہاں اختلاف کي گنجائش نہیں - الا یہ کہ کوئي اندھا یا فاتر الحس ھو - سو شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے عہد میں بھي ایسے لوگ تھے جنکي نظروں پر تعصب و نفسانیت یا جہل و تقلید کا حجاب پڑ گیا تھا ' پس اُنکو وھي نظر آیا جو بند آنکھوں کو نظر آ سکتا ھے :

و ما ضر نور الشمس ان کان ناظراً * الیھا عیون لم تزل دھرھا غمضا

لیکن اُنکا یہاں ذکر نہیں - اصحاب بصارت جتنے تھے ' ان سب نے بالاجماع یھي کہا " ما رأینا مثلہ و لا رای ھو مثل نفسہ " اور یھي وہ خصائص بینۂ و باھرہ مقام تجدید و نیابۃ نبوۃ کے ھیں جنکي نسبت بار بار کہہ رھا ھوں کہ بڑے سے بڑے سر کو بھي وھاں جھکے بغیر چارہ نہیں :

فانک شمس و الملوک کواکب اذا طلعت لم یبد منھن کوکب !

تم جانتے ھو کہ ایک چیز خوبصورتي ھے ' اور ایک چیز اُس سے بھي بڑھکر ھے جسکے لیے زبان کچھہ نہیں کہہ سکتي لیکن آنکھہ سمجھتي اور ذوق پہچان لیتا ھے - خواجہ حافظ نے اسکو " آن " کے لفظ سے تعبیر کیا ھے :

شاھد آن نیست کہ موے و میانے دارد

بندۂ طلعت آن باش کہ آنے دارد

اور پھر جب بالکل مجبور ھوگئے تو اشارہ کرکے چھوڑ دیا :

این کہ مي گویند " آن بہتر ز حسن "

یار ما " این " دارد و " آن " نیز ھم !

تو وہ جو ایک چیز ہے کہ " آنے دارد " اُسکے لیے کسی کا صرف خوبصورت ہونا ہی کافی نہیں - خوبصورت تو ہزاروں ہوتے ہیں مگر " آن " رکھنے والے چشم و ابرو لاکھوں خوبان روزگار میں بھی ڈھونڈھے نہیں ملتے - اور اگر ملجائیں تو سمجھنا چاہیے کہ فطرۃ کی بڑی ہی فیاضی بلکہ غیر متوقع اِسراف ہے - شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے عہد میں حسینوں اور خوبرویوں کی کمی نہ تھی - معاجم ذہبی اور درر کامنہ عسقلانی سے اگر اُس عہد کے صرف ایسے علماء کبار کی ایک فہرست طیار کی جاے جو اپنے تبحرُ اور کمال علم و عمل کی بنا پر آئمۂ عصر و اساطین علوم تسلیم کیے گئے تو اُنکی تعداد سو سے بھی یقیناً متجاوز ہوگی - صاحب الرد الوافر نے صرف اُن علماء کا ذکر کیا ہے جنہوں نے شیخ الاسلام کے مرتبۂ اجتہاد مطلق و امامۃ فی الدین اور تجدید و احیاء شریعت کا اعتراف کیا - اُن میں سے صرف معاصرین کو چھانٹ لیا جاے تو ساٹھہ ستر سے کم نہونگے - یہ سب یقیناً حسین تھے - اور بعض کی حسن و رعنائی پر تو ایک زمانہ فریفتہ و شیدا ہوا اور کتنے ہی حسینان روزگار نے اُنسے دلربائی و دلاویزی کے بھید اور نکتے سیکھے - تاہم اسکو کیا کیجیے کہ وہ جو ایک چیز حسن و خوبروئی سے بھی بلند تر ہے، یعنی عزیمۃ دعوۃ و تشبہ بالانبیاء کی شان و آن، تو اُسکے لیے صرف حسن طلعت و بلندی قامت ہی کافی نہیں - ان باتوں کے علاوہ بھی کچھہ اور ہونا چاہیے - اور وہ اُس عہد میں صرف شیخ الاسلام ابن تیمیہ ہی کے حصے میں آیا تھا :

ہـــزار نکتــہ دریں کاروبار دلـداری ست
کہ نام آن نہ لب لعل و خط زنگاری ست !

حافظ برزالی ، ابو الحجاج مزی ، ابن سید الناس ، ابن دقیق العید ، ذہبی ، ابن نصر مقدسی ، ابو حیان صاحب تفسیر ، ان خوبان عہد کے حسن و جمال پر کون نام دھر سکتا ہے ؟ لیکن وہ سب یک زبان ہوکر کہتے ہیں کہ امام ابن تیمیہ کا سا جمال ہماری آنکھوں نے بھی نہیں دیکھا اور انکا مقام اس سے کہیں بلند ہے کہ ہم جیسے انکی تعریف و توصیف کریں - تو

غور کرنا چاهیئے که آخر وه کیا چیز تهي جسکو یه سب بهي نه پاسکے ؟ اسکو خود شیخ ابو حیان نے امام ابن تیمیه کي ایک مجلس دیکهتے هي کهدیا تها (۱)

قام ابن تیمیة في نصر شرعتنا * مقام سید تیم اذ مضت مضر
فاظهر الحق اذ آثاره درست * و أخمد الشر اذ طارت له شرر
کنا نحدث عن حبر یجئي ٔ فها * انت الامام الذي قد کان ینتظر

تو یه جو کها که " مقام سید تیم " اور " انت الامام الذي قد کان ینتظر " سو یهي وه چیز هے که اوروں کو سب کچهه ملا تها مگر یه چیز نهیں ملي تهي ٔ اور یهي هے که همیشه سیکڑوں هزاروں اصحاب طریق میں سے کسي ایک رجل الرجال هي کے حصے میں آتي هے - شیخ نجم الدین اسحاق نے اپنے مشهور بائیه میں بهي اسي چیز کي طرف اشاره کیا تها :

---

(۱) یه وهي ابو حیان امام النحو و الادب هیں جنکي تفسیر بحر المحیط اور اسکا مختصر نهر مصر میں چهپ گیا هے - حافظ عسقلاني نے درر میں ذهبي سے نقل کیا هے که جب امام ابن تیمیه مصر گئے تو شیخ ابوحیان سے ملاقات هوي - پهلي هي مجلس میں اسدرجه معترف هوے که في البدیهه اشعار مذکورهٔ متن انکي مدح میں کهکر سناے ٔ اور کها " و الله ما رأت عیناي مثل هذ الرجل " لیکن بعد کو صحبت سازگار نه هوي - نحو کے کسي مسئله کي نسبت ابو حیان نے سیبویه کا حواله دیا - ابن تیمیه نے کها - یه سیبویه کي اُن اسي غلطیوں میں سے ایک غلطي هے جو اُس نے قران کے متعلق کي هیں - و ما کان سیبویه نبي النحو و لا معصوماً - اسپر ابو حیان نهایت بر افروخته هوے اور پهر آخر تک مخالف رهے - حافظ عسقلاني لکهتے هیں " و صیر ذلک ذنبا لا یغفر " یهي وجه هے که تفسیر میں ایک موقعه پر امام ابن تیمیه کا ذکر اسطرح کیا هے جس سے نهایت نفرت و مخالفت ٹپکتي هے - کیا خوب فرمایا حبر الامة حضرة ابن عباس نے " استمعوا علی العلماء و لا تصدقوا بعضهم علی بعض ٔ فو الذي نفسي بیده ٔ لهم اشد تغایرا من التیوس في زرو بها " و قال بعض الائمه - " یوخذ بقول العلماء في کل شی الا قول بعضهم في بعض " حافظ ابن عبد البر نے کتاب العلم میں یه اقوال نقل کیے هیں ٔ اور حافظ ذهبي نے قول العلماء بعضهم في بعض پر ایک رساله لکها اور کها که معاصرة سے بڑهکر علماء کیلیے کوئي ابتلاء

و قد علم الرحمن أن زماننا * تشعب فيه الرای ای تشعب
فجاء بحبر عالم من سراتهم * لسبع مئين بعد هجرة يثرب
يقيم قناة الدين بعد اعوجاجها * و ينقذها من قبضة المتعصب
و جاهد في ذات الا له بنفسه * و بالمال و الاهلين و الام و الاب
و من رام حبراً دونه اليوم فی الورا * فذاک الذي قدرام عنقاء مغرب
عليم بادواء النفوس يسوسها * بحكمته فعل الطيب المجرب

آخري شعر محض شاعرانه مداحي نہیں ھے - ایک نہایت ھي دقیق نکته کي طرف اشارہ ھے - " علیم با دواء النفوس "، اور " بحکمته فعل الطیب المجرب " یعني مقام نبوۃ کي وراثت و نیابۃ کاملہ - یہ بات کہ جس طرح ایک طبیب حاذق ہر طرح کي بیماریوں اور اُنکے اسباب و آثار و نتائج کو جانتا ' اور ہر عمر و مزاج کے بیماروں کا علاج کرتا ' اور کمال حذاقت و فراسۃ طبیہ کي وجہ سے صرف چہرہ دیکھکر یا نبض پر اُنگلیاں رکھکر سب

[بقیہ نوٹ صفحہ ۱۴۲]

نہیں - - " و لو فتحنا هذا الباب و اخذنا بقول المعاصرين بعضهم في بعض لما سلم لنا احد من الائمه بل اجل الصحابة و التابعين " - اور یہ بالکل حق ھے - امام ابن عبد السلام کا قول اگر حافظ ابن الصلاح کي نسبت ہم قبول کرلیں اور حافظ ابن صلاح کا ابن عبد السلام کي نسبت ' یا حافظ سیوطي کي راے حافظ سخاوی کي نسبت مان لي جاے اور حافظ سخاوی کي سیوطي کي نسبت ' تو اسکا نتیجہ صرف یہي نکلے گا کہ ہم دونوں سے بدظن ہو جائینگے ' حالانکہ دونوں کمال حسن ظن و اعتقاد کے مستحق ھیں - بڑے بڑے اعاظم علم و عمل کو اس بارے میں لغزش ہوئي ' اور ہم کو یقین ھے کہ اُنکي خدمات کثیرۂ و عظیمۂ علم و عمل کے مقابلے میں یہ لغزش ضرور بخشدي جائیگي - ہم بے مایگان علم و تہي دستان عمل کو زیب نہیں دیتا کہ ان میں سے کسي کي نسبت بھي حرف سوء نکالیں یا انکے ادب و تعظیم میں مضائقہ کریں - جنہوں نے اشرفیاں کمائي تھیں انہوں نے ایک مٹھي مٹي کي بھي بھرلی - لیکن ھمارے دامن میں بجز گرد و خاک کے آور کیا ھے ؟

ربنا اغفر لنا و لاخواننا الذين سبقونا بالايمان ! و لا تجعل في قلوبنا غلا للذين آمنوا !

کچھہ سمجھہ لیتا اور پرکھہ لیتا ھے ' اُسي طرح جماعت و ملت کے تمام امراض جدیدۂ و مزمنہ اور ظاهرۂ و مخفیہ کا نباض ھونا ' اور انسان کي ذهني و نفسي اور روحاني و معنوي بیماریوں کو بہ یک نظر تفرس پہچان لینا ' اور ٹھیک ٹھیک اُنکي حالت و استعداد اور مقتضیات کے مطابق درجہ بدرجہ علاج کرنا ' اور هر مریض کو اُسکي حالت کے مطابق نسخہ دینا ' اعمال مہمۂ و مختصۂ نبوۃ میں سے ھے ' اور یتلو علیهم آیاته و یزکیهم و یعلمهم الکتاب و الحکمة میں " یزکیهم " اُسي جانب اشارہ ' پس انبیاء کرام کے بعد یہ مقام صرف اُنھي نفوس خاصہ کو حاصل هو سکتا ھے جو اُسوۂ حسنۂ نبوۃ اور اخلاق و صفات نبویہ کے کامل تأسي اور سنۃ سنیۂ خالصۂ و محصنہ کے کمال اتباع و تفاني سے وراثت و نیابت انبیاء و رسل کے مرتبہ پر پہنچ جاتے هیں ' اور معالجۂ نفوس ' و تداوي ارواح و قلوب ' و طبابۃ اقوام و ملل کے تمام اسرار و خفایاء اُنپر اس طرح کھل جاتے هیں کہ بقول صاحب تفهیمات " گویا همه را میان هر دو چشم خود متمثل و متشبح مي بینند ' و نه از چشم بصیرۃ بلکه از چشم سر مشاهده مي کنند " کا مقام کشف و رفع حجب حاصل هو جاتا ھے - حضرۃ شیخ جیلاني رحمة الله علیه نے غنیة الطالبین میں اسي کي طرف اشارہ کیا ھے " هم حراس القلوب ' جو اسیس الارواح ' الامناء علی السرائر و الخفیات ' المطلعون علی ما اضمرت بواطن العباد ' انطوت علیه النیات " وہ دلوں کے نگران و نگھبان ' روحوں کي جاسوسي کرنے والے ' رازوں اور بھیدوں کے خزانچي ' اور سینوں کے اندر کي چھپي ھوئي باتوں اور دلوں کي تہہ کي نیتوں کي خبر رکھنے والے لوگ هیں !

و اگرچہ اُس عہد میں بڑے بڑے اصحاب علم و عمل موجود تھے ' مگر " علیم بادواء النفوس " اور " الطبیب المجرب " ھونے میں اُنکا کوئي حصہ نہ تھا ' اور کچھہ تھا تو مرتبۂ قوۃ نظري سے قوۃ عملي تک نہیں پہنچا تھا - و ذلک من عمل النبوۃ - یہ بات صرف شیخ الاسلام ابن تیمیہ هي کے حصے میں آئي تھي ' اور هر عہد میں صرف ورثاء و نقباء نبوۃ و اصحاب عزائم و تجدید هي کے حصے میں آتي ھے - یہي چیز ھے جسکي طرف حافظ

ذهبي نے انکے حالات میں اشارہ کیا کہ " ولقد نصر السنة المحضة و الطريقة السلفية ، و احتج لها ببراهين و مقدمات و امور لم يسبق اليها و اطلق عبارات احجم عنها الاولون و الاخرون " یعني ابن تیمیه نے سنة محضه اور طریقة خالصۂ سلف و اوائل کي حمایت کي' اور اسکے لیے ایسي دلیلوں اور مقدموں سے احتجاج کیا جو انسے پہلے کسي سے بھي بن نه آے - تو یه جو کہا کہ " نصر السنة المحضة " تو ایک عجیب نکته کہدیا اور گویا ابن تیمیه کي پوری سوانح عمري بیان کردي - یہي وہ فضل مخصوص ھے جو ذھبي و برزالي و مزي و ابن دقیق العید جیسے شیوخ عہد کے سروں کو بھي ابن تیمیه کے سامنے اطفال مکاتب کي طرح جھکا رہا ھے - صدر اول کے بعد سے ھدي سنة کا معامله بہت نازک ھوگیا ' اور ایک راہ " اتباع سنة " کي ھوگئي اور ایک اتباع " سنة خالص و محض " کي ' و القصة بطولها - تو اس عہد میں علم و عمل سنة والے ضرور تھے مگر " سنة محضه و خالصه " کا مقام صرف ابن تیمیه ھي کو ملا تھا ' اور اسي کمال تشبه و تخلق بصفات نبوة اور بے میل و بے داغ اتباع و تفاني سنة نے انکو اعمال نبوة کي وراثت کامله و نیابة حقه کے منصب ارفع و اعلی پر پہنچا دیا تھا :

اے گل به تو خورسندم ' تو بوے کسے داري !

یہي حافظ ذھبي ایک دوسرے موقعه پر لکھتے ھیں " و ھو عجیب في استحضار السنة و استخراج الحجج منها بحیث یصدق علیه ان یقال کل حدیث لا یعرفه ابن تیمیه فلیس بحدیث ولکن الاحاطة لله تعالی " (۱) یعني

---

(۱) حافظ ذھبي نے امام ابن تیمیه کا ترجمه سات سے زیادہ موقعوں پر لکھا ھے - ھر مقام پر پوري تفصیل سے حالات لکھتے ھیں اور معلوم ھوتا ھے کہ لکھتے ھوے جوش ارادت و اضطراب عقیدة سے بیخود ھو ھو جاتے ھیں - سب سے زیادہ تفصیل تینوں معاجم میں کي ھے - یعني معجم کبیر ' اوسط ' صغیر - اور چونکه یه لحاظ اخذ سند و اجازت مسند امام احمد ' و سماعة روایات ' و قراۃ مصنفات ' امام ابن تیمیه کے شاگردوں میں داخل ھیں اسلیے اپنے معجم شیوخ میں بھي حالات لکھے ھیں - ان کتابوں کے

علوم سنۃ کے استحضار اور اُنسے دلائل و براھین کے استنباط میں اُنکا رسوخ و احاطہ عجیب و غریب ھے - یہانتک کہ انپر یہ بات صادق آتي ھے کہ جس

[بقیہ نوٹ صفحہ ۱۴۵]

علاوہ تذکرۃ الحفاظ میں بالاختصار اور تاریخ الاسلام کبیر میں بالتفصیل تذکرہ کیا ھے اور خصوصیت کے ساتھہ اُنکے ابتلاؤ محن اور وقعات مصریہ و شامیہ کے حالات لکھے ھیں - امام موصوف کي ایک مشہور کتاب منہاج السنہ ھے - اُسکو اُنھوں نے مختصر کیا تھا - اُسکے دیباچہ میں بھي مفصل ترجمہ درج کیا ھے - علاوہ بریں ابن تیمیہ کي اکثر مصنفات اپنے قلم سے لکھي ھیں ' اور اُنکے آخر میں یہ ظاہر کرتے ہوے کہ " میں نے خود مصنف سے بہ شرائط قراۃ و سماعۃ انکي اجازت لي" مختصراً تذکرۂ حالات و مناقب بھي کر جاتے ھیں - من احب شیأ اکثر ذکرہ - قول مندرجۂ متن معجم کبیر میں ھے - حافظ ابن ناصر الدین شافعي نے الردالوافر میں اور حافظ عسقلاني و سیوطي نے درر کا منہ اور طبقات الحفاظ میں یہ تمام اقوال یکجا کردیے ھیں - نیز حافظ ابن قدامہ و حافظ عماد الدین واسطي اور ابو حفص بزار وغیرھم نے سیرۃ ابن تیمیہ میں - اور واضح رھے کہ صرف حافظ ذھبي ھي کا یہ حال نہیں ھے - الرد الوافر میں تقریباً ایک سو اکابر و مشاھیر عہد و قریب العہد کے اقوال نقل کیے ھیں جنھوں نے بالاتفاق اُنکے مجتہد مطلق' امام العصر' نادرۃ الدھر' نابغۃ الاسلام ' اوحد الزمان' مجدد کتاب و سنۃ ' محي الملۃ ' انموذج الخلفاء الراشدین ' آخر الائمۃ المجتہدین ' مفتي الفرق ' الامام في کل علم و فن ' اعجوب علماء القرون الوسطیٰ' ہونے کا ایسے لفظوں میں اعتراف کیا ھے جن سے زیادہ توصیف و تمجید کے الفاظ نہیں ھوسکتے :

نہ من براں گل عارض غزل سرایم و بس
کہ عندلیب تو از ھر طرف ھزار اند !

یہ حال تو معاصرین اور قریب العہد علماء کا ھے - بعد کے مورخین کا یہ حال ھے کہ الرد الوافر پر مصر و شام کے مشاھیر علماء و ائمۂ عصر نے تقریظیں لکھي ھیں - اُن میں حافظ ابن حجر عسقلاني اور قاضي عیني حنفي شارح بخاري بھي ھیں - قاضي عیني لکھتے ھیں کہ جو شخص ابن تیمیہ کے مراتب عالیۂ علم و عمل و اجتہاد و امامۃ سے انکار کرتا ھے وہ یا تو مجنون و لایعقل ھے' یا کمال سفیہ و بلید ' یا سخت شریر و مفسد - حافظ عسقلاني

حدیث کو ابن تیمیہ نہیں جانتے وہ حدیث ہی نہیں ! اور معجم شیوخ میں لکھتے ہیں "نصر السنة المحفوظة حتی اعلی الله تعالی منارہ و جمع قلوب اهل التقوی علی محبته" تو " سنة محفوظه " کا علم و عمل ہی وہ نعمت عظمیٰ ہے جو اعمال نبوۃ کا دروازہ کھولدیتی ہے - حافظ برزالی کا قول شاید اوپر گزرچکا ہے " ما رأینا احداً اعلم بکتاب الله و سنة رسوله و لا اتبع لهما منه " ہم نے ابن تیمیہ سے بڑھکر نہ تو کسی کو کتاب و سنة کا عالم دیکھا اور نہ عامل - سبحان الله کیسے جامع و مانع لفظوں میں تعریف کی ہے کہ اس آدھی سطر کے اندر وہ سب کچھہ آ گیا جو ابن تیمیہ کی نسبت کہا جاسکتا تھا - ایسے ممدوح کیلیے ایسے ہی مداحوں کے قلم و زبان کی ضرورت تھی - پس یہ چیز کہ کمال علم کتاب و سنة کے ساتھہ کمال عمل کتاب و سنة بھی جمع ہو جاے ' وہ فضل مخصوص ہے جسکے بغیر نبوۃ کا پورا پورا علمی و عملی ورثہ نہیں ملسکتا گو بقدر استعداد و استحقاق ہر سالک طریق کے حصے میں کچھہ نہ کچھہ ضرور آتا ہے - معاصرین ابن تیمیہ کی نسبت کون کہہ سکتا ہے کہ اس وراثت میں حصہ نہیں رکھتے تھے ؟ لیکن ورثہ کا پانا دوسری چیز ہے اور وہ کامل اور پوری پوری وراثت دوسری چیز ہے جسپر خلافت و نیابت اور جانشینی و قائم مقامی کا لقب صادق آ جاے - و لنعم ما قیل ;

توفیق باندازۂ ہمت ہے ازل سے

آنکھوں میں ہے وہ قطرہ جو گوہر نہوا تھا !

اور یہ جو کہا ' تو صرف جوش عقیدۃ کی مداحی نہیں ہے ' بلکہ آنکے معاصرین میں جو لوگ صاحب نظر و نقد تھے ' خود آنکی زبانوں سے بعینہ یہی حقیقت نکل چکی ہے - حافظ ابو العباس عماد الدین واسطی الحزامی

[بقیہ نوٹ صفحہ ۱۴۵]

کی راے اس تقریظ پر موقوف نہیں - انکی شیفتگی و ارادت کا جو حال ہے ' وہ دورکا منہ سے ظاہر ہوتا ہے جسمیں نہایت شرح و بسط سے ترجمہ لکھا ہے ' اور معاصرین کی شہادتیں انکے فضل و کمال مخصوص پر جمع کی ہیں -

صاحب البلغة في الفقه باعتبار علم کے شیخ العصر اور باعتبار عمل و زهد و ورع کے بڑے بڑے اهل الله اور اصحاب طریقت کے ممدوح و مقصود تھے ۔ حافظ ذهبي نے اُنکو اپنے شیوخ کتب (۱) میں سے شمار کیا ھے - کتاب المشتبه میں اُسکا ذکر ان لفظوں میں کرتے هیں " قال شیخنا القدوة عماد الدین الحزامي " یهي حافظ عماد الدین ایک رساله میں جو اصحاب و تلامذهٔ ابن تیمیه کے نام لکها تها ' لکهتے هیں " و الله ثم و الله' لم یرتعت ادیم السماء مثل شیخکم ابن تیمیه علماً و عملاً ' و حالاً و خلقاً و اتباعاً ' و

(۱) " شیوخ کتب " کا صحیح مطلب سمجهه لینا چاهیے - اوائل میں تعلیم صرف درس و املاء ' روایت و تحدیث ' اور صحبت و حضور مجالس میں محدود تهي - اُسکے بعد تدوین علوم و ترتیب کتب کا دور شروع هوا - اسلیے تعلیم و تحصیل کي بهي مختلف صورتیں اور قسمیں پیدا هوگئیں - ازآنجمله تین صورتیں هیں جنکے لیے گو خاص الفاظ وضع نہیں کیے گئے مگر انضباط و امتیاز کیلیے اگر اُنکو تعلیم علوم ' تعلیم کتب ' اور تعلیم روایات سے تعبیر کیا جاے تو بہتر ھے - " تعلیم علوم " سے مقصود وهي طریق اصلي و قدیم که بذریعهٔ درس و املاء (لکچرز) شیوخ سے علوم کي تحصیل کرنا - تمام فنون آلیه اور مهات علوم عربیة و قرآن و سنة کي تعلیم پہلے اس طریق سے حاصل کر لي جاتي تهي - آئمهٔ علوم کي کتب امالي ایسے هي مجامع درس و املاء کے نوٹس یا لکچرز هیں - منتهیوں کیلیے اسمیں کسي مخصوص علم کي قید اور خصوصیت بهي نه تهي - اکثر اوقات اساتذهٔ علوم حسب وقت و حضور افکار مختلف علم و فن کي ملي جلي صحبتیں جاري رکهتے تهے - قاضي ابو یوسف کي امالي مخصوص به فقه ھے ' لیکن زجاجي ' ابو علی القالي ' سید مرتضي ' قاضي عبدالجبار ' ابن فارس و غیرهم کے جو دوا وین املاء اب نکل آئے هیں ' اُنمیں تفسیر ' لغة ' ادب ' تاریخ و وقائع ' مغازي و ملاحم وغیرها مختلف مباحث و مطالب پائے جاتے هیں - البته ابو علي قالي اور زجاجي وغیرہ کے یہاں غالب صحبت لغة و عربیة کي ھے - ابتدا میں ان مجامیع کي بنیاد یوں پڑي که تلامذه اپنے حفظ و یاد داشت کیلیے اساتذه کے تمام امالي یا اُنکا خلاصه لکهه لیا کرتے تهے - لیکن آگے چلکر یه چیز اسقدر مقبول هوئي که اقسام تصنیف میں سے ایک خاص قسم بنگئي ' اور خود اساتذة و علماء فن اپني

کرماً و حلماً ، و قیاماً في حق اللہ تعالی عند انتہاک حرماتہ " قریب قریب ایسے ھي الفاظ ھیں - اسکے بعد پھر ایک موقعہ پر لکھتے ھیں " و اللہ

[بقیہ نوٹ صفحہ ۱۴۸]

مرویات کو بطور تصنیف کے مرتب کرنے لگے - اسطرح کہ حلقۂ درس میں مطالب و مسائل املاء کرتے اور ساتھہ ساتھہ لکھتے بھي جاتے - یا پہلے مجموعہ مرتب کر لیتے اور پھر اُسي کو املاء کرتے - ابو علي قالي نے قرطبہ میں اپني مشہور کتاب الامالي مرتب کي اور جامع زہراء میں اسکے مطالب کا املاء کیا - اس دور کے اصحاب تصنیف جب کبھي بولتے ھیں " أمللت ھذا الکتاب " یا " أمللت بحفظي " یا ابن خلکان وغیرہ میں اکثروں کي نسبت دیکھوگے " أ ملي کتاب فلاں " یا " أ ملي کتابہ " تو اس سے یہي مقصود ھے - آجکل کے بعض ارباب جرائد و رسائل نے اسکا مطلب نہیں سمجھا اور اس قسم کي تصریحات سے بالکل غلط استدلال کر بیٹھے - در اصل " ملل " اور " املاء " کے معني پڑھنے اور بیان کرنے کے ھیں - بعض اصحاب لغۃ نے " ملۃ " کو بھي " أمللت الکتاب " سے ماخوذ بتلایا ھے - سورہ بقرہ میں ھے : ولیملل الذي علیہ الحق اور فان کان الذي علیہ الحق سفیھا او ضعیفا اولا یستطیع ان یمل ھو ، فلیملل ولیہ با لعدل اور سورۂ فرقان کے اوائل میں قران کے نزول و تلاوت کي نسبت کفار کا قول نقل کیا و قالوا اساطیر الاولین اکتتبھا فھي تملی علیہ بکرۃ و اصیلا - بہرحال ادب و حدیث میں طریق جمع املاء اور تمام علوم سے زیادہ رائج و مقبول تھا - البتہ محدثین کے یہاں " املاء " ایک مخصوص اصطلاح ھوگئي - انھوں نے " سماع من لفظ الشیخ " کي دو مختلف قسمیں " املاء " اور مجرد " تحدیث " کو قرار دیا ھے - اور یہ منجملہ اقسام ثمانیۂ تحمل حدیث عند المتاخرین (مثلاً قرأۃ و اجازۃ و مناولۃ و وجادہ وغیرھا) ایک خاص اور اعلی قسم ھے - کما صرح بہ الحافظ ابن الصلاح فی النوع الرابع و العشرین - دوسري قسم " تعلیم کتب " ھے - اس سے مقصود یہ تھا کہ جب مبادي و اوائل علوم کي تعلیم سے فارغ ھو جاتے تھے ، تو پھر أئمۂ علوم کي معتبر و معتمد کتابوں کو تصحیح الفاظ و معاني و ضبط و اتقان غرائب و مشکلات و تشریح مطالب و غوامض کے ساتھہ ایسے شیوخ و اساتذہ کے سامنے پڑھتے اور سنتے تھے جنھوں نے اِنھي شرائط کے ساتھہ اُن کتابوں کو بہ سلسلۂ اسناد و

ما رأينـا في عصـرنا هـذا من تستجلى النـبوة المحـمدية و سنتها من اقواله و افعاله الا هذا الرجل - يشهد القلب الصحيح ان هذا هو الاتباع

[بقيه نوٹ صفحه ۱۴۸]

اجازة و مناولة تا مصنفين حاصل كيا هو - يا خود معاصرين و شيوخ ميں جو لوگ صاحب مصنفات معتبرہ هوتے تهے ' انكي مصنفات كو خود اُنكے سامنے جزءً يا كلاً پڑهتے اور سنتے تهے ' اور فوائد و تشريحات متعلقه كے اخذ و سمع كے بعد به شرائط املاء و اجازة و مناولة اُنكي سنـد حاصل كرتے تهے - يه معلوم هے كه كسي مصنف كي كتاب كا بطور خود مطالعـه كر لينا اور هے ' اور خود مصنف سے اُسكو سننا اور اُسكے غوامض و مباني و تشريحات كا حاصل كرنا آور هے - " تعليم روايت " سے مقصود يه تها كه قران حكيم اور احاديث و آثار و وقائع كو حسب طريق محـدثين به سلسلۂ اسناد تا به صاحب قران و حديث صلى الله عليه و سلم ' يا تا به حاضر و سامع حاصل كرنا ' اور ايسے شيوخ حديث سے شرائط مقررۂ محدثين كے مطابق روايت كا سننا اور تحمل جنهوں نے لقاؤ سماع وتصافح وغيرہ مختلف طريق اسناد سے روايات صحاح و مسانيد و معاجم وكتب مشهورةكو اخذكيا هو - اس طريق تعليم كي اهميت كا اندازہ اس سے كيا جا سكتا هے كه بڑے بڑے اكابر و اعاظم علوم آخر عمر تك سند اقرب وجيد كي جستجو ميں رهتے تهے اور اسكي طلب ميں سفر و غربة كي بڑي بڑي محنتيں اور قربانياں گوارا كرتے تهے - " اقرب " يه كه سند كتاب و روايت ميں از اصل مبدء تا به شيخ كم سے كم واسطے هوں - " جيد " يه كه سلسلۂ اسناد كے اشخاص علم و معرفة اور حفظ و اتقان اور كثرت تلامذۂ و شيوخ و شهرت و اعتماد كے اعتبار سے ممتاز هوں - بسا اوقات ايسا هوتا تها كه ايک اهل علم كو كسي كتـاب يا حديث كي متعدد اسناد حاصل هيں ليكن معلوم هوا كه فلاں معـاصر كے پاس اُنهي چيزوں كي سنـد ايسے سلسلوں سے هے جن ميں ايک واسطه كم هے ' يا واسطة العقد كوئي مشهور و ممتاز شخص هے ' توصرف اتني سي بات كيليے ممالـک بعيدہ كا سفر اختيار كرتے يا مراسلة كي راہ نكالتے تهے ' اور اُس سند كو حاصل كركے چهوڑتے تهے - حافظ سخاوي نے مسند امام احمد كي ايک ايسي سند كيليے جسميں انكي حاصل كردہ سند سے ايک واسطه كم تها ' مصر سے عراق تک سفر كيا - اور علامۂ فلاني خود لكهتے هيں كه صحـاح كى اقرب ترين اسناد كي

حقیقۃ ! " یعني قسم خدا کي ' پهرکہتا هوں که قسم خدا کي ' آسمان کے نیچے آج تمهارے شیخ ابن تیمیه کا نظیر و مثیل کوئي دکھائي نهیں دیتا -

---

[بقیه نوٹ صفحه ۱۴۸]

جستجو میں تمام دیار مصر و شام و جزیرہ اور نجد و حساء کي خاک چهاني - طلب سماع روایت و تلقي و تحمل علوم و احادیث میں سلف کا جو حال رها هے' اسکے سامنے یه باتیں بهي هیچ هیں اور وہ اپنے مواقع پر درج هیں - فربري کا قول مشهور هے که امام بخاري سے آنکي زندگي میں نوے هزار آدمیوں نے جامع صحیح کي سند حاصل کي' اور اسمیں ذرا بهي مبالغه نهیں - جس دن امام علي رضا نیشاپور میں داخل هوے ' بیس هزار آدمي آنکي خدمت میں حاضر هوے تاکه صرف ایک حدیث آنکے آبائي سلسله سے سن لیں اور اهل بیت کرام کے سلسلۂ علیه اسناد سے مشرف و مفتخر هوں - ان بیس هزار آدمیوں میں حافظ ابو زرعه اور امام مسلم بهي تهے - حاکم نے تاریخ میں لکها هے که اُس دن نیشا پور کا عجیب حال تها - به یک وقت هزاروں آدمیوں کے هجوم و مرور سے تمام شهر گرد و غبار میں چهپ گیا - راستوں میں راهگیر ایک دوسرے کو سوجهائي نهیں دیتے تهے !

رشک آیدم به روشني دیدہ هاے خلق
دانسته ام که از اثر گرد راہ کیست !

امام ابن تیمیه حافظ ذهبي کے شیوخ کتب میں سے هیں - حافظ موصوف نے معجم شیوخ میں لکها هے که مسند امام احمد بن حنبل اور مصنفات قاضي ابو یعلي و ابن بطه و ابن منده وغیرهم اکابر حنابله ' اور بعض دیگر صحائف سنۃ کي اجازت قرآۃ و سماع کے ساتهه میں نے ابن تیمیه سے لي هے - اسکے علاوہ خود امام موصوف کي تمام مصنفات کي اجازت و اسناد بهي حاصل کي هیں - الفیه میں سب سے پہلے امام ابن تیمیه کي اجازۃ جمیع مصنفات کیلیے درج کي هے - انکا ایک مشهور رساله رفع الملام عن ائمۃ الاسلام هے - اسکو اپنے قلم سے لکها هے - اُس کے خاتمه میں لکهتے هیں " سمعت هذ الکتاب علی مولفه شیخنا الامام العلامۃ الاوحد شیخ الاسلام ' و مفتي الفرق ' قدوۃ الامۃ ' اعجوبۃ الزمان ' تقي الدین ' سید العباد ' ابي العباس احمد بن تیمیه رضي الله تعالی عنه " - حافظ عماد الدین الواسطي بهي (جنکا ذکر متن کتاب میں آیا هے) حافظ ذهبي کے شیوخ کتب میں

نه علم میں نه عمل میں' نه حال میں نه اخلاق میں' نه اتباع حق اور نه شیوهٔ کرم وکمال حلم میں' اور نه الله اور اسکے شعائر کے حفظ و قیام کي راه میں - اور قسم خدا کي' همنے اپنے زمانے میں کسي کو نه دیکها جسکے اقوال و افعال سے نبوة محمدي کے انوار اور اُنکي سنة کي روشنیاں چهن چهنکر نکلتي هوں - اِلا ابن تیمیه کو - اُنکو دیکهکر دل بے اختیار بول اُٹھتا هے که محمد الرسول الله صلی الله علیه و سلم کا

(بقیه نوٹ صفحه ١٤٨)

هیں - خود انکي بعض مصنفات کي اجازۃ اُنسے لي تهي ' یا کسي کتاب کي سند اقرب و جید انکے پاس هوگي' اسکي اسناد حاصل کي اور اپنے شیوخ میں شمار کیا - اس بارے میں علماء سلف خصوصاً محدثین کرام کے ذوق علم کا کچهه عجیب حال رها هے - خود معاصرین باهمدگر ایک دوسرے سے اجازۃ و اسناد حاصل کرلیتے ' اور کمـال حق پژوهي و بے نفسي سے ایک دوسرے کو بلا تکلف اپنے شیوخ میں شمـار کرتے ! - حتی که اگر اُنکے شاگردوں کے پاس بهي کسي کتاب کي سند هوتي ' یا کوئي عمده اور اقرب سلسلۂ اسناد هوتا ' تو بلا تامل اُنکے سامنے شاگردانه بیٹهه جاتے اور سند حاصل کرلیتے - یه معـامله بڑے بڑے اکابر محدثین کي نسبت منقول هے - ابن أبي شیبه نے وکیع کا قول نقل کیا هے " لا یکون الرجل عالماً حتی یحدث عمن هو فوقه ' وعمن هو مثله ' وعمن هو دونه " خود امام بخاري کا قول و عمل یه تها : " لا یکون المحدث کاملا حتی یکتب عمن هو فوقه و مثله و دونه " نقله الحافظ بن حجر في هدی الساري - دنیا کي کسي قوم کي علمي تاریخ علم پرستي کي ایسي سچي اور پاک مثالیں نهیں پیش کرسکتي -

(مصنف نے یهاں اس فٹ نوٹ کو بهت طول دیا تها - مسوده کے اُنیس صفحوں تک برابر چلا گیا تها - جناب مصنف اپنے جوش تحریر میں اسکي پروا نهیں کرتے' لیکن کئي کئي صفحوں کے فٹ نوٹس کا هونا میرے خیال میں سخت قابل اعتراض هے' اور اصل کتاب کے مطالعه میں اس سے بے لطفي هو جاتي هے - میں نے اسقدر ٹکڑه یهاں کیلیے ضروري پایا تو رهنے دیا - باقي باب پنجم میں داخل کردیا - وهاں مولانا نے اپنے والد مرحوم کے حالات تعلیم و اسناد کتب کا مفصل حال لکها هے اور بعینه یهي مبحث وهاں بهي چهڑ گیا هے - پس ایک هي چیز کو دو جگهوں میں بیان کرنے سے کیا فائده ؟ چنانچه اس حاشیه کا بقیه بهي اسي مبحث میں ملا دیا گیا - اسطرح ایک مستقل فصل اس مبحث پر مرتب هوگئي - پبلیشر)

حقیقي اتباع اِسکو کہتے ھیں' اور ایسا ھوتا ھے ! - انتھی - یہ حافظ موصوف کي شہادت ھے - میں کہتا ھوں کہ اُسوۂ محمدي کے کامل تأسي اور علوم و معارف نبوۃ کے کامل استفاضہ کا یہي وہ مقام ھے' جسکو اصحاب اشارات نے " نسبت محمدي " سے تعبیر کیا ھے' تو یہ " نسبت محمدي " ھے - اور " فص محمدي " کا وہ استفاضۂ تامہ جسکي نسبت صاحب فتوحات نے کہا کہ امۃ مرحومہ کیلیے قطبیۃ و فاتحیۃ اور ولایۃ کبری کا منتھی مرتبہ یہي ھے - اور پھر یہي وہ حقیقت ھے' جسکو بعض اصحاب اصطلاح نے " اتحاد " کے مقام سے تعبیر کیا - یعني اتباع اور تعشق و تشبہ با لانبیاء کے کمال تفاني و استہلاک سے بحکم " المرء مع من احبہ "

عن المرء لا تسئل ' وسل عن قرینہ !

مطیع و محب کا مطاع و محبوب کے تمام صفات و خصائص سے متمثل و متخلق ھوجانا ' اور بحکم " من کان اللہ و رسولہ احب الیہ مما سواھما " اور " حتی یکون ھواہ تابعا لما جئت بہ " اسدرجہ اعتقاداً و عملاً استغراق محبت رسول و ترک ما سواہ کہ بحکم ومن یطع اللہ و رسولہ فاولٰئک مع الذین انعم اللہ علیہم الخ - کامل مرتبۂ معیۃ و یگانگت سے بہرہ اندوز و فائز المرام ھونا ' اور

فاذا ابصرتہ ' ابصرتني

کے معاملہ کا پیش آجانا - نہ وہ " اتحاد " جو ملاحدۂ حلولیہ کا اتحاد ھے ' اور جو في الحقیقت انسان کے تمام مخترعہ اقسام شرک میں سے اکبر و اغلظ قسم شرک کي ھے - اعاذنا اللہ منہ - کیونکہ في الاصل " اتحاد " مصطلحۂ اصحاب حق و توحید کے معني اس سے زیادہ نہیں کہ " تخلقوا باخلاق اللہ "

رشتۂ درگردنم افگندہ درست

مي برد ھرجا کہ خاطر خواہ اوست !

حافظ ابن کثیر (صاحب تفسیر) نے اپني تاریخ کبیر " البدایۃ و النھایۃ " میں اِنھي شیخ عماد الدین واسطي کي نسبت لکھا ھے کہ ابتدا

میں انکا مسلک دوسرا تھا ' لیکن پھر دوسرا هي رنگ چڑھگیا - اس
تبدیلي کا باعث صرف امام ابن تیمیہ کي ایک صحبت هوئي - انکي نشوؤ نماء
فقہا ؤ متکلمین کي جماعت میں هوئي تھي' اسلیے جدل و خلاف اور کلام و
راے کا اثر غالب تھا - مصر سے بغداد گئے تو وهاں خیالات میں توسیع هوئي
اور اپني حالت کا محاسبہ کیا تو یقین و طمانیۃ سے قلب کو خالي پایا -
نتیجہ یہ نکلا کہ فقہاء و متکلمین کے طریق سے دل برداشتہ هوگئے اور تصوف
کي طرف توجہ هوئي ' لیکن عامۂ متصوفین کي صحبتوں کا جو رنگ ڈھنگ
نظر آیا ' اس سے طبیعت اور زیادہ مکدر هوگئي - بالاخر دمشق آے اور امام
ابن تیمیہ کي صحبت میں داخل هوے - وہ خود بیان کرتے هیں کہ
جب پہلی مرتبہ اُنکي صحبت درس میں حاضر هوا تو عجیب اتفاق
هے کہ علم کلام هي کي نسبت صحبت تھي - امام موصوف فرما رهے تھے
" دنیا میں متکلمین و فلاسفہ سے بڑھکر مضطرب و محروم اور اطمینان قلب
و سرور روح کي لذت سے یکقلم نا آشناء اور کوئي گروہ نہیں " پھر
مشاهیر فلاسفۂ قدماء و ارباب مقالات کے چند اقوال سناے جن میں انہوں
نے خود اپنے وجود پر مجہولیۃ و نامرادي اور بد حالي و بے بصیرتي کي
شہادت دي هے - اسي سلسلے میں امام رازي کے اشعار پڑھے کہ انکي
مدۃ العمر کي کاوش و تعمق اور طلب و جستجو کا ما حصل یہ تھا :

لعمري لقد طفت المعاهد کلہا — و سیرت طرفي بین تلک المعالم
فلم أر الا واضعا کف حائر — علي ذقن ' او قارعا سن نادم

اور کہا کہ بعضوں نے اپني مدۃ العمر کے قیل و قال اور کیف و لماذا کا
حاصل یہ بتلایا هے (دراصل اشعار بالا شہرستاني کے اور آتیہ امام رازي کے هیں)

نہایۃ ارباب العقول عقال — و اکثر سعي العالمین ضلال
ولم نستفد من بحثنا طول عمرنا — سوي ان جمعنا فیہ قیل و قالوا

آخر میں ایک ایسے قاطع و ارفع طریق سے جو سارے شکوں کو مٹا دینے
والا اور ساري بے چینیوں سے نجات دلا دینے والا تھا ' ثابت کیا کہ جن

لوگوں نے اپني محرومي و محجوبيت اور کوری و مجہولیت پر خود یہ کچھہ شہادتیں دي هيں ' بھلا انکي پیروی سے کب باب معرفت تک رسائي هو سکتي هے ؟ قلت و ما احسن القول الشاعر العارف :

آن لعل گراں بہا ز کان دگرست ، واں در یگانہ را نشانے دگرست
اندیشۂ این وان خیال من وتست افسانۂ عشق را بیانے دگرست

پس حقیقت وهي هے جسکو وحي الهي اور حاملين منصب نبوة علی الخصوص آخرهم و اعظمهم محمد الرسول الله صلی الله عليه وسلم اور انکے اصحاب و اتباع نے دنیا کے آگے پیش کیا ' اور شک و ظن کي ظلمت و محجوبیت کي جگه علوم سماریه و نبویه کي يقينيات و براهين کا دروازه نوع انساني پر کھولدیا ' اور جسکے علم و عمل کا نمونه سلف صالح و اوائل امة مرحومة من السابقين الاولين من المهاجرين و الانصار ' و الذين اتبعوهم باحسان من ورثة الانبياء و خلفاء الرسل و ائمة الهدی ' رضي الله عنهم ورضوا عنه نے اخلاف و آخر امت کو همیشه کیلیے دکھلا دیا : اولائک علی هدی من ربهم و اولائک هم المفلحون - شیخ موصوف کہتے هیں که اس ایک هي صحبت میں سارے پردے شکوک و اضطراب کے اُٹھہ گئے ' اور میرے دل نے حلاوة ایقان و طمانیة کي لذت پالي - میرا دل بے اختیار پکار اُٹھا که جس نور حقیقت کي جستجو میں سرگردان وحیران هوں ' اسکي شعاعیں امام ابن تیمیه کے ناصیۂ امامت پر چمک رهي هیں - جب وہ میرے حالات سے مطلع هوے تو وصیة کي که ساري چیزیں چھوڑ کر صرف سیرة نبویه کے مطالعه اور تدبر و تفکر کو اپنے اوپر لازم ٹھہرا لو - یقین اور ایمان کي تمام بیماریوں کیلیے یهي ایک نسخه کافي هے - چنانچه میں نے اس وصیت کو حرز جان بنایا ' اور جو کچھه پایا اسي کے وسیله سے پایا - اور هلاکت دنیا وٓ آخرة سے نہیں بچا مگر اُسي کے طفیل - انتہی -

شیخ موصوف نے صرف سیرة طیبه کے مطالعه هي پر اکتفا نہیں کیا ' بلکه کمال شغف و ربط قلب سے اس باب میں بعض مفید تالیفات بھي کیں - ازانجمله سیرة ابن اسحاق کا خلاصه هے جسکي حافظ ذهبي نے بہت تعریف

سي هے اور لکھا هے که گو ماخذ اسکا تهذيب ابن هشام هے ليکن حسن تبويب و اضافهٔ فوائد کے لحاظ سے مستحق ترجيح هے -

فصل

شيخ عماد الدين واسطي (رح) نے امام موصوف کي جس صحبت کا ذکر کيا هے تو يه مبحث منجمله اُن اهم ترين مباحث شريعة اور دقيق ترين مقامات معارف کتاب و سنة کے هے ' جنکي کشف و تحقيق اور بحث و تنقيح امام ابن تيميه کے مخصوص معارف ميں سے هے - بلکه انکے منصب تجديد و امامة في الدين کا اصلي جوهر اور انکے تمام علوم و مقالات کا روح الروح اور صفوة المقال يهي مقام هے - حقيقت اگرچه سلف کے يهاں حالاً و عملاً بحد کمال موجود تهي ' ليکن قولاً و علماً اسکو منتها درجهٔ بحث و تحقيق و وضوح تک پهنچا دينا اور بطريق جوامع و کليات و قواعد و مقاليد اسکا اثبات کرنا اور اسدرجه منقح و صاف کرديناکه لو کشف الغطاء لما ازددت يقيناً کا جمله اُسپر صادق آے ' تو يه فضل مخصوص صرف امام موصوف اور اُنکے اصحاب و تلامذه هي کے حصه ميں آيا - اسي ليے امام ذهبي نے کها " و لقد نصر السنة المحضة و الطريقة السلفيه و احتج لها ببراهين و مقدمات و امور لم يسبق اليها ' و اطلق عبارات احجم عنها الاولون و الاخرون " اور اسي ليے انکا مرتبهٔ تجديد اور فاتحيةٔ تمام مجددين و فاتحين اعصار اواخر ميں سب سے بالا تر و ارفع واقع هوا - کيونکه اکثر مجددين اُمة کي تجديد و دعوة متعلق اعمال و فروع کے هے ' ليکن امام موصوف کي تجديد براه راست علوم و عقائد و اصول و اساسات شريعة سے متعلق هوئي - پس جو نسبت اصل اور فرع ميں هے ' وهي نسبت اُنکے مرتبهٔ تجديد اور ديگر مجددين اُمة کے مراتب ميں سمجهني چاهيے - اور پهر بسبب اکتساب فيضان نسبت جامعيةٔ محمدي ' علم و عمل کي اور تمام شاخوں اور راهوں کا بهي اُنکے مقام دعوة و تجديد نے احاطه کيا ' اور اسطرح " آنچه خوبان همه دارند تو تنها داري " کا معامله بهي واقع هوا - ذلك فضل الله

یوتیه من یشاء اور اسیلیے گو آنکا ظہور دور متاخرین میں ہوا' لیکن بہ لحاظ مرتبۂ و معنویۃ کے داخل صفوف اوائل و اسلاف اُمۃ و مصداق صحیح و اٰخرون منهم لما یلحقــوا بهم - اور پھر اسي لیے سلسلۂ اصلاح و تجدید اُمۃ میں انکي دعوۃ خلف کیلیے واسطۃ العقـد کا برزخ واقع ہوئي جو خلف کو سلف سے جوڑتي، اور اواخر پر اوائل کے فیضـان و برکات کا دروازہ کھولتي ھے - اور یہي بات ھے کہ عہد آخر کے تمام معاملات و کاروبار تجدید و دعوۃ کي فاتحیۃ و قطبیۃ اُنہي کے سپرد ہوئي - و ما احسن ما قال الشیخ بدر الدین بن عز المغیثي في رثائه - رحمۃ الله علیهما :

فلئـــن تاخـر فی القـــرون لثـامن
فلقـــد تقـدم فی العلـــوم امام !

بہر حال اصحــاب تاویل و راے اور متکلمین و اتباع فلاسفہ کي بے حاصلي و نامرادي' اور سلف اُمۃ و اصحاب تفویض کے مذہب حق و طریق حکمت اور عقلیات صادقۂ و فاضلہ کے اثبات و نصرۃ میں امام ابن تیمیہ کے مباحث و مقالات اور براهیـن و قواطع کا عالم هي دوسرا ھے' اور افسوس اُمت کي محرومي و واماندگي پرکہ صدیوں سے یہ خزائن معــارف و کنـــوز حقائق موجود ہیں' مگر کوئي انکا شناسا و عارف پیدا نہوا - بلکہ ہمیشہ غفلت و جہل اور تعصب و جحـــود کي تاریکیوں میں مدفون و مجہـول رکھا گیا - و هذا لیست اول قارورۃ کسرت فی الاسلام - و کم من نوبۃ قد رمو الحق و العلم عن قوس واحدہ ! علی الخصوص آجکل مسلمانوں میں جس فتنۂ عقائد نے سر اُٹھایا ھے' اور بحکم بل قالوا مثل ما قال الاولون وہ تمام فتنے اکٹھے ہوکر پلٹ آے ہیں جو عقائد اسلامیہ کے مختلف دوروں میں فرداً فرداً ظاہر ہوے تھے' اسکے لحاظ سے تو آج معــارف ابن تیمیہ سے بڑھکر اور کوئي چیز مطلـــوب و مقصود وقت نہیں - البتہ ضرورت بہت کچھہ اضافۂ مطالب' و تفصیل اجمال و توضیح اشارات' و ضبط و تالیف اشتات و انتشــار کي ھے - اور اسکا بہترین محل و موقعہ امام ابن تیمیہ اور انکے اصحاب و تلامذہ کي سیرۃ و سوانحات عمریہ میں ملسکتا ھے - اس چیز کا خیـال عرصہ سے تھا - لیکن ان سطور کو لکھتے

هوے بے اختیار اس کام کي طرف دل مائل هو رها هے - اگر تفسیر کے سلسلے سے ذرا بهي مهلت نکلي اور حضرۃ شاہ ولي الله کي سیرۃ کي تکمیل سے فراغت هوئي تو انشاء الله سیرۃ ابن تیمیه و اصحابه کي ترتیب پر متوجه هونگا - باقي رها اصل مبحث تو الحمد لله تفسیر البیان میں به تحت سورۂ بقرہ نهایت شرح و بسط سے لکها جاچکا هے، اور جسته جسته دیگر مقامات تفسیر میں بهي اسکي تحقیق و توضیح هوچکي هے، اور چونکه مسئله کی اهمیت طالب انفراد بحث و استقلال نظر تهي، اسلیے گذشته سال ایک مستقل رساله " اتحاف الخلف بطریقة السلف " کے نام سے بهي انجام کو پهنچا - انشاء الله اس باب میں کافي و شافي هوگا - اس موضوع پر بعض دیگر تالیفات بهي پیش نظر هیں - لیکن ابهي یهي کس کو معلوم هے که یه تمام اوراق پریشان جن کو بلا فکر مال و مستقبل لکهتا جاتاهوں، اور (بقول ابن رشد) اس شخص کیطرح جو اپنے آتش زدہ مکان کا سامان جلد جلد کهڑکي سے باهر پهینک رها هو، بارجود هجوم نوازل، و انبوہ زلازل، و احاطۂ حوادث، و تشتت بال، و بے سر و ساماني حال، جسقدر بهي فراغ خاطر ساتهه دیتا هے، صحبت قرطاس و قلم و تسوید واردات و افکار میں کمي نهیں کرتا، کبهي جمعیت و ترتیب اور صورت انطباع و اشاعت بهي نصیب هوگي یا نهیں ؟ البته مزدور کا کام محنت هے، اور چاکر کا چاکري - بعد کي فکر نه همکو کرني چاهیے، اور نه کرنے سے کچهه حاصل :

که خواجه خود روش بندہ پروري داند !

و الله لا یضیع عمل عامل من ذکر و انثي و علیه فلیتوکل المتوکلون ! یه سب کچهه جو هورها هے، اگر ایک ذرۂ اخلاص و صداقت بهي رکهتا هے، تو پهر نه خوف زیاں هے اور نه خدشۂ ضیاع، اور انشاء الله لا خوف علیهم و لا هم یحزنون کا معامله ارباب عمل کیلیے هر وادي اور هر گوشۂ کار میں کار فرما - شاهان عالم کے بنائے هوے محل مٹ گئے اور قوموں کے آباد کیے هوے شهر ویران هوگئے - کان لم یغنوا فیها - لیکن اصحاب اخلاص کا ایک کلمۂ حق اور ایک نقش صدق بهي لوح عالم سے محو نه هو سکا - حتی که جو

بقاء ذکر عظیم الشان بابل کے آباد کرنے والوں اور مصر کے سر بفلک منارون
کے بنانے والوں کو بھي نصیب نہ ھوا (حالانکہ شاید اسي غرض سے
جبل مقطم کي چٹانیں کاٹ کر چار سو ساٹھہ گز کي بلندي تک پہنچادیں)
وہ اصحاب کہف کے ایک بے زبان کتے کو اُس غیر فاني کتاب کي لوح محفوظ
میں حاصل ھے ' جسکي دائمي حفاظت کي تصدیق میں خود اللہ نے اپني
ذمہ داري پیش کي ھے : وکلبھم باسط ذراعیہ بالوصید ! وللہ درما قال :

هرگز نمیرد آنکه دلش زنده شد بعشق
ثبت ست بر جریدهٔ عالم دوام ما !

شیخ واسطي نے امام موصوف کے جو اشارات متکلمین و ارباب تاویل کے
باب میں نقل کیے ھیں ' انکو زیادہ تفصیل کے ساتھہ انہوں نے اپنے مشہور
مقالہ عقیدۃ الحمویہ میں لکھا ھے - یہ وھي تحریر ھے ' جسکي بنا پر سب سے
پہلے امام موصوف کے خلاف علماء سوء نے فتنہ اٹھایا ' اور ربیع الاول
سنہ ٦٩٨ میں مبتلاے محن و آلام ھوے - یہ رسالہ مصر میں دو بار
چھپ چکا ھے - علامۂ سفاریني نے کہ گیارھویں صدي کے کبار اصحاب اثر و
اعاظم حماۃ طریق سلف میں سے ھیں ' ایک ضخیم مجلد میں اسکي
شرح بھي لکھي ھے ' اور اُن طالبان حق و جویان حقیقت کیلیے جنکے امراض
قلب و اعتقاد کو علامۂ نسفي و تفتازاني و دواني (رحمھم اللہ) کے شفاخانوں نے
اور زیادہ مزمن و شدید کر کے چھوڑ دیا ھو ' اکسیر اعظم و تریاق مجرب و شفاء
لما في الصدور کا حکم رکھتي ھے - ففیہ ماتشتھیہ الانفس و تلذ الاعین :

سر خدا که عارف و زاهد کسے نه گفت
در حیرتم که باده فروش از کجا شنید ؟

فصل

بہر حال اس واقعہ میں قابل غور وہ عشق و شغف ھے ' جو امام موصوف •
کو خصوصیت کے ساتھہ سیرۃ نبویہ سے تھا - ایک سرسري نظر رکھنے والا تو

اس واقعہ کو معمولی سی بات سمجھکر معرضانہ آگے بڑھجائیگا - لیکن صاحب نظر و بصیرۃ اسی ایک بات سے امام موصوف کے تمام علوم و اعمال کا محور و مرکز معلوم کرلے سکتا ہے -

انہوں نے ایک ایسے صاحب علم مگر مریض شک و اضطراب کو جو مدعیان علم و حکمت کی دانش فروشیوں کے ھاتھوں اپنا یقین و اطمینان ضائع کرچکا تھا' یہ وصیت کی کہ ساری چیزیں چھوڑ کر صرف حیات طیبۂ نبوت کے مطالعۂ و تفکر میں لگ جاؤ - اور گویا اسطرح بتلا دیا کہ علم و بصیرۃ کا اصلی سرچشمہ صرف حیات نبوت اور منہاج مقام رسالت ہے' جسکو قرآن حکیم نے " الحکمۃ " کے لفظ سے تعبیر کیا ہے : و من یوتی الحکمۃ فقد اوتی خیراً کثیرا - کیونکہ دنیا میں " حکمت صادقہ " کا اس " حکمت " سے الگ کوئی وجود ھی نہیں - "حکمت " یا تو خود منہاج و سنۃ نبوۃ ہے' یا علم و عمل کی ھر وہ بات جو اُس سے ماخوذ اور صرف اُسی پر مبنی ھو - یہی " خیر کثیر " مبدٔ جمیع خیرات و برکات ارض و نوع ہے' اور صرف اِسی نسخۂ شفا سے دل اور روح کی ساری بیماریاں دور ھوسکتی ھیں - خواہ شکوک و ارتیاب کی بیماری ھو' خواہ اوھام و انکار کی - خواہ ادعاء ادریۃ کا ھیجان ھو' خواہ حیرانی و سرگردانی 'لا ادریۃ کا خمار :

ز ھر مرض کہ بنالد کسے ' شراب دھید !

کوئی بیماری ھو' دوا صرف ایک ھی ہے :

یکے دواست بدار الشفاء میکدہ ھا !

باقی یا تو اسماء مختلفہ ھیں اور مسمی وھی ایک ہے - مثلاً " سنۃ و سیرۃ " کی جگہ " قرآن و کتاب " کا لفظ بولدیا جاے کہ نام دو ھوگئے مگر حکایت شہد و عسل سے زیادہ نہیں - یعنی بات وھی ایک رھی - دلالۃ و تسمیہ میں تعدد ھوا - مدلول و مسمی میں نہیں :

عباراتنا شتی و حسنک واحد !

یا پھر اُسی نسخہ کے اجزاء و توابع جیسے آثار و سیرۃ صحابۂ و سلف اُمت ' اور معارف و بصائر ماخوذۂ و مکتسبۂ کتاب و سنۃ کہ گو اشکال و اسماء میں

تفرقۂ و امتیاز ہوا ' مگر بحکم " علیکم بسنتي و سنة خلفاء الراشدین " اور وآخرین منهم لما یلحقوا بهم اور فاولٰئک مع الذین انعم الله علیهم الخ اور " ما انا علیه و اصحابي " معناً و حکماً جزء و کل ' اصل و فرع ' مصدر و مشتق ' یا شمس و کواکب کا سا معاملہ واقع ہوا ہے - روشني صرف ایک هي ہے اور ایک هي کي ہے - اگرچه چاند سے بهي ملجائے اور چمکیلے ستاروں سے بهي :

بحر یست متحد که باشکال مختلف
باران و قطرۂ و صدف و گوهر آمده
مشتق چونیک درنگري عین مصدرست
کین در صفات ظاهر خود مضمر آمده

و یقرب من هذا ما قیل بالعربیه :

و ما البحر الا الموج لا شي غیره
وان فرقته کثرة المتعدد !

اور اگر یه دونوں صورتیں بهي نهیں ' تو پهر جو کچهه ہے ' نه تو علم ہے اور نه شفا ' بلکه خود جهل ہے اور مرض - اگرچه افسوس که اس دنیا میں زیادہ حصه أنهي مریضوں کا بستا ہے جنهوں نے همیشه طلب مرض کو طلب شفا سمجها ہے ' اور سم قاتل سے امید حیات رکهي ہے ! اور پهر یاد رہے که یهي معني هیں سلف کے اس قول کے که علم نهیں ہے مگر وہ جس میں حدثنا اور اخبرنا هو - اسکے سوا جو کچهه ہے وساوس و ضلالة سے زیادہ نهیں - کما قال الشافعي رضي الله عنه :

کل العلوم سوي القران مشغلة — الا الحدیث و الاالفقه في الدین
العلم ما کان فیه قول حدثنا — وما سوا ذاک وسواس الشیاطین

اور یهي معني هیں اس قول نبوي صلعم کے که علم صرف تین هیں - ماسوا انکے جو کچهه ہے فضل ہے - آیة محکمه ' سنة قائمه ' فریضۂ عادله - اور یهه منجمله جوامع الکلم نبویه کے ہے که اس دنیا میں علم کي حقیقت اور اسکے حدود و مقاصد و مراتب و انواع کي نسبت جو کچهه

بهي کها جاسکتا هے ' وہ سب کچهه ان تین لفظوں میں جمع کردیا گیا اور بتلادیا گیا - ولکن لا یعقلها الا العالمون - و قدس الله روح القائل و هو حجة الاسلام ابن قیم اذ یقول في النونیة الکبری :

العلم قال الله قال رسوله قال الصحابة هم اولوالعرفان
ماالعلم نصبک للخلاف سفاهة بین الرسول وبین رایي فلان
کلا و لا عزل النصوص وانها لیست تفید حقائق الایمان
اذ لا تفیدکم یقیناً لا ' ولا علماً ' فقد عزلت عن الایقان
والعلم عندکم ینال بغیرها بزبالة الا فکار و الاذهان
سمیتموہ قواطعاً عقلیة نفي الظواهر حا ملات معان
کلا ' ولا احصاء اراء الرجا ل وضبطها بالحصر و الحسبان
کلا و لاالتاویل و التبدیل والتحریف للوحیین بالبهتان
کلا ولا الا شکال والتشکیک والوقف الذي ما فیه من عرفان
هذی علومکم التي من أجلها عادتیمونا یا اولي العرفان !

و قال شیخ الاکبر ' من جملة ابیات افتتح بها الباب الثامن و ثلاث مائة من الفتوحات :

کل علم یشهد الشرع له فهو علم نبه فلتعتصم
فاذا خالفه العقل فقل طورک الزم ما لکم فیه قدم

اور سبب اسکا ظاهر هے - قلب و روح کي جتني بیماریاں بهي هیں ' اصل مبدء انکا دو قسموں سے باهر نهیں - ایک قسم مرض کا نام الحاد و انکار هے - دوسري کا توهم و سوفسطائیة - باقي تمام بیماریاں اسي کے اتباع و عوارض و فروع هیں - اور دونوں قسموں میں ظهور مرض کے علائم و آثار و عواقب مشترک هیں - یعني دونوں کا نتیجه شک و جهل و اضطراب ' اور فطرة کي طمانیة اور سرور و راحت قلبي کا ازاله - یعني باصطلاح قرآن حکیم " نفس مطمئنه " (١) کا فقدان - پس

(١) انسان کي نفسي و قلبي حالت بلحاظ سعادت و شقاوت تین قسموں سے باهر نهیں - یا تو نور فطرة کي محجوبیة و مظلمیة بمصداق کلا بل '

مرض بلحاظ علت و ظہور ہر حال میں صرف یہي ہوا کہ شک و ظلمت -
اور اس عالم میں وحي الہي اور حکمـــة نبوۃ اور انسے ماخوذ و مکتسب کے

[بقیہ نوٹ صفحہ ۱۶۲]

ران علی قلوبهم ما كانوا يكسبون اور اسکا بعد مسخ و انقلاب پہنچ جانا ' حتی
کہ احساس و تمیز تک کا باقي نہ رہنا - یہ حالت ہوجاے کہ روشني اور تاریکی '
سنکھیا اور دودہ ' دونوں کو ایک سمجھنے لگے - نہ اچھائي پر خوشي ہو
نہ برائی پر غم - سو قران حکیم نے اسکو " نفس امارہ " سے تعبیر کیا ہے -
ان النفس لامارة با لسوء - اور یا پھر اس ظلمت کدہ سے قدم باهر نکلتا ہے -
نور فطرۃ کي بجھتي ہوئي روشني ٹمٹمانے لگتي ہے - حتی کہ احساس و امتیاز
خفتہ جاگ اٹھتا ہے ' اور روشني کي تمنا اور تاریکي سے بیزاري محسوس
ہونے لگتي ہے - برائي سے بچنے اور کانٹوں میں نہ الجھنے کي طاقت تو
نہیں ہوتي ' لیکن فطرۃ اصلیہ کا سروش غیبي اپنا کام شروع کردیتا ہے - اسکي
صدائیں برابر سنائي دینے لگتي ہیں - اچھائي اور نیکي سے وہ خوش ہوتا ہے
اور تحسین کرتا ہے ' اور بدي و بے راهي پر غمگیں ہوتا اور ملامت کرنے
لگتا ہے - یہ " نفس لوامہ " کي تندرستي و حصول کا مرتبہ ہے - اور اسي لیے
قران حکیـــم نے اپنے طرز مخصوص میں اسکي اندروني شہادت پر انسان کو
توجہ دلائي ہے جو قانون مجازات و مکافات کي تصـــدیق کرتي اور نتائج و
ثمرات عمل و تفریق عمل حسن و سؤ کا یقین دلاتي ہے - کیونکہ اگر ایسا
نہیں ہے تو ایک کام پر خوشي و سرور کا احساس کیوں ہو ' اور دوسرے کام پر
ملامت و احساس ندامت و خوف کیوں ؟ لا اقســـم بيوم القيامة و لا اقسم
با لنفس اللـــوامة - یہي وہ حقیقت ہے جسکي طرف حدیث ابن معبد
عند احمد والدارمي میں اشارہ فرمایا ' اور جو حقیقت خیر و شر و فطرۃ انسانیۂ
اصلیہ کے باب میں چند لفظوں کے اندر ایک صحیفۂ علـــم اور ایک دیوان
درس حقیقت ہے ' اور اسي لیے طالب انفراد بحث و استقلال نظر ' کہ " البر ما
اطمأنت علیه النفس ' و اطمان الیه القلب ' و الا ثم ما حاک فی النفس
و تردد فی الصدر ' و ان افتاک الـــناس و افتون " یعني فرمایا - کیا
نیکي اور اچھائي کي حقیقت اور پہچان پوچھتے ہو ؟ سو پہچان اسکي یہ ہے کہ
" استفت قلبک " اپنے ضمیر سے فتوی طلب کرو - نیکي وہ کام ہے جس
پر نفس کو اطمینان اور خوشحالي ہوئي اور دل کے لیے آسپر قرار اور اتکاؤ

علاوہ جو کچھہ ھے " یقین ' برہان ' بصیرۃ " اور " فرقان " نہیں ھے - شک و ظن ھے - عدم علم و بصیرۃ ھے - یا تخمین و راے اور تلعب و تخرص

(بقیہ نوٹ صفحہ ۱۹۲)

ھوا - اور گناہ وہ ھے کہ اطمینان کي جگہہ تمہارے اندر چبھن اور خلش پیدا کرے ' اور دلکو اسپر جماؤ اور قرار نہو - اگر سیکڑوں آدمی فتوی دیدیں کہ فلاں بات اچھي ھے لیکن خود تمہارے اندر اسپر اطمینان اور جمعیۃ خاطر نہو تو سمجھہ جاؤ کہ اسمیں کوئي کھوٹ ضرور ھے - انتہی - البتہ یہ یاد رھے کہ اس حدیث میں " قلب " کا جو لفظ آیا ھے ' تو اس سے مقصود " قلب سلیم " ھے - نہ کہ سقیم و مریض - کیونکہ ذائقہ کے باب میں تندرست آدمي کا ذائقہ معتبر ھوگا - نہ کہ بیمار کا - رات بھر کے تپ صفراوي نے جسکي زبانکے ذوق اصلي پر قبضہ کرلیا ھے ' وہ تو شھد کو بھي چکھہ کر منھہ بنا لیگا کہ کڑوا ھے - اسکا ذوق ' معیار حلاوت و تلخي نہیں ھوسکتا - اور پھر یہي معني ھیں بعض عرفاء کے اس قول کے کہ طالب کي کامیابي کي پہچان یہ نہیں ھے کہ غفلت سے بالکل محفوظ ھو جاے - بلکہ یہ کہ غفلت پر احساس حسرت و غم اور ذکر و عمل پر وفور مسرت و شادماني کا معاملہ مضبوط ھو جاے - تیسري قسم سعادت قلبي اور ارتقاء معنوي کا آخري مرتبہ ھے - اور اسکو قرآن حکیم نے " نفس مطمئنہ " سے تعبیر فرمایا ھے : یا ایتھا النفس المطمئنہ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ یعني علم و یقین (و باصطلاح قرآن ایمان) کي وہ حالت جب فطرۃ اصلیہ ساري پیدا کي ھوئي بیماریوں اور مکتسبۂ و خارجیہ علتوں سے نجات پا جاے ' اور قلب کا آئینۂ فطرۃ ھر طرح کے زنگوں اور کدورتوں سے پاک و صاف ھوکر اپني اصلي چمک اور درخشندگي حاصل کرلے - غرضکہ قلب " سلیم " ھو جاے کہ نجات کامل اور سعادت دارین کا مستحق بجز اسکے اور کوئي نہیں - مطلوب و مقصود اصلي صرف وھي ھے : یوم لا ینفع مال و لا بنون الا من اتي اللہ بقلب سلیم - سو یہ حالت اطمینان و سکون کامل اور یقین و راحت تامہ کي وہ بے میل اور بے داغ حالت ھے جس میں شک کا ایک ذرا سا دھبہ اور اضطراب و تذبذب کا ایک رائي برابر بھي داغ نہیں ھوتا - اسي لیے آنحضرۃ صلعم نے خطبۂ غزوۂ تبوک میں فرمایا " و خیر ما وقر في القلوب الیقین و الارتیاب من الکفر " - اور قول حضرۃ ابن مسعود کہ

بالریب ھے - مالھم بذلک من علم إنھم الا یظنون اور بل ھم في شک یلعبون -
اور ومن النـــاس من یجادل فی الله بغیر علم ولا ھدی ولا کتاب منیـــر

[بقیہ نوٹ صفحہ ۱۶۲]

" الیقین الایمان کلہ " و قال ابن عمر " لایبلغ العبد حقیقۃ التقوی حتی یدع ما حاک فی الصدر " اور حضرۃ ابن عمر نے یہ جو فرمایا کہ " یدع ما حاک فی الصدر " تو یہ وھي برو ایمان کي ضد ھے جسکي نسبت قول نبوي صلعم اوپر گذرچکا کہ " ما حاک فی النفس و تردد فی الصدر " في الجملہ نفس مطمئنہ کے اس مقام پر پہونچکر انسان کے لیے دنیا و آخرۃ دونوں میں بجز جنت و نعائم جنت اور روح و ریحان و جناۃ النعیم کے عیش و سرور کے ' غم کي ایک خلش اور اضطراب کي ایک چبھن بھي نہیں ھوسکتي - تتنزل علیھم الملائکہ ان لا تخافوا و لا تحزنوا و ابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون - نحن اولیائکم في الحیاۃ الدنیا وفی الاخرۃ ولکم فیھا ما تشتھی انفسکم و لکم فیھا ما تدعون - وھي دنیاکي زندگي جو ھزاروں لاکھوں دلوں کیلیے جھنمي شورشوں اور دوزخي بے چینیوں اور درد و کرب دائمي کے شعلوں سے بھري ھوئي ھے ' صاحب نفس مطمئنہ کیلیے باغ و بہار بہشت اور نعمت و سرور دارالمقام و سلام بن جاتي ھے : ولمن خاف مقام ربہ و نہی النفس عن الھوی فان الجنۃ ھي الماوی اور ولمن خاف مقام ربہ جنتان جو الله سے ڈرا اور اپنے نفس کو بد راھیوں اور بد خیالیوں سے روکا تو اُسکا مقام دار الحیات جنت ھے ' اور جنت کا نعیم و سرور و قرۃ اعین ' اور اسکے لیے ایک نہیں دو دو جنتیں ھیں - اور سبحان الله امام ابن تیمیہ کي حقیقت فرمائي اور رمز شناسي کہ ھمیشہ کہا کرتے - کما نقل عنہ الحافظ ابن قیم " ان فی الدنیا جنۃ ' من لم یدخلھا ' لم یدخل الجنۃ الاخرۃ " دنیا میں بھي ایک جنت ھے - سو جو اس دنیا کي جنت میں داخل نہوا ' وہ آخرت کي جنت میں بھي کبھي داخل نہوگا - فمـــن کان في ھذہ اعمی فھو فی الآخرۃ اعمی شک و ظلمت از یقین و طمانیت کي محرومي ھي سب سے بڑي جھنمي زندگي ھے - اور حیات بہشتي یقین و بصیرۃ ھي کا دوسرا نام ھے - فالقرآن یدعو الی الجنۃ و یدعو الی دار السلام !

غرضکہ قرآن حکیم نے نفس انساني کي اصولاً تین ھي قسمیں کي ھیں : نفس امارہ ' لوامہ ' مطمئنہ لوامہ کا آخر گو بوجہ قرب و اتصال مطمئنہ '

ثاني عطفه ليضـــل عن سبيل الله (حج) اور هل عندكم من علم فتخرجوه لنا ؟ اور افمن كان على بينة من ربه كمن زين له سوء عمله و اتبعوا اهوائهم ؟

[بقيه نوت صفحه ۱۰۶۲]

صحت وتندرستي نفس کا مقـــام هے ' مگر اس میں شبهه نهیں که اسکا ابتدائي مقام بوجه قرب اسفل ' بيماري كي حالت ميں داخل هے اگرچه بهر حال هلاکت سے محفوظ - یه حال هر درمیاني درجه کا هوا کرتا هے - اسکا ایک سرا اگر مافوق سے متصل هوتا هے تو دوسرا ماتحت سے - اور اسي بنا پر قرآن نے بلحاظ سعادت و شقاوت عمل بهي تین هي قسمیں کي هیں- ایمان - کفر- نفاق - کیونکه حالتیں بهي صرف تین هي هیں - چوتهي کوئي نهیں - زندگي - بیماري - موت - اور اسي لیے مقام بهي تین هوے - دار المقام جنت- اعراف- سعیر و جهنم - اور یه معلوم رهے که یهاں نفاق سے مراد صرف نفاق اعتقادي هي نهیں هے بلکه عملي بهي 'کیونکه جسطرح ایمان واسلام اعتقاداً و عملاً دونو طرح هے - الایمان بضع و ستون شعبة الخ وکذالک الکفر ' ولهذا قالواکفر دون کفر ' اسي طرح نفاق کي بهي دو قسمیں هیں - اعتقادي اور عملي - مدینه کے منافق جو قریش ویهود سے سازباز رکهتے تهے ' فنا هوگئے ' مگر نفاق اور منافقین کا وجود بدستور باقي هے جسطرح کفر اور ایمان کا - اور باقي رهیگا - " اربع من کن فیه کان منافقا خالصاً و من کانت فیه خصلة منهن ' کانت فیه خصلة من النفاق " (بخاري) " ولوصلي وصام وزعم انه مسلم " یه ساري باتیں جو اس منهیه میں لکهي گئیں ' محض از قبیل اشارات هیں- ورنه

گر نویسم شرح آن بیحد شود * مثنوي هفتاد من کاغذ شود

تفسیر البیان ان تمام مباحث کا مجمع هے - اور حقیقت ایمان وکفر ونفاق پر ایک مستقل رساله اتمام کو پهنچ چکا هے - اور یه جو کها که قسمیں تین هیں ' تو تمام تقسیمات قرآنیه اسي پر مبني هیں' اور جس پهلو سے اور جس گوشے میں دیکهوگے ' معلوم هوگا که تین قسموں اور درجوں سے کوئي معامله اور سلسله خالي نهیں - اگر نظر دقت و تفکر سے کائنات هستي کا مطالعه کروگے تو معلوم هوگا که قانون الهي عالم هستي میں کچهه ایسا هي واقع هوا هے - هر نوع اور هر حالت کے لیے تین کا عدد جامع افراد اور مکمل ومتمم کار هے - یهي وجه هے که انبیاء کرام کے اکثر اعمال بلا قصد خود بخود تین مرتبه ضرور انجـــام پاتے تهے - " وکان اذا یدعو یدعو ثلاثا- وکان

(محمد) اور ما لهم به من علم ان يتبعون الا الظن و ان الظن لا يغني من الحق شيئاً (النجم) اور قل هذه سبيلي ادعوا الى الله ' على بصيرة انا و من اتبعني (آخر يوسف) اور بل كذبوا بما لم يحيطوا بعلمه و لما يا تهم تاويله (يونس) ما تعبدون من دونه الا اسماء سميتموها انتم و آباؤكم ما انزل الله بها من سلطان ان الحكم الا لله (يوسف) و غير ذلک من الايات

[بقیه نوٹ صفحه ۱۶۲]

اذا سلم سلم ثلاثا و اذا تكلم بكلمته اعاد ها ثلاثا " (بخاري) اور اسي ليے شريعت نے بهي اپنے تمام اعمال ميں مرتبۂ ثالث تک بلوغ عمل و اراده كو ضروري اور بمعنى تكميل قرار ديا هے اور هر طرح كي تقسيم و تكرار عمل وغيره ميں تين تک هو جانا كمال ٹهرا - اور اسي ليے تمام عقائد و اعمال و افعال كي تكميل و حصول كے تين هي عنصر هوے - نيت - قول - عمل بالجوارح - ايمان بهي معلوم هے كه اعتقاد ' قول ' عمل كا نام هے ' اور عبادت بهي انهي تين عناصر سے مركب هوئي - نيت و خشوع و خضوع - تلاوة و قراة - قيام و ركوع و سجود - معلوم هوتا هے كه يه جو دنيا كي اكثر بت پرست اقوام قديمه ميں تثليث كے عقيده نے نشوء نما پايا - مثلاً هندوستان ' يونان ' اور مصر و غيره ميں - اور افلاطون نے بهي ايک طرح اقانيم ثلاثه كا اقرار كيا ' اور اسي سے عيسائيوں كے يهاں تثليث كي ضلالت پهيلي ' تو غالباً اسكي بنياد اول اول يوں پڑي هوگي كه كارخانۂ حيات ميں هر جگه تين قسموں اور تين مرتبوں كے ظهور كو ديكهكر تثليث إله كے دهوكے ميں پڑ گئے ' اور اصل قانون خلقت و حيات و انواع اور جميع كاروبار هستي كے ايک اور يكساں هونے كي حقيقت ' اور اس سے قانون توحيد خلقت و خالق تک پهنچنے ' اور ساري كتاب قدرت كے ايک هي خط ميں مكتوب هونے كي وجه سے قلم و كاتب كے بهي ايک هونے تک انكي رسائي نه هوئي - اگر هوتي تو پكار اٹهتے : ما ترى في خلق الرحمن من تفاوت ' فارجع البصر ' هل ترى من فطور ؟ ثم ارجع البصر كرتين ينقلب اليک البصر خاسئا و هو حسير (ملک) قال ابن عباس (رض) " تفاوت " اى الاختلاف - (اخرجه البخاري في التفسير)

و القواطع - اور اسي ليے دعوة خاتم الاديان و مكمل الشرائع كي نسبت اكثر خطبات نبويه ميں يه اعلان عام پاتے هو كه اُسكا ظهور كرۀ ارضي كے كمال جهل و فقدان علم كے وقتوں ميں هوا - يعني اسليے هوا تاكه علم و نور سے دنيا كو بهرپور كردے' اور علم و نور نهيں هے مگر يقين اور زوال شك و ريب - علي الخصوص اولين خطبۀ جمعه بالمدينه ميں فرمايا : " ارسله بالهدي و النور و الموعظة ' علي فترة من الرسل ' وقلة من العلم و ضلالة من الناس " الخ اخرجه الحاكم علي شرط الصحيحين و الطبري في تاريخه - پس ظاهر هے كه جن نام نهاد علوم كا ما حصل خود ظلمت ظن و شك اور كوري وهم و راے سے زياده نهيں' وه مريضان يقين و اعتقاد كيليے كيونكر نسخۀ شفا هوسكتے هيں ؟ اور جو خود سرگشتۀ راه اور واماندۀ كار هے ' وه دوسرے گم كرده راهوں كي كيا رهنمائي كر سكتا هے ؟

جوهر طينت آدم زخمير دگرست
تو توقع زگل كوزه گران مي داري

بل هم في شك منها ' بل هم منها عمون (نمل) مرض كا ازاله دوا سے هو سكتا هے نه كه خود توليد مرض سے - اگر دنيا كا اصلي مرض "يقين" اور " بصيرة " سے محرومي هے اور شك و گمان كي هلاكت ' تو اُسكا علاج وه كيونكر كرسكتے هيں ' جنكا خود اعلان يه هے كه همارا منتهاء فكر و ادراك اس سے زياده نهيں كه " لا ادري و لا اعلم " هم نهيں جانتے اور نهيں كهه سكتے كه كيا هے اور كس ليے هے ؟ يعني بحكم وشهدوا علي انفسهم وه خود اپنے منتهاء معرفة كو جهل سے زياده نهيں بتلاتے : ان نظن الا ظناً و ما نحن بمستيقنين

معلومم شد كه هيچ معلوم نه شد !

اسكا علاج اور نسخۀ شفاء لما في الصدور تو صرف آسي اعلم الخلائق و اعرف العباد كے دارالشفاء وحي ميں مل سكتا هے جو شك كي جگه يقين كا ' ظلمت كي جگه نور كا ' عدم علم كي جگه علم و بصيرة كا ' ظن و قياس و گمان كي جگه بينۀ و حجة كا ' برهان و فرقان كا ' اور تبياناً لكل شي اور عروة الوثقى كا ' غرضكه " لا ادري " اور " لا اعلم " كي جگه

" اني اعلم " اور " اني علی بینة من ربي " اور " اني اشهد " بلکه " رأیت و سمعت " کا دعوا اور اعلان کررها هو' اور تمام نوع بشر کو یه کهکر بلا رها هو: هذه سبیلي ادعوا الی الله ! علی بصیرة انا ' و من اتبعني ! اور تمام منکرین و جاحدین سے بار بار مطالبه کرتا هو: هل عند کم من علم فتخرجوه لنا ؟ یعني یه علم و یقین اور خروج من الظلمات الجهل الي نور المعرفة و الحقیقة کي راه هے جس پر میں تم کو دعوة دے رها هوں - پهر تمهارے پاس بهي کوئي " یقین " اور " علم و بصیرة " هے جسکو دنیا کے آگے پیش کرسکتے هو ؟ فهل یستوی الاعمی و البصیر ؟ اور و هل یستوی الذین یعلمون و الذین لا یعلمون ؟ ایک کهتا هے میرے پاس شک هے ' اگر تم میري طرف آؤ تو تمکو شک سے معمور کردونگا - دوسرا کهتا هے که میرے پاس جو کچهه هے بجز یقین اور برهان کے اور کچهه نهیں - لا یاتیه الباطل من بین یدیه و لا من خلفه - تنزیل من حکیم حمید (حم سجده) اور بل هو آیات بینات في صدور الذین اوتو العلم (عنکبوت) میں بصیرة هوں - دعوة علم هوں - پیام حجة و برهان هوں - حقیقت جو ایک سے زیاده نهیں هوسکتي ' اسکي ایک هي راه هوں - اقوم الطرق ' اوضح السبل ' صراط السوی : ان هذه صراطی مستقیما فاتبعوه و لا تتبعوا السبل فتفرق بکم عن سبیله - پهر بتلاؤ ' دنیا کو جو طمانیة و قرار قلب کي بهوکی پیاسي اور شک و اضطراب نفس کے زخموں سے جاں بلب هے ' کس کا ساتهه دینا چاهیے ؟ اُسکا جو خود شک و ریب کي تاریکیوں میں ٹهوکریں کها رها هے - ایک تاریکي سے نکلنے کے لیے دوسري تاریکي میں ڈوبتا هے ' اور تاریکیوں کا یه حال هے که خود اپنا هاتهه بهي سوجهائي نهیں دیتا - ایک گتهي سلجهانا چاهتا هے تو دس نئے الجهاؤ رشتۂ ادراک میں پڑجاتے هیں : کظلمات في بحر لجي یغشاه موج ' من فوقه موج ' من فوقه سحاب - ظلمات بعضها فوق بعض ! اذا اخرج یده لم یکد یرا ها - و من لم یجعل الله له نوراً فماله من نور ؟ (نور) اور

جسکي اُن ساري کوششوں اور طلب و جستجو کا جو حقیقت تک پہنچنے اور عقدۂ هستي کو حل کرنے کیلیے کرتا ھے ' یہ حال ھے کہ هر نیا مرحلہ ایک نئي گمرهي کا پیام اور هر منزل ایک نئے بعد و گم گشتگي کي مایوسي هوتي ھے - جس نظریہ پر رکتا اور جس تہیوري کو فاتح کار سمجھکر پوجتا ھے ' جب اُس تک پہنچتا ھے تو یقین کي جگہ وہ خود ایک نئے شک کي دعوۃ نکلتي ھے' اور جواب کي جگہ وہ خود ایک نیا سوال هوتي ھے' اوراسطرح اسکي ساري امیدیں اور ساري خوشیاں اُس پیاسے کي امید سے زیادہ نہیں ثابت هوتیں جو ریگستان افریقہ کو دجلۂ و فرات سمجھکر بے تحاشا دوڑ رہا هو: کسراب بقیعۃ یحسبہ الظمان ماء ' حتی اذا جاءہ لم یجدہ شیئا (نور) پس کیا کھوے هوؤں کو طلب دلیل وهدایت میں اپنے هي جیسے کھوے هوؤں کا دامن پکڑنا چاهیے ؟ ضعف الطالب و المطلوب (حج) اور لبئس المولی و لبئس العشیر (حج) یا پھر اسکا ساتھہ دینا اور بلا چون وچرا سمع والطاعۃ کا سر جھکا دینا چاهیے جسکي ساري پکار اور سارے پیاموں کي بنیاد هي یہ ھے کہ میں ظلمت نہیں بلکہ سر تا سر نور هوں - میں تاریکي میں اِدھر اودھر بھٹکنے والا قدم اور خود اپنے هاتھہ کو بھي نہ دیکھہ سکنے والي آنکھہ نہیں هوں ' بلکہ معرفت و شہادۃ کا اُجالا هوں ' نورانیت میں بے خوف لغزش و بے خطرۂ گمرهي دوڑنے والا قدم هوں ' اور دوپہر کي چمکیلي روشني میں ایک ایک ذرہ تک کو دیکھہ لینے اور پا لینے والي بینائي هوں " السمحۃ الحنیفیۃ والحجۃ البیضاء - لیلها کنهارها " یہاں ظلمات بعضها فوق بعض کا معاملہ نہیں ھے' بلکہ یمین و یسار' بالا و پست ' اور بین یدیہ و خلفہ بجز نور اور نور علی نور کے اور کچھہ نہیں ھے - وکان من دعائہ صلعم باللیل " اللهم اجعل في قلبي نوراً ' وفي لساني نوراً ' واجعل في سمعي نوراً ' واجعل في بصري نوراً ' واجعل من خلفي نوراً ' ومن امامي نوراً ' واجعل لي من فوقي نوراً ' ومن تحتي نوراً ' اللهم اعطني نوراً " (مسلم) نہ میري

حقیقت ہیں آنکھہ کیلیے زیغ ہے ' نہ منزل شناس قدم کیلیے ٹھوکر:
ما زاغ البصر و ما طغی - لقد رای من ایات ربه الکبری - اور حدیث انس کہ " و الذی نفسی بیدہ ' لقد عرضت علی الجنة و النار انفاً فی عرض هذا الحائط و انا اصلی " (بخاري) اور حدیث اسماء بنت ابي بکر اور خطبۂ صلوۃ کسوف کہ " ما من شيئ لم أره الا و قد رأيته في مقامي هذا حتی الجنة و النار' و اوحی الی ربکم یفتنون فی القبور " الخ رواہ البخاري اور " ابیت عند ربي یطعمني و یسقیني " رواہ الاربعہ - اور ان سب سے بھي بڑھکر یہ کہ " اتاني ربي في احسن صورة (و في رواية اتاني الليلة ربي) فقال فیم یختصم الملاء الاعلی فقلت لا ادري - فوضع کفه بین کتفي حتی وجدت برد انامله بین ثد يي و تجلي لي علم کل شي " اخرجه جماعة منهم احمد و الترمذي و صححوه - بلکہ جس حقیقت هزار حجاب کا ایک سچا یا کم ازکم سچائي سے قریب تصور بھي تم سے بن نہ آیا ' میں نہ صرف اسکا سراغ ھي رکھتا ھوں ' بلکہ وہ تو میري دیکھي بھالي اور میرے سامنے کي مشہود و منظور ہے " حتی وجدت برد انامله بین ثديي " ! اُسکي انگلیوں سے چھونے کي ٹھنڈک اپنے سینہ پر محسوس کر رہا ھوں - اسکے بعد اور کیا باقي رھگیا ؟ - ثم دنی فتدلی ' فکان قاب قوسین او ادنی

جمالک في عیني و حبک في قلبي
و ذکرک في فمي ' فاین تغیب ؟

تم نے اپني درماندگیوں سے عاجز آکر اسکا نام ھي ما فوق ادراک اور غیب رکھدیا ہے - حالانکہ یہاں تو اسکي مشہودیۃ کا یہ حال ہے کہ اسکا ذکر ھي " شہادۃ " کے لفظ سے کیا جاتا ہے جسکے معني حضور و رویت کے ھیں : شہد الله انه لا اله الا هو و الملائكه ' و اولو العلم قائما بالقسط (عمران) تم اسکي طلب و جستجو کو گمان و خیال اور قیاس و ظن سے تعبیر کرتے ھو کہ اس سے آگے تمہارا قدم نہیں بڑھتا : ذلک ظن الذین کفروا حالانکہ یہاں ظن و گمان کا کیا ذکر - ظن کو تو یہاں

زندگي (هدایت) کے دائرے هي سے خارج اور موت (کفر) کا هم نشیں سمجھا جاتا ھے - یہاں تو اُسکي نسبت جوکچھه کہا اور سمجھا جاتا ھے ' اُسکا نام هي " ایمان " اور " ایقان " ھے - یعنی عدم شک اور یقین صرف و بحت : یقولون ربنا آمنا فاکتبنا مع الشاهدین وما لنا لا نؤمن باللہ وما جاءنا من الحق ونطمع ان یدخلنا ربنا مع القوم الصالحین ! (مائدہ) امن هو قانت آناء اللیل ساجداً و قائماً ' یحذر الاخرۃ و یرجو رحمۃ ربه ' قل هل یستوي الذین یعلمون و الذین لا یعلمون (۱) ؟ انما یتذکر اولوا الالباب (زمر) غرضکه جس کا حال یه هو که و ما ینطق عن الھوی ان هو الا وحي یوحی اُن کا سا نہو که یجادلون في ایات اللہ بغیر سلطان (مومن) اور بغیر علم و لا هدی و لا کتاب منیر (حج) تو کیا صرف وهي اکیلا نہیں ھے جسکي راہ دنیا کیلیے امن و سلامتي کي راہ ھے اور جسکے ساتھیوں کیلیے نه تو کبھي شک کي بے چیني ھے اور نه جہل و ظلمت کا هراس : لا یمسنا فیہا نصب و لا یمسنا فیہا لغوب

(۱) " امن هو قانت اناء اللیل ساجداً و راکعاً " کے بعد فرمایا : هل یستوی الذین یعلمون و الذین لا یعلمون ؟ تو اس سے معلوم هوا که معرفت و ایمان باري اور عبادۃ و تبتل الی اللہ کي بنیاد علم اور دانستن ھے ' کیونکه اس سے بڑھکر جاننا اور پہچاننا کیا هوگا که جب ساري خلقت رات کے بستر عافیت پر سو رهي هو' تو ایک عارف حق کو کسي جانے پہچانے هوے کا عشق بستر راحت سے اٹھاتا اور اپنے سامنے جھکاتا ھے ؟ وہ اُسکي نظر رحمت کیلیے روتا ھے - اسکي هیبت و جبروت سے کانپتا اور تھراتا ھے - اسکے بخشش کے بڑھے اور کھلے هوے هاتھوں (بل یداہ مبسوطتان) کو اپني آنکھوں کے سامنے دیکھکر بے اختیار طلب و سوال کا هاتھه بڑھاتا اور بیقراریوں کي آوازوں میں پکارتا اور مانگتا ھے ؟ اسي لیے دوسري جگه فرمایا : انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء که خوف الهي معرفت صفات کے بعد هو سکتا ھے ' اور معرفت علم ھے - پس جو صاحبان علم هیں ' وهي اس سے ڈرینگے بھي - غرضکه قرآن حکیم کے نزدیک عبادت' علم و تعقل و ادراک ھے ' اور عصیان و غفلت جہل و سفاهت و کوري - اور یه موقعه مزید تشریح کا نہیں -

یهي معني هیں ان آیات کریمه کے که او من کان میتا فاحییناه و جعلنا له نوراً یمشي به فی الناس ' کمن مثله فی الظلمات لیس بخارج منها ؟ (انعام) اور افمن یمشي مکبا علی وجهه اهدی ' امن یمشي سویا علی صراط مستقیم ؟ (ملک) اور افمن شرح الله صدره للاسلام فهو علی نور من ربه - فویل للقاسیة قلوبهم من ذکر الله (زمر) و غیر ذلک من الایات فی هذ الباب - اور فی الحقیقت یهي وه نور حقیقت اور مشکواة معرفت هے جسکو ایک عجیب و غریب اور جامع و مانع تمثیل مرکب میں واضح فرمایا که مثل نوره کمشکواة فیها مصباح - المصباح في زجاجه - الزجاجة کانها کوکب دري یوقد من شجرة مبارکة زیتونة ' لا شرقیة و لا غربیه - یکاد زیتها یضی و لو لم تمسسه نار - نور علی نور - یهدی الله بنوره من یشاء و یضرب الله الامثال للناس - و الله بکل شي علیم (نور) اور یه مقام منجمله روح الروح معارف کتاب و سنت ' و حقیقة الحقائق قران و شریعت کے هے جسکي طرف بهت کم توجه کي گئي هے - مگر اسکي تفصیل کا یه موقعه نهیں - تفسیر البیان میں ایک سے زیاده مواقع پر اسکي تشریح و توضیح ملیگي ' اور اس سے بهي زیاده مقدمۀ تفسیر موسوم به " البصائر " میں به عنوان حقیقت ایمان و کفر - با ایں همه ابتک طبیعت اس طرف سے سیر نهیں هوئي هے - روز بروز یه مقام اپني مزید وضاحت اور وسیع تر اطراف و مباحث کے ساتهه نمایاں هو رها هے - شاید دامن بیان اس سے بهي کهیں زیاده پهیلے ' جسقدر البیان میں سمیٹا جا چکا هے - معهذا ارباب ذوق و صلاح کیلیے ایک اشارۀ حقیقت کافي هے - و اما الذین في قلوبهم مرض ' تو انکے لیے حقائق و معارف کے قناطیر مقنطره بهي بیکار هیں - وه تو همیشه یهي کهینگے ماذا اراد الله بهذا مثلا ؟ و ما احسن و اصدق ما قال العرفي الشیرازي :

هزار معجزه بنمود عشق و عقل جهول

هنوز امت اندیشه هاے خویشتن ست !

فصل

غرضکه امام ابن تیمیه نے ایک ایسي حقیقت جو طبیعت کو جو ارباب ظن و راے کي صحبتوں سے وادي شک و اضطراب میں حیران و سرگرداں هوگئي تهي ' اُن ساري باتوں میں سے ایک بات بهي نهیں کهي جو اور لوگ کهه سکتے تهے ' بلکه صرف یه وصیت کي که سیرة طیبۂ نبویه کا مطالعه کرو۔ یهي نسخۂ شفا شک و ریب کے سارے دکهوں کا ایک هي علاج هے ' اور پهر قولاً بهي اپني تمام مصنفات میں اسي چیز کو بنیاد و منبع هرگونه علم و ایقان بتلاتے هیں ' تو یه بات بهي منجمله اُنهي خصائص مقام وراثة نبوة کے هے که :

علیـــم بادواء النفوس یسو سهـــا
بحکمته فعل الطبیب المجــرب !

اور حقیقت یه هے که نه صرف اُس عهد میں بلکه جب تــک دنیا باقي هے ' صاحب قرآن کي سیرة و حیات مقدس کے مطالعه سے بڑهکر نوع انساني کے تمام امراض قلوب و علل ارواح کا اور کوئي علاج نهیں - اسلام کا دائمي معجزه اور همیشگي کي حجة الله البالغه قرآن کے بعد اگر کوئي چیز هے تو وه صاحب قرآن کي سیرة هے ' اور در اصل قرآن اور حیات نبوة معناً ایک هي هیں - قرآن متن هے اور سیرة اسکي شرح - قرآن علم هے اور سیرة اسکا عمل ' قرآن صفحات و قراطیس ما بین الدفتین اور فی صدور الذین اوتوالعلم میں هے ' اور یه ایک مجسم و ممثل قرآن تها جو یثرب کي سرزمین پر چلتا پهرتا نظر آتا تها - کما قالت الصدیقة رضی الله تعالی عنها " وکان خلقه القرآن "

مــا در جـــانے آمـــده در یــک بـــدن
من کیم ؟ لیلي ' و لیلی کیست ؟ من !

انبیاء کرام کي زندگي سے بڑهکر " یقین " اور " ایمان " کي پکار اور کیا هوسکتي هے ؟ محال قطعي هے که ایک صاحب استعداد سیرة نبویه کا

کوئي چھوٹا سے چھوٹا ٹکرہ بھي پيش نظر رکھتا ھو اور پھر شک و اضطراب نفس کا افسون ھلاکت اسپر کارگر ھوسکے - يہي وجہ ھے کہ قرآن حکيم نے جا بجا انبياء کرام عليہم السلام کي نفس زندگي و وجود کو بطور ايک حجة و برھان کے پيش کيا ھے - نہ کہ محض بطور قصص ' و اظہار علم ما سبق ' و انباء بالغيب کے جيسا کہ عموماً سمجھا گيا ھے -

قران حکيم کا کھلا کھلا دعوا يہ ھے کہ ھر نبي کي زندگي. جس طرح شروع ھوئي اور جسطرح ختم ھوئي' اور جو کچھہ اسپر گذرا ' اور قولاً و فعلاً جو کچھہ اس سے تعلق رکھتا ھے ' ان ميں سے ھر بات بجاے خود ايک دليل اور برھان حق ھے - اس سے بڑھکر اس حقيقت کے اثبات کيليے اور کوئي دليل يقيني و قطعی نہيں ھوسکتي کہ خدا ھے' اور ساري اچھي اور حسين صفتوں سے متصف ھے' اور اس نے جسطرح عالم ھستي اور ما فيہا کو بنايا ' اسي طرح اسکے ليے قوانين و نواميس عمل و نتائج بھي بناے اور وہ ھر حال ميں اٹل ھيں - دنيا ميں انسان زيادہ سے زيادہ اور قطعي سے قطعي يقين جن چيزوں پر رکھتا ھے اور جن وسائل سے انکے يقيني ھونے کو مانتا ھے ' قران کي يہ دليل ان سب سے زيادہ قطعي اور سب سے زيادہ روشن و محکم ھے - اور اگر يقين کيليے يہ دليل کافي نہيں تو پھر اس دنيا ميں يقين کا وجود ھي نہيں - حتی کہ دوپہر کے وقت چمکتے ھوے سورج کا بھي نہيں' اور جسم کے ايک ايک مسام سے چھوتي اور لگ کر چلنے والي ھوا کا بھي نہيں ! اگر تم کہتے ھو کہ دنيا ميں صرف انہيں باتوں کو ماننا چاھيے جو " يقيني " ھوں اور " ثابت " شدہ - يعني تم اعتقاد کيليے صرف " امکان " کو کافي نہيں سمجھتے - " اثبات " کے طلبگار ھو ' تو جب بھي دنيا ميں الکلم الطيب اور العمل الصالح سے بڑھکر اور کون سي ثابت و واقع حقيقت ھو سکتي ھے ؟ خود تمھارا وجود اور اثبات " انا " بھي اس سے زيادہ ثابت و مشھود نہيں - يہي وجہہ ھے کہ قران حکيم نے جا بجا دعوة الي الوحي کو " قول الثابت " اور " دين القيم " اور " الواقع " اور " الثابت " وغيرھا سے تعبير کيا ھے گو لوگ دوسري طرف چلے گئے - بہر حال

حضرة نوح کا رجود بجاے خود ایک دلیل و اثبات ھے - حضرة ابراھیم اپني ذات کے اندر خود ایک حجة قائمه و آیة کامله ھیں - حضرة موسی کي پوري زندگي صرف اس ایک لفظ میں بتلادي جاسکتي ھے - برھان محکم ودلیل ثابت - اور اسي طرح تمام انبیاء و مرسلین اور بوجه انکي تبعیة و معیة کے تمام نفوس صادقۂ بشر من الصدیقین و الشهداء و الصالحین علیهم الصلوة و السلام کي زندگیاں اور زندگي کے تمام وقائع و اعمال بجاے خود ایک مستقل دلیل و برھان حق ھیں - اور اسطرح ھر نبي کا تنہا وجود سینکڑوں دلیلوں اور ھزاروں شہادتوں کا مجموعه ھے - اسي لیے قران حکیم ان کا استشهاداً و استدلالاً ذکر کرتا٬ اور انکو " آیة " اور " بینه " سے تعبیر کرتا ٬ اور اسطرح گویا ھر ایک تذکرۂ و حکایۂ حیاة نبوة و ما جائه بالحق میں دنیا کے سامنے صدھا دلیلیں اور روشنیاں چمکا دیتا ھے - علی الخصوص یہي وجه ھے که قران حکیم نے جابجا حضرة ختم المرسلین و صاحب اسوۂ حسنۂ عالم صلی الله علیه و سلم کي حیاة طیبه کو بطور ایک مستقل دلیل و شاھد ثابت کے پیش کیا ھے اور نہایت کثرت کے ساتھه آنکي سیرة و سوانح اور وقائع و ایام پر مختلف پیرایوں اور مختلف لواحق و سوابق اور روابط کے ساتھه بار بار توجه دلائي ھے - اور بسا مقامات میں ایسا بھي ھے که :

گفته آید در حدیث دیگراں

کا معامله ایک کیفیت خاص اور لذت اشارات ارباب راز و نیاز کے ساتھه اصحاب نظر و ذوق کیلیے قرة عیون اور سرور انفس و قلوب کا حکم رکھتا ھے - حتی که بعض عرفاء و اصحاب اشارات نے کہا - باے بسم الله سے سین والناس تک جو کچھه ھے٬ گو حکایت موسی کلیم کي ھو اور یوسف صدیق کي (صلوات الله علیهما) لیکن اُن سب سے مقصود ایک ھي ھے٬ اور گو نام دوسروں کے ھوں مگر روے سخن اُسیطرف ھے :

چشم سوے فلک و روے سخن سوے تو بود !

اور اردو میں کسي نے خوب کہا ھے :

نام اُنکا آسماں ٹہرا لیا تحریر میں !

و الکنایة ابلغ و الذ من التصریح :

خوش دلکش ست قصۂ خوبان روزگار
تو یوسفي و قصۂ تو احسن القصص !

اور اگر اس بات کو باب اشارات سے باہر بھي دیکھا جاے ' جب بھي اسکي صداقت میں کلام نہیں - جب تمام انبیاء کرام علیہم السلام کا وجود اصلاً ایک ھي اصل و حقیت پر مبني اور اپنے تمام مقاصد و اعمال و وقائع میں جزءً وکلاً ایک ھي سلسلۂ بعثت کي مختلف کڑیاں اور ھم رنگ و ھم معني اشکال و صور ھیں' اور اسلیے با ھمدگر یکقلم اشباہ و نظائر کا حکم رکھتے ھیں ' بحدیکہ بوجہ کمال اشتراک صورت و معني اگر ایک کڑي ھٹادي جاے تو دوسري ٹھیک ٹھیک اُسکي جگھہ جڑ جاے ' اور معلوم ھے کہ اس سلسلہ کي آخري کڑي یعني وجود مقدس حضرۃ خاتم الادیان و مکمل الشرائع و متمم النعم ساري پچھلي کڑیوں کا جامع ' اور اسي لیے بحکم " انا سید ولد آدم " اور " لوکان موسی حیاً ما وسعہ الا اتباعي " اور نص قراني کہ کنتم خیر اُمۃ اخرجت للناس اور الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتي الخ (۱) اور فکیف اذا جئنا من کل امۃ بشھید و جئنا بـک علی ھا ولاء شھیدا (نساء) منتہاء مرتبۂ سیادت و قیادت عالم' و مرکزیۃ رسل و شرائع' و افضلیت کلي نوع سے فائز و ممتاز ھے :

بـہ طرازنـدگي قـامت مـوزوں نـازم
یک قبا نیست کہ شائستۂ اندام تو نیست !

---

(۱) ان آیات کریمہ سے فضیلت و سیادۃ حضرۃ ختم المرسلین کا یوں اثبات ھوا کہ امۃ مسلمہ کو ساري امتوں سے بہتر فرمایا ' اور شریعۃ محمدیہ کو تکمیل ادیان اور اتمام نعمت قرار دیا ' اور ظاھر ھے کہ مطیع کي افضلیت مستلزم افضلیت مطاع ' اور نعمت کا تمام نعم سابقہ سے اعلی و اتم ھونا حامل و مبلغ نعمت کے اعلی و افضل ھونے پر دال ھے - اگر آخري شریعۃ تمام پچھلي شریعتوں کي جامع اور اسلیے اُن سب سے افضل ھے' اگر آخري امت ساري پچھلي امتوں کے برکات و نعم سے مالا مال اور اسلیے ان سب سے امثل و اصلح ھے ' اور اگر اسي طرح شریعۃ آخري کے ظہور و زمان و مکان

تو لامحالہ باب فضائل و مقامات اور قصص و حکایۃ مناقب و برکات میں جو
کچھہ قرآن حکیم نے بیان کیا ہے ' یا جوکچھہ صدق لسان و تحقیق بیان کے
ساتھہ اس بارے میں کہا جایگا ' وہ گو بلا واسط دوسروں کي حکایت ہو' مگر
بالواسطہ متعلق اسي وجود اجمع و اکمل سے ہوگي - اور جب کبھي خاص
اس وجود جامعیۃ کي نسبت کچھہ کہا جایگا ' تو گو اسمیں دوسروں کا ذکر
لفظاً نہ آے ' لیکن حال یہ ہوگا کہ گویا تمـام انبیاء و مرسلین بلکہ نوع
انساني کے تمام افراد فضیلت اور جماعۃ من انعم اللہ علیھــم کے تمام
اشخاص مراتب و کمال میں سے ایک ایک فرد کا ذکر کردیا گیا ' اور وہ سب
کچھہ آگیا اور سمیٹ لیا جو اُنکے بارے میں کہا جاسکتا تھا - جب باغ و چمن
کا نام لیا تو گو تم نے نہ پھولوں کا نام لیا ہو' نہ انکي رنگت و بو کا '

[بقیہ نوٹ صفحہ ۱۷۷]

و قوام و اعمال کي ساري باتیں پچھلي امتوں کي اِن ساري باتوں پر
فوقیت و فضیلت رکھتي ہیں ' تو یہ بغیر اسکے ممکن نہیں کہ امت آخري
کا رسول و مقوم بھي سارے پچھلے رسولوں کے مراتب و مقامات کا جامع
اور اسلیے اُن سب سے افضل و ما فوق ' اور " انچہ خوباں ہمہ دارند ' تو
تنہا داري " کا مصداق ہو- کتاب و سنۃ کي نصوص و تصریحات اس بارے
میں بے شمار ہیں - تلک الرسل فضلنا بعضھم علی بعض کي تفسیر میں
اس مطلب کو کمال شرح و بسط اور شاید ایک طرز تازہ و استدلال جدید
کے ساتھہ لکھا جاچکا ہے ' اور حقیقت جامعیۃ رسالۃ محمدي ' و جامعیۃ
شریعۃ اسلامیہ ' و جامعیۃ امۃ مسلمہ ' اور جامعیۃ جمیع ما یتعلق بہا پر
ایک خاص اسلوب نظر سے بحث کي گئي ہے - باقي رہا لا نفرق بین احد منھم
تو وہ معاملہ دوسرا ہے - تفریق بین الرسل کو مسئلۂ تفضیل سے کوئي تعلق
نہیں - اسي طرح " لا تفضلوني علی یونس بن متي " و غیر ذلک ' تو اس
نہي کا مورد و محمل بھي دوسرا ہے' اور منھي عنہ معاملۂ تفضیل میں
وہ تکلم بالراے ہے جو منجر بہ تفریق بین الرسل ہو جس نے تمام امم سابقہ
کو گمراہ کیا - نہ کہ نفس تفضیل - کیونکہ " انا سید ولد ادم و لا فخر "
اور " ادم و ما دونہ تحت لوائي " کے بعد آز رکیا باقي رہگیا ؟ اور پھر قطع
نظر قران حکیم کے ' خود نصوص سنۃ اس بارے میں بے شمار و معلوم -

نه نهروں کا ذکر کیا هو نه انکي نصارۃ و رواني کا ' لیکن خود بخود اُن سب کا ذکر آگیا ' اور اس ایک نام کے ساتهه وہ سارے نام لے لیے گئے - اور جب تم نے کہا تختۂ گل' هواے عطر بیز ' نظارۂ انہار و اشجار ' بنفشۂ و سنبل و یاسمن ' تو اب تم باغ و چمن کا نام لو یا نه لو' مگر اُسکا نام تو تم نے اُن ناموں میں سے هر نام کے ساتهه لے هي لیا ' اور گو بظاهر ذکر بنفشۂ و سنبل اور اشجار و انہار کا تها مگر في الحقیقت ذکر اُن سب کا نہیں بلکه صرف ایک هي حقیقۃ جامعه کا تها - یعنے باغ و چمن کا - مولانا کے اشارات اس مقام کي نسبت از بس لطیف و پر ذوق واقع هوے هیں - ازانجمله کیا خوب فرمایا :

نام احمد نام جمله انبیاست

چونکه صد آمد نود هم پیش ما ست

جب " سو " کہدیا تو اب ایک سے ننانوے تک جو کچهه هے سب آ گیا - اور جب کہا ایک - دو - دس - پچاس - تو في الحقیقت ذکر " سو " هي کا هوا - قران حکیم میں یا احکام هیں ' یا مواعظ و حکم هیں ' یا شرح قوانین هدایت و ضلالۃ ' اور یا پهر قصص الاولین - تو معلوم هے که اگر احکام هیں تو اُسي شریعۃ کے جسکا حامل سید المرسلین هے - مواعظ و حکم هیں تو وهي هیں جن کي عملي تصویر و اُسوۂ کامله وجود سید المرسلین هے - قصص هیں تو انهي فضائل و مراتب کے جو سب کے سب مرتبۂ جامعیۃ محمدي میں بوجه اتم و اکمل جمع هوگئے - پس اگر حضرات صوفیاء کرام نے تمام قران کو اسي ایک حسن اکمل و جمال بے همتا کي حکایت شمائل و شرح سراپا کہا ' تو قطع نظر فسحت میدان اشارات کے ' ویسے بهي یه کیوں موجب قدح و شک هو ؟ حق یه هے که " قران " اور " صاحب سنۃ " کي باهمي یگانگت و اتحاد کے باب میں جو کچهه بهي اور جسقدر بهي کہا جاے ' اس سے بہت کم هے جسقدر کہنا چاهیے - و لله در ما قال :

ما شئت قل فیه ' فانت مصدق

فالحب یقضي و المحاسن تشهد !

بلکه اس مقام پر حق تو وہ هے جو شیخ ابن الفارض نے کہا - طاب الله مضجعه :

وعلی تفنـن واصفـیه بـوصفـه
یفني الزمان وفیک ما لم یوصف !

وقال ایضاً رحمه الله :

اری کل مدح في النبي مقصراً و ان بالغ المثنی علیه و أکثر
اذا الله أثني بالـذي هـو أهله علیه، فما مقدار ما یمدح الوری !

اگر خاص طور پر اس معامله کو دیکھا جاے تو فی الحقیقت یه چیز
منجمله خصائص قران و صاحب قران کے هے - آج تمام ادیان حاضرۂ
میں کوئي دین بهي ایسا نهیں جسکي کتاب الهي اور صاحب و حامل
کے باهمي علاقۂ وحدۃ کا یه حال هو - اور دونوں میں سے هر وجود ایک
سرے سے اسطرح پیوسته و ملحق اور باهمدگر شاهد و مشهود کا تعلق رکهتا
که کتاب، حامل کتاب کي صداقت پر دلیل و شاهد هو، اور حامل کتاب،
ل کتاب کي صداقت پر :

این دو شمع اند که از یک دگر افروخته اند !

نی که اگر تاریخ شریعت کے تمام وسائل معدوم هو جائیں، اور روایت
حکایۃ کے تمام صحائف سے قطع نظر کرلیا جاے، جب بهي صاحب
ریعۃ کے وجود و سیرۃ کي تاریخي حقیقت اسي طرح روشن و بین باقي
هے، جسطرح تاریخ و روایت کے دفاتر میں هے، اور اگر دنیا چاهے تو اسکي
ري سوانح عمري اور تاریخ حیات صرف ایک کتاب الله کي لوح محفوظ
و کتاب قیم هي سے بلا ایک نقطه کي فروگزاشت کے مرتب کرلے !

فصل

لوگوں نے حیاۃ و سیرۃ طیبۂ حضرۃ ختم المرسلین (صلعم) پر اس
حیثیت سے بهت کم نظر ڈالي هے که اگر روایات و دفاتر تاریخي سے قطع
نظر کرلیا جاے اور صرف قران حکیم هي کو سامنے رکها جاے، تو آپکي سیر
و حیات پر کیسي روشني پڑتي هے ؟ اور جس طرح قران اپني کسي یاد

میں اپنے غیر کا محتاج نہیں' اسي طرح اپنے حامل و مبلغ کے وجود و حیات کے بیان میں بھي خارج کا محتاج ہے یا نہیں ؟ اصحاب سیر و محدثین کرام نے فضائل و مدائح منصوصۂ قرآنیہ کے تو باب باندھے ہیں - مثلاً قاضي عیاض نے شفاء کے متعدد ابواب میں قران حکیم کي آیات متعلق فضائل و مدائح جمع کي ہیں ' لیکن جہانتک مجھے معلوم ہے ' آجتک کبھي اسکي کوشش نہیں کي گئي کہ صرف قران حکیم میں دائرۂ استناد و اخذ محدود رکھکر ایک کتاب سیرۃ میں مرتب کي جاے - جس زمانے میں مولانا شبلي نعماني رحمۃ اللہ علیہ سے سیرۃ نبویہ کے بارے میں تذکرے رہتے تھے تو ایک مرتبہ مجھے اسکا خیال ہوا تھا - میں نے کہا آپ سیرۃ میں ایک خاص باب یا سیرۃ کا ایک خاص حصہ اس عنوان سے قرار دیجیے " قرآن اور سیرۃ محمدیہ " اور اسمیں صرف آیات قرانیہ کو بہ ربط و ترتیب جمع کرکے دکھلائیے کہ خود قران سے کہانتک آپکي شخصیت اور آپکے وقائع و ایام معلوم ہوسکتے ہیں ؟ اللہ تعالی مولانا مرحوم کو اعلی علیئین میں جگہ دے - اُنکي طبیعت میں ایک خاص بات یہ تھي کہ کوئي معاملہ ہو' وہ اُسکي ابتدا ہمیشہ شک اور تردد سے کیا کرتے تھے ' اور جب تک یقین کرنے کیلیے مجبور نہو جائیں ' یقین نہیں کرنا چاہتے تھے - اس چیز نے اُنکي عملي زندگي کو بھي (یعنی کاروبار و انتظامات کي زندگي کو) بہت نقصان پہنچایا اور وہ کوئي عملي کام جم کر نہ کرسکے - ندوہ کے معاملہ میں جو اُلجھاؤ لوگوں نے ڈالے' وہ اُنکے اسي ضعف یقین و عدم جزم و صلابت ارادہ کا نتیجہ تھا - ورنہ اُنسے مخالفت کرنے والوں میں ایک شخص بھي ایسا نہ تھا جو اُنکو اُنکي جگہہ سے ہٹا سکتا - بہرحال انہوں نے اس خیال پر بہت ہي پسندیدگي ظاہر کي مگر وہي اپني عادت کے مطابق اظہار شک و نا اُمیدي کہ اتنا مواد صرف قرآن سے کہاں نکل سکتا ہے کہ سیرۃ کا ایک باب مرتب ہوسکے ؟ لیکن جب میں نے بہت اصرار کیا تو کہا اچھا تم اگر یہ ٹکرہ مرتب کردو تو سیرۃ کے ساتھہ شامل کردیا جاے - آخري یکجائي دہلي میں ہوئي تھي - اُسوقت اُنہوں نے کہا - اب مجھکو بھي خیال ہوتاجاتا

هے که یه ممکن هے اور بہت هي اهم چیز هوگي - چنانچه دهلي سے اگر میں نے کچھه وقت اسمیں صرف کیا اور ایک مستقل سیرة نبویه مجرد قرآن حکیم سے ماخوذ و مستنبط شروع کردي - جوں جوں قدم آگے بڑھتا گیا ' نئے نئے دروازے کھلتے گئے ' اور امید و توقع سے کہیں زیاده کامیابي هوئي - گو یه حقیقت پہلے سے پیش نظر تهي - جتنی که اس بارے میں بڑا ذخیره آیات کا ذهن میں مستحضر تها ' لیکن یه بات تو کبهي وهم و گمان میں بهي نہیں گزري تهي که جس کتاب کو بظاهر جا بجا ذکر احکام ومسائل و قصص گزشتگان سے مملؤ پاتے هیں ' اسمیں اسقدر وافر ذخیره خاص شخص رسالة کے حالات و قائع کا بهي موجود هوگا ؟ کتاب کے مرتب هو جانے کے بعد جو دیکها تو ایک عجیب عالم نظر آیا - حیاة و سیرة کا کوئي ضروري ٹکڑہ ایسا نہیں هے جسکے لیے قرآن میں ایک سے زیاده آیات نہوں - اور پهر نه صرف آنحضرة صلی الله علیه وسلم هي کي سیرة ؛ بلکه صحابۂ کرام کے حالات و خصائص کا بهي کافي ذخیره موجود ملا - صحابه کي جماعت درسگاه تزکیۂ و تعلیم نبوة سے نکلي هوئي مومنوں الاولون کي اولین جماعت تهي - و یعلمهم الکتاب و الحکمة و یزکیهم - اسلیے اُنکے سوانح و ایام بهي سیرة نبویه هي کے مختلف اجزاء هیں ' بلکه هدایت قرآني و حکمت نبوي کے عملي ومجسم ثمرات هونے کے لحاظ سے دلائل و آیات نبوة کے حکم میں داخل - پس یقیناً آپکي سیرة مکمل نه هوتي اگر اُنکے حالات بهي قرآن میں پوري شرح و تفصیل سے نه ملتے - اس ٹکڑے کو دیکهکر مجکو آخري مرتبۂ یقین اس بارے میں حاصل هوگیا که اگر دنیا سے تاریخ اسلام کي ساري کتابیں معدوم هوجائیں ' اور دنیا نے جو کچھه چھٹي صدي عیسوی کے ایک ظهور دعوة کي نسبت سنا هے وه سب کچھه بهلادے ' اور صرف قران هی دنیا میں باقي رهے ' جب بهي آنحضرة صلی الله علیه وسلم کي شخصیت مقدسه اور آپکي سیرة و حیات کے براهین و شواهد مٹ نہیں سکتے - صرف ایک قرآن هي اسکے لیے بس کرتا هے که وه همیشه دنیا کو بتلادے که اُسکا لانے والا کون تها ؟ کیسے زمانے میں آیا ؟ کس ملک میں پیدا هوا ؟ اُسکے خویش

ویگانہ کیسے تھے ؟ قوم و مرزبوم کا کیا حال تھا ؟ اُس نے کیسی زندگی بسر کی ؟ اُس نے دنیا کے ساتھہ کیا کیا اور دنیا نے اسکے ساتھہ کیا کیا ؟ اُسکی باہر کی زندگی کیسی تھی اور گھر کی معاشرت کا کیا حال تھا ؟ اُسکے دن کیسے بسر ہوتے تھے اور راتیں کن کاموں میں کٹتی تھیں ؟ اُس نے کتنی عمر پائی ؟ کون کون سے اہم واقعات و حوادث پیش آے ؟ اور پھر جب دنیا سے جانے کا وقت آیا تو دنیا اور دنیا والوں کو کس عالم میں چھوڑ گیا ؟ اس نے جب دنیا پر پہلی نظر ڈالی تھی تو دنیا کا کیا حال تھا ؟ اور جب واپسین نظر وداع ڈالی تو وہ کہاں سے کہانتک پہنچ چکی تھی ؟ غرضکہ ایک وجود و مقاصد وجود اور اعلام صداقت و عظمت کیلیے اُسکے وقائع و ما یتعلق بہا و ما یناسب ذالک میں سے جن جن باتوں کی ضرورت ہوسکتی ہے ' وہ سب کچھہ صرف قران ہی کی زبانی دنیا معلوم کرلے سکتی ہے ' اور اس بارے میں بھی قران اپنے سے باہر کا ابداً محتاج نہیں - اور پھر یہ سب کچھہ ازقبیل اشارات و مرموزات نہیں ہے جیسا کہ ارباب نکات ودقائق کا طریق استنباط ہے ' بلکہ صاف صاف اور کھلا کھلا بیان جو فقہاء کے طریق استنباط اشارۃ النص سے کہیں زیادہ واضح و ظاہر ہے - اور اگر رموز و اشارات و تلمیحات کا طریق اختیار کیا جاے تو پھر خاص خاص آیتوں کو چھانٹنے کی کیا ضرورت ؟ پورے قرآن میں بجز اس ایک ذکر کے اور کوئی ذکر ہی نہیں ہے !

وکل الی ذاک الجمال یشیر !

اگر غور کیا جاے تو فی الحقیقت یہ معاملہ بھی منجملہ مہمات خصائص و اعجاز قران کے ہے - کسی پیغام کی صداقت جانچی نہیں جا سکتی جب تک پیغام لانے والے کی صداقت و امانت نہ جانچی جاسکے ' اور وہ ممکن نہیں جب تک اُسکی پوری زندگی اور زندگی کے وقائع و اعمال دنیا کے سامنے نہوں - پس اس اعتبار سے آج تمام عالم میں اگر کوی صحیفۂ آسمانی ایسا ہے جو اپنے لانے والے کی زندگی کے وقائع و سوانح ہر زمانے اور ہر عہد میں خود اپنی زبانی سنا دیسکتا ہے ' تو وہ بحکم هذا کتابنا ینطق علیکم بالحق بجز قران حکیم و محفوظ کے اور کوئی نہیں - اُسکے علاوہ جسقدر

کتب سماریه (في اعتقادنا او في زعمهم) موجود هیں ' وہ یا تو اپني صداقت کي آور ساري باتوں کي طرح اس بارے میں بھي بالکل خاموش و مظلم هیں ' حتی که اپنے لانے والونکے وجود کے اثبات سے بھي عاجز ' اور اگر اُسکي شخصیت کا ذکر کرتے بھي هیں ' تو ایسے مجہول و سراپا شکوک و ارتیاب شکل میں جس سے اثبات کي جگه آور زیادہ سلب و نفي کا یقین پیدا هوجاتا هے - اور پھر جب اس لحاظ سے دیکھا جاے که آج دنیا میں شہرت و تواتر ' نقل و حفظ و روایت ' او ر توارث اسناد و قرأة ' و تعامل کرورها نفوس عالم نسلاً بعد نسل و حین بعد حین ' و تلاوۃ اوقات خمسۂ لیل و نہار (فضلاً عن تلاوته و تدبرہ في کل حین و آن) کے اعتبار سے صرف یہي ایک کتاب قطعي و یقیني او ر محفوظ و غیر مبدل هے - بحیث لا یاتیه الباطل من بین یدیه و لا من خلفه و انا نحن نزلنا الذکر و انا له لحافظون و بل هو قران مجید في لوح محفوظ و في صدور الذین اوتوالعلم و غیر ذالک من قواطع الحفظ و الصیانة ' اور اسیلیے علي وجه الارض اسم و علم " الکتاب " کا مستحق آور کوئي نهیں ' تو پھر ظاهر هے که جس وجود و شخصیت اور اسکي حیاۃ و سیرۃ کا اثبات و اعلام اس کتاب کے اندر هوگا ' اُسکے وجود و سیرۃ سے بڑھکر سماء دنیا کے نیچے آور کونسي انساني هستي قیامت تک کیلیے اثبت و اقوم هوسکتي هے ؟ اور دنیا اپني هدایت کیلیے اگر کسي انسان کے آگے جھک سکتي هے ' تو اس انسانیة کبری و عبدیة اعلی و بشریة واحدہ کے سوا آور کون انسان هے جسپر آنکھوں سے دیکھنے والوں کي طرح همیشه یقین کیا جاسکتا هے ؟ اور جس پر ایمان لانے کیلیے پچھلي امتیں او ر نسلیں بھي پہلون کي طرح قطعي و یقیني روشني رکھتي هیں ؟ اور پھر جس وجود کي سیرۃ و حیات قیامت تک کیلیے اسطرح محفوظ و ثبت کر دي گئي هو ' علاوہ اُن نقوش غیر فاني کے جو صفحۂ عالم پر ثبت هیں ' او ر جسکي زندگي کے وقائع طیبه کو اسطرح سورج کي دائمي روشني اور ستاروں کي یکساں سیر و حرکت کے دامن سے باندھدیا هو ' کیوں نه اس خاکدان جسم و زماں میں اسکي موت

وحیات یکساں ہو ؟ اور کیوں اُسکی دائمی حیات و قیام کے عقیدہ سے انسان کے تاریک دلوں کو انکار اور غافل روحوں کو گریز ہو ؟

في الحقیقت یہی معنی ہیں دیگر صدہا معانی و حقائق ثابتہ کے ساتھہ اِس رفع ذکر کے کہ و رفعنا لک ذکرک - اور یہی وہ مقام ہے کہ جب اصحاب کشف و مشاہدات کے سامنے کھلا تو انہوں نے " حقیقت محمدیہ " کے احاطۂ وحیات اور عدم زوال و بقاء و استمرار کو تمام انبیاء کرام کے حقائق تعینات سے مافوق ' اور بوجہ دائرۃ الدوائر اور مرکز ادوار تعینات ما بعد اور نقطۃ الحیاۃ في الاصل و الحقیقۃ ہونے کے تمام انوار تعینات و وجود کو اسکی نورانیت کے سامنے بے فروغ و ماند پایا ' اور اسیلیے شیخ اکبر نے اسکو تعین اول اور مورد صحیح اصطلاح " عقل اول " کا قرار دیا - اور پھر " انسان کامل " اور " روح اعظم " اور " نفس واحدہ " اور " قلم الاعلیٰ " اور " نور الانوار " اور " نفس الکائنہ " سے بھی اسکو تعبیر کیا گیا کہ بلحاظ بقاء ذکر و دوام فیضان و حیات وھی ایک انسان الکامل' روح الاعظم ' اور النفس الواحدۃ والکائنہ ہے اور حیاۃ معنویۂ مستمرۂ نوع و ارض کی مرکزیۃ صرف اُسی کو پہنچتی ہے - اور اسیلیے قران حکیم نے صرف اسی وجود کو " العبد " سے تعبیر کیا کہ ساری عبودیتیں آنی و وقتی ہیں مگر صرف یہی وہ عبودیۃ کاملہ و واحدہ ہے جو ہمیشہ عباد و معبود میں واسطۂ ہدایت اور ہمیشہ عبد کو معبود سے واصل کردینے کیلیے حي و قایم ہے ' و قال العارف البوصیري :

منزہ عن شریک في محاسنہ

فجوهر الحسن فیه غیر منقسم !

اور چونکہ نوع انسانی کی سعادت و تنویر کا مرکز و مبدء وجود انبیاء کرام ہے' اور حقیقت محمدیہ بحکم وجئنا بک علی ھٰؤلاء شہیدا ان سب سے ما فوق اور شمس و کواکب اور صباح و مصباح کے معاملہ کا حکم رکھتی ہے' اسلیے حیات قائمہ و دائمہ کا نور الانوار اور مصباح المصابیح صرف وھی دائرہ تھہرا ' اور اسی لیے شیخ اکبر و جیلی نے اسکو " حقیقۃ الاسمائیہ " اور " لوح

محفوظ " سے بھي تعبیر کیا - سبحان الله ! یه آخري تسمیۂ و تعبیر کس درجه ترجمان حقیقت و اوفق بالشرع و العقل هے ! دنیا میں جسقدر بھي هدایت و تعلیم کي لوحیں تھیں ' سب کیلیے تغیر و تبدل هوا ' حتی که آج کوئي بھي محفوظ نہیں - لیکن الله اکبر مقام محمدي کي محفوظیة و رمصئونیة که اُسکي سیرۂ طیبه اور حیات حیه و قائمه کي لوح محفوظ کا ایک نقطه بھي محو نہوسکا ' اور قران محفوظ و کتاب مسطور في رق منشور اور في صدور الذین اوتو العلم میں اُسکا ایک ایک حرف ایک ایک لفظ اُسي طرح نقش و ثبت هے اور همیشه رهیگا ' جسطرح قلم ازل نے ازل صبح تعین کي کرنوں سے لکھه دیا تھا - پس قرآن کے بعد اگر کوئي اور هستي " لوح محفوظ " هوسکتي هے تو وہ صرف وهي روح اعظم و خالد هے جسکے ذکر کو خود قران نے اپني آغوش حفظ و صیانة میں همیشه کیلیے لے لیا هے - حضرۃ سید العارفین شیخ عبد القادر جیلاني رضي الله تعالی عنه نے اسي مقام کي طرف اشارہ کیا هے ' اگرچه بعض کم فهموں نے اسکي ضمیر متکلم کو نه سمجھا اور ایک دوسري هي وادي میں لیگئے ' اور یه آفت عام و اعم هے :

افلت شمـــوس الاولیـــن ' و شمسنا
ابـــداً علی افـــق البقـــا لا تغـــرب !

حضرۃ والد مرحوم نے اس ملفوظ مبارک پر ایک دوسرا پیش مصرعه لگا کر مطلب واضح کردیا هے - یه اُنکے ایک طول طویل قصیدۂ بائیه میں سے هے :

شمس تقـــادم قبـــل ادم طلعهـــا
ابـــداً علی إفـــق البقـا لا تغرب !

اور یه جو بعض اکابر نقشبندیه علی الخصوص حضرۃ مجدد سرهندي رحمة الله علیهم نے اپنے علوم کشفیه میں ظاهر کیا که دائرۂ حقیقت محمدیه سیر قدمي کي آخري حد هے - اسکے بعد صرف سیر نظري کي گنجائش هے - و هو من خصائصه صلی الله علیه و سلم - اور نیز تمام اصحاب احوال و کشوف بھي اسپر متفق هوے ' تو حقیقت اسکي بھي یہي هے که چونکه حقیقت محمدیه

روح و حیاۃ کا آخری نقطه اور سر چشمه قرار پائی' تو لا جرم سیر و اقدام کی آخری منزل بھی وهی تھہری - اسکے بعد جو کچھه هے ما فوق اور وراء الوراء تعینات هے - اسلیے نه سیر کی وهاں گنجایش ' نه قافلۂ طلب اور محمل شوق کا وهاں گذر' بلکه طائر فکر و مرغ خیال بھی اسکی فضاء لا تعین میں درمانده و پرو بال سوخته :

اے برون از وهم و قال و قیل من
خاک بر فرق من و تمثیل من !

و الکلام فی هذا یطول و له موضع غیر هذا الموضع الذی نحن فیه - اور یه جملۂ معترضه بھی جو بحد فصل و خلل ربط مطالب پہنچ گیا ' تو اسلیے که مذکور کی جاذبیۃ و محبوبیۃ سے ذکر و ذاکر کی بیخودی و محویت ناگزیر هے ' اور اشارات کا طول و قصر مشار الیه کے جذب و کشش پر موقوف - پھر جس مذکور و مقصود کا یه حال هو که بقول صاحب فتوحات مکیه :

یا من هو للقلوب مقناطیس !

اور اس دنیا میں ذکر صرف اُسی کا ذکر اور بات صرف اُسی کی بات هو - اسکے سوا جو کچھه هو' یا اُسی کے طرف مصروف و محمول هو' اور یه نهو تو پھر بیخودی و بے حاصلی ' اتلاف صرف و ضیاع بحت :

اوقات همان بود که با یار بسر رفت
باقی همه بے حاصلی و بے خردی بود

تو کیونکر ممکن هے که عنان قلم از دست رفته نهو اور سر رشتۂ فکر و شغل دامن صبر و شکیب کی طرح هاتهه سے چھوٹ نه جاے ؟

و یدرکنی فی ذکرہ قشعریر
لها بین جلدی و العظام دبیب !

ذکر سیرۃ نبویه ماخوذ و مستنبط از قران کی نسبت تھا - سو الحمد لله وہ امید و گمان سے بھی دہ چند اوسع و اکمل مرتب هوگئی - و رأیت فیه ما لا عین رات و ما لا اذن سمعت - انسانوں کی ترتیب دی هوئی ساری

سیرتیں اور تاریخیں ایک طرف ' اور خود لسان الہي کا ایک کلمۂ منطوقۂ و محفوظه ایک طرف - تعجب ہے که اصحاب سیر نے باوجود کمال سعي و نظر اور مشغولیۃ به جمیع طرق و ترتیبات سیرۃ اس طرف کیوں توجه نه کي ؟ جب تک یه چیز مرتب نہیں ہوئي تھي ' خود اپنا حال بھي دوسرا تھا - اور اب جو دیکھا تو کارخانه ھي دوسرا نظر آیا :

تمام بود به یک حـــرف گرم و ما غافــل
حکایتے که همـه نا تمـــام مي گفتـــند !

معهـــذا :

نه حسنش غایتے دارد نه سعدي را سخن پایاں
بمیـــرد تشنه مستسقي و دریا همچنـــاں باقي !

فصل

اور یه معامله صرف شیخ عماد الدین واسطي ھي کے ساتھه مخصوص نہیں ہے ' بلکه امام ابن تیمیه کے برکات امامۃ و وراثۃ کاملۂ نبوۃ کے اس فیضان جاري و ساري کا انکے تمام معاصرین محققین نے خصوصیت کےساتھه اعتراف کیا ہے ' اور آج بھي انکے علوم و معارف سنۃ کے اس خاصۂ عظیمه کا ہر وہ شخص اور جماعت تجربه کرلے سکتي ہے جو شک کي بیماریوں سے مایوس اور یقین کي محرومیوں سے لب مرگ ہو ' اور جسکو حدیث نفس (۱) اور وهم خاطر فاتر کے زخموں نے چور چور کردیا ہو - البته ہر حال

(۱) تمام نام نہاد علوم و فنون جدل و خلاف ' و تعمقات و همیۂ و خیالیه ' و صناعات تشکیکیه در مطالب شرعیه از قبیل مقولات کم و کیف و الاین و المتي و لماذا ' و مباحث و مباني تراشیدۂ و خراشیدۂ متکلمین مجادلین ' و اصول مصنوعه و قواعد مزعومۂ ارباب قیل وقال و پرستاران آراء و اقوال رجل من الرجال ' و اشغـــال و تشددات بدعیۂ و محدثۂ اصحاب خوانق و صوامع ؛ جہال ' و اوهام و ظنـــون فاسدۂ دخلاء اعجام مولدین در ملت عربیه باسم و زعم واردات و مکشوفات و بوارق

میں طلب صادق شرط ھے ' اور جاحد و الد الخصام مریض نہیں ھے جسکے
لیے کوئي نسخه مفید ھوسکے - وہ اموات و قبور میں داخل ھے جنکا معامله

[بقیه نوٹ صفحه ۱۸۸]

و احوال ' بلکه وہ تمام دساتیر و اساطیر ضالۂ و مضله جو " انتحال المبطلین و تاویل الجاهلین و تحریف الغالین" کے اقسام ثلاثۂ ضلالت میں داخل ھیں' یافتنۂ شبهات و فتنۂ شهوات کے شجرۃ الزقوم کے برگ و بار' یا ایک تیسري تفسیم ضلالۃ کي بنا پر انکو " فتنۂ جدل " و " فتنۂ راے " کے کنوز فساد و دفائن بطلان میں سے یقین کرنا چاهیے که " ما ضل قوم بعد هدی کانوا علیه الا اوتو الجدل " رواہ الترمذی و احمد و ابن ماجه ' اور " یستفتون فیفتون برا یهم فیضلون و یضلون " رواہ ابن عمر و اخرجه البخاري' و غیر ذلک من احادیث الباب ' تو یه سب کچهه بهي في الحقیقت " حدیث نفس" کے مظاهر و ثمرات میں سے ھیں - بقـول حضـرۃ شاہ ولي الله " و اگر نیک نظر کني در دور متاخرین جمیع لم و لا نسلم معقولیاں' و راے و قیاس اصولیاں' و جدل و تعمق متکلمان هم از جملۂ حدیث نفس ست که نفوس سقیمۂ ایشان را بقصد در ترتیبات و متخیلات افگندہ ' و از نور قران و ماثور در احادیث نفسیه انداخته - فضلـــوا و اضلـــوا " قاله في التفـــهیمات و همعات - اس اُمۃ میں آجتک کوئي اعتقادي و عملي و قلبي و ذهني ضلالۃ نہیں پهیلي ھے مگر اسي دروازہ سے - فها اولاء جمعوا بین الفتنتین - فتنۃ الرائے و فتنۃ الجدل - او فتنۃ التشکیک و الشبهات' و فتنه الشهوات و الاهواء - وکل فساد في الدین بل والدنیا فمنشؤہ من هاتین الفتنتین - اور اسباب اسکے متعدد ھیں - ازانجمله ایک سب سے بڑا سبب وہ ھے جسکي طرف خود حدیث ابن العاص میں اشارہ کیا' اور کونسي آنے والي مصیبت تهي جسکي طرف پہلے سے اشارہ نه کردیا گیا هو " لم یزل امر بني اسرائیل معتدلاً (اے علي وجه العدل والصراط السوي) حتی نشاء فیهـم المولدون " رواہ ابن ماجه - تو یہاں بهي بحکم " لتتبعن سنن من کان قبلکم " (صحیحین) ٹهیک ٹهیک طابقۃ النعل بالنعل ایک عالم مصائب و دنیاے قلا قل اسي جماعت مولدین و عجمیئین کے دخول و خلط و تلبیس سے رونما هوا ' اور اسیلیے مدتوں تک غور کرنے کے بعد یه حقیقت کهلي که اُمۃ اسلامیه کے تمام مفاسد و مصائب کي اصلي جڑ دو هي چیزیں ھیں جنکو

علاج سے باہر ہوچکا ' اور انک لتہدي الی صراط مستقیم کے ساتھہ و ما انت بمسمع من فی القبور اور سواء علیہم ءانذرتہم ام لم تنذرہم بھي موجود

(بقیہ نوٹ صفحہ ۱۸۸)

" یونانیة " اور " عجمیة " سے تعبیر کرنا چاھیے - سارے برگ و بار و ثمرات فساد کو انہي سے ظہور و نمؤ ہوا - آج ہمارے مدارس میں جو علوم باسم اصل و اساس علوم شرعیہ پڑھے پڑھائے جاتے ھیں ' اگر کسي صاحب حکمت کي نظر کیمیاري انکي تحلیل و تفرید کرے ' تو کھل جاے کہ کسقدر حصہ انکا شریعة اصلیہ و دین الخالص سے مرکب ھے' اور کسقدر اسي فتنۂ عالم آشوب یونانیة و عجمیة سے ؟ کوئي شے اس سے نہ بچي - حتی کہ علما علوم آلیہ و عربیة و بلاغة و بیان - اور عملاً جزئیات اعمال و رسوم و ھیئات و معاشرت و غیر ذالک - جب یہ حال: علوم شرعیہ بلکہ نام‌نہاد اصولیہ کا ھے' تو پہر اُن اساطیر اوھام و دساتیر خزعبلات و ھفوات کا کیا پوچھنا جنکو بہ لقب شریف "معقولات" پکارا جاتا ھے ؟ و ان من العلم جہلا :

بر عکس نہند نام زنگي کافور !

اور ایک جم غفیر دماغ سوختگان مدارس و معاھد و مدعیان دراست نظر و رسوخ في العلم کا غالب سرمایۂ تفاخر' و متاع غرور' و حاصل عمر' و ثمرۂ طلب' و مقصد حیات' جو کچھہ ھے وھي ھے اور اُسي میں ھے - الا من عصمہ اللہ' و لیکن لا یجاوز عددھم حرکات العـوامل و تعداد الانامل - رذلک مبلغہم من العلم - اگرچہ اصحاب بینش و دانش و روشن دلان حقائق و علوم حقۂ کتاب و سنۃ کے نزدیک وہ سب کچھہ داخل اضاعۃ عمر و حبط اعمال و لا یقیم لہم وزنا ھے' اور انکے سارے گڑھے ھوے طلسمات اوھام و کارخانہ جات اھواء کو اوھن البیوت کبیت العنکبوت سے زیادہ نہیں سمجھتے - سبحان اللہ! عقل و بینش کے معجزوں کي طرح جہل و کوري اور حدیث نفس کي شعبدہ طرازیاں اور چشم بندیاں بھي کیسي عجیب و غریب ھیں ! قران الہي کے براھین و یقینیات اور محمد ابن عبد اللہ علیہ الصلوۃ و السلام کے علوم صادقۂ و حکمیات تو مہجور و متروک ٹھہراے جائیں' اور مشرکین یونان کے خرافات و اوھام اور ارسطـا طالیس کي منسوجات و وھمیۂ و ظنیہ اصل مطلوب و مقصود اور مایۂ صد سعادت و وسیلۂ ھزار برکات یقین کي جائیں ؟ دعوا شریعۃ محمد عربي کے علم و تعلم کا ' اور پرستش شریعۃ

و معلوم ہے - دوا بیمار کو کھلائی جاتی ہے اگرچہ جان کنی میں مبتلا ہو -
لیکن ایک ٹھنڈی لاش کیلیے بقراط و جالینوس کی ساری مسیحائیاں بھی

[بقیہ نوٹ صفحہ ١٨٨]

ارسطوے یونانی کی ! فیا للہ وللمسلمین ' من ھذہ الفاقرۃ التي ھي اعظم فواقر الدین ' و الرزیۃ التي ما رزي بمثلھا سبیل المومنین !

وسوف ترى اذا انکشف الغبار
افرس تحت رجلک ام حمار ؟

ائمۂ متاخرین میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ و اصحابہ کے بعد حضرۃ شاہ ولي اللہ کي تنقیدات و تعقبات اس باب میں نہایت محققانہ و انفع واقع ہوئي ہیں - حجۃ اللہ البالغہ وغیرہ میں گو اشارات و اجمال (و لکن ابلغ من التصریح) سے کام لیتے ہیں لیکن تفہیمات الاہیہ اور خیر کثیر اور بدور البازغہ میں بالکل پردہ اٹھا دیا ہے - صرف یہي نہیں کرتے کہ ان علوم مخلوطہ کو " فن دانشمندي " کے حوالہ کرکے باقي معاملات ذوق سلیم پر چھوڑ دیں ' یا " تشکیکات خام معقولیاں " کہکر خاموش ہو جائیں - بلکہ صاف صاف اور بے پردہ لکھتے ہیں - ایک تفہیم میں اسپر مفصل بحث کي ہے " در علوم شرعیہ پسینیاں چیزہا آوردند کہ مقصود و معلوم پیشینیاں نہ بود - بلکہ در سلف امت ازان اثرے یافتہ نمي شود - جموع کثیرہ فلسفۂ و حکمت یونانیاں را با علم شریعت آمیختند و اصل اصول کتاب و ماثور را از دست دادہ ' تا انکہ ظاہر شریعت بنا بر کثرت ایراد و انصراف و تحریف و تخلیط چیز دیگر گردیدہ - علوم اصول دین را کہ افضل علوم اسلام ست ' ببین کہ متکلمین دران چہ صنائع و بدائع آفریدند ' و در وادي جدل و تعمق تا بکجا رسیدند ؟ حالانکہ سلف امت نکیر عظیم داشتند بربن جنس کلام ' و آنرا خارج از شریعت پنداشتند - و در کتب فقہ و فتاري تامل کن کہ دامن راي و تفریع را تا کجا کشیدند ' و از اصل اصول شرع کہ قران و اثر ست چہ قدر دوري جستہ ؟ و ھمچنین حال دیگر علوم دین ست کہ بسبب خلط با فنون و صنائع رنگ و صورت دیگر پیدا نمودہ " اور سبحان اللہ حضرۃ موصوف کي نظر تجدید اور صدق فہم اور نفوذ ذہن کہ ایک دوسرے موقع پر اس فتنہ کو من جملہ ثمرات ردیۂ نفاق کے قرار دیتے ہیں - کما قالہ في الفوز الکبیر:
" نفاق اول (یعني بباطن کفر و انکار و بظاہر شکل اسلام) بعد از انحضرۃ

بیکار هیں - یہي رہ حقیقت مقام امامة في الدین اور وراثة نبوۃ کي ہے جو طبابة و تداري جمیع امراض یقین و اعتقاد کي نظري و عملي

(بقیه نوت صفحه ۱۸۸)

نتواں دانست - اما نفاق ثاني (یعني حدیث نفس و تشکیک و عدم یقین و ایمان حقیقي) کثیر الوقوع ست - لا سیما درزمان ما - و ازانجمله جماعة معقولیان که شکوک و شبہات بسیار مي آرند نمونۂ آن گروہ اند " (او کما قال) یه جو حضرۃ موصوف نے فرمایا " پسینیان چیزها آوردند که معلوم پیشینیان نه بود " تو یه رهي حقیقت ہے جسپر تمام آئمۂ سلف متفق هوے - همارے حضرۃ امام ابو حنیفه رحمة الله علیه سے اعراض و اجسام میں تکلم کي نسبت پوچھا گیا تو فرمایا " لعن الله عمرو ابن عبید هو فتح علی الناس الکلام في هذا " نقله الرازي في التفسیر - کیا خوب قاطع و فاصل قول اس باب میں امام ابن عقیل کا ہے جسکے بعد کسي چیز کي احتیاج باقي نہیں رهتي که " انا اقطع ان الصحابة ماتوا و ما عرفوا الجوهر و العرض - فان رضیت ان تکون منهم فکن و ان رأیت ان طریقة المتکلمین اولی من طریقة ابي بکر و عمر فبئس ما رأیت " حکاہ القرطبي في شرح مسلم - اس باب میں حضرۃ امام غزالي رح کا کلام بھي احیاء و بعض دیگر مختصرات میں نہایت وا شگاف و محققانه واقع هوا ہے اگرچه خود امام موصوف بھي مدتوں اسي وادي میں سرگردان رہے اور اسي کا نتیجه ہے که آخري عہد تک کي مصنفات اُسکے اثرات سے محفوظ نه رهسکیں - معهذا الاعتبار بالخواتم و قال ملا علی القاری " مات الغزالي و البخاري علی صدرہ " رضي الله عنه - اسي لیے زبیدي نے کہا - علماء سوء اور ارباب جدل و خلاف پر کوئي چیز اسقدر شاق و اشد نہیں ہے جسقدر احیاء اور اسکے ابواب متعلق علم و علماء - اور اسي لیے ایک جم غفیر علماء سوء نے مصر کے بازاروں میں احیاء کے نسخے جلا ڈالے قل موتوا بغیظکم - پھر جب کچھه زمانه گذرچکا تو کہا " هو حجة الاسلام و کتابه یستحق ان یکتب بماء الذهب " فهذا یکون الحال من لا برهان له به - اور اکثر اکابر طریقت نے اپنے سلوک کي بنیاد صرف احیاء العلوم هي پر رکھي جیسا که سلسلۂ عیدروسیه کي نسبت شاہ ولي الله نے انتباہ وغیرہ میں تصریح کي ہے - غرضکه اِس فتنۂ عظیمه کي داستان مصائب و حکایت نوازل بہت طولاني ہے - اسي " حدیث نفس " کے بروز و احاطه نے الہام هدایت ربانیه اور لمعات و انوار سعادت ابدیه کي راهیں صدیوں سے اخلاف

قوۃ کي راہ کھول ديتي ھے' اور اسي کي طرف امام اھل السنۃ حضرۃ احمد بن حنبل نے اپنے نامۂ وصية بنام مسدد بن مسر کے خطبه میں اشارہ کیا تھا که " الحمد لله الذي جعل في كل زمان بقايا من أهل العلم' يدعون من ضل الى الهدى' ويبصرون بنور الله اهل العمى' و يحيون بكتابه الموتى' و بسنة رسوله اهل الجهالة و الردى' و يصبرون منهم على الاذى' فكم من قتيل لابليس قد أحيوه ؟ وكم من ضال لا يعلم طريق رشده قد هدوه ؟ وكم من مبتدع في دين الله بشهب الحق قد رموه ؟ فما احسن أثرهم

[بقيه نوٹ صفحه ۱۸۸]

ملت پر مسدود کردیں' اور حقیقت دین الخالص ظلمات قیل و قال' و اهواء رجال' و صناعات مخترعه' و مصطلحات محدثه' و تشتت طرق' و طرائق قدد میں مستور و محجوب هوگئي - معهذا طالب صادق و جویاے حق کیلیے باب هدایت و الهام سعادت مثل همیشه کے باز هے' اور با ایں همه غبار محیط و تیرگي غلیظ شمس بازغۂ کتاب الله و قمر منیر سنۃ رسول الله همواره و پیوسته درخشنده و جهانتاب و ظلمت رباے هرگونه شکوک و ارتیاب هے - و في الجمله درین دورفتن و آوان فساد سعید آنکسے ست که دست بدامن سلف و رزش آنها زند' و برسبیل مومنون الاولون من المهاجرين والانصار والذين اتبعوهم باحسان' و طریق قرون ثلاثۂ مشهود لها بالخیر معتصم و ثابت باشد' وانچه خلف اُمت از تغییر و تحریف و تخلیط درهر باب از ابواب شرع ورزیده اند' به تعمیل وصیۃ نبوی که " فاعتزل تلک الفرق کلها ولو تعض باصل شجرۃ وانت على ذلک حتى يدركک الموت" چشم بپوشد' وگوش حق نیوش را از غوغائے یمین و شمال کر ساخته' علم و عمل خود را بر موارد شرع حکیم و علوم مطهرۂ کتاب و سنۃ مقصور دارد' و قربت خدا جوید در دوری آنها :

دلا را مے که داري دل درو بند !
دگر چشم از همه عالم فرو بند !

اور شرح حقیقت تحریف شریعت على الخصوص فتنتین عظیمتین یونانیۃ و عجمیۃ کیلیے مقدمۂ تفسیر بُب بست و یکم اور تفسیر فاتحۃ الکتاب کو دیکھنا چاهیے - و افردته في مجلداً مستقلاً وسميته بتحصيل السعادتين

علی الناس ! ینفون عن دین الله تحریف الغالین و انتحال المبطلین و تاویل الجاهلین ، الذین عقدوا الویة البدعة ، و اطلقوا أعنة الفتنه ، مختلفین فی الکتاب ، و یقولون علی الله و فی الله - تعالی الله عما یقول الظالمون علواً کبیرا " انتهی ما نقله الحافظ ابن الجوزي في سیرته - یعني اُمت محمدیه کا کوئي زمانه نهیں جو اهل العلم کے بقایاء سے خالي هو - یه وه لوگ هیں که بهتکے هوؤں کو راه هدایت کي طرف بلاتے ، اور کور چشمان ظلمت کي آنکهوں کو نور الهي سے روشن کردیتے ، اور کتاب و سنة کي روح حیات سے جهل کے مردوں اور غفلت کي نعشوں کو جلا دیتے هیں - اور اس کام میں اهل جهل و ضلالت کے هاتهوں جسقدر بهي اذیتیں پهنچتي هیں ، انپر صبر کرتے هیں - پهر کتنے هي ابلیس جهل کے مارے هوے هیں جو اُنکي مسیحائي سے جي اُتهے ! اور شیطان شک و ریب کے تیروں کے تڑپتے هوے زخمي هیں جنکو اُنکے دست شفاء سے یقین کا مرهم اور ایمان کي اکسیر ملي ! بهتکے هوؤں کو راه پر لگادیا - بدعة کے لشکروں اور احداث و تحریف کي پلتنوں کو قرآن و سنة کے تیروں کي بوچهاڑ سے تتر بتر کردیا - گمراهي کے جهندے اُنکے آگے سر نگوں هوگئے - اور فتنوں کي صفیں انکے قشون دلائل و جنود براهین کے فاتحانه حملوں سے اُلٹ گئیں - انتهي ملخصاً (۱)

---

(۱) یه نامهٔ وصیت منجمله آثار متبرکهٔ جلیله سلف کے هے - باب عقائد و فقه اکبر میں آج سلف کي کوئي تحریر اس سے اقدم و اصح اور تمام اختلافات و نزاعات متاخرین کیلیے قاضي و قول فیصل موجود نهیں - آئمهٔ اصحاب سنة همیشه اس اثر مبارک کو حرزجان و مونس روح و ایمان سمجهتے رهے - شیخ الاسلام هروي کو جب ارباب بدع و تعطیل نے جلا وطن کیا تو تمام کتابیں گهر میں چهوڑدیں - صرف اس مکتوب مبارک کو توشهٔ سعادت سمجهکر اپنے ساتهه لے لیا - حافظ ابن منده کا قول هے که جس شخص نے اس وصیت کو پڑها اور عمل کیا ، وه ان عبادي لیس لک علیهم سلطان کا ٹهیک ٹهیک مصداق هے - یعنے اسپر شیاطین شک و ضلالت کا کوئي داؤ چل نهیں سکتا - سبب تحریر اسکا حسب بیان قاضي ابو یعلی و ابن الجوزي بالاسناد یه هے که جب اهل بدع و فتن کي شورشیں هر چهار طرف

حضرة امام اهل السنة کا یه خطبة و فاتحه باوجود ایجاز کچهه ایسا جامع و ترجمان کامل مقصد واقع هوا هے که بڑے بڑے اکا بر و اعلام کي زبانوں پر خود بخود چڑهگیا ' اور انهوں نے سارے خطبات وفواتح اور عبائر مطالع کو چهوڑکر انهي چند متبرک جملوں پر اقتصار کرلیا - بظاهر یه مقبولیت خطبات ماثورة و مطالع شهیرة خلفاء راشدین کے بعد اورکسي امام و مصنف کے کلام کو نهیں ملي - وهذا من خصائصه رضي الله عنه - حافظ ابن منده اپنے اکثر خطبات اسي سے شروع کرتے - حافظ ابن جوزي کا (که اُن لوگوں میں هیں جنهوں نے خطبات وعظ و مجامع کو ایک فن بنادیا) قاعده تهاکه اپنے اکثر

[بقیه نوٹ صفحه ١٩٤]

پهیلیں - علی الخصوص معتزله و مرجیه کے عقائد اور تنازع في الدین اور شیوع مذاهب فلاسفة و اتباع فلاسفه سے باب عقائد و علوم میں ایک عام اضطراب پیدا هوگیا ' تو امام مسدد بن مسرنے کہا - اختلافات کي اس تاریکي میں راه سنة تک پہنچنا هم پر مشکل هوگیا هے - همارے بعد آنے والوں کیلیے اس سے بهي زیاده مشکلات هونگي - پهر حضرة امام احمد کو لکها " اکتب لي سنة النبي صلعم " امام موصوف نے جب خط پڑها تو بہت روے - فرمایا " انا لله و انا الیه راجعون ! یزعم هذا البصري انه انفق فی العلم مالاً عظیماً و هو لا یهتدي الی سنة النبي صلی الله علیه وسلم ! " اسکے بعد یه نامة وصیت لکهکر بهیجدیا اور لکها که طالبان طریق سنة کیلیے اسقدر بس کرتا هے- اس سے بڑهکر هماري محرومي آورکیا هوسکتي هے که متاخرین ارباب کلام بالراے کي مصنوعات و مخترعات اور متون و شروح ممزوجة مصطلحات و یونانیات تو عقائد میں دستور العمل بنائي جائیں' اور سلف صالح سے اس درجه تغافل و اعراض هو که امام اهل السنة بل امام الدنیا والدین کے اس ترجمان دین الخالص اور عصارة خالصة و محضة کتاب و سنة کي لوگوں کو خبر تک نهو؟ حالانکه یه أس فنا في الکتاب والسنة کي توقیع وصیت هے جس کا قول تها " ماکتبت حدیثاً عن النبي صلعم الا وقد عملت به " ! میں نے کوئي حدیث نهیں لکهي مگر یه که اسپر عمل بهي کیا هو ! یعني میں سنة کا علم مجرد نهیں هوں - عمل بهي هوں - وهذا معني الوراثة الکاملة والامامة في الدین - گذشته مارچ میں حضرة امام احمد کي ایک مختصر سیرة لکهني

وہ وعظ جس میں خلیفہ بغداد حاضر ہوتا ' اسی خطبہ سے شروع فرماتے -
حجۃ الاسلام حافظ ابن قیم تو اسکے ایسے شیفتۃ ہوے کہ اپنی اکثر کتابوں
کو اسی سے شروع کرتے ہیں - مثلاً مفتاح دار السعادہ ' و دیباچۂ نونیہ '
و الصواعق المرسلہ ' و الصراط المستقیم و غیر ذلک - تو یہ مقبولیت
بلا وجہ نہیں ہے - اسی لیے ہے کہ اس خطبہ کے ہر جملہ میں ایک
دفتر معارف پوشیدہ ہے - ازانجملہ یہ کہ فرمایا " بشہب الحق قد رموہ " تو
یہ وہی بات ہے جو حضرۃ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمائی تھی " رموھم بالسنۃ "
(رواہ الدارمی) ارباب بدع و ہواء پر سنۃ کے تیر چلاؤ - اسکی روک کیلیے
انکے پاس کوئی ڈھال نہیں - اور اسی لیے اہل بدعۃ کی ایک پہچان یہ
ہوئی کہ ہمیشہ قرآن کے نام کی آڑ پکڑینگے (کلمۃ حق ارید بہا الباطل) اور سنۃ

[بقیہ نوٹ صفحہ ۱۹۴]

شروع کی تھی تاکہ البلاغ میں شائع ہو - اسی سلسلے میں اس نامۂ
وصیت پر نظر پڑی اور اسکی جامعیۃ مع الایجاز کچھہ ایسی دلنشین
و دلپسند واقع ہوئی کہ بے اختیار شرح لکھنے پر خیال مائل ہوا - اثبات
حقیۃ طریق سلف ' و ظواہر نصوص کتاب و سنۃ ' و فیصلۂ مختتمۂ و متممۂ
مسئلۂ تعارض عقل و نقل ' و انکشاف حقائق مستورۂ عقائد اسلامیہ کیلیے
اس سے بہتر محل اور کوئی نہیں ہوسکتا - چنانچہ ایک ثلث سے زیادہ
حصہ لکھا جا چکا اور کمپوز ہو چکا تھا کہ حکومت بنگال نے نفی و اجلاء کا حکم
جاری کیا اور مجھے رانچی چلا آنا پڑا - یہ شرح اور سیرۃ امام موصوف اگر مکمل
ہوگئی تو شاید اپنے موضوع میں ایک مخصوص چیز ہو - علی الخصوص موجودہ
عہد فتن و فساد میں کہ " لعن آخر ہذہ الامۃ اولہا " کا معاملہ اپنے آخری
حد تک پہنچ چکا ہے ' اور غرور بالعلم و العقل (کہ فی الاصل بدترین
جہل و بے عقلی و زیغ نظر ہے) اور اہانت و تحقیر و تحمیق و استہزاء بالسلف
کے جنون سے ہر تنک ظرف سفیہ اور تہی دست باد فروش سرگران و خیرہ
دماغ ہے - بحدیکہ احداث و غلمان وقت صحابۂ رسول و آئمۂ و تابعین کے
عقائد کو (کہ اعلم الناس و اعقلہم علی وجہ الارض تھے - ابرہم قلوباً و اعمقہم علما)
ایک طرح کی ابلہانہ نیکی اور بے وقوفانہ و نا فہمانہ اطاعت کیشی کہدینے تک
میں باک نہیں رکھتے : کبرت کلمۃ تخرج من افواہہم ان یقولون الا کذبا -

و ماثور سے اعراض کرینگے " علیکم بهذا القران فما وجدتم فیه من حلال فاحلوه "
الخ - تو سنة و أسوهٔ حسنه کے تیروں کي بارش سے آنکے منه پهیر دو ' اور
ما اتا کم الرسول فخذوه اور حتی یحکموک فیما شجر بینهم اور " من اطاعني
فقد اطاع الله " کے بے خطا هتیاروں سے أنکا مقابله کرو - اور یه جو فرمایا
" وکم من قتیل لابلیس قد احیوه " تو یه وهي حقیقت هے که کمال
اتباع و تفاني فی السنة کي وجه سے آن پر معالجهٔ نفوس و تداري امم کي
راهیں کهول دي جاتي هیں ' اور وه صرف ایک هي نسخهٔ شفاء کتاب
و سنة هاتهه میں لیکر تمام بیماران قلب و نا خوشان روح کو دعوة شفاء
دیتے هیں - یهي سر هے که منجمله اسماء و صفات قرآنیه کے ایک اسم
و صفي " الشفاء " بهي قرار پایا که دل اور یقین کے سارے دکهوں کیلیے
بجز اسکے أور کسي میں شفاء طمانیة نهیں - سب خود مبتلاء مرض هیں :
قل هو للذین آمنوا هدي و شفاء ' والذین لایؤمنون في آذانهم و قر و هو علیهم
عمی - اولائک ینادون من مکان بعید ! (حم سجده) و ننزل من القرآن
ما هو شفاء و رحمة للمؤمنین و لایزید الظالمین الا خسارا (اسری)
یا ایها الناس قد جاء تکم موعظة من ربکم و شفاء لما فی الصدور (لعلها فی التوبه
او یونس) اور قلب و روح کي " طمانیة " یعني عدم اضطراب و شک صرف
اسي کے پاس هے : الذین آمنوا و تطمئن قلوبهم بذکر الله - الا بذکر الله
تطمئن القلوب (رعد) اور یهي وه کمال مرتبهٔ ایقاني هے جو معبر به لفظ
" سکینة " بهي هوا : هوالذی انزل السکینة فی قلوب المؤمنین لیزدادوا
ایماناً مع ایمانهم (فتح) پس جب شفاء و وسیلهٔ اطمینان و سکون قلب
قران هوا ' اور قران کي عملي تفسیر وجود صاحب قران ' تو اب شفاء بهي
صرف أنهي هاتهوں سے ملسکتي هے جن کے پاس اس نسخه کا کامل علم
و عمل هو' اور وه نهیں هے مگر کتاب و سنة - یهي مقام امام ابن تیمیه کا تها '
اور سلسلة الذهب تجدید و احیاء امت کے هر حلقهٔ دعوة کا هوا ' اور هوگا :

بحکمته فعل الطبیب المجرب !

شیخ سراج الـــدین ابو حفص البزار بغدادي اُس عہد کے مشاهیر اعلام معین فقه و حدیث میں سے هیں - انهوں نے امام ابن تیمیه کے حالات اقب میں ایک مستقل رساله لکھا هے " الاعلام العلیه فی مناقب الامام تیمیه " رسالۂ مذکور میں لکھتے هیں " حدثني غير واحـد من العلماء لاء ' الـــذین خاضوا في اقاويل المتكلمين ليسترجعوا منـــها الصواب لا منـهم لم يزل حائراً في تجاذب أقوال الاصوليين و معقولاتهم ' وانه ستقر في قلبه منـها قول و لم يبن له من مضمونها حق ' بل رآها كلها ة في الحيرة و التضليل ' و انه كان خائفاً على نفسه من الوقوع بسببها التشكيك ' حتى من الله عليه بمطالعة مولفات هذا الامام ' و ما اورده النقليات و العقليات في هذا النظام ' فمـا هو الا ان وقف عليها فراها نة للعقل السليم ' فانجلا عنه ما كان قـد غشيته من أقوال المتكلمين "

ے قریب ایسي هي شهادت حافظ جمال الدین عقیلي السرمري نے حمیـة الاســلامیـه في الانتصار لمـــذهب بن تیمیه " میں دي ہ اُس عہد کے ائمۂ کبار میں معدود اور مسند العصر و شیـــخ الـــزمان اور اتنـــا اور زیاده کیـــا هے : " و من اراد اختبـــار صحـــة نه فليقف بعين الانصاف ' العرية عن الحسد و الانحراف ' ان شاء على مراته (ای مختصرات ابن تیمیه) في هذا الشان - کشرح الاصفهانیه وها ' و ان شاء على مطولاته - كتخليص التلبيس من تاسيس التقديس ب العقل و النقل و منهاج الاستقامة و الاعتدال ' فانه والله يظفر بالحق ان ' و يستمسك باوضح برهان " الخ - حاصل دونوں عبارتوں کا یه هے که ء متعدد علماء و افاضل نے ذکر کیا که انهوں نے متکلمین کے اقوال لات میں غور و خوض کیا تها ' تاکه حق و صواب معلوم کریں ' لیکن ان سے هر شخص کا یه حال هوا که جسقدر اس میدان میں بڑهتا گیا ' اُتني زیاده حیراني و گمراهي سے اپنے تئیں نزدیک پایا - اور ارباب کلام ل کے اقوال و عقلیات میں سے کوئی بات بهي ایسي نظر نه آئي جو حق کو استوار کرتي اور دل کو اسپر اطمینان و قرار ملتا - حتی که اُنکی

حالت سخت مخدوش هوگئي اور اپنے ایمان و یقین کي طرف سے خوف پیدا هوگیا که کہیں تشکیک و انکار کي گمراهي میں ڈوب نه جائیں - لیکن جب الله نے انپر احسان کیا اور امام ابن تیمیه کے مولفات کے مطالعه کي توفیق بخشي تو انکي هر بات عقل سلیم کے مطابق پائي اور وہ تمام پردے شک و ریب کے هٹ گئے جو متکلمین کي قیل و قال نے اُنکي بصیرة پر ڈالدیے تھے - اگر کسي شخص کو اس بات کي صحت میں شک هو تو امام موصوف کي مولفات آج بھي موجود هیں - حسد و تعصب سے خالي هوکر اُنکا مطالعه کرے - هم کہتے هیں که والله ' وہ حق و یقین اور طمانیة قلب کو پالیگا ' اور دلائل واضحه و براهین قاطعه کا عروة الوثقی اُسکے هاتھوں میں هوگا - انتہی - خود امام موصوف کي زندگي هي میں انکي مصنفات کے اس خاصه کي شہرت یہاں تک عالمگیر هوچکي تھي که مصر و شام و عراق کے کتب فروش ائمۂ سلف کي کتابوں سے زیاده اُنکي مصنفات کے نسخے رکھتے تھے - اُنکي زندگي هي میں انکي مصنفات سیاح و نو آباد عربوں کے ذریعه چین تک پہنچ چکي تھیں - (۱) اُنکي وفات سے تقریباً پچاس ساٹھه

---

(۱) حافظ ابن رجب طبقات میں لکھتے هیں " صلی علیه صلاة الغائب فی الغالب بلاد الاسلام القریبة و البعیدة - حتی فی الیمن و الصین - و اخبر المسافرون أنه نودی باقصی الصین للصلاة علیه یوم جمعة - الصلاة علی ترجمان القران ! " یعني امام ابن تیمیه نے جب وفات پائي تو اکثر بلاد اسلام میں انکے لیے نماز جنازہ غائب پڑھي گئي ' حتی که یمن اور چین میں - اور سیاحوں کي زباني معلوم هوا که چین کے نہایت بعید گوشوں میں جمعه کے دن منادي کرنے والے نے پکارا " ترجمان القران کیلیے نماز جنازہ پڑھي جائیگي ! " امام موصوف کي وفات سے ساٹھه ستر برس بعد ابن بطوطه نے چین کا سفر کیا تھا - اُنکو موجودہ شہر پیکن کے قریب قبائل عرب و تجار اهل اسلام کي ایک بہت بڑي نو آبادي ملي تھي جسمیں فقہاؤ محدثین و اصحاب درس و تدریس موجود تھے - شیخ بدر الدین محدث نے انکي دعوة کي - اسکے علاوہ عام دیار چین میں بھي هر جگه عرب اور نو مسلم بتعداد کثیر موجود تھے ' اور بلاد عربیه سے آمد و رفت کا سلسله برابر

برس بعد حافظ ابن حجر لکھتے ھیں کہ میں نے شمار کیا تو مشہور مولفات ابن تیمیہ علاوہ تفسیر القرآن کے چار ہزار صفحوں سے

بقیہ نوٹ صفحہ ۱۹۹

جاري تھا - پس انھي لوگوں نے امام موصوف کي خبر وفات سنکر نماز جنازہ پڑھي ھوگي - اور یہ جو لکھا ھے کہ : " نودی باقصی الصین " تو اس سے مقصود اندرون چین کي وھي نو آباد ي ھوگي جو موجودہ شہر پیکن کے قریب ابن بطوطہ کو ملي تھي - اور پھر غور کرو کہ یہي وہ خصائص مقام عزیمۃ دعوۃ اور وراثۃ مقام ورفعنا لک ذکرک کے ھیں جن میں اوروں کا کوئي حصہ نہیں ھوتا اگرچہ بظاھر کتنا ھي پایہ بلند رکھتے ھوں - خود امام موصوف تو قید خانے کي کوتھري میں محبوس و مظلوم انتقال کرتے ھیں' لیکن انکے لیے نماز جنازہ چین میں پڑھي جاتي ھے ! اور انکي زندگي ھي میں ترجمان القران و السنۃ ھونے کي شہرت کا یہ عالم ھوتا ھے کہ چین کي دیواروں سے جا ٹکراتي ھے اور پکارنے والا پکارتا ھے " الصلواۃ علی ترجمان القران ! " حافظ برزالي لکھتے ھیں کہ امام احمد بن حنبل کے بعد اور کسي کے جنازہ پر خلق اللہ کا اسقدر اجتماع نہیں ھوا اور نہ اتني نمازیں پڑھي گئیں جسقدر امام ابن تیمیہ کے جنازہ پر - حالانکہ انکا جنازہ قید خانے سے نکلا - اور خلیفۂ متوکل امام احمد کا معتقد تھا' مگر سلطان عہد ابن تیمیہ کا مخالف - وکان یوما مشہودا - جب جنازہ اٹھا اور انبوہ کا یہ حال ھوا کہ صرف عورتوں کي تعداد پندرہ ہزار سے زیادہ اندازہ کي گئي تو ایک شخص نے منارۂ مسجد سے ندا دي : ھکذا یکون جنائز اھل السنہ ! سبحان اللہ' یہ ھے مقام وراثۃ تامۂ نبوۃ کا ! دمشق میں صدا اٹھي : ھککذا یکون جنائز اھل السنۃ ! اور چین میں اللہ تعالی نے اپنے بندوں کي زبان سے بے اختیار نکلوا دیا: الصلواۃ علی ترجمان القران ! یعني انکي تمام حیات علم و عمل کا خلاصہ قران و سنۃ تھا.' تو بحکم حدیث صحاح "انتم شہداء اللہ فی الارض" اللہ نے انسانوں کي زباني جو کچھہ کہلوایا' اسمیں بھي اور کوئي وصف نہ تھا - صرف اسي بات کي شہادت تھي کہ سنۃ کا اھل اور قران کا ترجمان و سفیر ھے ! یہي چیز ھے کہ انکے بڑے بڑے معاصرین کو سب کچھہ ملا تھا مگر یہ نہیں ملي تھي' اور ھمیشہ صرف مجدد العصر ھي کے حصے میں آتي ھے - اگرچہ قید خانے میں اس نے زندگي بسر کي ھو یا سولي کے تختے پر

زیادہ ھیں ' اور با وجود علماء دولۃ اور سلاطین و حکام عہد کي شدید مخالفتوں کے آج کتب فروشوں کے چبوتروں پرسب سے زیادہ مانگ اُنھیں کي ھے ! - شیخ ابن یوسف مرعي لکھتے ھیں کہ بلاد مصر و شام کے سیاح جب یمن و نجد کي طرف جاتے ھیں تو بہترین تحفہ جو اُنسے اھل علم طلب کرتے ھیں ' امام موصوف کي مولفات ھیں ! اُنکي زندگي ھي میں یہ حال تھا کہ بڑے بڑے اکابر و اعاظم علم اَئمۂ سلف کي کتابیں فروخت کرڈالتے تاکہ مولفات ابن تیمیہ خرید سکیں - قاضي القضاۃ شام شیخ شہاب الدین ملکاوي الشافعي (جو فقیہ الشام کے لقب سے مشہور ھوے اور امام ابو العباس ابن حجي کے شیوخ روایت میں سے ھیں - کما ذکرہ في المعجم) انھوں نے امام نواوي کي شرح مسلم فروخت کردي اور اسکي قیمت سے امام موصوف کي الرد علی النصاري (جواب چار جلدوں میں چھپ گئي ھے) خرید کي - ایک شخص نے اسپر اعتراض کیا کہ شرح مسلم دیکر ابن تیمیہ کي کتاب خریدتے ھو؟ تو کہا - میرے پاس شرح مذکور کے دو نسخہ تھے - ایک فروخت کردیا - لیکن اگر ایک ھي نسخہ ھوتا جب بھي مصنفات ابن تیمیہ کیلیے بلا تامل فروخت کردیتا - کیونکہ " ما في شرح مسلم اعرفہ ' و ما في مولفاتہ انا محتاج الیہ " (کذا نقل عنہ في الرد الوافر)

میں کہتا ھوں یہ بات آج بھي ویسي ھي سچي اور کھري ھے جیسي اُسوقت تھي ' اور سچائي کي پرکھہ یہي ھے کہ نہ تو کسوتیوں کا بدلا جانا اُسکے لیے مضر ھے اور نہ زمانے کا بدلا جانا اسکے کھرے پن میں شک ڈال

[بقیہ نوٹ صفحہ ۱۹۹]

ختم کي ھو ' اور اگرچہ تمام دنیا والوں نے اُسکي تحقیر و مخالفت کیلیے ایکا کرلیا ھو اور تمام روے زمین کے پادشاھوں نے اُسکي عظمت کو شکست دینے کیلیے اپني کمریں باندھلي ھوں - و لقد احسن القائل :

در سفالین کاسۂ رندان بخواري منگرید
کین حریفان خدمت جام جہان بین کردہ اند
قدسیان بے بہرہ اند از جرعۂ کاس الکرام
این تطاول بین کہ با عشاق مسکین کردہ اند!

سکتا ھے - زمانے کي لنبان خواہ کتني ھي آگے کو بڑھجاے مگر یہ تو نہیں ہوسکتا کہ سونا پیتل ھوجاے اور کوئي چمکیلا ٹھیکرہ سونا کہلانے لگے ؟ فالحق ثابت و الزمان یدور و یتغیر- آج بھي جب کہ دانش فروشي کے نشۂ باطل سے ھر نو خیز تکلم و کتابۃ سرگراں ' اور بضاعۃ مزجاۃ عقل و راے کي نمود و نمائش سے ھر نو دولت تنک ظرف مخمور بالا خواني ھاے لاف و گزاف ھے ' اور فتنۂ ادعاء مع الجہل و افتاء بغیر علم حتی ضلوا فاضلوا اور ظہور و بلوغ راس الشرور و آخر الفتن " اذا 'وسد الامر الی غیر اھلہ فانتظر الساعۃ " سے عالم آشوبي ھاے وقت ھم عنان رستخیز قیامت کبری و ھم دوش اشراط ساعۃ عظمی ھے ' اور ضلالۃ و بطالۃ لم و لا نسلم و اعجاب کل ذي رای برایہ ٹھیک ٹھیک اپني اُس آخري حد تک پہنچ چکي ھے جسکي خبر اول روز ھي ایک حدیث قدسي میں دیدي گئي تھي " ان امتک لا یزالون یقولون ما کذا ؟ ما کذا ؟ حتی یقولون ھذا اللہ خلق الخلق فمن خلق اللہ ؟ " (۱) غرضکہ آج بھي جبکہ بحکم بل قالوا مثل ما قال الاولون دورۂ فتن و کرۂ فساد پھر اُسي نقطہ پر واپس آگیا ھے جہاں سے ھمیشہ چلکر واپس آتا رھا ' ھے اور اسلیے تشکیکات و تدسیسات اور تلبیسات و تحریفات کے سارے فتنے بہ یک زمان و ظرف جاگ اُٹھے ھیں ' جس طالب حق و یقین کو ھر طرف سے یاس و قنوط کا جواب

---

(۱) رواہ مسلم عن انس (رض) کیسي صاف صاف اور کھلي کھلي خبر تھي جو حضرۃ صادق مصدوق ارواحنا فداہ و صلوات اللہ علیہ نے پہلے ھي دن دیدي تھي ؟ اگر اس لحاظ سے اعلام و انباء نبویہ پر نظر ڈالي جاے تو حق یہ ھے کہ اس تیرہ سو برس میں جو کچھہ ھوتا رھا ھے اور ھو رھا ھے ' اُسکي کوئي بات بھي ایسي نہیں جو پہلے سے نہ بتلا دي گئي ھو ' اور علماء صحابہ رضي اللہ عنھم کو اسکا علم نہو- حضرۃ حذیفہ یماني کہ اعلم الصحابۃ بالفتن تھے ' فرمایا کرتے " کان الناس یسئلون عن الخیر و کنت اسالہ عن الشر مخافۃ أن یدرکني " رواہ البخاري عن ابي ادریس الخولاني - و ھذا من کمال فقھہ و دقۃ نظرہ رضي اللہ عنہ في اسرار الشریعۃ ' لان الجہل بالشر لیس ببر ' بل ترکہ مع علمہ و معرفتہ اتم العلم و المعرفۃ - و لکن ھذا

مل چکا ھو' اور جس کسي نے قطع طریق میں اپنے ھر رھنما کو خود گم کردۂ راہ و عقل باختۂ تلصص تشکیکات و توسرس شبہات پایا ھو' آے' اور آئمۂ حدیث و اثر کے معارف و براھین خالصۂ کتاب و سنۃ کا مطالعہ کرے اور دیکھہ لے کہ اقوال و حالات مندرجۂ صدر کي سچائي اب بھي کیسي کھري اور غیر مبدل ھے ؟ اور سرچشمۂ یقین و حکمت حاملین علوم نبویہ ھیں' یا مقلدین و عبدۃ الطواغیت یونان و فرنگ ؟ وما یستوي الاعمیٰ و البصیر' ولا الظلمات ولا النور' ولا الظل ولا الحرور' وما یستوي الاحیاء ولا الاموات - ان اللہ یسمع من یشاء - وما انت بمسمع من في القبور ! (فاطر او الروم)

ستعلم لیلیٰ ای دین تدا نیت
و ای غریم في التقاضي غریمها ؟

باقي رھا معاملہ یورپ کے فلسفۂ حدیثہ' اور مذاھب حاضرۂ ما دیئین لا ادرئین' اور عموم نتائج علوم تجربیۂ حالیہ برخلاف علوم سماریہ علی الظاھر' اور وہ سب کچھہ جو آنکي بنا پر سمجھا اور کہا جارھا ھے' سو اول تو لوگوں کو معلوم نہیں کہ معلومات و ثمرات علوم مادیہ اور طرق و مذاھب فلسفیہ اور تقسیم و تحدید معقولات میں گو بے شمار چیزیں نئي بہم ھوگئي ھوں'

[بقیہ نوٹ صفحہ ۲۰۲]

مقام دقیق لا یعلم سرہ الا الراسخون فی العلم و عارفون باسرار الشریعۃ و حکمہ - اِس حدیث میں فتنۂ شبہات کي خبر دي گئي ھے جو نوع انساني کیلیے ھمیشہ ھلاکت و خسران کا سب سے بڑا ذریعہ رھا ھے - شیطان کے پاس اُس سے زیادہ کارگر اور بے خطا کوئي ھتیار نہیں جیسا کہ حضرۃ عائشہ والي روایت میں ھے - فرمایا اس امت کے لوگ بھي برابر شکوک و شبہات نکالتے رھینگے' اور لا حاصل چوں و چرا اور کیوں اور کیا سے باز نہ آئینگے - یہانتک کہ خود اللہ تعالیٰ کي ذات و صفات میں بھي رد و کد شروع کردینگے' اور معاملہ جدال في اللہ بغیر علم سے الحاد و انکار تک پہنچکر رھیگا - فصلی اللہ علی الصادق المصدوق الذي لا یخبر عن شي الا ویأتي مثل فلق الصبح !

مگر علوم سماریۂ و معلومات انسانیه کي با همي آویزش کا مقام اب بهي ٹهیک ٹهیک ویسا هي (یعني باعتبار کیفیت) اور اُتنا هي (یعنے باعتبار کمیت) هے ؟ جیسا که همیشه تها - اُسمیں کوئي تبدیلي نهیں هوئي اور نه هوسکتي هے - آج قرآن و علوم انبیاء کرام کے خلاف کوئي ایک چهوٹي سي چهوٹي بات بهي ایسي نهیں کهي جاتي اور نهیں کهي جاسکتي ' جو اصولاً پہلے نهیں کهي جاچکي هو ' بلکه عین قرآن حکیم کے نزول اور اسکے ۲۳ ساله زمانے میں نه کهي گئي هو اور خود قرآن و سنة نے اسکا جواب نه دیدیا هو - اور اگر اسکے بعد کے عهد شیوع علوم دخیلۂ و عجمیه و تراجم کتب مذاهب مندرسۂ یونانیۂ و ایرانیه و ملاحدۂ و مادیۂ عهد عباسیه اور اُنکے اتباع او ر ریزہ چینوں کے اعتراضات و شبهات کے دفاتر و مقالات بهي ملا لیے جائیں ' تو بلا خوف ره کها جاسکتا هے که نه محض اصولاً ' بلکه فرعاً و انفراداً بهي آجتک کوئي نیا علمي شبهه وحي و تنزیل اور قران و شریعة کے خلاف پیدا نهیں هوسکا ' اور کوئي بات ایسي نهیں کهي گئي جو آجکل کے مشککین و محجوبین لا ادریئین کے شجرۂ ضلالة و بطالة کے مورث اعلیٰ قرون ماضیه میں نه کهه چکے هوں - و لقد صدق الله فیما قال : بل قالوا مثل ما قال الاولون - قالوا ءاذا متنا و کنا ترابا و عظاماً ' ءانا لمبعثون ؟ لقد وعدنا نحن و اباؤنا هذا من قبل ' إن هذا الا اساطیر الاولین (مؤمنون) ایعدکم انکم اذا متم و کنتم تراباً و عظاماً انکم مخرجون ؟ هیهات ! هیهات ! بما توعدون ! إن هي الا حیاتنا الدنیا نموت و نحیا و ما نحن بمبعوثین (ایضاً) اور خود قران حکیم و حکمة نبوة نے اپنے ادلۂ نیره و حجج بالغه سے انکے تمام زخرف القول اور متاع غرور کا بلکل قلع و قمع نه کردیا هو - بعدیکه فاصبحوا في دیارهم جاثمین کان لم یغنــوا فیها (هود) اور جعلنـــا هم احادیث (مؤمنون) اسي بنا پر تمام علماء تابعین ' و آئمۂ اهـــل بیت طاهرین ' وعموم اعلام سلف ' و ائمه اهل سنة نے همیشه ملاحدۂ و مشککین کے هرطرح کے اعتراضات ایرادات کا محض ادلۂ کتاب و سنة کي حکمت قاهره سے فاتحانه

مقابلہ کیا ' اور انکے تمام طلسمات رھم و ظنون اور کارخانجات عقل و قیاس کي سحر نمائیوں اور شعبدہ سازیوں کو بحکم لا یفلح الساحر حیث اتی (طه) صرف ایک هي عصاے ثعبان آساے کتاب و سنۃ سے فاذا هي تلقف ما یأفکون (اعراف) کي طرح باطل اور درھم و برھم کردیا - مع انهم لم یکونوا یعلمون شئیاً من المنطق والفلسفۃ' و لا یعرفون الکلام و طرق الجدل' و مقدمات المصنوعۃ و مصطلحات القوم :

اذا جاء موسیٰ و القي العصا
فقد بطل السحر و الساحر !

على الخصوص جن ارباب نظر نے صرف حضرات آئمۂ اربعہ هي کے مناظرات مسکتہ اور آئمۂ اهل بیت کرام على الخصوص حضرت امام باقر و امام جعفر الصادق علیهما و علي اباءهما واجداد هما الصلوۃ و السلام کي احادیث مفصلۂ حکمیہ بمقابلۂ مشککین ملاحدہ و زندقۃ مطالعہ کي هیں' جنکا گھر وحي و نبوت کا گھر' اور جنکا دروازہ باب مدینۂ علم' اور جنکے اطفال واحداث تک علم نبوت و فیضان عترۃ رسالت کي گودوں میں پرورش پانے والے تھے' وہ بھلا آجکل کے غلغلۂ الحاد کو کب خاطر میں لا سکتے هیں' اور محض خیالات و ظنون کا تخرص و تلعب اور پرستاران اوھام زید و عمر کي زبان کج مج و بیان لجلج کب انکي جلالۃ علوم کي خسروي اور سلطان یقین کي قهرمانیۃ کو مرعوب و مسخر کرسکتا ھے ؟ آنکے سامنے یہ تمام طلسمات عقلیہ خواب پریشان اور سراب از دور نمایاں سے زیادہ وقعت نہیں رکھتے :

برو ایں دام بر مرغ دگر نہ
کہ عنقا را بلند ست آشیانہ

غرضکہ موجودہ عہد کي مادیۃ و معقولات کے مقابلے میں بھي صرف اصحاب حدیث و سنۃ و حاملین علوم خالصۂ و ماثورۂ سلف هي کي جماعۃ وہ طائفہ منصورہ ھے جسکے لیے کسي طرح کا بیم و هراس نہیں - هر حال میں اور هر مقابل و هر اسلحہ کے سامنے وہ مظفر و منصور ھے'

اور ہر معرکۂ و میدان میں یہی جماعت مصداق اصلی "لا یضرہم من خالفہم حتی یاتی امر اللہ و ہم غالبون" کی ہے - کما قال ابن المداینی ہم اہل الحدیث - اور بحکم و ان جندنا لہم الغالبون (صافات) اسی کا پرچم فتح و اقبال و لواء عز و جلال جند الہی میں محسوب اور حزب اللہ المفلحون میں محشور و معدود ہے - یہاں بھی تم ہرگز ہرگز نہ پاؤگے کہ اصحاب علوم جدل و خلاف و راے و قیاس، و مشغولین یونانیات، و مقلدین فلاسفۂ و متکلمین، معرکۂ عقل و نقل و ملحمۂ مادیۂ و سماویہ میں کامیابی کا ایک قدم بھی آگے بڑھا سکیں - یا ایک دل کے شک اور ایک دماغ کے الحاد کو بھی دور کرسکیں - صرف اصحاب حدیث و سنۃ ہی کے ہاتھہ آجتک ہر میدان رہا ہے، اور سبحان اللہ سعادۃ فیضان نبوۃ و برکات انتساب کتاب و سنۃ کہ آج بھی فتح و نصرۃ آتریگی تو آنہی کے عساکر حق پرورشون ہدایت پر - اگرچہ حسب فرمان نبوی "قوم صالحون، قلیل فی ناس سوء کثیر" رواہ احمد و الطبرانی مرفوعاً آنکی تعداد سب سے کم، اور بوجہ ظہور معنی غربۃ ثانیہ آنکی جماعت نہ صرف مغلوب بلکہ بظاہر مفقود و کالمعدوم نظر آتی ہو - فہم اقلون عدداً و اعظمون عند اللہ قدرا - پھر کہتا ہوں کہ یہ بات اگرچہ تمہارے کانوں کیلیے بالکل نئی اور بہت ہی تعجب انگیز ہوگی مگر یاد رکھو کہ تمام طوائف متکلمین فلسفۂ قدیمہ کے مقابلے میں بھی ناکام رہے تھے، اور آج نام نہاد فلسفۂ جدیدہ کے مقابلے میں بھی آسی طرح ناکام رہینگے - آسوقت بھی صرف اصحاب حدیث و طریق سلف ہی کامیاب و منصور ہوے تھے، اور آج بھی اس میدان میں بازی آنہی کے ہاتھہ ہے - فقہاء و متکلمین میں سے آجتک کوئی اس میدان کا مرد نہیں آٹھا :

کامل اس فرقۂ زہاد سے آٹھا نہ کوئی
کچھہ ہوے تو یہی رندان قدح خوار ہوے

البتہ اس حقیقت کو صرف وہی لوگ سمجھہ سکتے ہیں جنکو چند کتب درسیۂ معقولات و کلام و روایت کشی صحائف قیل و قال کے حجرۂ خمول سے باہر نکلکر فضاء حکمت قرآن و سنۃ کی سیر کرنے اور دوارین

و صحف عرفاء طریق و حقیقت شناساں کا رکے تدبر و تفکر کي توفیق ملي ھے اور بحکم والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا (عنکبوت) حق تعالے نے انکے قلوب کو انوار کتاب و سنۃ کے اکتساب و استنارۃ کیلیے مجلی و مزکي کردیا ھے ' اور انکا آئینۂ استعداد زنگ و کثافت جھل و حجاب و ظلمت محبت زخارف دینوي و رذائل نفسانیہ مانعۂ وصول الی الحق سے بکلي پاک و صاف ھے - اور اگر ایسا نہیں ھے تو اس مقام پرکیا موقوف ؟ علم و حقیقت کے کسي گوشے میں بھي امید فہم و توقع قبول نہیں :

خلق اللہ للحـــروب رجـــالاً
و رجـــالاً لقصعـــۃ و ثرید !

بلکہ حق یہ ھے کہ اس بارے میں آنسے خطاب یکسر ضیاع وقت و یکقلم اتلاف نفائس و جواھر ھے :

مئے مغـانہ کہ از درد شور و شر صافست
بہ محتسب نہ دھي قطرۂ کہ اسراف ست

سنہ ۱۹۱۱ میں مولانا شبلي مرحوم وقف علي الاولاد کیلیے علماء کا ایک وفد لیجارھے تھے ' اور اسي غرض سے کلکتہ میں مقیم تھے - علماء وفد میں سے ایک بزرگ کہ درس و نظر معقولات کے لحاظ سے آجکل مخصوص امتیازي درجہ رکھتے ھیں ' ایک دن اُسي لب و لہجہ میں جو ان بزرگوں کیلیے مخصوص ھے' آجکل کے انگریزي خواں تعلیم یافتہ اشخاص کي مذھب سے بیخبري اور الحاد و بے قیدي کي شکایت کرنے لگے - میں نے کہا یہ شکایت کم از کم آپ لوگوں کي زباني تو اچھي نہیں معلوم ھوتي - میرے خیال میں تو آپ اور وہ ' دونوں ایک ھي تنور کے سوختہ اور ایک ھي مشرب و مسلک کے دو مختلف مظاھر ھیں - زیادہ سے زیادہ یہ کہ آپکي قدامت و اولیۃ کي رعایت کرتے ھوے آنکو آپکا چھوٹا بھائي کہا جاے - آپ یونانیوں کے حلقہ بگوش ' وہ یورپ کے پرستار - قران و سنۃ سے آپ بھي دور و مھجور' وہ بھي بے خبر و نفور:

محتسب داند کہ حافـــظ مي خورد
*واصف ملـــک سلیماں نیـــزهم !

بلکہ سچ پوچھیے تو ایک لحاظ سے آپ پر من وجہ فضیلت رکھتے ہیں - آپ کے آئمۂ و پیشوا فلاسفۂ یونان ہیں جنکا قدم ذہنیات ضالہ سے آگے نہ بڑھا - اُنکے معبودان علم فلاسفۂ یورپ ہیں جنھوں نے بہر حال دنیا کے آگے تجربۂ و استقراء اور کشفیات عملیہ کا دروازہ کھولا - اُن میں کا ایک لڑکا جو اسکول کي پانچویں کلاس میں سائنس اور طبعیات کي ریڈر پڑھتا ہے، شاید آپکے مدارس کے اُن منتہیوں سے زیادہ صحیح راہ پر ہے جو صدرا اور شمس بازغہ سے بھي آگے بڑھچکے ہیں - البتہ یہ ضرور ہے کہ آپ صاحبوں میں مترجمین و ناقلین عرب تھے جنھوں نے یونانیات کو عربي کا جامہ پہنا کر مقدس بنا دیا - اور معتزلۂ و اخوان الصفا وغیرھم پیدا ہوگئے جنھوں نے مصطلحات و عبائر یونانیات کو علوم دینیہ میں امتزاج و خلط کیمیائي کے ساتھہ ملادیا - لیکن اِن بیچاروں کو یہ اتفاقات اب تــک نصیب نہیں ہوے - معاملہ سرسـید مرحوم اور انکے خوشہ چینان غیر معترف و مقلدین غیر مقر یا مجتہدین في المذهب سے آگے نہیں بڑھا ہے - اگر اُن میں بھي کوئي اس ڈھب کا آدمي نکل آتا تو آپ دیکھتے کہ اُنکے مباحث خاصہ آپکے امور عامہ سے تو ضرور بازي لیجاتے :

ترسم کہ صرفۂ نہ برد روز باز خواست
نان حــــلال شــــیخ ز آب حرام ما !

کم سے کم آپ حضرات کو تو اس معاملہ میں خاموش هي رہنا چاهیے :

محتسب چون مي خورد معذور دارد مست را !

اور یہ جو کچھہ کہا تو معلوم رہے کہ میں اُن لوگوں میں نہیں ہوں جنھوں نے معقولات قدیمہ کے یکقلـــم بیکار ہونے کا ایک شور مچا رکھـــا ہے، اور اصلاح نصاب تعلیم کا یہ مطلب سمجھتے ہیں کہ اس تمام دفتر کو بالکل " غرق مئے ناب " کردیا جاے، کیونکہ اس عہد کے ہر کلمۂ اصلاح کي طرح

اس کلمہ میں بھي سچ کے ساتھہ جھوٹ ملگیا ھے اور اس بارے میں میرا خیال دوسرا ھے - پس یہ جو کچھہ کہا گیا وہ کچھہ تو اس بنا پر تھا کہ ھر گروہ کے سامنے اُسیکے نقائص کا پیش کرنا ضروري ھے ' اور پھر اُس غلوء و اغراق اور انہماک و استغراق کي بنا پر کہ معقولات قدیمہ جو کبھي آلات کا حکم رکھتے تھے ' اب مقصود بالذات ھو گئے ھیں -

فصل

ساٹھہ ستر برس سے لوگوں نے شور مچا رکھا ھے کہ علوم جدیدہ ! علوم جدیدہ ! اور اسلیے علم کلام جدید ! علم کلام جدید ! یعني جس طرح الحاد جلي کي صورت بدلي ھے ' اُسي طرح الحاد خفي کا چولا بھي بدلا جاے ' اور جب ایک فتنہ واپس آ گیا ھے تو دوسرے فتنوں کو بھي کیوں نہ جگادیا جاے ؟ حالانکہ اس بارے میں قدیم و جدید کي تفریق کرنا ھي سرے سے غلط ھے - اور ایسي غلطي جو صدھا غلطیوں کو اپنے دامن میں رکھتي ھے - قطع نظر اسکے کہ سائنس مذھب سے برسر پیکار ھے یا فلسفہ ؟ اور قطع نظر اسکے کہ موجودہ عہد کے مذاھب فلسفہ پر جدید و حدیث کا اطلاق اصلاً کہانتک درست ھے ؟ اگر " علوم جدیدہ " کي ترکیب کو علی الاطلاق صحیح تسلیم کر بھي لیا جاے ' جب بھي اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ شریعۃ الہي کے حفظ و دفاع کے پچھلے ھتیار بیکار ھوگئے - سب سے پہلي غلطي اس بارے میں یہ ھوئي کہ علوم سماویہ کے برخلاف شکوک و شبہات کا اصل مبدء لوگوں نے معلوم نہیں کیا ' اور نہ کبھي اِسکي کوشش کي کہ علوم و دعوۃ انبیاء کے خلاف انساني شکوک و شبہات و اعتراضات کو جو مختلف زمانوں میں ظاھر ھوتے رھے ھیں اور ھو رھے ھیں ' اصولاً یکجا کریں ' اور بہ طریق قواعد و جوامع منضبط کرکے دیکھیں کہ اس وادي میں کوئي نیا قدم بھي اٹھتا نظر آتا ھے : یا وھي انـــا علی آثـــارھـم مقتدون

کا سا معاملہ ھے ؟ لیکن ایسا کرتا تو کون کرتا ؟ ذریعہ اسکا صرف ایک ھي ھے - یعنے قران و حدیث پر تدبر و تفکر ' اور وھي صدیوں سے مہجور - ع :

همین ورق که سیه گشته ' مدعا اینجاست !

اصل یہ ھے کہ انسان کے عارضۂ شک و شبہات اور موت انکار و جحود کا اصلي سرچشمہ خود اُسکي ضلالۂ فکر نظر وکي ایک طبیعت ثانیہ ھے جو بحکم وما کان الناس الا امة واحدة ' فاختلفوا (یونس) اور کان الناس امة واحدة ' فبعث الله النبیئین مبشرین و منذرین - الخ - (بقرہ) اور وعلم ادم الاسماء کلها (بقـــرہ) انسان کي ھدایت اصلي و اولی کے بعد ھي اسباب مذکورۂ قران و سنة کي بنا پر پیدا ھوگئي تھي ' اور جس طرح بحکم ان الدین عند الله الاسلام ' وما اختلف الذین اوتو الکتاب الا من بعد ما جاء هم العلم بغیاً بینهم (عمران) اور شرع لکم من الدین ما وصی به نوحاً والذی اوحینا الیک' وما وصینا به ابراهیم و موسی و عیسی- الخ - (شوری) ظہور ھدایت و دعوۃ الی الیقین میں حقیقت کا ظہور یکساں رھا ھے - ٹھیک ٹھیک اُسي طرح اس طبیعۃ ثانیۂ و عارضہ کا ظہور بھي ایک ھي صورت ' ایک ھي رنگ روپ ' ایک ھي لب و لہجہ ' بلکہ ایک ھي طرح کي آوازوں اور بولیوں میں ھمیشہ ھوتا رھا - اسي لیے قران حکیم نے جابجا اس حقیقت کي طرف اشارہ کیا ھے - بل قالوا مثل ما قال الاولون (مؤمنون) اور کمثل الذین من قبلهم (حشر) اور جابجا سلسلۂ ھدایت اور سلسلۂ انکار و ضلالۃ ' دونوں کو ایک ساتھہ بیان کرکے واضح کیا کہ جس طرح پہلے سلسلے کي ھر کڑي ھمیشہ ویسي ھي رھي جیسي باقي کڑیاں تھیں ' اُسي طرح دوسرے سلسلے کي کڑیاں بھي ھمیشہ یکساں و ھم آھنگ رھیں - اگر ھمیشہ ملائکۂ حقیقت و یقین کا پیام ایک ھي تھا ' تو ابلیس شک و انکار کا جواب بھي ایک ھي رھا : کلما جاء امة رسولها کذبوہ (مؤمنون) کل کذب الرسل فحق وعید (ق) ما یاتیهم من رسول الا کانوا به یستهزؤن (یاسین) اسي لیے منکرین حق ھمیشہ یہي کہتے رھے :

ان هذا الا اساطیر الاولین (انفال) اور داعیان حق کي صدا بهي برابر بهي رهي : سمیمتوها انتم و آباؤکم (یوسف) اور انهم الفوا آباء هم ضالین - فهم علی اثارهم یهرعون - و لقد ضل قبلهم اکثر الاولین (صافات) یعني شبهات و انکار کي گمراهي کا ظهور خارج سے نهیں هوتا ' بلکه وہ ایک عارضۂ طبیعت هے منجمله عوارض اخری وشتی کے' اور چونکه طبیعت کي استعداد اکتساب عوارض میں یکساں اور غیر مبدل هے' اسلیے نفس عارضه بهي اپني کیفیت میں یکساں و غیر مبدل' اگرچه کمیت میں بڑهنا گهٹنا جاري رهتا هے -

جسماني بیماریوں کي مثال سامنے لاؤ تو مطلب زیادہ صاف هو جائیگا کیونکه سنۃ الله کارخانۂ هستي کي هر شاخ کیلیے ایک هي هے - جس وقت سے انسان اور انسان کي اصلي و فطري تندرستي موجود هے ' اُسکے بعد هي سے عارضي بیماري کا بهي وجود شروع هو گیا هے - اور معلوم هے که بیماریوں کے اقسام و جزئیات میں برابر ترقي هوتي گئي - حتی که بعض بیماریوں کي نسبت انسان نے فیصله کیا که پہلے نه تهیں - لیکن چونکه یه عارضۂ طبیعت هے ' اور سبب اسکا اکتساب و انفعال طبیعت ' و زوال اعتدال اخلاط' وضعف قوۃ دافعۂ داخلیه و غیر ذلک ' اسلیے ایسا تو کبهي نهیں هوا اور نه هوسکتا هے که زمانے کے بدلنے سے بیماري بهي بدل گئي هو' اور مثلاً حمی دموي یا صفراوي بقراط کے عهد میں جسطرح کا هوا کرتا تها ' بعد کے زمانے میں اُس طرح کا نهوتا هو؟ بخار جب کبهي آئیگا' ویسا هي هوگا جیسا همیشه بیماراں بخارکو هوا کرتا هے - خواہ بقراط کا زمانه هو' خواہ شیخ کا ' اور خواہ همارے عهد کے حاذق الملک کا - اگر ایسا نهو تو پهر علم طب کي ساري تحقیقات بیکار هو جاے اور هر نئے برس کیلیے نئے طب کي ضرورت هو - تمام اطباء شرق نے اتفاق کیا که مرض سفلس پہلے یہاں نه تها - یورپ سے آیا - اسي لیے عربي میں اسکا نام " داء الا فرنج " اور فارسي و ترکي میں " فرنگي " مشهور هوا - اور خود یورپ بهي کہتا هے که یه همارے یہاں نه تها - بعض جزائر سے آیا - معهذا اسکے اسباب و طرق تولید اور علاج میں کوئي بهي نئي بات پیش نه آئي - وهي بات هوئي جو پہلے سے قانون

و اسباب میں بڑھی بڑھائی جا رہی ہے - سوداء احتراقی اور اسکی سمیۂ محرقہ ' اور اسی لیے تعدیہ اور التہاب اسکا خاصہ - علاج بھی وہی جو پہلے سے اسطرح کے مواد کا کیا جا رہا ہے - یعنی تنقیۂ داخل اور قواطع سمییات و تصفیۂ خون ' اور بس - جراثیم خورد بینی (Microscopic Examination of Germs.) کا نظریہ (جو اب فی الحقیقت مشاہدۂ و استقراء تک پہنچ چکا ہے) اطباء مشرق کیلیے گو نیا سمجھا جاے لیکن عرفاء مشرق کیلیے نیا نہیں ہے ' اور پھر جو کچھہ بھی ہو ' اس سے نفس مرض و علاج پر کوئی اثر نہیں پڑتا - طرق و وسائل پر پڑے تو پڑے - اسی طرح اگر چیچک کی طرح تمام امراض خبیثہ و سمیہ کیلیے بھی ٹیکہ کی ایجاد میں کامیابی ہو جاے (جسکا تجربہ شاید امریکہ میں قریب تکمیل ہے) جب بھی اصول و قواعد فن پر اثر نہیں پڑ سکتا -

اور یہاں یہ نکتہ بھی پیش نظر رہے کہ انسانی معلومات کے عدم سے حقیقت معدوم نہیں ہو جاسکتی - اگر کسی دوا کا خاصہ ابوبکر رازی و ابن بیطار سے پہلے لوگوں کو معلوم نہ تھا تو اسکے یہ معنی نہیں کہ دنیا میں اس سے پہلے وہ دوا موجود بھی نہ تھی - کونین ہمیشہ سے موجود ' اور جب سے موجود ' اسی وقت سے دافع تپ - یہ دوسری بات ہے کہ اسکا خاصہ تمہیں کل معلوم ہوا -

بہر حال یہی مثال بعینہ امراض معنویہ از قبیل شکوک و شبہات و انکار و جحود اور انکے علاج کی بھی ہے - شک و شبہہ و انکار کا مرض ایک ہی ہے اور اسکا علاج بھی ایک ہی ہے - ہمیشہ سے یکساں مرض ' اور ہمیشہ سے یکساں علاج - یہ بات نہیں ہے کہ معلومات و مکشوفات کے بدلنے سے وہ بھی بدل جاے - علوم قدیمۂ و جدیدہ کی تقسیم ہی اس بارے میں یکسر غیر موثر ہے - بلا شبہ انسان کی سمجھہ کی بے راہی اور نظر کی کجی اور عقل کی خامی معلومات و مکشوفات عقلیہ سے بھی فی زعمہ مدد لیتی ہے ' اور اسی کے مطابق شک و شبہہ کا رنگ و نقشہ درست کرتی ہے ' لیکن نفس شبہات کی بنیاد علوم و فلسفہ نہیں ہیں کہ انکی مزید توسیع

و انشعاب سے شبہات کے اصول و مبانی بھی بدل جائیں - علوم سماویہ کے خلاف آج کوئی اعتراض ایسا نہیں کیا جاتا جو پہلے نہ کیا گیا ہو' اور قرآن و سنۃ و حاملین علوم نبویہ نے انکی ضلالت فہم و نظر کا پردہ چاک نہ کردیا ہو - پس اگر آج نام نہاد علوم جدیدہ کی بنا پر شبہات و ایرادات کا ہجوم ہے تو علم کلام جدید ! علم کلام جدید ! کا شور و غوغا نہیں مچانا چاہیے' بلکہ قرآن و سنۃ اور صرف قرآن و سنۃ کے علوم مہجورہ و متروکہ کی بازگشت اور تجدید و احیاء کیلیے ماتم کرنا چاہیے - پھر جو لوگ آج علم کلام جدیدہ کی جستجو و سراغ میں جاں بلب ہو رہے ہیں' انکو سب سے پہلے اس پر غور کرنا چاہیے کہ علوم قدیمہ اور شکوک و شبہات ماضیہ ہی کے مقابلے میں علم کلام و متکلمین نے کونسی فتح پالی ہے کہ انکے نقش قدم پر چلکر آج جدید علم کلام دنیا کے تمام حصون و جنود مادیہ کو فتح کرلیگا ؟ علم کلام قدیم کے سب سے بڑے علم بردار معتزلہ تھے اور انکے بعد متاخرین اشاعرہ' لیکن خود ان دونوں جماعتوں نے بجز اسکے اور کیا کیا کہ دفع شبہات کی سعی میں خود اپنے وجود ہی کو دعوۃ تشکیک و شبہات بنادیا' اور آخر میں دنیا سے گئے تو یہ کہتے ہوے گئے " لقد خضت البحر الخضم' وخلیت اهل الاسلام وعلومهم' ودخلت في الذي نهوني عنه' والان فان لم يتداركني ربي برحمته فالويل لابن الجويني - وها انا ذا اموت على عقيدة امي ! " یعنی ساری کاوشیں کرکے آخر میں یہ حال ہوا کہ اپنی ماں کے عقیدہ پر دنیا کو چھوڑتا ہوں ! کسی نے کہا " انا اموت على عقيدة عجائز نيشابور ! " یعنی تمام زندگی کیوں اور کیا میں بسر ہوئی لیکن نتیجہ یہ نکلا کہ بالاخر نیشاپور کی بڑھیا عورتوں کے عقیدہ پر دنیا سے جارہا ہوں ! کسی نے ساری عمر بادیۂ کلام میں بسر کرکے آخر کہا تو یہ کہا : " ما عرفت مما حصلت شيئاً سوى ان الممكن مفتقرة الى المرجح ! " اور کسی نے علم کلام میں پچاس کتابیں تصنیف کرکے مرتے وقت کہا " اموت وما عرفت شيئاً " سب سے زیادہ اور فیصلہ کن عبرۃ حضرت امام غزالی کے حالات میں ہے - مذہب کلام و تاویل میں انکی آسمان پیمائیوں کا جو حال

رها هے معلوم هے - لیکن بالاخر نتیجه کیا نکلا ؟ احیاء هي کو دیکهه لو - انکے دلنشیں الفاظ میري زبان پر چڑهگئے هیں - " و هذا اذا سمعته من محدث او حشوي انما خطر ببالک ان النـــاس اعداء لما جهلوا ' فاسمع هذا ممن خبر الکلام ثم قلاه بعد حقیقة الخبرة و التغلغل فیه الی منتهی درجة المتکلمین وجاوز ذالک الی التعمق في علوم اخری ' و تحقق ان الطریق الی حقائق المعرفة من هذا الوجه مسدود ! " یعني اگر یه بات کوئي محدث تم سے کہتا تو تم کہدیتے که اس ظاهر پرست اور حدثنا و اخبرنا میں گم رهنے والے کو علم کلام و فلسفه کے دقائق کیا معلوم ؟ پس یه بات تم سے وه شخص کہتا هے جس نے علم کلام اور نیز تمام علوم عقلیه میں علم و نظر کا وه درجه حاصل کیا جو متکلمین کا منتهاء درجه هوسکتا هے ' تا هم آخر میں یهي معلوم هوا که حقیقت تک پهنچنے کیلیے یه راه بالکل بند هے - حضرة امام رازي کي تفسیر اور اساس التقدیس اور مطالب عالیه پڑهچکے هو - مگر معلوم هے که اُنکي آخري تصنیف میں جو اقسام ذات کي نسبت هے اُنکے اعماق قلب سے کیا صدا نکلي ؟ " لقد تاملت الطرق الکلامیه و المناهج الفلسفیه فما رأیتها تشفي علیلاً ولا تروي غلیلاً ' و رایت اقرب الطرق طریق القرآن - اقرأ في الاثبات الرحمن علی العرش ستوی - و في النفي لیس کمثله شي - و من جرب مثل تجربتي عرف مثل معرفتي " کذا نقله ملا علی القاري في شرح الفقه الا کبر - یعني میں نے علم کلام و فلسفه کے تمام طریقوں کو خوب دیکها بهالا ' لیکن آخر میں یهي ثابت هوا که نه تو یقین کے دکهه کا یهاں علاج هے اور نه شک کے اضطراب کیلیے چین - بهتر و اقرب طریقه وهي هے جو قرآن کا هے - اور جس شخص نے میري طرح اس معامله کا تجربه کیا هوگا ' وه میري طرح سمجهه لیگا - یا سبحان الله ! یه اُنهي امام رازي کا آخري اعتراف هے جنکي کتاب اساس التقدیس هم پڑهچکے هیں ! بالاخر یهي کہنا پڑا که " اقرأ في الاثبات الرحمن علی العرش ستوی و الیه یصعد الکلم الطیب " :

فن المحبة ما ادق بیانه متحیر فیه امام الرازي !

فصل

حقیقت یه هے که شک و شبہه کا فتنه خود اس تیزي سے نہیں آتا جسقدر جلد شک و شبہه کے دور کرنے والے اُسے بلا لیتے هیں - همیشه مدعیان تطبیق نقل و عقل و دفع شبہات و شکوک نے ایسا هي کیا هے - علوم قدیمه کي اشاعت کے زمانے میں ایک نہایت هي محدود جماعت نے یوناني فلسفه وغیرہ کو پڑھا تھا اور متوسلین دربار خلفاء و مشغولین تراجم و نظر کے علاوہ عام اُمت اسکے اثرات سے محفوظ تھي - سب سے پہلے خود معتزله اُسکے تیروں سے زخمي هوے - پھر خود بخود یه ظاهر کرکے که تمام اُمت زخمي هوگئي هے اور اسکا علاج علماء قرآن و سنة نہیں کرسکتے ' اپنے آپ کو خود ساخته مصلح و معالج قرار دیا ' اور جس بیماري کا ابھي وجود هي نه تھا ' خود کوشش کرکے اور بلاوے بھیجکر بالاخر اُسے بلا هي لیا - نتیجه یه نکلا که انکے رد و کد اور بحث و نظر نے خواہ مخواہ هزاروں انسانوں کے عقائد متزلزل کردیے - عامۂ متکلمین و حکماء کا بھي یہي حال رها - همارے زمانے میں بھي بعینه یہي صورت پیش آئي هے جس پر آجتک کسي نے غور نہیں کیا - ابھي نه تو مسلمانوں میں نئے علوم کي بنا پر کوئي نیا چرچا پھیلا تھا ' نه شک و شبہات پیدا هوے تھے - محض چند لوگ تھے جنھوں نے نه تو یورپ کي کوئي زبان پڑھي تھي ' نه علوم مادیه سے واقفیت حاصل کي تھي - صرف سني سنائي باتوں اور مقلدانه جوش عقیدۃ و حسن ظن به یورپ (وجمیعماینسب الیه) سے اپنے جي میں شکوک و شبہات پیدا کیے ' اور پھر خود هي پکارنا شروع کردیا که علوم جدیده نے اسلام کا خاتمه کردیا - اسکے سیلاب نے مسلمانوں کے سیزدہ صد ساله عقاید زیر و زبر کردیے - اب بجز اسکے چارہ نہیں که اسلامي عقائد میں ازسر نو ترمیم و تنسیخ کي جاے ' پچھلے کیل پرزے نکالکر ایک نیا کارخانه ڈھالا جاے :

خواهم که دگر بتکدہ سازند حرم را !

نتیجہ یہ نکلا کہ شکوک و شبہات خود تو ابھي نہیں آئے تھے' مگر ان لوگوں نے بلاوے بھیجکر بلا ھي لیا - اور یہ کہہ کہکر کہ انگریزي تعلیم یافتہ نوجوان مذھب کو خیرباد کہدیتے ھیں ' سچ مچ پوري نئي نسل کو شکوک و شبہات میں غرق کردیا - کیا کوئي شخص آج ثابت کرسکتا ھے کہ جس زمانے میں سر سید احمد خاں مرحوم نے پہلے پہل یہ صدائیں بلند کي ھیں اور اول اول تہذیب الاخلاق نکالا ھے تو اُسوقت واقعي کتنے مسلمان تھے جو انگریزي پڑھکر دھریي ھوگئے تھے اور انکي گمراھي نے مرحوم کو مجبور کیا تھا کہ جدید اجتہاد شروع کردیں ؟ یا انہوں نے ھاتھہ جوڑ جوڑ کر منتیں کي تھیں کہ ھماري خاطر تاویل " الجاھلین و تحریف الغالین و انتحال المبطلین" کا فتنہ تازہ کردیجیے ؟ مولانا حالي مرحوم نے حیات جاوید میں بڑي سعي و کوشش سے صرف ایک مثال مولوي سید ممتاز علي صاحب کي پیش کي ھے کہ انہوں نے سید صاحب کو اپنے شکوک و شبہات لکھے تھے اور پھر مطمئن ھوگئے - لیکن اول تو یہ واقعہ بہت بعد کا ھے - یعني جب کالج قائم ھوچکا ھے اور تہذیب الاخلاق بار اول بند ھوچکا ھے' اور پھر جو کچھہ بھي ھو' اس معاملہ کا تعلق نفس مذھب و الحاد سے نہیں تھا بلکہ (جیسا خود مولوي صاحب موصوف نے مجھسے کہا) اسلام اور مسیحیت سے تھا - یعني مولوي صاحب کو اوائل طالب العلمي میں مشنریوں کي تحریرات پڑھتے پڑھتے عیسائیة کي طرف میلان اور اسلام کي طرف سے بے رغبتي ھوگئي تھي - فاین ھذا من ذاک ؟

غرضکہ یہي نتائج اس راہ کے ھیں جنکي بنا پر شارع نے بار بار کثرت سوال و استفسار کو روکا تھا ' اور اِسکو منجملہ ضلالت یہود کے قرار دیا تھا - اور یہي معني ھیں " ھلک المتنطعون " اي المتعمقون کے - اور یہي بھید ھے اس قول حضرة عمر میں کہ " کونوا علی دین الاعراب " اور اسي لیے جدال في الدین کو روکا گیا اور تمام سلف و ائمۂ اھل سنة نے اتفاق کیا نزاع و تعمق في الدین کي مضرة و منع پر - حتی کہ حضرة امام اعظم ابو حنیفہ رضي اللہ عنہ کي نسبت منقول ھے " یکرہ الجدال علی

سبیل الحق " وہ اس بات کو بھي مکروہ رکھتے تھے کہ حق کیلیے طریق جدل و نزاع اختیار کیا جاے - اور جس شخص نے " القرآن غیر مخلوق " کہا اسکي نسبت بھي مثل قایل خلق قرآن کے فرمایا " لا تصلوا خلفه لانه ینازع و المنازعة بدعة " اسکے پیچھے نماز نہ پڑھو کیونکہ وہ دین میں نزاع کرتا ھے اور منازعة بدعت ھے - کذا في شرح الفقه الاکبر نقلا عن تلخیص الزاهدی - و ایضا ذکرہ صاحب مفتاح السعادہ - اور اسي شرح فقه اکبر کے دیباچہ میں حضرۃ قاضي ابو یوسف (رض) کا قول نقل کیا ھے " لا یجوز الصلوة خلف المتکلم و ان تکلم بحق لانه مبتدع " متکلم کے پیچھے نماز جائز نہیں اگرچہ وہ حق کے اثبات میں رد وکد کرتا ھو - اور اسي لیے تمام ائمۂ سلف و اهل سنة نے اتفاق کیا علم کلام کے پڑھنے پڑھانے کي کراهیة پر' اور علی الخصوص ائمۂ اربعہ کے اقوال تو اس بارے میں معلوم و مشہور ھیں - اور یہي علت ھے کہ تمام صحابۂ و تابعین و ائمۂ سلف نے اسپر اتفاق کیا کہ وقوع حوادث سے پہلے فرضي و تخمیني صورتیں مسائل و شبہات کي گڑھکر سوال و جواب کرنا اور اسکو ذھانت و فقاهة کا ذریعہ سمجھنا بدعة ھے - کیونکہ اسکا نتیجہ یہ نکلیگا کہ فرضي صورتیں کل کو واقعي ھوکر رهینگي ' یا اقلاً هزاروں دلوں کو جو ایمان راسخ اور قلب مطمئن رکھتے ھیں' تشویش و اضطراب میں ڈالدینگي - یہي معني ھیں دارمي کي حدیث وهد بن عمرو کے ' کہ فرمایا - بلا نازل ھونے سے پہلے جلدي نہ کرو - امام دارمي کي کمال فقاهة فی الدین و دقة نظر کا ثبوت اُن ابواب سے ملتا ھے جو مسند میں آنحضرۃ صلی الله علیه وسلم کے حالات کے بعد ھي ترتیب دیے ھیں اور ابواب صلواۃ و احکام سے پہلے اُنکو لاے ھیں - یعني ان حقائق کا علم اهل علم و افتاء کیلیے سب سے مقدم ھے - ان ابواب میں سلف صالح کا طریقه واضح کیا ھے کہ کس طرح قبل از وقوع شبہات و سوالات کو مکروہ جانتے تھے اور اسي لیے فتوی دینے سے پرهیز کرتے اور راے و جدل کي ساري راهوں سے بچتے رهتے تھے - امام مالک رحمة الله علیه کا قاعدہ تھا - جب کبھي کسي مسئله کي نسبت سوال

کیا جاتا تو دریافت فرماتے - کیا یہ صورت پیش آئي ھے ؟ اگر سائل کہتا ھاں تو جواب دیتے - نہیں تو خاموش رھتے - حضرت شیخ اکبر نے فتوحات میں کیا خوب فرمایا ھے " فان فیه تلمیح الی ان من افتی فی الحوادث الفرضیة قبل وقوعها فلا دین له و لا علم " اور یہي وجه ھے که (بصورت صحت واقعۂ مناظرہ درمیان حضرۃ امام ابو حنیفه و قتادہ مصري رضي الله عنهما منقوله عقود الجمان و خطیب) جب حضرۃ امام نے زوج مفقود الخبر کے متعلق سوال کیا تو قتادہ نے پوچھا - کیا یہ صورت پیش آئي ھے ؟ اگر نہیں آئي ھے تو فرضي صورتوں میں سوال و جواب بدعة ھے - اسي طرح مباحثۂ حضرۃ قاضي ابو یوسف و قاضي یحیی بن سعید انصاري نسبت غلام مشترک میں قاضي یحیی نے فرضي صورتوں میں بحث و تعمق سے انکار کردیا - ان بزرگوں کا انکار انکے کمال علم و حکمت، و فہم اسرار شریعة، و غوامض هدایت امم و اجتماع کا نتیجه تھا - ظاھر پرستانه بے خبري و بے عقلي یا بالفاظ صریح بے وقوفي نه تھي جیسا که بہت سے لوگوں نے سمجھا ، اور جیسا که مولانا شبلي نعماني رحمة الله علیه نے سیرۃ النعمان میں ثابت کرنے کي کوشش کي ھے - یہ وہ لوگ تھے جنھوں نے " ابرها قلوبا و اعمقها علما " والی جماعة سے فیضان علم و عمل حاصل کیا تھا - اگر یہ لوگ بے وقوف تھے تو تاریخ اسلام میں کبھي علماء نہیں ھوے - بہت سے لوگوں نے اپني ذهني بلند پروازیاں اور نکته آفرینیاں دکھلانے کیلیے بے شمار ایسي فرضي صورتیں مسائل حلت و حرمة اور وجوب و عدم وجوب کي گڑہ لیں جو صدیوں میں بھي کبھي نوع بشر کو پیش نہیں آتیں، اور جن میں سے بعض طبعاً ایسي مکروہ صورتیں ھیں که طبیعت انکے تصور سے اباء کرتي ھے اور اخلاق کا سر شرم و حیا سے جھک جاتا ھے - اس بدعة کا نتیجه صرف یہي نکلا که ایک طرف تو ان غیر وقوعي صورتوں کے ذکر و بحث سے واقعي طور پر ان صورتوں کے وقوع کا دھیان لوگوں میں پیدا ھوگیا اور نه کرتے بھي کرنے لگے - دوسري طرف حیل و احتیال کا باب وسیع تر ھوا اور قانون شریعة محض آراء و اھواء ذهنیۂ و خیالیه کا مجموعه بن کر رھگیا ! اگر کہو که پھر

واقعي بيش آمده مسائل و شبہات کے دفع و جواب کي کيا صورت ہوگي ؟ تو اسکا جواب وهي هے جو خود شارع نے بتلا ديا تها - دارمي ميں بروايت ابو مسلمه هے - آپسے ان باتوں کي نسبت پوچها گيا جو نئي نئي پيش آئينگي - فرمايا - علماء وقت ان ميں غور کرينگے - يعني جب کبهي کسي انسان کو دين کے بارے ميں شک و شبه* پيدا هو تو هر زمانے ميں علماء حق و حاملين علوم کتاب و سنة و صاحبان نظر و اجتهاد في الدين کي ايک جماعت هوني چاهيے جنکے سامنے وه اپنا شبه پيش کرے اور جواب حاصل کرلے - يا اگر صاحب استعداد هے تو قران و سنة پر تدبر کرے - يه کونسا طريقه دفع شبہات کا هے که پہلے سے اور خود هي اپنے جي سے خواه مخواه گڑهکر اور بلند پروازياں کرکے شبہات و ايرادات کے دفتر مدون کيے جائيں ' اور خدا کے جن صالح و راسخ بندوں کو کسي طرح کا شبه نہيں هے (قلبهم مطمئن بالايمان) انکوبهي مبتلاء شبہات کيا جاے ؟ اور اسطرح ضلالت انساني کے سوئے هوے فتنوں کو سب سے پہلے جگانے والے بنيں ؟ اگر کہا جاے که علاج کيونکر هوگا اگر تمام بيماريوں کے حالات منضبط نه کيے جائينگے ؟ تو جواب يه هے که تمثيل ميں غلطي هے - شبہات بيماري نہيں هيں - بد پرهيزي و بے اعتدالي هيں - بيماري عدم ايمان و يقين هے اور وه انکي وجه سے پيدا هوتي هے - پس بيماريوں کو تو يقيناً معلوم کرنا چاهيے - بيماريوں کا کامل علم هي طبيب کامل کي پہچان هے - ليکن جن بد پرهيزيوں کا ابهي ضعفاء صحت کو وهم و گمان بهي نہيں گزرا ' خود هي انکي راهيں پيدا کرکے لوگوں کو بد پرهيزيوں کے نئے نئے دروازے کيوں دکهاے جاتے هيں ؟

يہاں جو کچهه لکها گيا ' متفرق اشارات تهے - اس مطلب کو متعدد مقامات ميں مفصل لکها جاچکا هے - سب سے زياده مقدمهٔ تفسير ميں - اسکے ايک باب کا موضوع يه هے که علوم سماويه کے خلاف انسان کے تمام شکوک و شبہات کيليے ايسے اصول و مقاليد معلوم کيے جائيں جنسے تمام جزئيات کا استقصاء هوجاے اور کوئي قسم شبه

و اعتراض کي اس سے باهر نهو - پهر ایک دوسرے باب میں ان تمام شبهات و اعتراضات کو جمع کیا هے جنکا قران حکیم نے ذکر کیا هے' اور نیز اُنکے جوابات مندرجۂ قران - پهر دکهلایا هے که جسوقت سے انساني علوم اور علوم سماویه کي آویزش کا حال معلوم هے ' اسوقت سے لیکر آجتک کوئي شبه اور اعتراض ایسا نہیں کیا گیا هے جسکا اصولاً جواب قران میں نه دیدیا گیا هو اور اسکے لیے راے وکلام کي ضرورت هو - مقدمه کے علاوه رساله اتحاف الخلف اور الکلم الطیب و القول الثابت اور سیرة حضرة شاه ولي الله وغیرها میں بهي یه مبحث مفصل ملیگا - اور چونکه تحریر تفسیر کا سلسله جاري هے' اسلیے اثناء تفسیر آیات میں روز بروز یه حقیقت ایک جمال تازه اور رعنائي بوقلموں کے ساتهه نظر افروز هوتي ' اور هر جلوۂ امروزه نمود و نظارۂ دي و بارحه کو فراموش کرا دیتا هے - بعدیکه تمام پچهلي تسویدات و ترتیبات کي رونق اُسکے سامنے ماند پڑجاتي هے :

مشاطه را بگو که بر اسباب حسن یار
چیزے فزوں کند که تماشا بما رسد !

لیکن کیا کیا جاے که اس معامله میں میرے شکیب طلب اور قناعت تالیف کیلیے بڑي هي سخت آزمائش هے - معلوم نہیں جمال حقیقت کي اِن بوقلمونیوں اور رنگا رنگ جلوه طرازیوں سے میري همت درمانده اور نگه وا ماندۂ نظاره کیونکر عهده برآ هوسکیگي ؟

فرصت دیدن گل آه که بسیـــار کم ست
و آرزوے دل مرغان چمن بسیار است !

فصل

اور امام ابن تیمیه کي امامت و علوِّ مقام کي نسبت ائمۂ معاصرین کي جو شہادتیں نقل کي گئیں ' تو یه صرف اُنکے موافقین هي کا اعتراف نہیں هے ' بلکه معاصرین میں جو بعض اهل علم اُنکے اشد شدید مخالف

تھے ' اور جنکی مخالفتوں سے اُسوقت کے علماء سوء و فقہاء دنیا و حکام جور کی فتنہ پردازیوں کو بڑی ہی تقویت پہنچی ' خود اُنکے سروں کو بھی میدان خلاف و مخالفت سے باہر دیکھوگے تو امام موصوف کے سلطان علم و عمل کے آگے ویسا ہی عقیدت مندانہ جھکا ہوا پاؤگے جس طرح سب کے جھکے ہوے ہیں - یہی مقام ہے مجدد العصر کا ' اور یہی معنی ہیں کمال مرتبۂ حسن و خوبروئی کے - صرف دوستوں ہی کی نظریں نہ اُٹھتی ہوں - ایک عیب چین دشمن بھی دیکھے تو بے اختیار ہوکر پکار اُٹھے کہ دلستاں صورتیں اور صبر آزما چتونیں ایسی ہوتی ہیں - وہ دنیا جہان کے عیب لگادے - لیکن اسکی بے داغ خوبصورتی پر نام نہ دھرسکے - عربی میں کہتے ہیں - حسن وہ ہے جسکا سوکنوں کو بھی اقرار ہو :

و ملیحۃ شہدت لہا ضراتہا
و الفضل ما شہدت بہ الاعداء !

امام ابن تیمیہ کے معاصرین میں سب سے زیادہ نام آور مخالف قاضی تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ ہیں جنہوں نے مسئلہ زیارۃ و طلاق پر در رسالے لکھے اور منہاج السنہ کے متعلق انکا قصیدہ مشہور ہے :

ان الروافض قوم لا خلاق لہم - الخ (۱)

لیکن علماء سلف کی مخالفتوں کو اگر تم اپنی نفس پرستانہ و متعصبانہ مخالفتوں پر قیاس کرتے ہو اور سمجھتے ہو کہ اُنکا بھی وہی حال تھا جو آج

---

(۱) قاضی سبکی اور ابن السبکی رح کے رسائل کا رد متعدد آئمۃ و محققین عصر نے لکھا - ازانجملہ ابن عبد الہادی کی الصارم المنکی ہے جو چھپ چکی ہے - اس قصیدہ کے رد میں حافظ عقیلی سرمری نے الحمیۃ الاسلامیہ لکھی جو میرے پاس موجود ہے - اور حافظ ابن جمال الدین شافعی یمنی نے اسی وزن و قافیہ میں ایک مطول قصیدہ کمال بلاغت و لطافت لفظ و معنی کے ساتھہ لکھا :

الحمد للہ حمداً أستزید بہ - الخ

جو منہاج السنہ جلد اول کے ساتھہ چھپ گیا ہے -

تمهارا هے - یعني جس اهل علم سے کسي مسئله میں اختلاف هوا سب سے پہلے اُسکے ایمان و کفر کا فیصله کیا ' پهر اُسکي ساري خوبیوں سے آنکهیں بند کرلیں ' تو یه تمهاري غلطي هے - جهل و تعصب اگرچه همیشه دلوں پر حاکم رهے مگر علم والوں کا اخلاق همیشه ایسا هي نہیں تها جیسا اپنا دیکهه رهے هو :

گفتي که چه شد قاعدۂ مهر و محبت ؟
رسم کهنے بود بعهد تو برافتاد !

جب قاضي موصوف امام ابن تیمیه کي مخالفت میں غلوّ و تشدد کرنے لگے تو حافظ ذهبي نے ایک خط لکهکر اُنکو ملامت کي - اس خط کے جواب میں معذرت کرتے هوے لکهتے هیں " و اما قول سیدي في الشیخ تقي الدین ' فالمملوک یتحقق کبیر قدره و زخارة بحره ' و توسعه في العلوم النقلیة و العقلیه ' و فرط ذکائه و اجتهاده ' و بلوغه فی کل من ذلک المبلغ الذی یتجاوز الوصف ' و المملوک یقول ذلک دائماً ' و قدره فی نفسي اکثر من ذلک ' و اجل مع ما جمعه الله له من الزهادة و الورع و الدیانة و نصرة الحق و القیام فیه لا لغرض سواه ' و جریه علی سنن السلف و اخذه من ذلک بالماخذ الاوفی ' و غرابة مثله فی هذا الزمان بل من ازمان " حکاه ابن حجر في درر الکامنه - یعني جو کچهه جناب نے شیخ تقي الدین (ابن تیمیه) کي نسبت لکها هے تو یقین کیجیے که یه خادم اُنکي قدر و منزلت کي بزرگي ' علم کي بے پایاني ' علوم نقلیۂ و عقلیه میں وسعت نظر ' کمال ذکاوت و اجتهاد ' اور ان سارے اوصاف کمال میں وهاں تک پهنچ جانے کا معترف هے جو حد توصیف سے باهر هے - علی الخصوص ان اوصاف کے ساتهه اُنکا زهد و ورع اور دیانة و حق پرستي اور صرف الله کیلیے نصرة حق میں قیام و ثبات ' اور طریق سلف پر سلوک ' اور موارد سلفیه سے بحد کمال اخذ و نظر ' اور به حیثیت مجموعي اُنکا وه مرتبۂ کمال که موجوده عهد میں اپني نظیر آپ هي هیں - بلکه کتنے هي عهدوںسے ایسے

باکمال پیدا نہیں ہوے - انتہی (١) یہ ہے قاضي القضاۃ تقي الدین سبکي کي شہادت امام ابن تیمیہ کي نسبت ' جنکي مخالفت پر شیخ ابن حجر

---

(١) قاضي تقي الدین السبکي (رح) کے اس خط کي نسبت پچھلے دنوں ایک سخت رد و کد ہوچکي ہے - نواب صدیق حسن خاں مرحوم نے اتحاف وغیرہ میں اس خط کو شرح الفیہ ابن ناصر الدین کے حوالہ سے نقل کیا تھا جسکي نقل القول الجلي کے ساتھہ وہ مکہ معظمہ سے لاے تھے - مولانا عبدالحي مرحوم فرنگي محلي نے دیگر تاریخي تعقبات کے ساتھہ اِس پر بھي اعتراض کیا اور ابراز الغي اور تعلیقات السنیہ میں لکھا کہ اس خط کو قاضي تقي الدین سبکي کي طرف منسوب کرنا غلط ہے بلکہ عجائب خبط میں سے ہے - یہ خط اُنکے لڑکے عبد الوہاب تاج الدین سبکي صاحب طبقات کا ہے جو امام ذہبي کے مشہور شاگرد ہیں - دونوں بزرگ چونکہ " سبکي " کے لقب سے مشہور ہیں اسلیے لوگوں کو دھوکا ہوا - صاحب تبصرۃ الناقد نے اسکے جواب میں حافظ ابن مفلح کا قول جلاء العینین کے حوالہ سے نقل کیا لیکن چونکہ نواب صاحب مرحوم کے پیش نظر درر کامنہ نہ تھي اور بعض دیگر کتابیں بھي اُسوقت تک چھپي نہ تھیں' اسلیے بات بالکل صاف نہ ہوسکي - لیکن اب الرد الوافر چھپ گئي ہے - اسمیں قاضي ابوالبقاء بہاء الدین سبکي کا (کہ قاضي تقي الدین سبکي کے عم زاد بھائي تھے) امام ابن تیمیہ کي نسبت یہ قول نقل کیا ہے " ما یبغض ابن تیمیہ الا جاهل او صاحب هوی ' فالجاهل لا یدري و صاحب الهوی یصده هواه عن الحق " یعني جس شخص کے دل میں ابن تیمیہ سے بغض ہوگا وہ یا تو جاہل ہوگا یا صاحب ہوی - جاہل بوجہ جہل کے - صاحب ہوا ہوا پرستي سے ! اس کے بعد صاحب الرد الوافر لکھتے ہیں " فکیف لو سمع ما صحت به الروایة عن الشیخ تقي الدین السبکي فی مدحه' لطار فرحاً من السرور - کتب الحافظ الذهبی فی ما اشتهر الي تقي الدین السبکي یعاتبه علی ما صدر منه فکتب الجواب یعتذر " اب اس سے زیادہ صاف تصریح اور کیا ہوگي ؟ علاوہ اسکے طبقات الحنابلہ ابن رجب میرے مطالعہ میں رهچکي ہے - اُس میں بھي صرف " سبکي " نہیں ہے - قاضي القضاۃ ابو الحسن السبکي ہے -" ابو الحسن " قاضي تقي الدین کي کنیت ہے - تاج سبکي کي نہیں - تعجب ہے کہ مولانا عبدالحي مرحوم کو اپنے خیال پر اتنا

مكي رحمة الله عليه اور انكے هم مشربوں كو ناز هے اور بار بار حواله ديتے هيں كه شيخ الاسلام سبكي نے انكا رد كيا ' تو يه هيں شيخ الاسلام سبكي ' اور وہ تھے امام ابن تيميه !

متفق گرديد راے بوعلي با رائے من !

(بقيه نوٹ صفحه ۲۲۳)

وثوق كيوں هوا كه بالكل يقين اور انقطاع كے ساتھه انكار كرگئے ؟ بلاشبه الرد الوافر هندوستان ميں نہيں آئي تھي ' ليكن حافظ عسقلاني كي دزر كامنه كا نسخه مولوي حامد حسين مرحوم كے كتب خانۂ لكھنو ميں موجود هے - وہ مولانا عبد الحي كے مطالعه ميں رهچكا هے جيسا كه تعليقات ميں خود تصريح كي هے - پچھلے دنوں رساله المقتبس دمشق ميں شيخ جمال الدين محدث شام نے درر كامنه سے امام ابن تيميه كا پورا ترجمه نقل كرديا تھا - اسميں يه خط نقل كيا هے اور " ابو الحسن السبكي " موجود هے - باقي رها يه شبه كه امام ذهبي تو قاضي تقي السبكي كے شاگرد هيں - استاد شاگرد كو اس عجز و تذلل كے ساتھه كيونكر مخاطب كرسكتا هے ؟ تو يه بھي صحيح نہيں - اول تو ذهبي كا سبكي كا شاگرد هونا ويسي شاگردي نه تھي جو استاذ علوم و متعلم ميں هوتي هے ' بلكه محدثين كے طريق سماع و اجازۃ كے مطابق ايک طرح كا معاصرانه باهمدگر افادہ و استفادہ تھا - اگر ذهبي اس معني ميں سبكي كے شاگرد تھے تو سبكي بھي ذهبي كے شاگرد تھے - خود ذهبي نے معجم مختص ميں تصريح كي هے " سمعت منه و سمع مني " اور ويسے بھي امام ذهبي كا درجۂ علم و نظر قاضي موصوف سے كہيں ارفع هے - پھر يه بھي نہيں بھولنا چاهيے كه سلف كا اس بارے ميں وہ حال نه تھا جو هم بے مايگان علم و عمل كا هے - وہ جسقدر زيادہ بلند هوتے تھے ' اتناهي زيادہ جھكتے بھي تھے - بلكه انكي بلندي تمام تر پستي و پست نمائي هي سے پيدا هوتي تھي " من تواضع لله رفعه الله "

نهد شاخ پر ميوہ سر بر زمين !

دور جانے كي ضرورت نہيں - هندوستان هي كي تاريخ شاهد هے - يہاں تو في الحقيقت استادي شاگردي نه تھي - معاصرۃ تھي - ليكن حضرت خواجه باقي بالله تو حضرۃ مجدد كے پير تھے - رضي الله عنهما - اور معلوم هے كه عالم طريقت كي استادي شاگردي كا معامله مدرسوں كي

سچ ہے - " کمال " اور " حسن " ھي میں یہ اعجاز ہے کہ اگر تم پہاڑ کا جماؤ اور سمندروں کا طوفان بھي اپنے اندر پیدا کرلو ' جب بھي اسکے سامنے

(بقیہ نوٹ صفحہ ۲۲۳)

اُستادي شاگردي سے کہیں زیادہ سخت ھوتا ہے - لیکن حضرۃ خواجہ اپنے خطوط میں حضرۃ مجدد کو لکھا کرتے تھے " مدتیست کہ عرض نیاز مندي بہ درگاہ ولایت نہ کردہ ام " - " سخن درویشان بحضرۃ شما نوشتن بغایت بے شرمي ست " - "ھمیشہ طلبگار و نیازمند نظر توجہ سامي و بذل و لطف کامل مي باشم "

کار پاکان را قیاس از خود مگیر !

اصل یہ ہے کہ مولانا عبد الحي مرحوم کو زیادہ تر استعجاب اس بات پر ھوا کہ قاضي سبکي جیسا شدید مخالف ایسے لفظوں میں اپنے حریف کے فضل و کمال کا کیونکر اعتراف کرسکتا ہے ؟ حالانکہ اگر ابن تیمیہ کے حالات و مقامات پر نظر ھوتي تو اس معاملہ میں ذرا بھي تعجب نہ ھوتا - قاضي سبکي کا درجہ اُس عہد کے اکابر میں حافظ برزالي ' امام مزي ' امام ابن دقیق العید سے تو زیادہ نہیں ہے ؟ حافظ برزالي و مزي کے اقوال پڑھچکے ھو- مصر میں جب ابن دقیق العید ابن تیمیہ سے ملے تو پہلي ھي ملاقات میں کہا " ماکنت أظن ان اللہ تعالیٰ بقي یخلق مثلک " ! یعني کب اُمید تھي کہ اللہ تعالیٰ اب بھي آپ جیسے آدمي پیدا کریگا ؟ بعد کو لوگوں سے کہا " رأیت رجلا ' العلوم کلھــا بین عینیہ - یاخذ ما یرید ویدع مایرید " میں نے ایک ایسا آدمي دیکھا کہ سارے علم اسکي آنکھوں کے سامنے ھیں - جسکو چاھتا ہے اُٹھا لیتا ہے - جسکو چاھتا ہے چھوڑ دیتا ہے - باقي رھي مسائل میں مخالفت ' تو یہ اسکے لیے کب مستلزم تھي کہ مخالف کے فضل و کمال کا اعتراف بھي نہ کیا جاے ؟ یہ مصیبت تو اب ھم نے پیدا کرلي ہے - بلا شبہ علماء سلف جوش اختلاف میں تشدد و غلوء بھي کرجاتے تھے کہ معصوم نہ تھے ' مگر انکا تشدد بھي صرف میدان اختلاف میں محدود رھتا - اُس سے باھر تعصب و انکار نہیں ھوتا تھا - قاضي سبکي پر کیا موقوف ہے ؟ حافظ ذھبي ' ابن الزملکاني ' ابن البلقیني ' ابن حجر عسقلاني ' ابن ناصر الدین ' صاحب قول الجلي ' حافظ ابن کثیر وغیر ھم ' سب نے کتنے ھي مسائل میں ابن تیمیہ کے اختیارات سے اختلاف

ایک اڑتے ہوے تنکے کی طرح گرجانے سے اپنے تئیں نہیں روک سکتے - اگر تم اپنے سرکو جھکنے سے اور زبان کو بولنے سے روکوگے ' تو سچائی کا فرشتہ

[بقیہ نوٹ صفحہ ۲۲۳]

کیا - علی الخصوص مسئلۂ طلاق میں - جا بجا اِسکو سخت غلطی قرار دیتے ھیں - مگر ساتھہ ھی اِنکے فضل وکمال اور امامۃ و اجتہاد کی توصیف میں رطب اللسان بھی ھیں اور کہتے ھیں کہ المجتھد یخطي ویصیب - اصل یہ ھے کہ امام ابن تیمیہ کی نسبت پچھلی صدیوں میں ھرجگہ اور ھندوستان میں خصوصاً سخت ناواقفیت اور غلط فہمیاں رھچکی ھیں - بڑا سبب اسکا شیخ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کی مصنفات کی اشاعت ھے جو عہد اکبری ھی میں ھندوستان پہنچ چکی تھیں اور اکثر علماء ھند مکہ معظمہ جا کر اُنہی سے سند و اجازت حدیث حاصل کرتے تھے - انھوں نے خود تو ابن تیمیہ کی مصنفات دیکھی نہ تھیں - اُس عہد کے بعض متعصب علما و مشائخ کی باتیں پڑھکر اور زیادہ تر شاھی اعلانات دیکھکر غلط فہمی میں پڑگئے اور دوسروں کو بھی مبتلا کیا - مولانا عبد الحي مرحوم کے زمانے میں تو پھر بھی ابن تیمیہ کے اصلی حالات کھل چکے تھے - خود انھوں نے بھی منہاج اور حمویہ دیکھی تھی جیسا کہ تعلیقات میں لکھا ھے - اسلیے حسن ظن رکھتے تھے ' لیکن عام علماء ھند کی بیخبریوں کا اس بارے میں جو حال رھچکا ھے وہ نا قابل بیان ھے - مولوی فضل رسول بدایونی مرحوم سوط الرحمن میں لکھتے ھیں - داؤد ظاھری شیطان کا متبع تھا - اسکے بعد ابن حزم ظاھری پیدا ھوا جو " خبیث " تھا - پھر ابن حزم کا شاگرد ابن قیم ھوا ' اور ابن قیم کا شاگرد " شقی " ابن تیمیہ - ابن تیمیہ نے ایک نیا دین نکالا - بعض " اشرار ' بد اطوار ' جہلہ ' فسقہ درحلقۂ انقیادش آمدہ در بلاد اسلامیہ طرفہ ھنگامہ برپا نمودند " اور ان تمام مورخانہ تحقیقات کیلیے آخر میں طبقات سبکی کا حوالہ بھی دیتے ھیں ! ایسی ھی تاریخی تحقیقات اکبر کے زمانے میں بھی بعض محققین نے کی تھی " چوں سکندر ذوالقرنین باعانت رستم شاہ بابل درمیدان پانی پت با محمود غزنوی پیکار نمودہ چنانکہ فردوسی در سکندر نامہ تفصیل حالش پرداختہ " کجا ابن حزم اور کجا ابن قیم ؟ بینہما مفاوز تنقطع فیہا اعناق المطي ! پھر لطف یہ کہ ابن تیمیہ ابن قیم کے شاگرد تھے ' اور ابن تیمیہ کے ساتھی صرف اشرار و جہلاء

اپنے آهني پنجوں سے تم کو گرادیگا اور حقیقت کا هاتف تمهارے حلق کے اندر بیٹھکر تمهاري زبان کو ایک مدهوش و بے اختیار آدمي کي طرح کھولدیگا -

---

[بقیه نوٹ صفحه ۲۲۳]

تهے ! الله تعالی هم سب کي کوتاهیاں معاف فرماے اور جو گذر چکے هیں اُنکي مغفرت - ایک اور صاحب اُسي زمانے میں لکھتے هیں - ابن تیمیه نے دین جدید کي بنیاد رکھي تھي لیکن اُس عهد کے علماء مثلاً ابن حجر مکي اور قسطلاني وغیرهم نے اچھي طرح رد کیا ! گویا یه دونوں بزرگ ابن تیمیه کے زمانے میں تهے ! ایک اور بزرگ جو علماء حق و سنة کي مخالفت میں سر برآوردہ رهچکے هیں' اپني تاریخ داني کا ثبوت یوں دیتے هیں - ابن تیمیه نے جب نیا دین نکالا تو پادشاہ اسلام نے حکم دیا که قلعه دمشق کے منارہ سے هاتھه پاؤں باندهکر یکے بعد دیگرے گراتے رهو یهاں تک که مرجاے - چنانچه ایسا هي کیا گیا ! خیر ! ان صاحبونکا حال تو دوسرا تھا - تعجب هے که بعض اصحاب درس و تصنیف کو بھي عجب عجب لغزشیں هوئیں - مولانا عبد الحکیم مرحوم فرنگي محلي حاشیهٔ شرح عقائد جلالي میں اجزاء عالم کے قدم شخصي و جنسي اور موجودیة بعض افراد علی سبیل التعاقب کي شرح کرتے هوے عقیدۂ جهة و تجسم کو ابن تیمیه کي طرف منسوب کرتے هیں' اور آخر میں حواله دیتے هیں که ابن حجر نے درر کامنه اور ذهبي نے تاریخ میں اُنکے "هفوات" کا خوب رد کیا هے - پهلي بات تو چنداں تعجب انگیز نهیں - عقائد و علوم ابن تیمیه کي نسبت ابتدا سے غلط فهمي چلي آتي هے - اسلیے جو کچھه لکھا ' جوهر المنظم اور مرءة الجنان وغیرہ کے اعتماد پر - لیکن ابن حجر و ذهبي کا حواله کسقدر تعجب انگیز هے ؟ ان دونوں کے بیانات اوپر گزر چکے - اُن میں ابن تیمیه کے هفوات کا ذکر هے یا اعلی ترین مرتبهٔ حق و امامت کا ؟ مقصود اس ذکر سے نکته چیني نهیں هے - غلطیاں سب سے هوتي هیں - دکھلانا یه هے که هندوستـــان میں ابتدا سے مطالعهٔ و نظر کا میـــدان بهت محدود رها هے - اسي لیے عجیب عجیب لغزشیں هوتي رهیں - صاحب انتصار الحق عسقلاني کي بلوغ المرام کو شاہ ولي الله کي تصنیف بتلاتے هیں - ایک رساله دافع الفساد نظر سے گزرا - اسمیں مجمع البحار کا مصنف سیوطي کو بتلایا هے - صاحب ابراز الغي عبدالحق حقي کي روح البیان کو روح المعاني سمجھتے

سچائي جب اپني گواهي پتهرون کو چلاکر ليلے سکتي اور درختوں کو بولواکر دلا ديسکتي هے تو انسان کي روح و زبان کب اسکے فرمان قضاء سے

[بقيه نوٹ صفحه ۲۲۳]

هيں اور پهر اسکو "آلوسي زاده" کي طرف نسبت ديتے هيں حالانکه روح المعاني "آلوسي زاده" کي نهيں' خود "آلوسي" کي هے - جمعه في القرى کي بحث ميں ايک فتوى لکهنو سے شائع هوا تها - اسميں لکها هے که قاضي شوکاني کا حواله فقه و حديث ميں بيکار هے' البته شوکاني ايک اچهے اديب تهے - حالانکه نيل الاوطار اسوقت تک چهپ کر شائع هوچکي تهي اور کتاب الموضوعات تو عرصه سے هندوستان ميں مشهور هے - يه کتابيں فن ادب ميں هيں يا فقه و حديث ميں ؟ کسقدر افسوس ناک بے خبري هے ! ان سب سے بهي بڑهکر يه که صاحب صيانة الايمان "خيرات الحسان" کو حافظ ابن حجر عسقلاني کي تصنيف سمجهکر جا بجا اسپر زور ديتے هيں' حالانکه وه ابن حجر مکي کي تصنيف هے ! يه معلوم هے که ابن تيميه کي مصنفات اس عهد سے پہلے شائع نهيں هوئي تهيں' ليکن حضرة شاه ولي الله تفهيمات الاهيه ميں تمام غلط فهمياں دور کرچکے تهےکيونکه ابن تيميه اور ابن قيم' دونوں کي کتابيں حضرة شيخ ابراهيم کوراني کي وسعت نظر و بلندي مشرب کي وجه سے انکے مطالعه ميں رهچکي تهيں- اور خود شيخ موصوف کي کتاب افاضة العلام بهي اس بارے ميں قاطع و قاضي تهي- اس سے بهي بڑهکر يه که ملا علي قاري کي مصنفات انکي زندگي هي ميں هندوستان پهنچ چکي تهيں - شرح شمائل کا تو يه تمام لوگ حواله بهي ديتے هيں - کاش اسي کو ديکهه ليتے که ابن تيميه و ابن قيم کي نسبت انکي شهادت کيا هے' اور کس طرح ابن حجر مکي (رح) کے تمام اقوال کو رد کررهے هيں ؟ ممدوح کے الفاظ قريب قريب يه هيں "و من طالع شرح منازل السائرين تبين له انهما (ابن تيميه و تلميذه) کانا من اکابر اهل السنة و الجماعة' و من اولياء هذه الامة' و هما بريان مما رما هما اعداؤهما من التشبيه و التمثيل" اور صاحب سوط الرحمن نے امام داؤد ظاهري کي نسبت جو لعن و طعن کيا هے' تو يه دوسري مصيبت هے اور عامهٔ علماء هند کي بے خبريوں کي ايک واضح مثال - ان حضرات کا عام خيال يه رها هے که امام داؤد ظاهري کوئي مبتدع اور خارج از اهل السنة

باهر رهسکتے هیں ؟ دنیا میں کامل طاقت اور بے باک حکم صرف سچائي کا هے - یا اُسکے دوسرے عرف میں کہہ سکتے هیں که حسن کا - اُسکے سوا کون هے ؟

[بقیه نوٹ صفحه ۲۲۳]

شخص تھے ' اور اُنکا گروہ بھي اهل هواء و بدعت میں سے تھا - حالانکه حضرة امام داؤد منجمله ائمۂ متبوعین اهل السنة و الجماعة کے هیں ' اور تمام محققین اهل سنة نے انکے بلوغ مرتبۂ اجتهاد مطلق کا اعتراف کیا هے - قاضي ابن خلکان لکھتے هیں " کان زاهداً متقللا کثیر الورع صاحب مذهب مستقل تبعه جمع کثیر " اُنکے حلقۂ درس میں چارسو ثقات حاضر رهتے تھے " یحضر درسه کل یوم اربع مائة صاحب طیلسان " یهي علامۂ تاج سبکي جنکي مخالفت امام ابن تیمیه کي تضلیل کیلیے حجت سمجھي جاتي هے ' لکھتے هیں " کان داؤد جبلا من جبال العلم و الدین - له من سداد النظر و سعة العلم و نور البصیرة و الاحاطة باثار الصحابة و القدرة علی الاستنباط ما یعظم وقعه " کذا نقله عنه الجلال المحلي في شرح جمع الجوامع - یعني امام داؤد علم و دین کے پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ تھے - نظرکي مضبوطي ' علم کے پھیلاؤ ' بصیرة کي روشني ' احادیث و آثار کے احاطه ' اور استنباط کي قدرت کے لحاظ سے وہ ایک عظیم الشان وجود تھا - غور کرنا چاهیے که علماء هند نے ایک ایسے بزرگ عام و عمل کي نسبت کیسي کیسي باتیں لکھي هیں ؟ حالانکه اصحاب حق و اقتصاد کا طریقه یه هے که تمام آئمۂ سلف کو حق و راستي پر یقین کرتے هیں ' اور تمام مجتهدین اهل سنة کو اپنے اپنے مجتهدات میں برسر حق و بصیرة سمجھتے هیں ' اور سب کي محبت و تعظیم اور عموم حسن ظن کو اهل سنة کیلیے ایک علامت بتلاتے هیں - سب کا علم و عمل کتاب و سنة پر تھا - کوئي نہیں جس نے بلا کسي دلیل و بصیرة کے اجتهاد کیا هو - البته عصمت صرف انبیاء کیلیے هے - و ما عدا هم یخطي و یصیب - یهي علامۂ تاج سبکي جمع الجوامع کے خاتمه میں لکھتے هیں " و نعتقد ان الشافعي و مالکا و ابا حنیفة و السفیانین و احمد و الاوزاعي و اسحاق و داؤد و سائر آئمة المسلمین علی هدی من ربهم " الخ - یعني همارا عقیده هے که حضرة امام شافعي ' مالک ' ابو حنیفه ' دونوں سفیان ' (یعني سفیان ثوري اور سفیان ابن

اے سنگ برتو دعوئے طاقت مسلم ست '
خون را نه دیدۂ به کف شیشه گر هنوز !

شیخ ابن حجر مکي اور دیگر مخالفین ابن تیمیه قاضي سبکي کے بعد قاضي جمال الدین زملکاني کي مخالفت سے استدلال کرتے هیں' سو بلاشبه انہوں نے بهي نہایت سخت مخالفت کي - دونوں مرتبة وهي رئیس المناظرین تهے - حافظ ابن البلقیني لکهتے هیں که جب ابن تیمیه سے مناظره قرار پایا تو زملکاني کے سوا کوئي زبان نه کهول سکا - حافظ ابن حجر کہتے هیں " حتي کان اشد المتعصبین علیه والعاملین فی ایصال الشر الیه رهوالشیخ الزملکاني" یعني شیخ زملکاني نے سب سے زیاده اُنکے خلاف

[بقیه نوٹ صفحه ۲۲۳]

عیینه) احمد ' ارزاعي ' داؤد ' اور نیز تمام ائمۂ اهل اسلام حق و راستي پر تهے - سب کا شمار علی هدی من ربهم و اولٓئک هم المفلحون میں هے - یعني ان میں سے کسي پر زبان طعن نهیں کهولني چاهیے - نه کسي کو حق کا مخالف سمجهنا چاهیے - اصلاً سب کا طریقه ایک هي تها ' اور اصول میں تو ابداً کوئي بهي مختلف نهیں - یهاں یه بات بهي یاد رهے که امام داؤد کي طرف بعض مسائل منسوب کیے گئے هیں جو اصلیت کے خلاف هیں - یا بعض کي تعبیر غلط کي گئي هے ' اور یه سب کے ساتهه هوا هے - اخلاف کے سوء فهم و زیغ نظر کي آلودگي سے ائمۂ سلف میں سے کسي کا دامن نه بچ سکا - اُن سب کا دامن پاک تها - آلودگي سب همارے هي اُڑائي هوئي گرد و خاک هے - خوب فرمایا شاه صاحب نے تفهیمات میں به تذکرۂ امام ابن تیمیه - جسطرح صحابه کے مشاجرات میں هم نے کف لسان اپنا شیوه بنایا' چاهیے که علماء سلف کے اختلافات میں بهي یهي طریق ملحوظ رکهیں - اُنکے احسانات عظیمه سے تمام امت کي گردنیں جهکي هوئي هیں - عمارت شریعت کي هر پهلي اینٹ پچهلي اینٹوں کیلیے بنیاد هے - اگر اسکو نقصان پهنچایا گیا تو پوري عمارت هل جائیگي - اور یاد رهے که سلف کي محبت اور تعظیم هي اهل سنة هونے کي سب سے بڑي اور پهلي پهچان هے - اللهم لا تجعل لاحد منهم في عنقنا غلامة - و نجنا بحبهم من اهوال یوم القیامة !

اظہار تعصب کیا اور انکو مضرت پہنچانے میں ساعي هوے - لیکن معلوم هے
که با ایں همه امام موصوف کے علم و عمل کی نسبت آنکي راے کیا تهي ؟
حافظ ابن رجب طبقات میں آنکا قول نقل کرتے هیں - فیما احفظ عنه -
"لم یر من خمس مائة سنة" پانچ سو برس سے ایسا با کمال دیکھا نہیں
گیا ! امام ابن تیمیه کي ایک کتاب الدلیل علی بطلان التحلیل هے - قاضي
موصوف نے اس کو اپنے قلم سے نقل کیا اور لوح پر لکھا "من مصنفات
سیدنا ' و شیخنا ' و قدوتنا ' الامام العالم العلامة الاوحد ' البارع الزاهد
الورع القدوة الکامل العارف ' سید العلماء ' قدوة الائمه ' حجة الله علی العباد '
اوحد العلماء العاملین ' آخر المجتهدین ' شیخ الاسلام" الخ - حافظ سیوطي
کي اشباه و النظائر النحویه اب چھپ گئي هے - حرف "لو" کي بحث میں
ابن تیمیه کي ایک تحریر نقل کي هے جو شیخ زملکاني کے خط سے منقول
هے - شیخ موصوف ابن تیمیه کي مدح میں کہتے هیں :

ماذا یقول الواصفون لـه ؟ و صفاته جلت عن الحصر !
هو حجـة للـه قـاهرة هو بیننا أعجوبـة الـدهر !
هو آیـة في الخلق ظـاهرة انوارہ اربت علی الـفجر !

صاحب الرد الوافر نے آنکا قول نقل هے "اجتمعت فیه شروط الاجتهاد
علی وجهها" اور "کان اذا سئل عن العلم ' ظن السامع انه لا یعرف غیر
ذلک - و کان الفقهاء من سائر الطوائف اذا جلسوا معه ' استفادوا في
مذاهبهم" الخ - یعني اجتهاد کي ساري شرطیں پوري طرح ابن تیمیه میں
جمع هوئیں - انکی همه داني کا یه حال تها که جس علم میں زبان کهلتي
معلوم هوتا اسي علم کے ماهر و امام هیں - تمام مذاهب کے فقهاء انکے گرد جمع
هوتے اور اپنے اپنے مذهبوں کے علوم و مسائل میں استفادہ کرتے - انتهی -

یه هے شہادت آنکے مشہور مخالف 'و حریف کي ' اور اسي سے اندازہ کرلو
که جب مخالفوں کا یه حال تها تو دوستوں اور منزلة شناسوں کي وارفتگي
کا کیا حال هوگا ؟ کیا خوب فرمایا قاضي عیني نے رد الوافر کي تقریظ

میں کہ اگر اور کسي اهل علم کا اعتراف منقول نہ هوتا ' تو صرف یہي ایک شہادت ابن تیمیہ کے کمال مرتبۂ علم و عمل کیلیے کفایت کرتي تھي :

اے گل ! نہ همین معرکۂ من بتو گرم ست !
هنگامۂ صد سوختہ خرمن بتو گرم ست !

فصل

اور یہ جو کچھہ لکھا گیا تو مقام تجدید و عزیمۃ دعوۃ کے صرف ایک هي پہلو کي نسبت ' یعني مراتب علم و نظر - لیکن یہاں کي سب سے بڑي آزمائش گاہ میدان عمل ہے - حقیقت بہت زیادہ واضع هو جاتي اگر اُنکي حیات دعوۃ و اصلاح کے اعمال و اقدامات عظیمہ کے مناظر سامنے آتے - تم دیکھتے کہ اُس عہد کے تمام اصحاب فضل و کمال میدان عمل و دعوۃ میں کہاں تھے ' اور یہ مجدد العصر کہاں تھا ؟

تقدم راکبا فیھم اماما ولو لاہ لما رکبوا ورائہ

ساتویں صدي کے اختتام اور آتھویں صدي کے اوائل کا زمانہ تاریخ اسلام کا ایک نہایت هي نازک اور انقلابي زمانہ تھا - مشرق میں عربي خلافت کا بکلي خاتمہ هوچکا تھا - تمتماتے هوے چراغ بھي بجھہ چکے تھے - تاتاریوں کا سیلاب اپني اصلي بلندیوں تک پہنچ چکا تھا ' اور اب تمام ممالک اسلامیہ میں پھیل رہا اور هر رکنے اور تھرنے کي جگھہ تھر رہا تھا - یہ وحشي درندے صرف تاخت و تاراج کیلیے آئے تھے ' لیکن اب پچاس لاکھہ مسلمانوں کے خون اور چھہ صدیوں کے اسلامي تمدن کي ویراني پر اپني سلطنت کي عمارت تعمیر کر رہے تھے - ھُلاکو کا پڑ پوتا قازان خاں اگرچہ مسلمان هوگیا تھا ' لیکن ابھي یہ تبدیلي محض براے نام تھي - وحشت و خونخواري میں تمام تاتاري خصائل بدستور کام کر رہے تھے - مسلمانوں کا کوئي مرکز باقي نہ رہا تھا - برسوں تک جمعہ کے خطبے کسي سلطان اسلام کے ذکر سے خالي رہے - اس عام بربادي نے مسلمانوں کي تمام اخلاقي قوتیں بھي فنا کردیں -

تاتاریوں کي هیبت نے زندوں کو مردہ بنادیا تھا - وہ صرف خون بہاتے اور نعشوں کے پل اور سروں کے منارے کھڑے کرتے - ایک چھوٹي سي ٹکري آبادیوں کي آبادیاں ذبح کر ڈالتي اور بادشاهوں اور فوجوں کو سر اٹھانے کي جرأت نہ هوتي - جب کوئي مرکز نہ رها ' تو شریعت کا بھي کوئي محافظ نہ رها نہ اُمت کا کوئي رهبر - وہ سارے علمي و عملي مفاسد جو آج نظر آرهے هیں ' یا تو اسي عہد میں پیدا هوے ' یا هوچکے تھے تو اسي عالم آشوبي میں کمال و بلوغ کو پہنچے - علوم اصلیۂ قرآن و حدیث کے ترک کي بنیادیں اسي عہد میں استوار هوئیں - تقلید شخصي اور مذهبي فرقہ بندي کے التزام اور تعصب نے اسي زمانے میں پورا پورا زور پکڑا - تاتاریوں کو سب سے پہلي دعوۃ حنفیوں اور شافعیوں کے باهمي پیکار هي نے دي تھي (۱) نو مسلم حکمران مذهب و علم سے نا آشنا تھے ' اسلیے مذهبي حکومت تمام تر علماء و فقہاء مذاهب کے هاتھ آگئي - هر مذهب کیلیے الگ الگ قاضي ' الگ الگ مدارس ' اوقاف ' ائمۂ جمعہ ' اور مذهبي عہدے قرار پاے - یہي چیز صدها مفاسد و مصائب کا باعث هوئي - ایک طرف علماء دنیا و فقہاء دولۃ کا ایک گروہ عظیم پیدا هوگیا - (۲) دوسري طرف باهمي تعصب و تفرقہ کي آگ روز بروز زیادہ بھڑکنے لگي - حتی کہ جن چھوٹے چھوٹے اختلافات کو پہلے عوام نے

---

(۱) یہاں ایک طول طویل فٹ نوٹ تھا اور اُن اسباب کي تشریح کي تھي جو تاتاریوں کے حملے کا اصلي باعث هوے - اختصار کے خیال سے میں نے نکال دیا - ممکن هوا تو آخر میں بطور ضمیمہ کے درج کردونگا - (پبلیشر)

(۲) حضرۃ شاہ ولي اللہ نے انصاف میں ابن زیاد یمني کے حوالہ سے ابوزرعہ کا قول نقل کیا هے " ایک دن میں نے اپنے استاد امام بلقیني سے پوچھا - ما یقصر بالشیخ تقي الدین السبکي عن الاجتہاد و قد استکمل الیہ و کیف یقلد ؟ شیخ تقي الدین سبکي کو اجتہاد سے کیا بات روکتي هے حالانکہ ان میں تمام شرائط اجتہاد کے جمع هیں ؟ اس پوچھنے سے میرا مقصد یہ تھا کہ خود امام بلقیني کي نسبت بھي یہي سوال پیدا هوتا تھا - خیال کیا کہ جو عذر وہ سبکي کي نسبت کہینگے اُسي

بھي کبھي اهميت نه دي تهي' انکي بنا پر اب خواص و فقهاء ايک دوسرے کي تضليل کرنے لگے' اور جس گروه کو حکومت ميں زياده دخل هوا ' اُس نے

[بقيه نوٹ صفحه ۲۳۳]

کو اُنکے ليے بھي سمجھه لونگا ' ليکن انهوں نے کچھه جواب نهيں ديا - اسپر ميں نے کها - ما هو الا للوظائف التي قدرت للفقهاء على المذاهب الاربعة ' و ان خرج عن ذلک و اجتهد ' لم ينله شي ' و حرم ولاية الفقهاء ' و امتنع الناس من افتائه و نسب للبدعة - يعني ميں تو اسکا سبب صرف يهي سمجھتا هوں که يه اُن سرکاري عهدوں کيليے هے جو فقهاء مذاهب اربعه کيليے مقرر هيں - اگر کوئي دائرۂ تقليد سے قدم باهر نکاليگا تو ان عهدوں سے محروم هو جائيگا ' فقهاء کي رياست جاتي رهيگي ' عوام اُس سے فتوى لينا چھوڑ دينگے اور لوگوں ميں بدعتي کهلائيگا " ابو زرعه کهتے هيں که " امام بلقيني يه سنکر متبسم هوے اور مجھسے اتفاق کيا " انتهى - ابو زرعه و امام بلقيني کا يه خيال قاضي سبکي کي نسبت صحيح تها يا نهيں ؟ اس سے يهاں بحث نهيں - مقصود صرف يه هے که حالات ايسے هوگئے تهے که ابو زرعه کو يه خيال پيدا هوا - اس سے اندازه کيا جا سکتا هے که علوم دينيه کے تنزل اور منع باب نظر و فقاهة فى الدين کے اسباب ميں عجمي و ترکي حکومتوں کے دور اور اُنکے ملکي انتظامات کو کسقدر دخل هے ؟ اور کس طرح آٹھويں صدي هي ميں يه معاملات آخري درجه تک پهنچ چکے تهے ' اور عوام کا فتنه کس طرح نظر و فکر کے سارے دروازوں کو روکے کھڑا تها ؟ جب يه حال اُس عهد کا تها تو بعد کا کيا پوچھنا ؟ اور پھر آج جو کچھه هو رها هے اسکا کيا ذکر ؟

يا دل په کوئي زخم نه تها جز نمود داغ
يا اب يه بڑهگيا هے که ناسور هوگيا !

امام ابو حفص عمر بن ارسلان بلقيني نے سنه ۸۰۵ ميں انتقال کيا - قاضي تقي السبکي اور شيخ ابو حيان کے شاگرد ' اور اپنے عهد کے شيخ الاسلام و مرجع و مستند اکابر و اعلام تهے - اکثر علماء نے انکو مجتهد العصر تسليم کيا - سيوطي نے بعض اقوال حسن المحاضرة ميں نقل کيے هيں که وه اپنے عهد کے مجدد تهے - اُنکي شرح بخاري نے مخصوص قبوليت پائي - حافظ ابن حجر نے مقدمه فتح الباري ميں ابواب بخاري کے ربط و ترتيب کي نسبت انکا مقاله نقل کيا هے -

دوسرے کو قید خانوں اور جلا وطنیوں کي مصیبت تک پہنچا کر چھوڑا عوام کا فتنه اِسي زمانے میں اُس درجه تک پہنچا جہاں آج نظر آ رہا ھے - شریعۃ کے اعتقاد و عمل کي ساري پادشاهي اُنهي کے هاتهه ھے - جو بات چاهیں علماء سے کہلوا دیں ' اور جس بات کو اپنے هواء نفس کے خلاف پائیں ' اسپر اسقدر هنگامه مچائیں که بالاخر کسي کو زبان کهولنے کي مجال باقي نه رهے - (۱) علم و عمل کي وہ ساري بدعتیں جو آج مسلمانوں کے رگ و پے میں سرایت کرگئي هیں ' حتی که

---

(۱) اُس عہد کے اِن حالات کیلیے حافظ ذهبي کي تاریخیں اور درر کامنه ابن حجر اور ضوء لامع سخاوي کا مطالعه کافي ھے - کتنے هي اکابر علم و عمل هیں جنکي زندگیوں کا خاتمه یا تو قید خانے میں هوا یا جلاد کي تلوار کے نیچے - انکا جرم صرف یه تها که کسي ایک مسئله میں عوام کے معتقدات و اعمال کے خلاف قدم اٹهایا تها - اس عہد میں ایک خاص قابل ذکر بات یه بهي نظر آتي ھے که گو فقہاء مذاهب اربعه میں باهم نہایت سخت تعصب تها ' لیکن جب کبهي کسي مصلح حق کے خلاف شورش پیدا هوتي ' تو تمام فقہاء شافعیه و حنفیه اُسکا معامله قاضي مالکي هي کے سامنے پیش کراتے - اس موقعه پر باهمي تعصب باقي نه رهتا - سبب اسکا یه تها که مالکیه کے مذهب میں تعزیر کا دائرہ بہت وسیع ھے - حبس و تشهیر کے علاوہ قتل بهي کیا جاسکتا ھے - پس قاضي مالکي سے فتوی لیا جاتا تاکه انتہائي سزا دلائي جاسکے - علامه محمد بن مري البعلي اور امام ابن دقیق العید کا جرم یه تها که ابن تیمیه کي حمایت کرتے هیں اور امام بخاري کي کتاب خلق افعال العباد کو استناداً پیش کرتے هیں - شورش کا اصلي باعث قاضي حنفي تها ' لیکن خود فیصله نہیں دیا - معامله قاضي مالکي کے سامنے پیش کرایا - اُس نے علامۂ بعلي کو پہلے تازیانوں سے پٹوایا - یہاں تک که زمین خون سے تر هوگئي - پهر گدهے پر الٹا سوار کراکے تمام شہر میں تشهیر کي - درر کامنه میں پوري تفصیل موجود ھے -

باقي رها اُس عہد کے بدعات و رسوم و موالات کفار تتار و سوء علم و عمل ' و با همه گر تعصب و عناد ' فقہاء تو اسکا مفصل حال خود امام ابن تیمیه کي تصنیفات سے ملتا ھے - مثلاً اقتضاء الصراط المستقیم ' مجموع الفتاوی ' الدلیل ' مجموع الرسائل ' و غیرها -

باب امتیاز مسدود ، اُن سب کا شیوع اور جماؤ اسي زمانے میں ہوا - تعلیم و تعلم کي تمام مجتہدانہ قوتیں ختم ہوچکي تھیں - اب صرف پچھلے ذخیرہ کي مزید آرائش و تزئین میں ہمتیں مصروف تھیں - اسي چیز نے متون و شروح اور تلخیص و تعلیق وغیرہ کے طریقہ کو رواج دیا جو بڑھتے بڑھتے یہاں تک پہنچا کہ اسکے سوا اور تمام راہیں نظر و فکر کي بند ہوگئیں - مذہبي عہدوں کا ذریعہ صرف فروع فقہ کا علم تھا ، اسلیے علوم دینیہ میں سے صرف اسي پر قناعت کرلي گئي - رفتہ رفتہ علوم اصلیۂ قران و حدیث متروک و مہجور ہوگئے - یہ بات پہلے سے ہوچکي تھي - (جیسا کہ امام غزالي وغیرہ نے لکھا ہے) لیکن اب بحد غایت پہنچ گئي - عملیات میں اہل کتاب اور عجمي اقوام کے اختلاط و امتزاج کا معاملہ آخري حد تک پہنچ چکا تھا - اسلیے بدعات و رسوم کا فتنہ بھي اپني پوري قوت اور احاطہ تک پہنچ گیا اور بڑے بڑے علماء کي نظریں اُسکے نفوذ و احاطہ کے اندر گم ہوگئیں - ایک بڑي مصیبت جو مسلمانوں پر نازل ہوئي ، تصوف کے علم و عمل کا تنزل اور جہل و فسق کي کثافتوں سے اس جوہر پاک کا امتزاج ، اور اہل صلاح و طہارۃ کي جگہ خانقاہوں اور صومعوں کي عمارتوں کي حکومت کا قائم ہوجانا ہے - یہ چیز اُس عہد میں پوري طرح نشوؤنما پاچکي تھي - علي الخصوص دیار مصر و شام میں کہ بقیۃ السیف مسلمانوں کا ماء من و ملجاء تھے ، صرف رسمي خانقاہوں اور خرقہ پوشوں کي شہنشاہي تھي - خود ملوک و سلاطین بھي اُنھي کے معتقد تھے اور حکومت کے زور سے انکي بدعتیں پھیلاتے تھے - جس گروہ کے قبضہ میں وقت کا پادشاہ اور عوام کا غول ہو ، اُسکا مقابلہ کون کرسکتا ہے ؟ ملک بیبرس چاشنیگر جسکے عہد میں نہ صرف ابن تیمیہ بلکہ تمام آئمۂ عہد مثلاً امام ابن دقیق العید و حافظ مزي و علم الدین برزالي وغیرہم مبتلاے محن ہوے ، شیخ نصر المنبجي صاحب خانقاہ دمشق کا حلقہ بگوش معتقد تھا - اُسي نے بیبرس کو ابن تیمیہ کے خلاف بھڑکایا تھا - غرضکہ ملت و شریعت کي سیزدہ صد سالہ زندگي میں جو سخت سے سخت انقلابي زمانے گزر چکے ہیں ، اُن سب سے

زیادہ سخت و مہلک زمانہ تھا، اور ایک انقلابی برزخ تھا کہ اصلاح کی تمام پچھلی قوتیں ختم ہوچکی تھیں، اور فساد کے تمام تخم ایندہ کیلیے پھل پھول رہے تھے - وقت نہ تو بڑے بڑے مدرسوں کا طالب تھا نہ بڑی بڑی خانقاہوں کا، بلکہ صرف ایک ایسی زبان و قدم کیلیے تشنۂ و بیقرار تھا جسمیں "عزم" ہو اور عازمانہ دعوۃ و امامت - سیکڑوں ہزاروں اعاظم وقت میں سے کسی کو بھی یہ منصب نہ ملا - صرف امام ابن تیمیہ ہی تھے جو زمانے کو پلٹ دینے اور ملکوں اور جماعتوں کو بدل دینے کیلیے آتے، اور ایک ہی وقت و زندگی میں وقت کی ہر طلب و سوال کا جواب دیا - تاتاریوں کے مقابلے میں حفظ ملت و بلاد کی ایک نئی زندگی تمام بلاد مصر و شام میں پیدا کردی - علم ہی میں نہیں، بلکہ میدان جہاد و قتال میں بھی انکا گھوڑا سب سے آگے رہتا تھا - ذہبی نے کہا " اما شجاعته فبها تضرب الامثال و يتشبه اكابرالابطال - حتى كانه ليث حرب " ایک صدی کے قتل و غارت نے تمام ملک کو جرأت و ہمت سے کورا کردیا تھا - بے غیرتی و بزدلی سے سب کے دل مردہ ہوگئے تھے - مگر اب وہی آبادیاں تھیں جو خود منزلوں آگے بڑھکر تاتاریوں کا مقابلہ کرتیں اور سورج کی روشنی سے زیادہ اس حقیقت پر ایمان رکھتیں کہ مسلمان اگر مسلمان ہو تو اسکو کوئی طاقت مغلوب نہیں کرسکتی (١)

---

(١) یہی وجہ ہے کہ بالاخر وہ بھی اس فتنہ سے دوچار ہوے جو اکثروں کو اس کام میں پیش آیا ہے - یعنی سیاسی دعوۃ اور سلطنت و امامت کبری کی بدگمانی - علماء سوء کو انکی مخالفت میں بڑی کامیابی اسی لیے ہوئی کہ پولیٹکل خطرہ دکھلاکر اور تمام ملک میں انکے حاکمانہ و شاہانہ اقتدار کو دلیل میں پیش کرکے حکام وقت کو بھی مخالف بنادیا - حافظ ابن حجر درر میں لکھتے ہیں " و نسبه قوم الى انه يسعى لامامة الكبرى فانه كان يلهج بذكر ابن تومرت و يطريه، فكان ذلك مؤكداً لطول سجنه " اور ابن کثیر لکھتے ہیں " و من جملة اسباب حبسه خوفهم انه ربما يدعي ويطلب الامارة فلقي اعداؤه عليه طريقا من ذلك يحسنوا للامراء حبسه لسد تلك المسالك "

انکي زندگي کے حالات امام ذهبي کي زباني سنو تو معلوم هو که دل کي جگهه سيماب اور همت و عزم کي جگهه ايک پهاڑ تها - دل کي بيقراريوں نے کبهي چين سے بيٹهنے نه ديا - مگر همت کي کوه وقاري نے جهاں جمايا، بغير فتح و نصرة کے منهه نه موڑا - ساتهه هي علوم و عقائد کي تجديد و اصلاح کا عظيم الشان کام بهي اس اهتمام سے انجام ديا که بڑي بڑي جماعتوں سے بهي انصرام نه پاتا - سب سے بڑهکر يه که دين حق و توحيد کي وحدة، اصل ملت کے هر حال و هر شکل ميں ايک هونے، خير القرون کے علم و عمل کي از سرنو تجديد، دين الخالص اور سنة خالصه و محضه کے اعتصام، اور تمام تفرقوں اور فرقه بنديوں اور بدعتي راهوں کے خلاف قولاً و عملاً دعوة اولى کي صدا اس قوت و نفوذ کے ساتهه بلند کي که وقت کا کوئي شور و غوغا اسپر غالب نه آسکا اور گو هميشه دبانے کي بڑي بڑي قاهر و جابر کوششيں کي گئيں، مگر اسکي گونج ره رهکر اٹهتي، اور دب دب کر ابهرتي رهي - حتى که آج بهي اگر مختلف گوشوں سے صدائيں اٹهه رهي هيں، تو يه بهي اسي گرج کي بازگشت هے - متنبي نے کيا خوب کها هے :

وما الـــدهر الا من رواة قصـــائدي
اذا قلت شعراً، اصبح الدهر منشدا

دشمنان حق کے پاس سب سے بڑا آلۀ تعذيب قيد خانوں کي کوٹهرياں هيں مگر يه چيز بهي انکي عزيمة دعوة کے مقابله ميں بيکار تهي - مصر ميں جب قيد کيے گئے تو تصنيف و تاليف ميں مشغول رهے - جب قلم دوات بهي چهين لي گئي تو قيد خانے کے اندر قيديوں پر نظر ڈالي - اُن کا بڑا حصه ڈاکوؤں رهزنوں اور قاتلوں کا تها ليکن چند دنوں کے اندر انکو شيطان سے فرشته بناديا - علم و عمل کي جو برکتيں خانقاهوں اور مدرسوں کو نصيب نه تهيں، وه جيل خانے کے اندر هر طرف نظر آنے لگيں - صاحب کواکب لکهتے هيں " حتى صار المحبس بالاشتغال بالعلم والدين خيراً من کثير من الزوايا والربط والخوانق والمدارس " يه معني هيں ايمان کامل اور مقام عزيمة علم و عمل کے - چراغ جهاں کهيں رکها جائيگا، اُجالا هوجائيگا، اور پهولوں کا گلدسته

طاق کي جگهه کوڑے کرکٹ کي ٹوکري هي میں کیوں نه ڈالدو لیکن اُسکي خوشبو ضرور پهیلیگي - مور نے کہا - میرا چمن میرے ساتهه هے - باغ وبہار کا محتاج نہیں - جہاں کہیں پروں کو کهولدونگا - ایک تختۂ چمن کهل جائیگا -
یهي حال مومن کامل اور صاحب علم و عمل حق کا هے - وہ کسي زمان ومکان کا محتاج نہیں - جہاں کہیں بهي جائیگا روشني پهیلائیگا ' اور جس جگهه سے گزریگا ' هوا کي عطر بیزي بتلا دیگي که کوئي گزرنے والا یہاں سے گزرا هے :

ابهي اس راہ سے گــزرا هے کوئي
کہے دیتي هے شوخي نقش پاکي

امام ابن تیمیه کے تذکرہ میں بوجہ ضمني مباحث کے بہت طول هوگیا - با ایں همه جسقدر لکها گیا ' اُس سے کہیں دہ چند قابل ذکر امور چهوڑ دیے گئے - حافظ ذهبي کو بهي ایسي هي صورت پیش آئي تهي - جن لفظوں پر انهوں نے اُنکا ذکر ختم کیا تها ' میں بهي کرونگا " ومن خالطه وعرفه ' قد ینسبني الی التقصیر فیــه - ومن نا بذہ وخالفــه ' قد ینسبني الی التغالي فیه " قاله في المعجم - یعني جو لوگ امام ابن تیمیه کے مقامات ومراتب کے جاننے والے هیں' وہ تو مجهے الزام دینگے که جسقدر مدح وتوصیف کرني تهي نه کي ' اور جو بے خبر اور مخالف هیں ' وہ میرے بیان کو غلو و مبالغه قرار دینگے - انتهی - قلت :

و اذا لم تر الهلال ' فسلــم لا نــاس راوہ بالابصــار !

فصل

مقصود اصلي اس تذکرہ سے یه تها که " دعوۃ " کا مقام دوسرا هے اور " عزیمۃ دعوۃ " کا دوسرا - ضرور نہیں که هر رهرو کي یہاں تک رسائي هو - عهد ظهور دعوۃ میں هزاروں اصحاب علم وکمال موجود هوتے هیں مگر دروازہ کا کهولنے والا صرف مجدد العصر هي هوتا هے ' اور اُسکے ظهور کیلیے ضروري نہیں که عامۂ اصحاب علم وحق بلکلي معدوم هوگئے هوں - یه چند

متفرق مثالیں تو دور کی تھیں - خود ہندوستان ہی کی تاریخ دیکھہ لو - ہمیشہ ایساہی معاملہ نظر آئیگا - شہنشاہ اکبر کے عہد کے اختتام اور عہد جہانگیری کے اوائل میں کیا ہندوستان علماء و مشائخ حق سے بالکل خالی ہوگیا تھا ؟ کیسے کیسے اکابر موجود تھے ؟ لیکن مفاسد وقت کی اصلاح و تجدید کا معاملہ کسی سے بھی بن نہ آیا - صرف حضرۃ مجدد الف ثانی شیخ احمد سرهندی رحمۃ اللہ علیہ کا وجود گرامی ہی تن تنہا اس کار و بار کا کفیل ہوا (۱) معلوم ہے کہ اُس عہد میں بڑے بڑے علماء و اصحاب خانقاہ

---

(۱) ان سطور کے لکھتے ہوے خیال آیا کہ حضرۃ مجدد رحمۃ اللہ علیہ کا وجود گرامی بھی منجملہ اُن اکابر امت کے ہے جنکی تعظیم و توقیر تو حسن اعتقاد کی بنا پر بہت کی جاتی ہے ' لیکن اُنکی زندگی کے اصلی کار ناموں پر پردے پڑگئے ہیں - بڑے بڑے معتقدین تک کو خبر نہیں - عام طور پر سمجھا جاتا ہے کہ اُنکی تجدید محض رد بدعات جہال صوفیہ ' و تحقیق بعض معارف تصوف ' و اعلان و اشتہار توحید شہودی میں منحصر ہے - حالانکہ معاملہ اس سے کہیں زیادہ وسیع ہے - خود اُنکی زندگی میں بھی بہت کم لوگوں کی وہاں تک رسائی ہوئی تھی - اسی لیے بار بار اپنے مکتوبات میں یہ شعر لکھتے ہیں اور ابناء عصر کی کوتاہ فہمیوں پر فغاں سنج ہیں :

فریاد حافظ ایں ہمہ آخر بہرزہ نیست
هم قصۂ عجیب و حدیث غریب هست

اصل یہ ہے کہ مجددین امت کا ظہور بھی معاملات نبوۃ کے ماتحت ہے - جسطرح انبیاء کرام کی تعلیم و دعوۃ ہمیشہ اُسی رنگ میں جلوہ افروز ہوتی ہے جسکا اُنکے عہد میں غلبہ ہو - اسی طرح مجددین امت کا ظہور بھی ہمیشہ اپنے رنگ روپ میں وقت کے مقتضاء و داعیہ کے مطابق ہوتا ہے - کبھی امراء و سلاطین میں سے ظہور ہوتا ہے ' کبھی علماء و اصحاب درس و تدریس میں سے ' کبھی اصحاب سلوک و طریقت میں سے ' اور یہ تنوع اسلیے ہوتا ہے کہ اُن وقتوں کے حالات اِنہی بھیسوں کے مقتضی ہوتے ہیں - اور چونکہ غلبہ وقت کے رنگ کا ہوتا ہے ' اسلیے اور تمام رنگتیں اُسکی چمک دمک کے سامنے پھیکی پڑ جاتی ہیں - صرف باریک بین نگاہیں ہی دیکھہ

موجود تهے - بدایوني و طبقات اور روضة العلماء و اخبار الاخیار وغیرہ دیکھو تو معلوم هوتا هے - هندوستان میں بجز عالموں اور پیروں کے اور کوئي نہیں

(بقیه نوت صفحه ۲۴۰)

سکتي هیں - عام طور پر شہرت و غلغله صرف ایک هي معامله کا هوجاتا هے - شاہ صاحب تفہیمات میں لکھتے هیں " وکذالک امر المجددین و الاوصیاء فان صورة التجدید و تاویل الشریعة یکون مختلفاً باختلاف الزمان والمکان " یه حالت اکثروں کو پیش آئي هے - بہر حال خیال هوا که حضرة موصوف کي سیرة کا لکھنا بھي ضروري هے - اس بارے میں تمام مواد ذهن میں موجود تها - حاجت مطالعۂ و مراجعة کي نه تهي - اسلیے پچھلے هفتے اسطرف توجه هوئي ' اور آج ۱۳ - اگست سنه ۱۹۱۶ کو پورے ایک هفته میں اتمام کو پہنچي - فالحمد لله علی ذالک - شمار کیا تو متوسط تقطیع کے ۱۷۳ صفحے هوے - چونکه اس تذکرہ کي تسوید کے محرک و باعث مرزا فضل الدین احمد صاحب سے وعدہ تها که تذکرہ کي ضمن میں جو کچھه لکھا جایگا ' اُنهي کے سپرد هوگا ' اسلیے یه بھي اُنهي کے حوالے کرتا هوں - خواہ چھپ جاے خواہ پڑا رهے - ع" حالیا رفتیم و تخمے کاشتیم - سیرة حضرة مجدد لکھتے هوئے کچھه عجیب انشراح خاطر اور انبساط طبع بہمّ پہنچا جسکي کیفیت حد بیان سے باهر هے ' اور یه یقیناً اُس ارادة و نسبت کا نتیجه هے جو حضرة ممدوح سے اس عاجز اور اس عاجز کے خاندان کے تمام اکابر کو نسلاً بعد نسل حاصل رهي رهے :

وما ذاک الا ان هنداً عشیـــة تمشت و جرت في جوانبه بردا !

حتیٰ که اسکو اپنے خمیر طینت میں ممزوج پاتا هوں' اور اُسوقت سے بر سر نفوذ و ظهور دیکھتا هوں که " قبل ان اعرف الهویٰ "

فصادف قلبا خالیاً فتمکنا !

یهي نسبت و ارادت کي ایک دولت هے جو شاید هم بےمایگان کار اور تهي دستان راہ کیلیے توشۂ آخرة اور وسیلۂ سعادت ثابت هو - اگر اُسکے دامن تک هاتهه نه پہنچ سکا تو اُسکے دوستوں کا دامن تو پکڑ سکتے هیں ؟ الله اس راہ میں ثبات و استقامت روزي فرماے اور اسکے دوستوں کي معیت و ارادت سے همارے قلوب همیشه معمور و آباد رهیں - اللهم ارزقنا حبك ' و حب من یحبك ' والعمل الذي یبلغنا حبك ' واجعل حبك احب الینا من انفسنا و اهلنا و من الماء البارد !

بستا- کوئي شہر و قریہ نہ تہا کہ خانقاہوں اور مدرسوں سے خالي ہو- علماء میں شیخ
وجیہہ گجراتي، شیخ علي متقي، شیخ جلال تہانیسري، ملا محمود جونپوري،
مولانا یعقوب کشمیري، ملا قطب الدین سہالوي، شیخ عبد الحق محدث، ملا
عبد الحکیم سیالکوتي، مولانا الہداد جونپوري وغیرہم، اپنے وقتوں کے مالک اور
علم و تعلم کے پادشاہ تہے - با ایں ہمہ دوسرے دوسرے گوشوں اور کاموں میں
وقت بسر کرگئے - اس راہ میں تو ایک قدم بھي نہ اُتھہ سکا - شیخ عبد الحق
محدث (رح) کو تو حضرۃ مجدد کے بارے میں سخت لغزش بھي ہوئي -
اگرچہ آخر عمر کے اعتراف و رجوع نے تلافي کردي - اصحاب طریقت میں حضرۃ
خواجہ باقي باللہ جیسے عارف کامل خود دہلي میں بعہد اکبري مقیم رہے -
لیکن وہ خود کہتے تہے کہ میں چراغ نہیں ہوں - چقماق ہوں - آگ نکالدونگا -
چراغ شیخ احمد سرہندي ہے - جو حالت اُسوقت نہ صرف ہندوستان بلکہ
تمام کابل و ترکستان و خراسان کي ہو رہي تھي، ان سب کے سامنے تھي -
سب اسیر آہ و فغاں بھي کرتے ہیں، مگر اس سے آگے معاملہ نہیں بڑھتا -
ہندوستان میں سب سے بڑي مصیبت یہ تھي کہ تمام عوام و خواص پر
تصوف کا رنگ غالب تہا بحدیکہ اسکے سوا علماً و عملاً کوئي بات مقبول نہیں-
لیکن تصوف صالح کا جوہر پاک جہل و بدعۃ کي آمیزش سے یکسر مکدر
ہوچکا تہا - بلکہ ایک طرح کي اباحۃ و مطلق العناني تھي جسکو طریق باطن
و اسرار سے تعبیر کیا جاتا تہا - ملک کا ملک شریعت و علوم شریعت
سے بیگانۂ محض اور اصل حقیقت یک قلم معدوم - صرف خانقاہوں
اور سجادہ نشیني کے سلسلوں کے جال میں پوري اقلیم جکڑ بند تھي -
دوسري طرف عہد اکبري کي بدعات تخت و تاج حکومت کے زور سے
ہر طرف پھیل چکي تھیں، اور علماء سوء و مشائخ دنیا پرست خود اُنکے
احداث و اشاعۃ کے نقیب تہے - کون تہا کہ اُسوقت امن و عافیت کے
مدرسوں اور سلطاني و فرمانروائي کي خانقاہوں سے نکلتا اور دعوۃ و اصلاح
کي امتحان گاہوں میں قدم رکھتا ؟ اور پھر نصرۃ الٰہي کے لشکروں اور نفوذ
باطني کے سامانوں سے ایسا مسلح ہوتا کہ نہ شہنشاہ ہند کا تاج و تخت

اُسکي راہ روک سکتا اور نہ وقت کي حکمراني و فرمانروائي اُسکے سلطان حق و سطوت الهي پر غالب آسکتي؟ خود حضرة موصوف ایک مکتوب میں اپنے فرزند کو لکھتے هیں "اے فرزند! ایں وقت آنست کہ در امم سابقہ دریں طور وقتی کہ پر از ظلمت ست ' پیغمبر اولو العزم مبعوث مي گشت ' و بناے شریعت جدیدہ مي کرد - دریں امت کہ خیر الامم ست و پیغمبر ایشان خاتم الرسل ' علماء را مرتبۂ انبیاء دادہ اند ' و از وجود علماء بوجود انبیاء کفایت فرمودہ اند - دریں وقت عالمے عارفے تام المعرفۃ ازیں امت درکار ست کہ قائم مقام انبیاء اولو العزم باشد:

فیض روح القدس ار باز مدد فرماید
دیگراں هم بکنند آنچہ مسیحا میکرد! ــــــــ"

کچھہ شک نہیں کہ توفیق الهي نے حضرة ممدوح کے وجود گرامي هي کیلیے یہ مرتبہ خاص کردیا تھا - انبیاء اولو العزم کي نیابة و قائم مقامي یعني مقام عزیمة دعوة کا خلعت صرف اُنهي کے جسم پر چست آیا - باقي جسقدر تھے ' یا تو مدرسوں میں پڑھاتے رھے ' یا موٹي موٹي کتابیں اور نئي نئي شرحیں اور حاشیے لکھتے رھے - یا پھر اُن کي تضلیل و تکفیر کے فتوؤں پر دستخط کرتے رھے - وقت کا جو اصلي کام تھا ' اُسکو کوئي هاتھہ نہ لگا سکا - دوسري جلد کے چوتھے مکتوب میں لکھتے هیں "از حق الیقین و عین الیقین چہ گوید؟ و اگر گوید کے فہم کند؟ ایں معاملات از حیطۂ ولایت نیست - ارباب ولایت بہ رنگ علماء ظواهر در ادراک آں عاجز اند - ایں کار مقتبس از مشکواۃ نبوتست کہ بعد از تجدید الف ثاني بہ تبعیت و وراثت تازہ گشتہ - صاحب ایں علوم و معارف مجدد ست" الخ - یہ جو بار بار کہہ رہا هوں کہ وقت کا سلطان اور خزینہ دار ایک هي هوتا ہے - خواہ کوئي هو اور کیسا هي هو ' مگر اُس سے الگ رهکر کچھہ نہیں پا سکتا - تو یہ وهي حقیقت ہے جسکو بار بار حضرة ممدوح فرماتے رھے اور اُنسے پہلے بھي تمام محرمان راہ نے اشارات کیے "مجدد آنست کہ هرچہ دراں مدت از فیوض بہ اُمت رسد ' بتوسط او رسد - اگرچہ اقطاب و اوتاد آں وقت باشند"

خاص کند بندۂ مصلحت عام را

پھر بارھویں صدي کا ایک عظیم ترین ظهور علوم و معارف دیکھو۔ مین بنجر ھو چلي تھي ' پھر بھي کھیتوں کي سبزي اور چمنوں کي لي سے کوئي گوشه بالکل خالي نه تها - تیرھویں صدي کے تمام کاروبار علم طریقت کے اکابر و اساتذہ اسي صدي میں سر برآوردہ ھوے - بعض بڑے بڑے سلاسل درس و تدریس کي بنیادیں اسي میں استوار ھوئیں - جیسے خاندان مشهور فرنگي محل - اور ھندوستان سے باھر بلاد عربیه و عثمانیه میں اکثر مشاهیر علم و ارشاد ' جیسے شیخ ابراهیم کوراني ' محمد بن احمد سفاریني النجدي ' سید عبد القادر کوکباني ' شیخ عمر فاسي تیونسي ' شیخ سالم بصري ' امیر محمد بن اسماعیل یماني ' شیخ عبد الخالق زبیدي ' علامۂ فلاني صاحب ایقاظ ' شیخ محمد حیات سندھي المدني وغیرهم که شاهراہ عام سے اپني راہ الگ رکھتے تھے اور حقیقت مستورہ کے شناسا و حق آگاہ تھے - با این همه معلوم ھے که وہ جو دورۂ آخر کے " فاتح " اور سلطان عصر ھونے کا مقام تھا اور قطبیت وقت کا ' وہ صرف حجة الاسلام شاہ ولي الله (رضي الله عنه) ھي کیلیے تھا - اور لوگ بھي بیکار نه رھے - کام کرتے رھے - مگر جو کام یہاں انجام پایا وہ صرف یہیں کیلیے تھا :

فیضي احسنت ازیں عشق که دوراں امروز
گـــرم دارد ز تـــو ھنـــگامۂ رســوائي را !

تفهیمات میں اس معامله کے معارف لکھتے ھوے کہیں تو اپني طرف بیگانه وار اشارہ کر جاتے ھیں - کہیں کہیں جوش قلبي کي بے اختیاریوں میں صاف صاف بھي لکھه گئے ھیں - اپنے ترجمه میں لکھتے ھیں " نعمت عظمی برین ضعیف آنست که او را خلعت فاتحیة دادند ' و فتح دورۂ بازپسیں بر دست وے کردند" تفهیمات میں لکھتے ھیں " به سرم در دادند که این حقیقت بمردم برساں - امروز وقت تست ' و زمان زمان تو - واے برکسے که زیر لواے تو نه باشد " ایک اور تفهیم میں یه کیفیت زیادہ سر مستي کے ساتھه کھلي ھے " فهمني ربي انا جعلناک امام هذہ الطریقة ' و سددنا طرق الوصول الی حقیقة القرب کلها الیوم غیر طریقة واحدة ' و ھو

محبتک و الانقیاد لک ' فالسماء لیس علی من عاداک بسماء - رلیست الارض علیه بارض - فاهل الشرق و الغرب کلهم رعیتک و انت سلطانهم - علموا اولم یعلموا - فان علموا ' فازوا ' و ان جهلوا ' خابوا " ایک اور تفهیم میں لکھتے هیں " و من نعم الله علی و لا فخر ' ان جعلني ناطق هذه الدورة و حکیمها ' و قائد هذه الطبقة و زعیمها - فنطق علی لساني ' و نفث في نفسي - فان نطقت باذکار القوم و اشغالهم ' نطقت بجوامعها - و ان تکلمت علی نسب القوم فیما بینهم و بین ربهم ' زویت لي مناکبها و قبضت علی جوامع خطامها - و ان خطبت باسرار اللطائف و غوامض الحقائق ' تغوضت قاموسها ' و تلمست ناموسها ' و قبضت علی جلابیبها و اخذت بتلابیبها - و ان بحثت عن علم الشرائع و النبوات ' فانا لیث عرینها ' و حافظ جرینها ' و وارث خزائنها ' و باحث مغانبها - اتیتهم بعجائب لا تحصی ' و غرائب لا اکتناهها یرجي - شعر: و کم لله من لطف خفي یدق خفاه عن فهم الزکي " ایک اور موقعه پر کہتے هیں " لما تمت بي دورة الحکمة ' البسني الله تعالی خلعت المجددیة ' فعلمت علم الجمع بین المختلفات - الخ " اس باب میں انکے اشارات بے شمار هیں - علی الخصوص تفهیمات میں که متعدد رسائل و مقالات اسي مقام کي شرح و تحقیق میں لکھے هیں ' اور اُن سب کے آخر میں ذوق باطن کے التهاب و اضطراب سے بیخود هوکر اپنے معاملات کي طرف بھي اشارہ کر جاتے هیں - گویا ابو العلاء معري کا یه شعر جا بجا نئے نئے پیرایوں میں انکي زبان مترنم اور کلک تحدیث تک آ آکر رهجاتا هے :

و انی ' و ان کنت الا خیر زمانة
لات بما لم تستطعه الا وائل !

اور پھر چند قدم اور آگے بڑھو - مقام عزیمة دعوة کي کیسي کامل اور آشکارا مثال سامنے آتي هے - ساري مثالوں سے آنکھیں بند کرلو - صرف یهي ایک مثال زیر بحث حقیقت کے فهم و کشف کیلیے کافي هے - حضرة شاہ ولي الله کا مقام هر رنگ میں کسدرجه جامع و کامل هے ؟ با ایں همه یهاں

جو کچھہ هوا، تجدید و تدوین علوم و معارف اور تعلیم و تربیت اصحاب استعداد تک محدود رہا - اس سے آگے نہ بڑہ سکا - فعلاً عمل و نفاذ اور ظہور و شیوع کا پورا کام تو کسي دوسرے هي مرد میدان کا منتظر تھا - اور معلوم هے کہ توفیق الهي نے یہ معاملہ صرف حضرت علامۂ و مجدد شهید رضي الله عنه کیلیے مخصوص کردیا تھا - خود حضرۃ شاہ صاحب کا بھي اسمیں حصہ نہ تھا :

میخواست رستخیز ز عالم بر آورد

آں باغباں کہ تربیت ایں نہال کرد !

اگر خود شاہ صاحب بھي اُسوقت هوتے تو اُنھي کے جھنڈے کے نیچے نظر آتے - حضرۃ پیر انصاري کا قول یاد رهے " من مرید خرقاني ام لیکن اگر خرقاني دریں وقت مي بود، با وجود پیریش مریدي مي کردم " شاہ صاحب نے مزاج وقت کے عدم تحمل و استعداد سے مجبور هوکر بحکم:

بہ رمز نکتـــہ ادا مي کنم کہ خلوتیاں

سر سبـــو بکشادند و در فرو بستند !

دعوۃ و اصلاح امت کے جو بھید پراني دهلي کے کھنڈروں اور کوٹلہ کے حجروں میں دفن کردیے تھے، اب اس سلطان وقت و اسکندر عزم کي بدولت شاهجہاں آباد کے بازاروں اور جامع مسجد کي سیڑھیوں پر اُنکا هنگامہ مچ گیا، اور هندوستان کے کناروں سے بھي گزر کر نہیں معلوم کہاں کہانتک چرچے اور افسانے پھیل گئے - جن باتوں کے کہنے کي بڑوں بڑوں کو بند حجروں کے اندر بھي تاب نہ تھي، وہ اب برسر بازار کہي جا رهي اور هو رهي تھیں - اور خون شہادت کے چھینٹے حرف و حکایات کو نقوش و سواد بنا کر صفحۂ عالم پر ثبت کر رہے تھے :

آخر تو لائینگے کوئي آفت فغاں سے هم

حجت تمام کرتے هیں آج آسماں سے هم

پھر کیا اُسوقت هندوستان علم و عمل سے خالي هوگیا تھا ؟ یا حق پر چلنے والے اور حق کا درد رکھنے والے معدوم هوگئے تھے ؟ کون هے جو ایسا کہہ سکتا

ہے ؟ خود اسي خاندان عالي میں کیسے کیسے اکابر و اساتذۂ علم و عمل موجود تھے ؟ حضرۃ شاہ عبد العزیز کے درس و تدریس کي پادشاہت سمرقند و بخارا اور مصر و شام تک پھیلي ہوئي تھي - شاہ عبد القادر اور شاہ رفیع الدین علم و عمل کے آفتاب تھے - خاندان سے باہر اگر اُنکے تربیت یافتوں کو دیکھا جاے تو کوئي گوشہ ایسا نہ تھا جہاں اُنکا فیضان علم کام نہ کر رہا ہو - با ایں ہمہ یہ کیا معاملہ ہے کہ وہ جو وقت کا ایک سب سے بڑا کام تھا ' اسکے لیے کسي کے قدم کو جنبش نہ ہوئي - سب دوسرے دوسرے کاموں میں رہگئے - یا حجروں کا کام یا مدرسوں کا - لیکن میدان والا معاملہ کسي سے بھي بن نہ آیا ؟ وہ گویا ایک خاص پہناوا تھا جو صرف ایک ہي جسم کیلیے تھا اور ایک ہي پر چست آیا - دنیا اسکے لیے خلعت عظمت اور تشریف قبول کاندھے پر ڈالے منتظر کھڑي تھي - زمانہ اپنے سارے سامانوں کے ساتھہ کب سے اُسکي راہ تک رہا تھا - امیدواروں پر امیدوار یکے بعد دیگرے گزرتے رہے مگر اُسکا مستحق کوئي نہ نکلا :

بار غم از عرض بہرکس کہ نمودم
عاجز شد و ایں قرعہ بنامم زسر افتاد !

تو یہ وہي حقیقت ہے جو کتني دیر سے تمہارے ذہن نشین کر رہا ہوں - یعني اس وادي کا مرد کار ہر صاحب علم و عمل نہیں ہو سکتا :

مرد ایں رہ را نشانے دیگرست !

استادي و شاگردي ' نو عمري و کہولۃ ' خانقاہوں کي دھوم دھام ' اور مدرسوں کا ہنگامہ ' یہ ساري باتیں یہاں کے لیے بیکار ہیں - اِن سارے عہدوں میں دیکھو - باعتبار علم و عمل ایک سے ایک بڑھہ چڑھکر موجود تھا ' اور بقدر طاقت دعوۃ و تذکیر و ارشاد خلق میں ساعي - تاہم دعوۃ دوسري چیز ہے اور عزیمۃ دعوۃ کا مقام دوسرا ہے - اِسکي ہمت کسي میں نہ تھي - گڑھیوں کا محاصرہ کرلینا آسان ہے مگر قلعوں اور ملکوں کي تسخیر کي دھن دوسري ہے - ایک شخص کتنا ہي بڑا امیر الامراء ہو ' لیکن پھر امیر ہے - پادشاہوں کا عزم اور محل شاہي میں پلے ہوؤں کا دماغ کہاں لا سکتا ہے ؟

نہ ہر کہ طرف کلہ کج نہاد و تند نشست
کلاہ داري و آئین سروري داند

بڑوں بڑوں کا عذر یہ ہوتا ہے کہ وقت ساتھہ نہیں دیتا اور سرو سامان و اسباب کار فراہم نہیں - لیکن وقت کا عازم و فاتح اُٹھتا ہے اور کہتا ہے کہ اگر وقت ساتھہ نہیں دیتا تو میں اُسکو ساتھہ لونگا - اگر سروسامان نہیں تو اپنے ہاتھوں سے طیار کرلونگا - اگر زمین موافق نہیں تو آسمان کو اُترنا چاہیے - اگر آدمي نہیں ملتے تو فرشتوں کو ساتھہ دینا چاہیے - اگر انسانوں کي زبانیں گونگي ہوگئي ہیں تو پتھروں کو چیخنا چاہیے - اگر ساتھہ چلنے والے نہیں تو کیا مضائقہ ؟ درختوں کو دوڑنا چاہیے - اگر دشمن بے شمار ہیں تو آسمان کي بجلیوں کي بھي کوئي گنتي نہیں - اگر رکاوٹیں اور مشکلیں بہت ہیں تو پہاڑوں اور طوفانوں کو کیا ہوگیا کہ راہ صاف نہیں کرتے ؟ وہ زمانہ کا مخلوق نہیں ہوتا کہ زمانہ اُس سے اپنی چاکري کرائے - وہ وقت کا خالق اور عہد کا پالنے والا ہوتا ہے ' اور زمانہ کے حکموں پر نہیں چلتا ' بلکہ زمانہ آتا ہے تا اُسکي جنبش لب کا انتظار کرے - وہ دنیا پر اسلیے نظر نہیں ڈالتا کہ کیا کیا ہے جس سے دامن بھرلوں ؟ وہ یہ دیکھنے کیلیے آتا ہے کہ کیا کیا نہیں ہے جسکو پورا کردوں - اُسکا مایۂ خمیر بخشش و نوال ہے - طلب و سوال نہیں - اُسکي نظریں طاق کي بلندي نہیں ناپتیں - ہمیشہ اپنے ہاتھہ کي رسائي اور قد کي بلندي دیکھتي رہتي ہیں - اُسکا فغان عجز و نا امیدي یہ نہیں ہوتا :

کمند کوتہ ' و بازوے سست ' بام بلند '
بہ من حوالۂ ' و نومیدیم گنہ گیرند !

بلکہ ہمیشہ اس نشید کامراني و رجزیۂ ملوکي سے غلغلہ انداز عالم و عالمیاں ہوتا ہے - کما قال القاضي السعید بن سناء الملک - رحمۃ اللہ علیہ :

و انک عبدي يا زمان ، و انني — علی الرغم مني أن أری لک سيدا
و ما انا راض انني واطئي الثری — ولي همة لا ترتضی الانق مقعدا
و لو علمت زهر النجوم مكانتي — لخرت جميعاً نحو وجهي سجدا
أری الخلق دوني اذ أراني فوقهم — ذكاء و علماً و اعتلاء و سؤددا
و يأبی إبائي ان يراني قاعداً — و إني أری كل البرية مقعدا
و لو مد نحوی حادث الدهر كفه — لحدثت نفسي ان أمد له يدا

ستاروں سے تمام فضاء سمائي بھري پڑي ھے ليكن دمدار ستارے هميشه طلوع نہيں هوتے - يہي حال اصحاب عزائم کا بھي ھے - وہ كائنات هستي کا ايک بالكل الگ گوشه ھے اور وهاں کے احكام و قوانين کو دنيا کے اعمال عاديه پر قياس كرنا غلطي ھے - انكي قوتيں الهي ، أنكے وسائل غير مختتم ، أنكي ترقياں لا زوال ، اور أنكے تمام طريقے غير مختتم هوتے هيں - الله كي حكمت و ربوبيت أنكو تمام خلق الله ميں سے چن ليتي اور بحكم " والله يختص برحمته من يشاء " اپني رحمتوں اور ربوبيتوں کے عجائب و خوارق أنكے ليے مخصوص كرديتي ھے - پھر أنكے معاملات ميں نه تو كسي دوسرے کا ساجھا هوتا ھے ، نه كسي مدعي كي وهاں تک رسائي - اولائک قوم لما دعوا اجيبوا ، ولما اجيبوا احبوا ، ولما احبوا اخلصوا ، ولما اخلصوا استخلصوا ، صدقت منهم الضمائر ، فصفت منهم السرائر ، و صاروا صفوة الله في ارضه ، ففاضت عليهم انواره ، و امتلاءت قلوبهم من اسراره :

الا ان وادي الجزع اضحی ترابه — من المسک كافورا و اعواده رندا
وما ذاک الا ، ان هندا عشية — تمشت ، وجرت في جوانبه بردا !

فلا تجهد نفسک في كشف مراتبهم ، و ذوق حقائقهم ، حتی تتصل منهم بسبب ، و تمسک من هديهم بطرف ، فلسان حالهم ينشدک :

وكم سائل عن سر ليلی رددته — بعمياء من ليلی بغير يقين
يقولون خبرنا فانت امينهم — وما انا إن خبرتهم بامين ! (۱)

(۱) اسكے بعد طول طويل چار فصليں تھيں جن ميں مقام مجددية و عزيمة دعوة کے تمام خصائص و آثار اور علائم و نتائج پر ايک اصولي بحث

فصل

مقام " عزيمة دعوة " اور " احياء و تجديد امت " كي نسبت يه جو كچهه بلا قصد زبان قلم پر آگيا ' تو اگرچه اسكي تفصيل كا يه موقعه نه تها ' ليكن زيادہ تر يه خيال باعث هوا كه شايد ان حالات و وقائع كا مطالعه اصحاب صلاح و استعداد كے ليے كچهه سودمند علم و عمل هو ' اور بحكـــم " ان لم تبكوا فتباكوا " اور

فتشبهوا ان لم تكونوا مثلهـــم

ان التشبـــه بالكـــرام كـــرام

كسي كے قلب بصيرة و ديدۂ اعتبار كو ان مجددين ملت اور مصلحين حق كے اتباع و تشبه كي توفيق ملے - شايد كوئي مرد كار اور صاحب عزم وقت كي پكار پر لبيك كهے اور زمانه كي طلب و جستجو كا سراغ بنے - آج اگر كام هے تو يهي كام هے ' اور ڈهونڈهه هے تو صرف اسي كي - و ما ذلك على الله بعزيز :

داديم ترا زگنج مقصود نشان

گرما نرسيديم تو شايد برسي

يه حكايتيں اُن عهدوں كي تهيں جو موجودہ زمانه كے مقابله ميں گويا عهد اقبال تهے - موجودہ وقت اور اُسكي تاريكيوں كو ديكهو ' اور پهر هر طرف روشني اور روشني دكهلانے والوں كي نايابي پر ماتم كرو - خدمت گزاروں كي پكار اور هر طرف مزدوروں كي ڈهونڈهه هے مگر مزدور كهيں نهيں ملتے - آج

[بقيه نوٹ صفحه ٢٤٩]

كي هے اور آخر ميں لكها هے " يه وہ معارف هيں جنكي طرف فرداً فرداً اشارات تو سب نے كيے هيں مگر شايد بطريق قواعد و اصول و انضباط مبحث اور كهيں نه پاؤگے " چونكه كتاب كي ضخامت بهت بڑهتي جاتي هے ' اسليے مجبوراً ان فصلوں كو الگ كرديا - انشاء الله ايک مستقل رساله كي شكل ميں عنقريب شائع كرديا جائيگا - (پبليشر)

ایک مٹی کے توکرے اور گری ہوئی دیوار پر ایک اینٹ رکھدینے کے معاوضے میں اشرفیوں اور ہیروں کی قیمت مل رہی ہے - کیونکہ کام کرنے والے جتنے کم ہونگے ' اتنی ہی کام کی مزدوری بھی بڑھجائیگی - خزانۂ سعادت لٹنے کیلیے کھل چکا اور شرف و مراتب کا دروازہ ہر رہرو کیلیے باز - کون ہے جو اسکے خزانوں کو لوٹتا اور اس دولت و کامرانی سے مالا مال ہوتا ہے جسکے لیے نہیں معلوم اچھے وقتوں میں کیسے کیسے ارباب طلب بیقراریوں کے آنسو بہا چکے ہیں اور آرزوں سے بھری ہوئی دعائیں مانگ چکے ہیں ؟

فما لک و التــردد حـول نجد
و قد غصت تهامـــة بالـــرحال

فصل

حضرۃ امام احمد بن حنبل کے تذکرہ میں ضمناً ان احادیث کا ذکر آچکا ہے جن میں ظہور و عروج اسلام کی خبر دی گئی تھی - شاید کسی جگہہ نقل کرچکا ہوں " واللہ لیتمن ہذا الامر - حتی یسیر الراکب من صنعاء الی حضرموت - لایخاف الا اللہ - و لکنکم تستعجلون " خدا کی قسم' دعوۃ اسلام کا جو کام شروع ہوا ہے' وہ پورا ہوکر رہیگا - یہانتک کہ صنعاء یمن سے حضرموت تک ایک سوار چلا جائیگا اور امن و اسلام کے سوا راہ میں کچھہ نہ پائیگا - اسی طرح حدیث حضرت عدی بن حاتم " لتفتحن کنوز کسری " ضرور ہے کہ عنقریب کسری کے خزانے تمہارے لیے کھل جائیں -

اس صادق و مصدوق کی زبان حق سے جسوقت یہ پیشین گوئی نکلی' مسلمانوں کی بیکسی کا یہ حال تھا کہ خود انکے وطن کے دروازے بھی ان پر بند تھے - قیصر و کسری کے خزانوں کا نام سنکر کسقدر حیران و متعجب ہوے ہونگے ؟ عدی بن حاتم ضبط نہ کرسکے - حیران ہوکر پوچھا - " کون کسری ؟ کسری بن ہرمز شہنشاہ ایران ؟ " فرمایا ہاں وہی اور کون ؟ " لئن طالت بک حیاۃ' لترین الرجل یخرج ملء کفہ من ذہب یطلب من یقبلہ فلا

یجد احدا " یعني اسپر تمھیں تعجب کیوں ھے ؟ اگر تم زندہ رھے تو اپنی آنکھوں سے دیکھلوگے - مسلمانوں کي دولت مندیوں کا یہ حال ھوگا کہ ایک شخص متھي بھر سونا لیکر نکلیگا کہ کسي مسکین کو دیدے مگر کوئي لینے والا نہ ملیگا - سب آسودہ حال ھونگے - عدي کہتے ھیں - میں زندہ رھا اور پہلي بات آنکھوں سے دیکھلي " وکنت فی من افتتح کنوز کسری " میں اُن لوگوں میں سے ھوں جنھوں نے فتح ایران کے بعد کسری کا خزانہ کھولا - رھي دوسري بات - یعني قومي دولت کي اسقدر فراواني کہ مسلمانوں کي آبادیوں میں صدقہ لینے والا مسکین نہ ملے ' تو اگر تم زندہ رھے تو اُسے بھي دیکھلوگے - (رواہ البخاري) یہ تمام واقعات ھجرۃ سے پہلے کے ھیں - حرف بحرف سب پورے ھوے اور سننے والوں نے اپني آنکھوں سے دیکھہ لیا - فصلی اللہ علی الصادق المصدوق الذي لا یخبر عن شی الا و یأتي مثل فلق الصبح !

آج اس تذکرہ کي بقیہ فصول لکھنے کیلیے بیٹھا تو یکایک خیال ھوا - جس صادق و مصدوق نے اسلام کي پہلي غربت میں آنے والے اقبال و عروج کي یہ خبریں دي تھیں ' اُسي کي زبان حق نے عین غلبۂ و ظھور کے وقت یہ بھي تو فرمادیا تھا " بدء (۱) الا سلام غریباً وسیعود کما بدء - فطوبی للغرباء " - یعني اسلام کي ابتدا بیکسي اور پردیسي کي مصیبتوں میں ھوئي - اور قریب ھے کہ پھر ویسي ھي حالت اسپر طاري ھو جاے - سو کیا ھي خوشي اور مبارکي ھے پردیسیوں کیلیے ! یہ مسلم کے الفاظ ھیں بروایت ابو ھریرہ = لیکن ترمذي میں بروایت عمرو بن عوف زیادہ تفصیل ھے " ان الدین بدء غریباً و سیعود غریباً کما بدء - فطوبی للغرباء - و ھم الذین یصلحون ما افسد الناس من بعدي من سنتي " دین کي ابتدا غربت سے ھوئي اور قریب ھے کہ پھر اسي کي طرف پلٹ آئے - پس کیا ھي مبارکي

---

(۱) قال ملا علی القاری فی الا زھار " بدا بلا ھمزۃ - ای ظھر " قال النواوی " ضبطناہ بالھمزہ " وفي شرح الطیبی " قال محي السنہ بدء بالھمہ من الا بتداء "

ھے پردیسیوں اور بے یاروں کیلیے ! یہي لوگ ھیں جو اُن خرابیوں کو دور کردینگے جو لوگوں نے میرے بعد میري سنت میں پیدا کردي ھونگي - اور احمد و طبراني نے مرفوعاً روایت کي " طوبیٰ للغرباء - قلنا و ما لغرباء ؟ قال قوم صالحون قلیل فی ناس سوء کثیر - من یعصیھم اکثر ممن یطیعھم " یعني فرمایا مبارکي ھے " غرباء " کیلیے - ھم نے پوچھا " غرباء " کون ھیں ؟ کہا صالحون کي ایک جماعت - برے لوگوں میں تھوڑے سے اچھے -

اس حدیث میں " غربة " اور " غریب " کا لفظ آیا ھے جسکے معني ھیں پردیسي اور بے خانۂ و وطن کے - مقصود یہ ھے کہ اسلام کي ابتدا ھجرة کي مصیبتوں اور مظلومیوں سے ھوئي تھي - عروج و اقبال کے بعد پھر ویسا ھي زمانہ آنے والا ھے - اسوقت حق مغلوب ھوجائیگا - لوگ قرآن و سنت کي راہ چھوڑ دینگے - ظلم و فساد اور بدعات و منکرات کا ھر طرف دور دورہ ھوگا - حق پر چلنے والے اور قرآن و سنت کي سچي اور خالص پیروي کرنے والے بوجہ قلت و بیچارگي کے ایسے ھو جائینگے ' جیسے پردیسي ' بے یار و مددگار مسافر - سارا شہر خوشحالوں سے بھرا پڑا ھے - ھر شخص اپنے عیش کدۂ وطن میں آرام و راحت کے مزے لوٹ رھا ھے - مگر اُس کیلیے نہ تو گھر ھے جہاں سر چھپاے - نہ کوئي عزیز آشنا ھے جسے درد دل سناے - پرایا دیس اور پراے لوگ - نہ یہ اُنکي بولي جانے - نہ وہ اِسکي زبان سمجھیں - ایک ایک کا منہہ تکتا ھے اور جي ھي جي میں رو دھو کے چپ ھو رھتا ھے :

کس زبان مرا نمي فہمد   بعزیزاں چہ التماس کنم ؟

ھر لحاظ سے غربت و بیکسي ھوگي - ایک طرف تو یہ ھوگا کہ کفار کي بھیڑ ساري دنیا پر چھا جائیگي - اُنکے مقابلے میں مسلمان پردیسیوں کي طرح اِکے دکے نظر آئینگے - دوسري طرف خود مسلمانوں کے اندر سچے حق پرستوں اور دین الخالص کے پیروؤں کي تعداد بہت تھوڑي رھجائیگي - گویا ، ایک پورے شہر میں باھر کے چند مسافر - " قوم صالحون قلیل في ناس سوء کثیر " غربة اولیٰ میں یہي حال غرباء اسلام کا تھا - پہلے حبش میں

اور پھر مدینہ میں - بیچارگی کے بستر پر بیقراری کی کروٹیں بدلتے - حضرۃ ابوبکر کی زبان بخار کی شدت میں کھلتی تو پکارتے - بخاری میں بروایت حضرۃ عائشہ پڑھا ہوگا - وکان ابوبکر اذا اخذته الحمي يقـــول :

کل امرئ مصبـــح في اهلـــه والموت ادنى من شراک نعله (۱)

آنحضرۃ یہ حالت دیکھتے اور دعا فرماتے " اللهم حبب الينا المدينة كحبنا مكة " خدایا ! پردیس میں ایسا جی لگادے کہ وطن بھول جائیں !

طائف سے جب سرور عالم اس حالت میں لوٹے کہ قبیلۂ ثقیف کی سنگ باری سے پیشانی اقدس کا خون پاے مبارک کو رنگین کر رہا تھا ' تو بے اختیار یہ جملے زبان پر طاری ہوگئے " اللهم اليک اشكو ضعف قوتي و قلة حيلتي " خدایا ! اور کس کے آگے کہوں ؟ تیرے ہی سامنے بیچارگی کی فریاد ہے اور بے سروسانی کا شکوہ !

تو نیز برسر بام آکہ خوش تماشا ئیست !

تو معلوم ہوا کہ ایسا ہی حال اس دوسری غربت میں بھی ہونے والا تھا جسکی اس حدیث میں خبر دی گئی - (۲)

---

(۱) ہر آدمی کیلیے صبح اُسکے گھر والوں میں ہوتی ہے - اور موت تو اُسکے جوتیوں کے تسمے سے بھی قریب تر ہے -

(۲) یہ حدیث بھی منجملہ جوامع الکلم نبویہ کے ہے - جس طرح اسمیں اوائل کا سارا حال کہدیا ' اُسی طرح اواخر کی بھی کوئی بات نہ چھوڑی - ان سطور کے لکھتے وقت خیالات میں بے اختیار جنبش ہوئی اور ایک مفصل شرح اسکی مرتب ہوگئی - حافظ ابن رجب نے بھی چند صفحوں میں ایک شرح لکھی تھی ' لیکن اسمیں صرف ایک ہی پہلو پر نظر ڈالی ہے - یہ شرح سو صفحوں سے زائد میں ختم ہوئی - شرح حال غربۃ ثانیہ ' و تفصیل اسباب غربۃ ' و بحث و تحقیق احادیث فتن کے باب میں انشاء اللہ جامع و نافع ہوگی - اگر اشاعت سے پہلے نظر ثانی کا موقع ملا تو بعض مطالب بڑھادیے جائینگے جو بہ سبب عدم موجودگی کتب بالفعل سرانجام نہ پاسکے -

اور اُسي کا ارشاد تھا " ان ربي قال لي اذا قضيت قضاء فانه لا يرد - اني اعطيتک لامتک ان لا اهلکهما بسنة عامة ' و ان لا اسلط عليهم عدواً من سوی انفسهم فيستبيح بيضتهم و لو اجتمع عليهم باقطارها ' حتی يکون بعضهم يهلک بعضا ' و يسبي بعضهم بعضا - و انما اخاف علی امتي الائمة المضلين ' و اذا وضع السيف في امتي لم يرفع عنها الی يوم القيامة ' و لا تقوم الساعة حتی يلحق قبائل من امتي بالمشرکين ' و حتی تعبد قبائل من امتي الاوثان ' و انه سيکون في امتي کذابون ثلاثون ' کلهم يزعم انه نبي و انا خاتم النبيين ' و لا تزال طائفة من امتي علی الحق (او قال ظاهرين علی الحق) لا يضرهم من خالفهم حتی ياتي امر الله " - " بعضهم بعضا " تک مسلم نے ثوبان سے روايت کيا هے - و رواه ابو داؤد و البرقاني بتمامه عن ابي اسماء عن ثوبان رضي الله عنهما - يعني ميں نے الله سے اپني امت کيليے دعا کي تهي که خود اُنکے سوا اُنپر اور کوئي دشمن مسلط نهو ' اور کوئي ايسي عام هلاکت نه چهاے که قوم کي قوم هلاک هو جاے ' تو الله نے فرمايا ايسا هي هوگا - تيري امت پر کبهي ايسي عام و همه گير هلاکت نه آئيگي ' اور نه کبهي انپر کوئي دشمن اسطرح مسلط هوگا که انکي بيخ و بنياد اکهاڑ ڈالے (۱) الا يه که وه خود هي اپنے دشمن هونگے

---

(۱) اس حديث ميں اور نيز بعض ديگر روايات ميں بهي " فيستبيح بيضتهم " کا لفظ آيا هے - يعني مسلمانوں پر انکي بد حاليوں کي وجه سے دشمنوں کا تسلط اور غلبه تو هوجائيگا مگر ايسي حالت کبهي نهوگي جس پر " يستبيح بيضتهم " کا اطلاق هوسکے - جوهري نے کہا " بيضة کل شي حوزته و بيضة القوم ساحتهم " اور نووي نے لکها هے " قيل بيضتهم معظمهم و جماعتهم و ان قلوا " پس " يستبيح بيضتهم " کے معني يه هوے که اگرچه اس امت پر دشمنوں کا غلبه و تسلط هوجائيگا مگر ايسا تسلط کبهي نهوگا که مسلمانوں کي قومي هستي بالکل مٹادیں اور دنيا ميں اُن کي قوميت کے نشو و نما کيليے کوئي بنياد اور تخم باقي نه رهے - چنانچه ابتک جو کچهه هوچکا هے ' وه اس وعدهٔ الٰهي کي تصديق کيليے بس کرتا هے - تاتاريوں کا حمله ياجوج و ماجوج کا فتنه تها که " من کل حدب ينسلون " اور جو کچهه

اور خود ھي اپنے آپکو دشمنوں کي طرح تباہ کرینگے - یعني ایک گروہ ان میں سے دوسرے گروہ کو قتل کریگا (و ذلک لکثرة اختلافھم و تفرقھم و تمذھبھم) اور آپنے فرمایا - مجھکو بڑا خوف گمراہ کرنے والے پیشواؤں سے ھے ' اور جب ایک مرتبہ میري امت میں باھمي خونریزي شروع ھوگئي توپھر قیامت تک نہ رکیگي - پھر فرمایا - ایسا ھوگا کہ میري امت میں سے کئي گروہ مشرکوں سے جاملینگے ' اور ایسا ھوگا کہ کئي گروہ بتوں کو پوجینگے - اور ضرور ھے کہ تیس جھوتے مدعي نبوة کے پیدا ھوں حالانکہ میرے بعد کوئي نبي نہیں - آخر میں فرمایا - با ایں ھمہ ایک جماعت اس امت میں ھمیشہ حق پر باقي رھیگي - مخالفین حق اسکو نقصان نہ پہنچا سکینگے - یہاں تک کہ امر الہي ظاھر ھو -

اور اسي صادق مصدوق کا ارشاد تھا " لتتبعن سنن من کان قبلکم حذو القذہ بالقذة (او حذو النعل بالنعل) حتی لو دخلوا حجر ضب لدخلتموہ - قالوا الیھود و النصاری ؟ قال فمن ؟ " اخرجاہ عن ابي سعید - " تم سے پہلے جو قومیں گذر چکي ھیں ' ضرور ھے کہ تم اُنکے سارے طریقوں اور چالوں کي ھو بہو پیروي کرو - یعني اُنکي ساري گمراھیاں اختیار کرلوگے - صحابہ نے کہا - کیا یہود و نصاری کي ؟ فرمایا ھاں اور کون ؟ "

[بقیہ نوٹ صفحہ ۲۵۵]

اسوقت تمام عالم اسلامی پر گذرا معلوم ھے - تاھم یہ تو نہ ھوسکا کہ " یستبیح بیضتھم " - اتھارویں صدي عیسوي سے یورپ کے استیلا ؤ تسلط کا فتنہ شروع ھوا ' اور جو کچھہ ھورھا ھے ' ھم دیکھہ رھے ھیں - تاھم ابتک "یستبیح بیضتھم" کي قدرت دشمنان اسلام کو نہیں ملي ھے ' اور اگر اللہ کا وعدہ سچا ھے تو کبھي نہیں ملیگی - تا آنکہ غربت ثانیہ کے بعد نشئۂ و غلبۂ ثانیہ کا وقت موعود آجاے ' اور وہ وعدۂ الہي پورا ھوکر رھے کہ لیظھرہ علی الدین کلہ و لو کرہ المشرکون - اور وہ آخري عہد سعادت کہ " لا یدري اولھا خیر ام اخرھا " یعني اس امت کي ابتدا اور انتھا ' دونوں کي برکتوں اور کامرانیوں کا یہ حال ھے کہ نہیں کہا جاسکتا - اُسکا اول زیادہ شاندار ھے یا آخر ؟

کس نمي گویدم از منزل آخر خبرے ‌ ‌ صد بیاباں بگذشت ودگرے درپیش ست

اور حضرۃ ابو هریرہ کي روایت میں هے " قالوا کما صنعت فارس و الروم و اهل الکتاب ؟ قال فهل الناس الا هم " وقال أبو هریرہ " اقرؤا ان شئتم کالذین من قبلکم کانوا اشد منکم قوۃ - " الخ یعني صحابہ نے عرض کیا - کن پچھلي قوموں کي چال چلینگے ؟ فارس و روم اور اهل کتاب کي ؟ فرمایا هاں وهي لوگ هیں اور کون ؟ حضرۃ ابوهریرہ نے اپني عادت کے مطابق قران سے تطبیق دي ' اورکہا - جي چاهے تو اس آیت کو اس موقعہ پر یاد کرلو " وہ قومیں جو تم سے پہلے گزرچکي هیں اور بالاخر اپني گمراهیوں کے هاتھوں هلاک هوئیں ' حالانکہ تم سے کہیں زیادہ طاقتور اور متمدن تھیں " (۱) حاصل یہ کہ اس امت میں اهل کتاب کي مغضوبیت اور عجمي و رومي اقوام کے مہلک و گمراہ علوم و تمدن ' دونوں کي نقالي اور پوري پوري ریس هوگي - اور مسلمانوں کے اندر ضلالت کي ان دونوں قسموں سےپوري مشابہت و مماثلت پیدا هو جائیگي (تفصیل اسکي رسالہ شرح فتنتین عظیمتین میں دیکھني چاهیے)

اور اُسي کا ارشاد تھا " فتنا کقطع اللیل المظلم ' یصبح الرجل فیها مومنا و یمسي کافرا " رواہ الترمذي و ابوداؤد - " آخري زمانے میں فتنے هیں - ایسے جیسے اندهیري رات کي اندهیاري - صبح کو ایک آدمي مومن هوگا - شام کو کافر" یعني ایمان میں ثبات و استقامت باقي نہ رهیگي

---

(۱) عن ابن عباس (رض) في هذہ الایہ - قال " ما اشبہ اللیلۃ بالبارحۃ ؟ ها اولاء بنو اسرائیل شبهنا بهم " وعن ابن مسعود (رض) أنہ قال " انتم اشبہ الامم ببني اسرائیل سمتا و هدیاً - تتبعون عملهم حذو القذۃ بالقذۃ غیر اني لا أدري اتعبدون العجل ام لا ؟ " وقال سفیان بن عیینہ " من فسد من علمائنا ففیہ شبہ من الیهود ' و من فسد من عبادنا ففیہ شبہ من النصاری " اور یہ جو حضرۃ ابن مسعود نے فرمایا " یہودیوں کي ساري گمراهیاں اختیار کرلوگے - البتہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ اُنکي طرح گوسالہ کي پوجا بهي تم میں هوگي یا نہیں " تو افسوس کہ یہ بهي هوچکا اور " حذو النعل بالنعل " کي پیشین گوئي ساري باتوں میں پوري هوئي -

گھڑي ميں کچھه گھڑي ميں کچھه - مسلم ميں يهي حديث بروايت ابو هريرة هے - " يمسي مومنا و يصبح کافراً - يبيع دينه بعرض من الدنيا " رات کو ايک آدمي مومن سوئيگا - صبح اٹھيگا تو کفر ميں مبتلا هو جائيگا - اپنے دين کو دنيا کے بدلے بيچ ڈاليگا - " يبيع دينه " نے " يمسي مومناً و يصبح کافراً " کے معني بتلا ديے -

اور اُسي صادق و مصدوق کا فرمان تها " يوشک ان تتداعي عليکم کما تتداعي الاکلة الی قصعتها - قال قائل من قلة نحن يومئذ ؟ قال لا ' بل انتم يومئذ کثير و لکنکم غثاء کغثاء السيل ' و لينزعن الله من صدور عدوکم المهابة منکم ' و ليقذفن في قلوبکم الوهن - قيل و ما الوهن ؟ قال حب الدنيا و کراهة الموت " اخرجه ابو داؤد - " ايسا هوگا که دنيا کي قوميں تم سے لڑنے کيليے اکٹھي هو جائينگي ' اور ايک دوسرے کو اس طرح بلائينگي جيسے بهوکے ايک دوسرے کو کهانے پر بلاتے هيں - ايک شخص نے عرض کيا - يه اسليے هوگا که هم اُسوقت تهوڑے هونگے اور دشمن بهت ؟ فرمايا نهيں ' مسلمان تو اسوقت بهت هونگے مگر ايسے هوجائينگے جيسے دريا کے بهاؤ پر کا کوڑا کرکٹ - جس طرف بهه رها هے بهه جائيگا - تمهارے دشمنوں کے دلوں سے تمهاري هيبت نکل جائيگي - تذهب ريحکم - اور تمهارے دلوں ميں " وهن " پيدا هو جائيگا - کسي نے پوچها " وهن " کيا هے ؟ فرمايا دنيا کا عشق اور راه حق ميں موت کو ناخوش جاننا اور اس سے بهاگنا "

اور اُسي نے يه بهي فرمايا تها " ان من کان قبلکم من اهل الکتاب افترقوا علی ثنتين و سبعين ملة ' و ان هذه الامة ستفترق علی ثلاث و سبعين فرقة " اخرجه ابو داؤد و الترمذي - " يهود و نصاری ٹوٹ پهوٹ کر بهتر فرقے هوگئے تهے - ضرور هے که يه امت بهي اسي طرح ٹکڑے ٹکڑے هوکر تهتر فرقوں ميں بٹ جاے "

اور اُسي کا قول تها " لا يذهب الليل و النهار حتی تعبد اللات و العزی - قلت ان کنت لاظن حين انزل ليظهره علی الدين کله ان ذلک تام ؟ قال انه سيکون من ذلک ما شاء الله " اخرجه مسلم او البخاري - " قيامت نهيں

آئیگي یہانتک کہ پھر لات اور عزی کي پوجا ھو - حضرۃ عائشہ نے کہا - جب یہ آیۃ اُتري کہ لیظہرہ علی الدین کلہ (دین توحید اسلیے آیا تاکہ سارے دینوں پر غالب آے) تو میں نے خیال کیا تھا کہ اب دین توحید ھي آخر تک رھیگا - پھر یہ بات کیونکر ھوگي ؟ فرمایا ھاں یہ رھیگا جب تک اللہ چاھیگا "

اور اُسي نے یہ خبر بھي دیدي تھي " اذا کانت امراؤکم خیارکم ' و اغنیارکم سمحارکم ' و امورکم شوری بینکم ' فظہر الارض خیر لکم من بطنہا ' و اذا کانت امراؤکم شرارکم ' و اغنیاؤکم بخلاءکم و امورکم الی نسائکم ' فبطن الارض خیر لکم من ظہرھا " رواہ الترمذی " جب تک تم میں سے بہتر اور نیک لوگ تمھارے امیر ھونگے ' اور تمھارے مالدار سخي ' اور تمھارے معاملات حکومت باھم مشورہ سے انجام پائینگے (یعني عجمیوں کي سي شخصي حکومت و فرمانروائي نہوگي - خلافۃ راشدہ کے منہاج نبوۃ پر حکومت شوری ھوگي) تو زمین کا ظاھر تمھارے لیے بہتر ھوگا اُسکے باطن سے - یعني دنیا میں رھنا تمھارے لیے عزت و کامیابي کا موجب ھوگا - لیکن جب ایسا ھو کہ تمھارے امیر بدترین لوگ ھوں ' تمھارے مالدار بخیل ھو جائیں ' اور تمھاري حکومت عورتوں کے اختیار میں چلي جاے ' تو پھر زمین کا اندر تمھارے لیے زیادہ اچھا ھوگا بمقابلہ اسکی سطح کے " یعني زندگي میں عزت باقي نہ رھیگي - مرجانا ھي بہتر ھوگا - " و امورکم الی نسائکم " سے یہ مقصود نہیں ھے کہ عورتیں پادشاہ ھوں ' نہ یہ مقصد ھے کہ عورتوں کے مشورے سے کام انجام پائیں ' بلکہ یہ اشارہ ھے شاھان نفس پرست اور امراء و عمال کي حرمسراؤں کي زندگي کي طرف - گویا سرشتۂ حکومت مجلس شوری اور اصحاب حل و عقد کي جگہ حرمسرا کے عشرت خانوں کے ھاتھہ میں چلا جائیگا - عورتیں جس چال چاھینگي چلائینگي -

اور پھر اُسي لسان حق و صدق پر یہ پیشین گوئي بھي جاري ھوئي تھي " کیف بکم اذا فسق فتیانکم و طغی نساؤکم ؟ قالوا و ان ذلک لکائن ؟ قال نعم و اشد - کیف انتم اذا لم تامروا بالمعروف و لم تنھوا عن المنکر ؟

قالوا و ان ذلک لکائن ؟ قال نعم و اشد - کیف انتم اذا امرتم بالمنکر و نهیتم عن المعروف ؟ قالوا و ان ذلک لکائن ؟ قال نعم و اشد - کیف انتم اذا رئیتم المعروف منکراً و المنکر معروفا ؟ قالوا و ان ذلک لکائن ؟ قال نعم" اخرجه .... "کیا حال هوگا تمهارا جب تمهاري لڑکیاں مبتلاے فسق هوں اور تمهاري عورتیں سرکش ؟ (یعني جبکه تمهارے گهر کے اندر کي زندگي بهي خراب هو جاے اور عورتیں تک مبتلاے فسق و فجور هوں) لوگوں نے عرض کیا - کیا یه بات بهي هونے والي هے ؟ فرمایا هاں بلکه اس سے بهي زیاده سخت - کیا حال هوگا تمهارا جب تم بهلائي کا حکم نه دوگے اور برائي سے نه روکوگے ؟ لوگوں نے کہا - کیا ایسا بهي هونے والا هے ؟ فرمایا هاں بلکه اس سے بهي سخت - کیا حال هوگا اسوقت جبکه تم برائي کا حکم دوگے اور حق کو روکوگے ؟ عرض کیا - کیا یه بهي هوگا ؟ فرمایا هاں بلکه اس سے بهي زیاده - کیا حال هوگا اسوقت جبکه تم نیک بات کو برا سمجهوگے اور برائي کو اچها ؟ عرض کیا - کیا یه بهي هوگا ؟ فرمایا هاں" یعني قوموں کي هلاکت کے بتدریج تین درجے هیں - هر پچهلا درجه پہلے سے اشد - پہلا یه که خود تو نیکي کا شوق باقي هو، لیکن دوسروں کو نیک بنانے کا ولوله جاتا رهے - یه هلاکت کا بیج هے - اسکے بعد دوسرا دور آتا هے - اب ایسا هوتا هے که نه تو خود نیک راه چلتے هیں نه دوسروں کو چلنے دیتے هیں، اور حق کو علانیه روکتے هیں - یه تخم فساد کے پهول پتے هیں - اسکے بعد تیسرا دور آتا هے - اب نیک و بد اور حق و باطل کا نظام بالکل الٹ جاتا هے باطل کو حق سمجها جاتا هے اور حق کو باطل - یه تخم فساد کا آخري پهل هے، اور اسکا زهر تمام قوم کو هلاک کردیتا هے -

اور پهر یهي وه لوٹ لوٹ کر آنے والي نحوستیں اور ره رهکر ابهرنے والي هلاکتیں تهیں جنکي نسبت حضرت حذیفه نے (که سب سے زیاده فتنوں فسادوں کے جاننے والے تهے) پوچها تها "کنا في جاهلیة و شر فجاءنا الله بهذ الخیر، فهل بعد هذا من شر؟" هم جاهلیة کے شر میں مبتلا تهے - الله نے اسلام کي روشني پهیلائي - پهر کیا اس خیر کے بعد بهي شر هوگا ؟

فرمایا ھاں مگر اس کے بعد خیر کا بھي ایک دور ھے ' لیکن " فیه دخن " بے میل خیر مثل خیر اول کے نہوگا - کچھه کدورتیں بھي ملي ھونگي - پوچھا وہ کدورت اور میل کیا ھے ؟ فرمایا " قوم یستنون بغیر سنتي ' و یھتدون بغیر ھدیي ' تعرف منھم و تنکر " میري سنة چھوڑ کر اوروںکے طور طریق پر چلینگے - میري ھدایت سے ھٹ کر دوسروں کي چال اختیار کرلینگے - کچھه باتیں اُنکي اچھي پاؤگے کچھه بري - پھر پوچھا - اس خیر کے بعد بھي شر ھوگا ؟ فرمایا - ھاں " دعاة علی ابواب جھنم " دوزخ کي طرف بلانے والے ! - آخر میں بتلایا کہ راہ سلامتي کي اُسوقت یہ ھوگي کہ جماعت اور امام کا ساتھه دو - اور جب وہ وقت آ جاے کہ جماعت بھي باقي نہ رھے اور مختلف فرقوں اور مذھبوں میں مسلمان بٹ جائیں ' تو " فاعتزل تلک الفرق کلھا و لو ان تعض باصل شجرة ' حتی یدرکک الموت و انت علی ذلک " اُن تمام فرقوں سے الگ ھوکر رھو (یعني صرف دین خالص و اول کے ھوکر رھو کہ اسلام ھے ' اور تمام بناوٹي فرقوں اور مذھبوں میں سے کسي کو بھي اختیار نہ کرو ' کیونکہ فرقہ بندي اور تمذھب و تعین خود سب سے بڑا شر اور سب سے اشد بدعة ھے) اگرچہ ایسا کرنے میں تمھاری غربت اور بیکسي کا یہ حال ھوجاے کہ درخت کي جڑ چبا کر وقت کاٹنا پڑے ' پھر بھي اُنسے الگ ھي رھو - یہانتک کہ موت آ جاے " اخرجه الشیخان -

اور یہي وہ آنے والے پے در پے فتنے تھے جنکا حال عبد اللہ بن عمر و العاص خانہ کعبہ کے سایے میں بیٹھکر بیان کیا کرتے تھے ' اور جن میں سے ھر پچھلا فتنہ پہلے فتنہ کو بھلا دینے والا تھا " و ان ھذہ امتکم جعل عافیتھا في اولھا و سیصیب اخرھا بلاء و امور تنکرونھا ' فتجئي فتنة فیزلق بعضھا بعضا ' فیقول المؤمن ھذہ مھلکتي ! ثم تنکشف و تجيء فتنة ' فیقول المؤمن ھذہ ! ھذہ ! " اس امت کی ابتدا میں عافیت ھے اور آخري عہدوں میں مصیبتیں اور برائیاں - ایسا ھوگا کہ ایک فتنہ آئیگا اور مومن کہیگا کہ اسمیں میرے لیے ھلاکت ھے ' لیکن جب وہ دور ھو جائیگا اور دوسرا فتنہ

شروع هوگا تو پچھلے فتنے کو بھلا دیگا اور مومن پکار اٹھیگا کہ فتنہ تو یہ ہے ! فتنہ تو یہ ہے ! (یعنی پے درپے فتنے آئینگے - ہر پچھلا فتنہ پہلے سے سخت و اشد ہوگا - یہانتک کہ اُن میں سے ہر فتنہ کو دیکھکر ارباب حق و ایمان بول اٹھینگے کہ سب سے بڑا فتنہ یہی ہے - حالانکہ پھر اسکے بعد وہ فتنہ آئیگا جسکا شر و فساد دیکھکر پچھلے فتنے بھول جائینگے !) رواہ مسلم -

اور یقیناً ایسے ہی وقتوں کی نسبت وہ خبر بھی تھی جس کو حضرۃ امیر علیہ السلام اپنے یاروں کے سامنے باربار فرمایا کرتے تھے ' اور یہ کہکر اپنی روایت کی صداقت پر یقین دلاتے تھے - " و اللہ لان اخر من السماء احب الي من ان اقول علیہ ما لم یقل " قسم خدا کی ! مجھے یہ پسند ہے کہ آسمان سے گرادیا جاؤں لیکن یہ گوارا نہیں کرسکتا کہ رسول اللہ کے نام سے ایسی روایت کروں جو انہوں نے نہیں فرمائی ! " اني سمعت یقول : سیخرج قوم في آخر الزمان حدثاء الاسنان ' سفہاء الاحلام ' یقولون من خیر قول البریہ ' یقرؤن القران ' لا یجاوز ایمانہم حناجرھم ' یمرقون من الدین کما یمرق السہم من الرمیہ " یعنی آنحضرۃ نے فرمایا - آخری زمانے میں ایک قوم ظاہر ہوگی - نو خیز اور ناقص العقل لوگوں کی ' بظاہر اُنکی باتیں بڑے ہی اچھے لوگوں کی سی ہونگی ' قران پڑھینگے مگر ایمان انکے حلق سے نیچے نہ اُتریگا - دین سے اسطرح نکل جائینگے جس طرح تیر شکار پر سے نکل جاتا ہے - یعنے گو اپنے تئیں مسلمان سمجھینگے لیکن اُنمیں اسلام نہوگا - اخرجہ الشیخان و النسائي - کوئی وجہ نہیں کہ اس روایت کو صرف خوارج سے مخصوص کردیا جاے اور لفظ " آخر الزمان " کی تاویل کی جاے - صاف بات یہ ہے کہ اسمیں آخری زمانے ہی کے مبتدعین و اہل ہواء کی نسبت خبر دی گئی ہے - " سفہاء الاحلام " خاص طور پر اسلیے فرمایا کہ اُن لوگوں کو اپنی عقل و راے اور قیاس و درایۃ پر بڑا گھمنڈ ہوگا - کہینگے کہ ہم عقلاء و حکماء کی سی باتیں کرتے ہیں - " اعجاب کل ذي راے برایہ " ایسے ہی لوگوں میں پہلی بڑی جماعت خوارج کی بھی تھی جنہوں نے راے کو دین میں دخل دیا اور امام کی اطاعت سے باہر ہوگئے -

اور اسي ليے حضرة امير اور اکثر صحابہ اُنھي لوگوں کو اسکا مصداق اول سمجھتے تھے - مسلم کي حديث زيد بن وهب اور صحيحين و ابو داؤد کي روايت ابو سعيد و انس ميں گو " آخر الزمان " کا لفظ نہيں هے مگر حرف استقبال قرب و بعد دونوں پر حاوي ' اور انبياء کرام کيليے سيکڑوں برس بعد هونے والي باتيں بهي بوجه کمال يقين و مشاهدۂ معنوي ايسي هوتي هيں ' جيسے همارے ليے صبح شام کي بات - " ان الله زوي لي الارض فرايت مشارقها و مغاربها " کے معاملات جہاں پيش آتے هوں ' اور " اني وجدتها قريباً ان انتم تجدونها بعيدا " جہاں کي صداے علم هو ' وهاں کيليے " سيکون " اور " کان " اور مستقبل و ماضي دونوں ايک هي حکم رکھتے هيں - قرب و بعد کا کيا سوال هے ؟ حتى که بعض پيشين گوئياں تو زبان نبوت پر بصيغۂ ماضي هي واقع هوئيں - مسلم کي روايت ابو هريرہ ميں عراق و شام کي نسبت فرمايا " منعت العراق قفيرها و منعت الشام مديها " - عالم يقين و حقائق ميں تفرقۂ ماضي و استقبال نہيں هوتا - کيا نہيں ديکھتے که قران حکيم عالم آخرة و معاد کے معاملات هر جگه بصيغۂ ماضي بيان کرتا هے ' اور گو ساتھه برس بعد بابل تباه هونے والا تها مگر يرمياه نبي نے يه نہيں کہا که هو جائيگا ' بلکه کہا که هوچکا اور " شہروں کي دلہن کي اوڑهني اُسکے سر سے چهين لي گئي "

بهر حال جس صادق و مصدوق نے فرمايا تها که کسرى کے خزانے کهل گئے اور يمن سے حضرموت تک اسلام پهيل گيا ' اور " و الله ليتمن هذا الامر و لکنکم تستعجلون " تو اسي نے يه سب کچهه بهي فرما ديا تها ' بلکه بقول حضرة حذيفه کے " ما ترک من قائد فتنة الى انقضاء الدنيا الا سماه لنا باسمه و اسم ابيه " کسي فتنے اور فتنه انگيز کو نه چهوڑا - سب کي ٹهيک ٹهيک خبريں ديدي تهيں - سننے والے هر آن اور هر گهڑي ان وقتوں کي دهشت اور خوف سے مضطر اور اوداس رهتے تهے - با همدگر ايک دوسرے سے پوچها کرتے که وه وقت تو نہيں آگيا ؟ حضرة عمر حذيفه سے بار بار کہتے - اُس فتنه کي نسبت تو کہو " التي تموج کموج البحر " ؟ اور پهر يه سنکر

مطمئن هوجاتے که ابهي ديوار نهيں هٹي که خود اُنهي کا وجود تها - سو کيا مبارک و خوش نصيب تهے وہ لوگ جنهوں نے پهلي خبر کي تصديق کي اور اُسکا ظهور اپني آنکهوں سے ديکهه ليا که " وکنت في من افتتح کنوز کسری - " اور کيسي بد نصيبي اور هلاکي هے همارے ليے که اِن پچهلي خبروں کي تصديق کرنے والوں ميں اور اُنکا ظهور اپني آنکهوں سے ديکهنے والوں ميں سے هيں - بلکه خود همارا وجود هي از سر تا پا ان خبروں کا ظهور اور ان ميں سے هر بات کي ٹهيک ٹهيک مجسم تصديق هے ! حضرة عدي بن حاتم نے اول امت ميں وعده کي تصديق کي تهی - هم آخر امت ميں وعيد کي تصديق کرتے هيں - اُنکے حصے ميں بشارتوں کا ديکهنا آيا تها - همارے حصے ميں نذارتوں کا - انهوں نے بهي تصديق کي اور هم نے بهي - اُنهوں نے پاکر - هم نے سب کچهه کهوکر - فصدق الله العليم الحکيم ' و صدق رسوله الکريم ' و نحن علی ذلک من الشاهدين !

در مجلسے کـــه ياراں شرب مـــدام کردنـــد
چوں نوبتے بمـــا شد ' آتش بجام کردند !

فصل

ان ساري باتوں ميں سے ايک ايک بات پوري هوچکي - " بدء الاسلام غريباً و سيعود کما بدء " کا دور غربت کب کا شروع هوچکا اور وہ سب کچهه هوچکا جسکا حال اس حديث کي شرح ميں پڑهچکے هو - اب انتظار کرنے والوں کيليے بجز انتظار غفلت کے اور کچهه باقی نه رها - يهوديوں کي مغضوبيت ' نصاری کي ضلالت ' مشرکين کي بت پرستي ' ائمة مضلين کي کثرت ' دجاجلة فتن و دعاة بدعة کا احاطه ' اقتداء بغير سنة ' اهتداء بغير هدی الانبياء ' تفرق و تمذهب مثل يهود ' اور غلو و اطراء مثل نصاری ' فتنة شبهات يونان ' اور فتنة شهوات عجم ' فتنة تماثيل عبدة الاصنام ' اور فتنة قبور عاکفين کنائس ' ان ميں سے کوئي نحوست

اور هلاکي ایسي نہیں هے جو مسلمانوں پر نه چهاچکي هو٬ اور کوئي گمراهي نہیں جو اپنے کامل سے کامل اور شدید سے شدید درجه تک اس امت میں بهي نه پهیل چکي هو - اهل کتاب نے گمراهي کے جتنے قدم اٹهاے تهے٬ گن گن کر مسلمانوں نے بهي وه سب اٹهاے - حتی که "لودخلوا حجرضب لدخلتموه" کا وقت بهي گذر چکا اور آج هم اپني آنکهوں سے سب کچهه دیکهه رهے هیں - وه وقت بهي کب کا آچکا که "یلحق قبائل من امتي بالمشرکین" اور "حتی تعبد من امتي الاوثان" اور "حتی تعبد اللات و العزی" هماري جانیں اور هماري روحیں اس صادق مصدوق پر قربان که واقعي اور سچ مچ مسلمان مشرکوں سے ملحق هوگئے اور دین توحید کا دعوا کرنے والوں نے بت پرستي کي ساري ادائیں اور چالیں اختیار کرلیں٬ اور جس لات اور عزی کي پوجا سے دنیا کو نجات دلائي گئي تهي٬ اسي کي پوجا پهر سے شروع هوگئي! "عـدتم من حیث بـداتم!" هم اپني آنکهوں سے اُن فتنوں کو که "کقطع اللیل المظلم" تهے٬ دیکهه رهے هیں - فی الحقیقت ایسا هي هو رها هے که رات کو ایک انسان ایمان لیکر سوتا هے اور صبح نہیں هوتي مگر ایمان کهو چکتا هے - "یبیع دینه بعرض من الدنیا" حضرة حذیفه نے ان فتنوں کا حال کہا تها که "کالحصیر عوداً عوداً" مسلمانوں کے دلوں کیلیے فتنوں کي ایسي بهرمار هوگئي٬ جیسے چٹائي بنتے وقت ریشے پے درپے آتے هیں٬ سو اُن فتنوں کي بارش بهي هر طرف هوچکي اور هو رهي هے - وه وقت بهي گذر چکا جب مومنوں کو کہنا تها "هذه مهلکتي" اب تو وه فتنه درپیش هے جسکے سامنے تمام پچهلے فتنے مات هوگئے - "فیقول المومن هذه! هذه!" کا عالم هو رها هے - وه بهي ترکیب کا هوچکا که "تتداعي علیکم کما تتداعي الاکلة الی قصعتها" دنیا کي ساري قومیں اکٹهي هوکر تم پر چڑهه دوڑینگي٬ اور تمکو هلاک کرنے کیلیے باهم ایک دوسرے کو اسطرح بلائینگي جیسے بهوکے کهانے کي قاب پر ایک دوسرے کو دعوت دیں - تو کیا یه پکار ابتک بلند نہیں هوئي؟ اور کیا ایک قوم نے دوسري قوم کو بلانے کیلیے ٹهیک ٹهیک اُسي طرح نہیں چیخا جسطرح بهوکے گد لاش دیکهکر

شور مچایا کرتے هیں ؟ هماري هزار جانیں اور لاکھوں روحیں اس زبان حق پر قربان جس نے فرمایا تھا " بل انتم یومئذ کثیر" تم اُس وقت تعداد میں کم نہوگے - لیکن " لیقذفن في قلوبکم الوهن" تمھارے دلوں میں " وهن " پیدا هو جائیگا اسلیے کوڑے کرکٹ کي طرح بہہ جاؤگے - پھر " وهن" کے معنی بتلاے " حب الدنیا و کراهة الموت" دنیا کي محبت اور عزت کي موت کو برا جاننا اور اُس سے بھاگنا - اس ایک لفظ میں قوموں کي موت و حیات کا سارا بھید بتلادیا ! اور یقیناً یهي وہ وقت تھا کہ " بطن الارض خیر لکم من ظهرها " تمھارے لیے زمین کے اوپر سے اسکا اندر بہتر هوگا - یعنے زمین کے اوپر تمھارے لیے عزت اور سعادت باقي نہ رهیگي - اسلیے مرجانا جینے سے بہتر هوگا - تو یہ بھي تو هوچکا ' اور اسطرح یقیني هوچکا کہ اس سے زیادہ یقین نہ تو سورج کي روشني میں هے اور نہ چاند کے وجود میں - هم اپني آنکھوں سے دیکھہ رهے هیں کہ زمین کے کیڑوں کیلیے زندگي میں عیش هے اور جنگل کے درندوں کیلیے جینے میں راحت ' مگر ایک مسلمان کیلیے اب زمین کي پیٹھہ پر کوئي خوشي باقي نہ رهي - الا یہ کہ اپني ذلتوں اور رسوائیوں کا بوجھہ اٹھاے اُسکے نیچے چلا جاے !

نہ گلم ' نہ برگ سبزم ' نہ درخت سایہ دارم '
همہ حیرتم کہ دهقان بچہ کار کشت ما را ؟

پھر کسقدر عقل سے کورے اور بصیرة سے محروم هیں وہ بندگان غفلت جو ان روایتوں کو پڑھکر سمجھتے هیں کہ یہ کسي ایسے آنے والے زمانے کي نسبت هیں جو قیامت سے چند برس پہلے دنیا پر آئیگا ' اور ابھي اسکي آمد کا هم کو صدیوں انتظار کرنا چاهیے - ابتک نہ تو " یصبح مومنا و یمسي کافرا " هوا هے ' اور نہ " حتی تعبد الاوثان " اور نہ " حتی تعبد اللات و العزی " اور نہ وہ وقت کہ " بطن الارض خیر لکم من ظهرها " تو کیا وہ کسي ایسے وقت کے منتظر هیں جب صبح کو ایک شخص مومن

هوگا اور شام کے وقت اسکی پیشانی پر قلم اور سیاهي سے لکھا هوگا که یه کافر هے ؟ یا ایمان وکفر کي بهي الگ الگ صورتیں هوتي هیں که صبح کو مومن کي صورت هوگي ؛ شام کو کافر کي شکل ؟ یا اسکے یه معني هیں که صبح کو ایک شخص مومنوں کي بستي میں هوگا ' شام کو اُسکا گهر یهودیوں کے محلے میں خود بخود اُٹهه جائیگا ؟ یا وہ خود سڑکوں اور گلیوں میں پکارتا هوا دوڑیگا که میں یهودي هوگیا ' میں یهودي هوگیا ؟ اور کیا مشرکین سے اتصال و الحاق کا وہ یه مطلب سمجهے هوے هیں که مسلمانوں کي جماعتیں مردم شماري کے کاغذات میں اپنا نام مشرکوں کے خانے میں لکهوا دینگي ؟ یا خود اپنے منهه سے کهینگي که هم مشرک هوگئے ؟ اور کیا " تعبد الاوثان " کي پیشین گوئي کا اُسي وقت ظهور هوسکتا هے جبکه مسلمان کالي اور مهادیو کا بت اپنے هاتهوں سے تراشکر اُسکي پوجا شروع کردیں ؟ اور کیا اِسکے سوا اور کوئي بات بت پرستي کي نهیں هوسکتي ؟ اور پهر کیا " تعبد اللات و العزی " کے ظهور کیلیے وہ یه چاهتے هیں که وہ جو ایام جاهلیة میں پتهر کي مورتیں تهیں جنکو اسلام نے ٹکڑے ٹکڑے کردیا ' تو اب پهر اُن ٹکڑوں کو ڈهونڈهکر مسلمان جمع کریں اور کعبه کے طاقوں میں دهرکر انکے آگے سجدے کرنے لگیں ؟ اور جب تک اسي " لات و عزی " کي پوجا نهوگي ' اُسوقت تک یه بات بهي پوري نه هوگي ؟ تو اگر ان لوگوں نے ان خبروں کا یهي مطلب سمجها هے اور اسي انتظار میں هیں ' تو اُن کو معلوم هونا چاهیے که اُنکا انتظار کبهي پورا نهوگا - اور اگر کسي امت کي گمراهي اور هلاکي کا یهي مطلب هے ' اور موحدین کا شرک و بت پرستي میں پڑ جانا بغیر اسکے نهیں هو سکتا ' تو آجتک دنیا میں نه تو کوئي امت هدایت پانے کے بعد گمراہ هوئي ' نه یهود و نصاری نے اس زمین پر کبهي شرک کیا ' اور نه اُن تمام الزاموں میں سے ایک الزام بهي سچا هے جو قران حکیم نے مشرکین جاهلیة اور یهود و نصاری پر لگاے هیں - بلکه یوں کهنا چاهیے که اگر گمراهي اور عبادة اوثان ' و الحاق بالمشرکین و ترک حق و توحید بغیر اُن باتوں کے نهیں هوسکتي جنکا اِن بندگان غفلت و اوهام کو انتظار هے '

اور انبیاء کرام کي پیشین گوئیوں کے پورا ہونے کے یہي معنی ہیں جو وہ بیان کرتے ہیں ' تو آغاز خلقت عالم سے لیکر آجتک نہ تو کوئي امت گمراہي میں پڑي ' نہ کسي قوم نے کبھی توحید و ہدایت کو چھوڑا ' نہ کسي رسول نے انسانوں پر اُنکي گمراہي و شرک کے بارے میں سچا الزام لگایا ' اور نہ آجتک کسي نبي کي پیشین گوئي پوري ہوئي - یہودیوں نے کب کہا تھا کہ ہم مشرک ہوگئے ' اور خدا ایک نہیں ہے بلکہ پتھروں اور مورتوں کے اندر بہت سے ہیں ؟ اور یہ کہ تورات نامي کتاب کو ہم نہیں مانتے ؟ عیسائیوں نے کب اسکا اقرار کیا تھا کہ ہم موحد نہیں ' اور کب فرشتوں نے اُنکي پیشانیوں پر آگ اور خون کے حرفوں میں لکھدیا تھا کہ یہ بت پرست دوزخی ہیں ؟ اور کب انھوں نے شرک اس معني میں کیا کہ کسي پتھر یا مورت کو کہدیا ہو کہ یہي خدا ہے ؟ اور پھر خود مشرکین عرب نے بھي بجز لیقولن اللہ اور ھا اولاء شفعاؤنا اور ما نعبدھم الا لیقربونا الی اللہ زلفی کے یہ کب کہا تھا کہ ان پتھروں کے اندر فاطر السماوات و الارض بیٹھا ہے ؟ خود پتھر اور اسکي مورت کو تو کبھي کسي قوم نے اِلٰہ و معبود نہیں مانا - پوجا کي مورتیں بھي کسي نہ کسي انسان اور طاقت ھي کي ہوا کرتي تھیں - فما لھا اولاء القوم ' لا یکادون یفقھون حدیثا ؟ سبحان اللہ ! اس صادق و مصدوق کا ارشاد کس طرح حرف بحرف پورا ہو رہا ہے ! یہ تربص جہل و انتظار غفلت بھي تو عین اسی پیشین گوئي کا ظہور ہے کہ " لتتبعن سنن من کان قبلکم " اور " یاتي علی امتي ما اتی علی بني اسرائیل حذو النعل با لنعل " میري امت بھی وہ سب کچھہ کریگي جو یہودیوں نے کیا - یہي تو پوري پوري یہودیت ہے کہ پیشین گوئیوں پر پیشین گوئیاں ظاہر اور پوري ہوتي جاتي تھیں مگر یہودیوں کا انتظار ختم ھي نہیں ہوتا تھا - کہتے تھے کہ ابھي وہ وقت کہاں آیا ؟ حتی کہ آج تک مسیح کے ظہور اور اسرائیل کي آخري پادشاہت کا انتظار کر رہے ہیں ! فطال علیھم الامد فقست قلوبھم و کثیر منھم فاسقون !

اور یہ جو مسلم کي روایت حضرۃ عائشہ میں فرمایا " حتی تعبد اللات و العزی " یہاں تک کہ لات اور عزی پھر پوجے جائیں - اور جسکے ظہور کیلیے لوگ کسي آنے والے وقت کا انتظار کر رہے ہیں ' تو پہلے انکو سمجھہ لینا چاہیے کہ " لات " اور " عزی " عرب جاہلیۃ میں کون تے ؟ اور کیونکر انکي پرستش ہوتي تھي ؟ جو حال اُس " لات و عزی " کا تھا - رہي آخر امۃ کے " لات و عزی " اور انکے پرستاروں کا بھي ہوگا - امام ابن جریر نے مجاہد سے افرأیتم اللات والعزی کي تفسیر میں روایت کي ہے - " کان یلت لہم السویق فمات فعکفوا علی قبـــرہ " اور بخاري میں ابو الجوزاء حضرۃ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں " کان اللات یلت السویق سویق للحاج " اور ایک دوسري روایت میں ہے " فیطعم من یمر من الناس ' فلما مات عبدوہ و قالوا ہو اللات " اور ابن خزیمہ نے کہا " و کذ العزی " اور حافظ ابن قیم ہدی میں لکھتے ہیں " و کانت شجرۃ علیہا بناء و استار بنخلۃ بین مکہ و الطائـف کانت قریش یعظمونہا کما قال ابوسفیان یوم احد - لنا العـزی و لا عزی لکم " پس عرب جاہلیۃ کے " لات و عزی " کي حقیقت یہ تھي ' اور اسي طرف اس حدیث میں اشارہ کیا گیا ہے کہ آخـري زمانے میـں پھـر ایسا ہي ہوگا - سو اگر آنکھیں باقي ہیں اور بصیـرۃ معدوم نہیں ہوگئي تو دیکھلو' اسطرح کے " لات و عزی " کي پرستش کب کي شروع ہو چکي ہے - بلکہ حدیث میں تو دو ہي نام آئے - ابتو گوشے گوشے میں لات و عزی ہیں اور چپے چپے پر پرستش گاہیں - مسلمانوں کي کوئي بستي اور آبادي نہیں جو ان تمام پیشین گوئیوں کے ظہور و نمود کا مجسم نمونہ نہو - اور پرستش ما سوی اللہ کي کوئي قسم ایسی نہیں جو پیٹ بھر کر انہوں نے نہ کرلی ہو اور نہ کر رہے ہوں - نفس کو وہ پوج چکے' رہم و راے کي وہ پرستش کرچکے' چاندي سونے کو انہوں نے پوجا ' انسانوں کي چوکھٹوں کي دھول انہوں نے چاٹي' ہر پیشوا کو ارباب من دون اللہ انہوں نے بنایا ' اور ہر

بڑے انسان کیلیے انکے دل اور پیشانی نے سجدے کیے - وہ شرک بھي جي بھرکر کرچکے جو " اخفي من دبيب النمل " تھا ' اور کھلا کھلا شرک بھي بر سر عام ھوچکا - حتی کہ کفار و اعداء حق کي بھي پوجا ھر طرف ھوئي ' پادشاھوں اور حکومتوں کے طواغیت بھي ھر جگہ پوجے گئے ' اور مٹي اور پتھر کي پوجا کي منزل بھي کب کي گذر چکي - فو اللہ انہم اتبعوا سنن من کان قبلهم ' و سلکوا سبیلهم ' حذو القذة بالقذة و النعل بالنعل ' و غلب الشرک علی اکثر النفوس ' فصار المعروف منکراً و المنکر معروفا ' و السنة بدعة و البدعة سنه ' و طمست الاعلام ' و اشتدت غربة الاسلام ' و قل العلماء ' و غلب السفهاء ' و تفاقم الامر ' و اشتد الباس ' و ظهر الفساد فی البر و البحر بما کسبت ایدی الناس - و لکن لا تزال طائفة من العصابة المحمدیة بالحق قائمین ' و لا هل الضلالة و البدع مجاهدین ' ینفون عن دین اللہ تحریف الغالین و انتحال المبطلین و تاویل الجاهلین - لا یضرهم من خالفهم حتی یاتي امر اللہ و هم غالبون - اولائک حزب اللہ الا ' ان حزب اللہ هم المفلحون !

کسیکہ محرم بادصبا ست مي داند
کہ باوجود خزان بوے یاسمن باقیست !

فصل

استدراک

حضرة مولانا جمال الدین رحمة اللہ علیہ کے متعلق چند باتیں رهگئیں :

اس عہد کے حالات پڑھنے کے بعد الزام مهدویة کي حقیقت واضح ھوگئي ھوگي - اس الزام میں انکے پیر حضرة شیخ داؤد بھي شریک تھے اور اسکا اصلي سبب وھي تھا جو بیان کیا جاچکا - لیکن اسکے علاوہ ایک اور سبب بھي ظاھر ھے - اس زمانے میں عام طور پر علماء دولة و مشائخ دنیا

کا یہ حال تھا کہ صرف اپنی نفس پروریوں اور حکمرانیوں کی فکر رکھتے تھے - ہدایت و تذکیر امت اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا ولولہ باقی نہ رہا تھا - حضرۃ شیخ محمد جونپوری اور آنکے پیروؤں نے اپنی دعوۃ کی بنیاد اسی رکن اعظم شریعت کے احیاء پر رکھی' اور وقت کا مقتضی دیکھکر ساری طاقتیں اسی میں خرچ کردیں - آنکے طریقہ کی پہلی شرط یہ تھی کہ جس حال میں ہو اور جہاں ہو' برائی کو روکو اور شریعت کے احکام کی تبلیغ کرو - چونکہ عام علماء کا حال اس سے بالکل برعکس تھا' -اسلیے رفتہ رفتہ یہ چیز مہدویہ کی ایک بہت بڑی پہچان ہوگئی - جس کام کو سب نے چھوڑ رکھا ہو - ایک ہی جماعت کرنے لگے تو قدرتی طور پر وہ اسکی علامت اور خاصہ بن جائیگا - نتیجہ یہ نکلا کہ تمام مصلحین حق کی اذیت و مخالفت کیلیے یہ معاملہ ایک بے خطا ہتیار کا کام دینے لگا - جس عالم حق کو علماء سوء نے اپنی ہوا پرستیوں کا مخالف اور دعوۃ حق میں مستعد پایا اور خلق اللہ کا رجوع دیکھا ' جھٹ آسپر الزام لگا دیا کہ مہدوی ہے اور دلیل یہ پیش کردی کہ اگر مہدوی نہ ہوتا تو اس سختی اور استقامت سے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کیوں کرتا؟ اور حق پرستی کی راہ میں فقر و فاقہ کیوں گوارا کرلیتا ؟ ملا مبارک (پدر ابوالفضل و فیضی) پر جسقدر آفتیں لائی گئیں' بنیاد آنکی بھی یہی الزام مہدویۃ تھا' اور دلیل یہی بتلائی گئی تھی کہ دنیا پرستی اور حق فراموشی کے شیوہ میں علماء دولۃ کا ہم آہنگ نہیں - امر بالمعروف میں بے خوف و بیباک ہے - اُس عہد کے اساتذہ علم میں سے ایک مشہور بزرگ میاں حاتم سنبھلی تھے اور علم و عمل میں استاد الاساتذہ تسلیم کیے جاتے تھے - ملا عبد القادر بدایونی لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ ملا مبارک کا آنکی مجلس میں ذکر آیا - میں نے آنکے علم و تقوی کی تعریف کی تو کہا - ہم نے بھی ایسا ہی سنا ہے مگر کہتے ہیں مہدویوں کا طریقہ رکھتا ہے - عرض کیا کہ بلا شبہ میر محمد کی بزرگی و ولایت کے معترف ہیں مگر آنکی مہدیۃ کا اعتقاد نہیں رکھتے - کہا - در کمالات میر چہ

شک ست ؟ اسپر سید محمد میر عدل نے (١) که مجلس میں حاضر تھے پوچھا - ملا مبارک کو مہدوي کیوں کہتے هیں؟ میں نے جواب دیا " بتقریب امر بالمعروف و نہي عن المنکر" یه سنکر میاں صاحب نے کہا - ایک دن میر عبد الحي (٢) صدر جہاں خانخاناں کے سامنے ملا مبارک کي سخت

---

(١) سید محمد امروهي میر عدل اُس عہد کے اُن مخصوص علماء دولت میں سے هیں جنکے ورع و تقوی اور شیوهٔ حق پرستي پر ملا بدایوني تک شہادت دیتے هیں اور لکھتے هیں که اُنکا زمانهٔ میر عدلي عہد اکبري کا بہترین زمانهٔ احتساب شرح و عدالت تھا - اُنکے بعد " میر عدل " کا عہدہ محض براے نام رهگیا - جبتک دربار میں اُنکا اثر رها ' نئے نئے مجتهدوں اور آزاد خیالوں کي هوا نه بندھسکي - سنه ٩٨٣ میں جب نکاح متعه کو جائز کرنا چاها تو میر کو بھکر بھیجدیا که اُنکي موجودگي اسمیں مخل تھي - شیخ ابراهیم سرهندي که نئي نئي تحقیقات میں ابو الفضل وغیرہ کے هم زبان تھے ' ایک مرتبه انکے هاتھوں پٹتے پٹتے بچے - بدایوني سب سے بڑا کام انکا یه بتلاتے هیں که قاضي القضاۃ عہد تک کو " خیانت و خباثت " اور رشوت ستانیوں کي مہلت نه دي - گویا یه معامله قضاۃ کیلیے ایک معروف و مسلم معامله تھا ! " میر عدل " کے عہدہ سے مقصود صیغهٔ احتساب شرح کي افسري تھي (صفحه ٧٥ - جلد ٣ و ٢١٠ - جلد ٢)

(٢) یه وهي بزرگ هیں جو کل ممالک محروسهٔ اکبري کي شیخ الاسلامي اور صدارت پر سرفراز هوے تھے - ابتدا میں دربار اکبري کي بدعات اور بے قیدیوں کے سخت مخالف رهے - جب علماء دربار نے فتوی دیا که پادشاہ کو سجدہ کرنا جائز هے تو پوري طرح مخالفت کي ' لیکن جب دیکھا که حمام میں سبھي ننگے هیں تو خود بھي کپڑے اتار دیے - بدایوني لکھتے هیں - اب مفتي کل بھي سجدۂ طاعت بجا لاکر مقربان خاص میں داخل هوگئے هیں - پھر سنه ٩٩٠ کے حالات میں لکھتے هیں - مفتي ممالک محروسه کو دیکھا - سر تا پا ریشمیں کپڑوں میں ملبوس - پرسیدم مگر روایتے درین باب بنظر آمدہ ؟ شاید کوئي روایت اسکے جواز میں بھي نکل آئي هے ؟ (کیونکه وهاں تو نئے نئے فتوؤں کیلیے روز روایتیں ڈھونڈھ ڈھونڈھکر نکالي جاتي تھیں) فرمایا - هاں - جہاں لباس حریر عام هوگیا هو وهاں مضائقه نہیں - گویا یه بھي ما یعم به البلوی میں داخل هے ! اسي

مذمت کررہے تھے - جانتے ہو اسکا سبب کیا تھا ؟ سبب یہ تھا کہ ملا مبارک نے انکے نام ایک خط لکھا تھا - اسمیں ترک حضور جماعت مسجد پر ملامت کی تھی - یہ بات اُنپر سخت گراں گزری اور اسکو مہدویۃ پر محمول کیا - میر محمد نے کہا - یہ استدلال تو اس مقدمہ پر مبنی ہے کہ شیخ امر بالمعروف کرتا ہے ' اور جو شخص امر بالمعروف کرے مہدوی ہے - پس شیخ مہدوی ہے - اور معلوم ہے کہ اسکا کبریٰ ہی ممنوع ہے - تا بہ نتیجہ چہ رسد ؟ (۳ - صفحہ ۹۸)

اُس عہد کے بہت سے واقعات ایسے ہیں ' جن سے اس بات کی تصدیق ہوتی ہے' اور یہ گمراہی و غفلت کی انتہا ہے کہ شیوۂ حق و صدق پر چلنا گمراہی کی علامت سمجھی جاے ' اور غفلت و ہوا پرستی نیکی و صداقت کی دلیل ہو - عجب نہیں کہ حضرۃ شیخ محمد داؤد اور شیخ جمال الدین پر بھی مہدویۃ کا الزام اسی بنا پر لگایا گیا ہو :

حسد تہمت ازادی سروم بگداخت
کین مرادیست کہ بر تہمت آن ہم حسدست

تمام تاریخیں متفق ہیں کہ وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں تیغ بے نیام تھے - انکی زندگی لا یخافون لومۃ لائم کی کامل تصویر تھی - ظاہر

[بقیہ نوٹ صفحہ ۲۷۲]

سنہ کے وقائع میں لکھتے ہیں - اب معاملہ یہانتک پہنچ چکا کہ جشن نو روزی میں علماء ' صلحاء ' قاضی ' مفتی ' سب وادی قدح نوشی میں آگئے - بھر بھر کے جام اتھاتے ' اور یہ کہکر تلچھت تک صاف کرجاتے کہ "بہ کوری فقہا می خوریم"

عشقت خبر زعالم بے ہوشی آورد
اہل صلاح را بقدح نوشی آورد

ان حالات کے ساتھہ کیا ممکن تھا کہ اکبر کو اہل مذاہب سے حسن ظن باقی رہتا ؟ اور وہ سب کچھہ نہ ہوتا جو ہوتا رہا ؟ سیرۃ حضرۃ مجدد میں ان معاملات کی تفصیل ملیگی - اور بدایونی جلد ۲ - صفحہ ۳۰۸ - وغیرہا -

ہے کہ اُس زمانے میں کسي عالم حق کے مہدوي ہونے کیلیے اس سے بڑھکر اور کونسي دلیل ہوسکتي تھي ؟ - شیخ عبد الحق محدث دہلوي کے ایک اشارہ سے بھي اسکي تصدیق ہوتي ہے - " شیخ قطب عالم مي گفت کہ چون بملازمت او رسیدم ' بجہت غلبۂ طریقۂ وعظ و نصیحت بخاطر خطور کرد کہ مگر شیخ طریقۂ مہدویہ دارد - بمجرد این خطور بے سابقۂ تقریبي سر برآوردہ و فرمود - مہدویہ فرقۂ ضالہ اند" (اخبار الاخیار - صفحہ ۱۹۹)

اصل یہ ہے کہ علماء دنیا کو فقراء حق کي اذیت و مخالفت کیلیے ہر عہد میں کسي نہ کسي آلۂ تضلیل و حیلۂ قتل کي تلاش رہتي ہے اور وہ ڈھونڈھ ڈھانڈھکر نکال ہي لیتے ہیں - پھر جہاں کسي کو راہ حق و اصلاح میں سرگرم اور اپني نفس پرستیوں کي راہ میں مخل دیکھا - جھٹ وہي الزام اُسکے سر تھوپ دیا اور عوام و حکومت ' دونوں کا فتنہ اُسکے پیچھے لگادیا - ہر زمانے کے حالات اور عوام کے میلان و اعتقاد کے مطابق یہ آلہ بھي ڈھلتا رہا ہے ' اور گو ہتیار بدلتے رہے لیکن کاٹ سب کي یکساں رہي - (۱)

---

(۱) صرف ہندوستان ہي کي تاریخ دیکھہ لي جاے - اوائل شیوع اسلام سے آخر تک - کوئي اہل حق ان فتنوں سے نہ بچا - حضرت خواجہ معین الدین اجمیري ' شیخ الاسلام ملتاني ' خواجہ بختیار کاکي ' خواجہ نظام الدین اولیاء (رضي اللہ عنہم) ان میں سے کوئي بھي ایسا نہیں ہے جنکو وقت کے فقیہوں اور قاضیوں نے چین سے بیٹھنے دیا ہو - کسي پر کوئي الزام لگایا کسي پر کوئي الزام - خواجہ قطب الدین کاکي کے عہد کے شیخ الاسلام نے جب دیکھا کہ کچھہ نہیں چلتي اور خلق اللہ پروانہ ہو رہي ہے تو ایک فاحشہ عورت کو پانچ سو دینار کي لالچ دلاکر آمادہ کیا کہ بر سر دربار خواجہ صاحب پر زنا کا الزام لگاے - لیکن جب موقعہ آیا تو اُنکي ہیبت حق نے مہلت نہ دي اور خود اُس عورت ہي نے اصلي واقعہ ظاہر کردیا - بڑي جلن ان لوگوں کو اس بات کي ہوتي ہے کہ ہم شریعت کے مالک ہیں - جب تک مسئلہ نہ بتلائیں نہ کسي کا غسل ٹھیک ہو اور نہ وضو - پھر کیا ہے کہ دنیا ہمیں چھوڑ کر دوسروں کي طرف جاتي ہے ؟ ہم نے بھیک کي روٹیاں کھا کر دنیا جہان کي کتابیں چاٹ لیں لیکن پھر وہي ملا کے ملا - شیخ الاسلام اور قاضي القضاۃ بھي ہوگئے تو کیا ہوا ؟ لوگ سہم کر

اُس زمانے کے الزام مہدویۃ کا اندازہ تم اپنے زمانے کے بعض نام نہاد اور خود ساختہ مذہبی الزاموں سے کرسکتے ہو - گذشتہ نصف صدی میں علماء سوء و دجاجلۂ آخرالزمان نے ان الزاموں کے ذریعہ کیسے کیسے مظالم و شدائد مصلحین امت و متبعین کتاب وسنۃ و داعیان دین الخالص پرنہیں کیے ہیں اور اس دنیا کی کونسی مصیبت ہے جو اُنپر نہیں لائی گئی ہے ؟ ابتو یہ فتنہ کچھہ کچھہ دب چلا ہے' لیکن گذشتہ ساٹھہ ستر برس کے اندر نہ صرف ہندوستان بلکہ اکثر بلاد اسلامیہ میں جو حالت رہچکی ہے' افسوس کہ تاریخ کا قلم ابتک اُس سے آشنا نہ ہوا - ورنہ شاید پچھلے عہد فتن و مظالم کی کتنی ہی سر گذشتیں اُسکے سامنے ہیچ نظر آتیں - اس فتنہ نے حق کی پامالی اور صلحاء امت کے قتل و غارت کے سارے ہتیار اکٹھے کر دیے تھے - جہاں کسی کو کتاب وسنۃ کا داعی اور بدعات و منکرات سے کنارہ کش دیکھا - جھٹ کہدیا کہ منھم - پھر بمجرد اس الزام کے گویا اُس بدنصیب کا خون

[بقیہ نوٹ صفحہ ۲۷۴]

ڈرنے لگے مگر دلوں کی عقیدت و ارادت تو نہ ملی ؟ یہ کیا اندھیر ہے کہ ایک فقیر بے نوا پھٹی کملی اوڑھکر کسی کھنڈر میں بیٹھہ جاتا ہے - ہدایہ کی چار سطریں سامنے رکھدیں تو ہوش و حواس گم ہوجائیں - قدوری اور کنز بھی پوری نہیں پڑھی - اسپر عالم گیریوں اور جہاں ستانیوں کا یہ عالم کہ لاکھوں دلوں کا مالک ! آبادیوں کی آبادیاں ہیں کہ سمتی چلی آرہی ہیں ! افسوس ' ان بندگان نفس کو کون سمجھاے کہ کار خانۂ الہی کے تعزز و تذلل کا صرف وہی قانون نہیں ہے جو تم نے مولویت و مشیخت کی مسندوں پر بیٹھکر سمجھہ رکھا ہے - مدرسوں کی دماغ سوختگیوں کے علاوہ بھی کچھہ کرنے کے کام ہیں' اور شاید سارا دار و مدار اُنھیں پر ہے - اصلی طاقت عمل کی ہے نہ کہ مجرد علم کی - ابن ماجہ کی روایت یاد آگئی " قلوبهم مفاتیح الهدی - یخرجون من کل غبراء مظلمۃ "

زبندگی بنشینی بہ تخت سلطانی اگر تو خدمت محمود چوں ایاز کنی
زناز کی نہ برد پے بمنزل مقصود مگر طریق رہش از سر نیاز کنی
اگر بناز براند ' مرو کہ آخر کار بصد نیاز بخواند ترا و ناز کنی

مسلمانوں پر حلال ہوگیا - یہود و نصاری اور مشرکین کو مسلمانوں کی بستیوں میں امن ملسکتا ہے لیکن اُس بدبخت کیلیے کہیں پناہ نہیں - گھر سے بے گھر اُنکو ہونا پڑا ' مردود و مطعون خلائق رہ بنے ' خدا کی عبادت گاہوں کے دروازے اُنپر بند کیے گئے ' کفر کے فتوؤں کا بے خطا ہتیار انکے لیے حرکت میں آیا ' حکومت وقت کو ا‌نکے خلاف بھڑکایا گیا ' کفار نے نہیں ' خود مسلمانوں نے اُنکے خلاف سازشیں کیں - بغاوت کا الزام لگا کر کسی کی جان پہانسی کے تختے پر لی گئی ' اور کسی کو مدة العمر کیلیے کالے پانی بہجواکر مسلمانوں نے جشن کیے - حتی کہ جن مظلوموں نے جوار بیت اللہ و بیت الرسول کو من دخلہ کان امنا سمجھکر کفر زار ہند سے ہجرة کی ' اُنکو وہاں بہی پناہ نہ ملی - کبوتروں کے غول مسجد حرام میں بے غم اڑتے ہیں اور جانوران صحرائی کو اس دار الامن نے شکاریوں کی صید افگنیوں سے محفوظ کردیا ہے - مگر افسوس کہ عشاق کتاب و سنت کیلیے وہاں بہی امن نہ تھا - وہی خود ساختہ مذہبی الزام اُنپر لگایا گیا - عین جوار حرم میں کسی مہاجر الی اللہ کے تازیانے لگاے گئے ' کسی کو قید کیا گیا ' کسی کا تمام مال و متاع مسلمانوں کیلیے مباح کردیا گیا - جن لوگوں نے کفر و ظلم کی آبادیوں سے نکلکر اللہ کے گھر میں پناہ لی تھی ' انکو وہاں سے بہی نکالا گیا :

درون خانۂ چشم تو مردمان ہستند
کہ درمیان حرم می زنند قافلہ را !

اور یہ سب کچھہ اسلیے ہوا کہ قرآن کے چاکر اور رسول و سنة رسول کے شیفتہ ہیں :

تمنت سلیمی ان نموت بحبها
و اهون شيئ عندنا ما تمنت !

فصل

تذکرة الواصلین میں لکھا ہے کہ مولانا جمال الدین علم و طریقت اور ظاہر و باطن کے جامع تھے تمام علوم و فنون کے درس و تدریس میں

استاد وقت تسلیم کیے گئے - علی الخصوص علم حدیث کے درس و اشاعت میں اپنا جواب نہیں رکھتے تھے - دھلی میں اسوقت صرف وھی ایک بزرگ تھے جنکے یہاں محدثین کے طرز پر (۱) کتب صحاح کی تعلیم ھوتی تھی - طلباء دوسری جگہوں سے فراغت حاصل کرکے اُنکی خدمت میں پہنچتے اور علم حدیث میں استفادہ کرتے - اس امر کی اس سے بھی تائید ھوتی ھے کہ مولانا ممدوح شیخ رفیع الدین سلامی شاگرد حافظ سخاوی کے شاگرد تھے ' اور شیخ موصوف پہلے شخص ھیں جنکی وجہ سے ھندوستان میں علم حدیث کے درس و نظر کا چرچا پھیلا -

ھندوستان میں اسلامی علوم مغلوں کی حکومت کے ساتھہ آے - مغلوں کا وجود ھی اسلامی تنزل کی پیداوار تھا - اسلیے گویا یہاں علوم اسلامیہ کے درس و تدریس کی بنیاد ھی تنزل سے پڑی - اکبر کے عہد سے پہلے تک تعلیم زیادہ تر فقہ و اصول میں محدود تھی - اُن وقتوں کے فقہی مناظرات وغیرہ سے معلوم ھوتا ھے کہ اُسکا پیمانہ بھی چنداں بلند و وسیع نہ تھا - اسی اثناء میں علامۂ تفتازانی کی درسیات کی عام مقبولیت و اشاعت کی ھوا چلی ' اور ھندوستان میں بھی گھر گھر پھیل گئی - نتیجہ یہ نکلا کہ اس سے پہلے مفتاح سکاکی بلاغۃ میں اور اصول بزدوی وغیرہ اصول میں پڑھی پڑھائی جاتی تھیں - اب وہ بھی چھٹ گئیں - سارا دار و مدار علامۂ موصوف کے مختصرات و شروح پر آکر رھگیا - علامۂ تفتازانی کی درسیات کی مقبولیت علوم درسیۂ اسلامیہ کے تنزل کی سب سے بڑی بنیاد ھے - پھر اکبر کے عہد میں ایران و ولایت سے معقولات کا نیا سیلاب آگیا - میرزا فتح اللہ شیرازی وغیرہ نئے نئے حاشیے اور شرحیں لاے - میرزا جان وغیرہ کی کتابوں کی اشاعت ھوئی - یہ لوگ امارت و وزارت کی حکمرانیاں بھی رکھتے تھے - وقت کا دور مذھبی چرچوں سے بے میل تھا - اسلیے معقولات کی گرم بازاری کے سامنے فقہ و اصول کی

(۱) اصل عبارت میں " بہ رنگ محدثین " ھے - یعنی اُس عہد کے عامۂ علماء اور فقہاء کے طریقہ پر نہیں -

بھي نه چل سکي ' اور رفته رفته درسيات نے وہ شکل اختيار کرلي جو اب درس نظاميه کے نام سے تمام ملک ميں رائج ھے اور جسکا غالب حصه معقولات پر اور وہ بھي بطريق قدماء نہيں ' بلکه متون و شروح و حواشي متاخرين پر مشتمل ھے -

ليکن اس عام حالت ميں کبھي کبھي مستثنيات کے فلتات تبديلي بھي پيدا کرديتے تھے - شيخ رفيع الدين سلامي لودھيوں کے زمانے ميں هندوستان آے اور علامۂ دواني کي مصنفات کے ساتھه علم حديث کا ذوق بھي اپنے ساتھه لاے - اُنھي کے شاگرد مولانا جمال الدين بھي تھے - ان بزرگوں نے علم حديث کا ذوق علماء هند ميں پيدا کيا - مولانا جمال الدين کے آخري عهد ميں شيخ عبد الحق حجاز سے واپس آے - الله نے انکي عمر مبارک ميں بڑي برکت دي ' اور اُنکي تدريس و تصنيف نے ايک پورا سلسلۂ تعليم ملک ميں قائم کرديا - ايسي هي مستثنیٰ حالت هندوستان کے ساحلي مقامات کي بھي رهي ھے - مثلاً گجرات وغيرہ جہاں شيخ علي متقي اور شيخ عبد الوهاب اور شيخ طاهر وغيرہ اصحاب حديث پيدا هوے - شيخ عبدالحق انھي بزرگوں سے فيض ياب هوے تھے -

مولانا جمال الدين کے ذوق حديث کي نسبت ابتدا ميں جو کچھه معلوم هوا ' اُسکي بنياد صرف تذکرۃ الواصلين اور والد مرحوم کا رساله تھا - ليکن اب منتخب التواريخ ميں اُنکے حالات ديکھے تو پوري طرح اس بات کي تصديق هوگئي - ملا بدايوني نے ايک خاص باب ميں صرف اُن اکابر عهد کا ذکر کيا ھے جن سے وہ ملسکے هيں اور تلمذ و اجازت حاصل کي ھے : اسي باب ميں مولانا کا ذکر اسطرح کرتے هيں :

" علم حديث را خوب ورزيده - درصحبت اهل فقر و فنا رسيده - مدت مديدست که لذت آں وادي دريافته - و توفيق استقامت و استدامت براں رفيق ارگشته - با اهل دنيا کارے ندارد - و بافادۂ و افاضۂ طلاب علم مشغول ست " (جلد ۳ - صفحه ۱۱۳)

یہ شہادت دیکھکر طبیعت کو نہایت درجہ خوشی ہوئی - کہہ نہیں سکتا کہ یہ خیال کسدرجہ سرور قلب و کیف دماغ کا باعث ہوا کہ الحمد لله علم حدیث و سنة کی خدمت و چاکری کی سعادت سے ہمیشہ یہ خاندان ممتاز رہا ہے، اور " برنگ محدثین " ذوق سنة اور " با اہل دنیا کارے نہ داشتن " کی دولت ابتدا ہی سے ہم خاک نشینان فقر و نا مرادی کے حصے میں آئی ہے - عجب نہیں کہ یہ بادۂ کہن وقت کی خمار آلودگیوں کے علی الرغم پھر جام و مینا کی گردش تک پہنچے ، اور یہ سرمستی پارینہ دارو ے تازہ سے ترکیب پاکر ہنگامۂ گذشتہ اور شورش رفتہ کی دست افشانیوں اور پاکوبیوں کا عالم پھر از سرنو تازہ کردے :

به بدمستی سزد گر متہم سازد مرا ساقی
ہنوز از بادۂ پارینہ ام پیمانہ بو دارد !

سبحان الله، عالم فقر و نا مرادی کی عظمتیں، اور بوریاے استغناء و قناعت کی شہنشاہیاں ! اگر مولانا موصوف کے حالات میں ہم پڑھتے کہ وقت کے خانخاناں اور امیر الامراء تھے، بلکہ تاج و تخت کے مالک اور ملکوں کے حکمراں تھے، جب بھی یہ کیفیت و سرور کب حاصل ہوتا جو اس ایک جملہ میں موجود ہے کہ " با اہل دنیا کارے ندارد ! " انکی دنیوی عظمتوں کی نامہ نگاری میں اگر پوری ائین اکبری اور اکبر نامہ بھی ملجاتا، تو وہ بھی اِس ایک شہادت کے آگے ہیچ تھا - دنیا بازی و حکومت پرستی کی ایک ایسی عالم آشوبی میں جیسی کہ اُنکے عہد میں تھی، اگر " با اہل دنیا کارے نہ داشتن " کا معاملہ رکھتے تھے، تو صرف اس واقعہ کی یاد ہی ہماری سرگرانیوں کیلیے کفایت کرتی ہے - زمانہ کی ساری نا موافقتوں اور بے مہریوں کے ساتھہ بھی ایک بدمست زندگی بسر کردینے کیلیے اس جام کہنۂ استغنا کا ایک جرعۂ عالم فراموش کافی ہے :

هنيئاً لارباب النعيم نعيمها و للعاشق المسكين ما يتجرع !

دوسری شہادت حضرة شاہ عبد الحق محدث کی ہے کہ اُنکے معاصر ہیں، اور اُنکی زندگی ہی میں لکھہ رہے ہیں :

" جامع میان علم شریعت و طریقت - از اول فطرة بر نشئة عبادت و تقوی و صلاح بر آمده ' و بر عصمت ذاتي نشؤ و نما یافته - بعد تحصیل علم دیني به تهذیب اخلاق و تبدیل صفات موفق شد - الحق درین زمان در زمرۂ علماء و فضلاء این چنین مردم در سلوک این طریق و رسوخ قدم و اتباع سنت حضرة سید المرسلین صلی الله علیه و سلم نادر و عزیز الوجود اند " (۱)

حضرة شاه عبد الحق محدث جس دور علم و تعلم کے باني هوے ' اُسکي ایک خصوصیت یه هے که علم حدیث کے متعلق فارسي زبان میں که ملک کي عام زبان تهي ' تصنیف و تراجم کي بنیاد ڈالي - خود شاه صاحب نے مشکواة وغیره کا ترجمه کیا - پهر اُنکے صاحب زاده شیخ الاسلام نور الحق نے صحیح بخاري کا - لیکن تذکرة الواصلین سے معلوم هوتا هے که یه سلسله بهي مولانا جمال الدین هي کا شروع کرده هے - انهوں نے صحیح بخاري کي فارسي میں ایک شرح لکهي تهي جو کتاب النکاح تک مکمل هوئي تهي' اور اُس زمانے میں نهایت مشهور و متداول تهي - اُنکي دوسري تصنیف اصول بزدوي کي شرح هے - صاحب تذکره نے شاه عبد الحق صاحب کا قول نقل کیا هے " و از تصنیفات اوست شرح اصول بزدوي که امروز در تمام دیار هند مشهور ست و در طلباء فن مقبول "

شاه صاحب کے اِس جمله سے ' اور نیز دیگر موارد سے معلوم هوتا هے که اُس عهد میں اصول بزدوي عام طور پر داخل درس تهي - اسي لیے متعدد علماء هند نے اُن عهدوں میں اُسکي شرحیں اور حاشیے لکهے - قاضي شهاب الدین دولت آبادي نے بحث امر تک شرح لکهي تهي جسکو شیخ عیسی جونپوري نے پورا کیا - حضرة مولانا منور الدین کے قلم سے لکهي

---

(۱) شاه صاحب کي یه عبارت میں نے والد مرحوم کے رساله سے نقل کي هے - والد مرحوم نے اُنکے مکتوبات کا حواله دیا هے - لیکن مکتوبات کا جو مجموعه " ارسال المکاتیب و الرسائل " کے نام سے متداول هے ' اسمیں یه عبارت نهیں ملي - شاه صاحب نے اپني تصنیفات کے تذکره میں متعدد مجموعه هاے مکاتیب کا ذکر کیا هے -

هوني ميرے پاس موجود هے - شيخ رجيه گجراتي كي شرح بهي عرصه تک ديار دکن و گجرات ميں متداول رهي - مولانا منور الدين كے حالات ميں پڑهوگے كه انكے زمانے تک درسيات ميں داخل تهي - مولانا شمس الدين يحيى حضرة خواجه نظام الدين اولياء كے مشهور خلفاء ميں سے هيں - شرح مشارق ميں لكهتے هيں كه ميں مولانا ظهير الدين بهكري سے اصول بزدوي پڑهتا تها - ايک دن خواجه صاحب كي خدمت ميں گيا تو پوچها كيا پڑهتے هو ؟ عرض كيا اصول بزدوي - فرمايا - اس كتاب كے فلاں مقام كا مطلب كيا هے ؟ ميں كچهه جواب نه ديسكا كه وه مقام خود ميرے درس ميں بهي صاف نهيں هوا تها - پهر خود انهوں نے نهايت عالمانه تقرير كي اور اس مشكل كو حل كرديا -

بهرحال موجوده عهد كے مقابلے ميں وه زمانه پهر بهي غنيمت تها كه صرف شرح منار اور تلويح پر تو قناعت نهيں كرلي تهي ؟ اصول فقه حنفي كو سب سے پہلے پانچ شخصوں نے مرتب و منظم كيا اور كتابيں لكهيں - امام كرخي (متوفي سنه ۳۴۰) امام ابوبكر جصاص (سنه ۳۷۰) امام دبوسي صاحب تاسيس (سنه ۴۳۰) امام سرخسي (سنه ۴۸۳) امام بزدوي (سنه ۴۸۲) انكے بعد جسقدر كتابيں لكهي گئيں ' سب كي امهات يهي هيں - پس متاخرين كي محدثات درسيه كے مقابله ميں امام بزدوي كي كتاب بدرجها بهتر اور ارباب شروح كي تمام بدعات تحرير و بيان سے پاک هے - يه كتاب جب عام طور پر داخل درس تهي تو يقيناً همارے زمانے كے دماغ سوختگان نور الانوار و تلويح سے اس زمانے كا پايۂ علمي بلند تر هوگا - ابتو اكثر مقامات ميں پوري تلويح كا پڑهنا پڑهانا بهي متروک هے - حروف معاني كي بحث تک جسكے سبق هوگئے ' سمجهنے لگتا هے كه وقت كا اصولي اور فقه كا امام هوگيا !

اصول بزدوي كا پڑهنا پڑهانا ايک طرف - ابتو يه حال هے كه بهتوں كو اسكا اور اسكے مصنف كا نام بهي شايد معلوم نهيں - اسي هفته ايک نيا نقشۂ نصاب تعليم ميرے پاس آيا هے جسكو ايک مشهور مدرسه كے تمام

مدرسین نے ملکر مرتب کیا ہے - اسمیں بہ تقلید ندوہ درجۂ تکمیل بھی رکھا ہے اور تکمیل اصول میں شرح اصول بزدوی منتخب کی ہے - لیکن اسکا نام یوں لکھا ہے "کشف للبزدوی" حالانکہ امام بزدوی کی "کشف" نامی کوئی کتاب سماء دنیا کے نیچے موجود نہیں - البتہ علاء الدین بخاری نے اصول بزدوی کی ایک شرح "کشف الاسرار" ضرور لکھی ہے اور قسطنطنیہ میں چھپ گئی ہے - غالباً حضرات مجوزین نصاب نے اسی کا ذکر کہیں سن پایا ہے- خود تو کتاب دیکھی نہ تھی - سمجھہ لیا کہ بزدوی کی کتاب ہی کا نام "کشف" ہوگا - جب یہ حال ایک مدرسہ کے تمام مدرسین کی مجموعی معلومات کا ہے، تو فرداً فرداً جو حال ہوگا اسکا کیا پوچھنا ؟

قیاس کن زگلستان من بہار مرا

اس نصاب میں ایک خانہ دینیات شیعہ کا بھی ہے - کلام و عقائد میں سنیوں کیلیے شرح عقائد وغیرہ اور شیعوں کیلیے "تنزیہہ الانبیاء" رکھی ہے - گویا "تنزیہہ الانبیاء" مثل شرح عقائد وغیرہ کے شیعہ علم عقائد کی کوئی کتاب ہے - حالانکہ کتاب مذکور علامہ شریف علم الہدیٰ کی ہے اور اسکا موضوع علم عقائد و توحید نہیں ہے، بلکہ عقائد کا صرف ایک مسئلہ - یعنی عصمت ابنیاء -

فصل

صاحب تذکرہ لکھتے ہیں - سلیم شاہ کی درویش آزاریاں دیکھکر حضرۃ شیخ داؤد نے فرمایا تھا - اب پٹھانوں کے زوال و ہلاکت کا وقت آگیا - س پیشین گوئی کا چرچا گھر گھر پھیل گیا تھا - لوگوں کو اسقدر وثوق تھا ہ صبح شام اسکے ظہور کا انتظار کرتے تھے - چنانچہ بالاخر ایسا ہی ہوا - سلیم ٹاہ کے بقیہ دو سال حیات بڑی ہی بد حالیوں میں کٹے - موت ایک ایسے رض سے ہوئی کہ کوئی حکیم تشخیص نہ کرسکا - پھر اسکا لڑکا فیروز قتل وا اور ہمیشہ کیلیے نسل منقطع ہوگئی - اسیطرح عدلی اور سکندر کا پورا زمانہ

طوائف الملوکیوں میں بسر ہوا - بالاخر شیخ علائي کے واقعہ کے چار سال بعد سنہ ۹۶۱ میں همایوں سیلاب کي طرح خیبر کي بلندیوں سے اُترا ' اور دیکھتے هي دیکھتے پٹھانوں کي حکومت خس و خاشاک بنکر بہہ گئي - اُنکي حکومت بہت سي خوبیاں بھي رکھتي تھي - عدلي و سکندر آخر تک اشرفیاں لٹاتے رهے ' مگر کوئي بات بھي کام نہ آئي - شہیداں حق کا خون رنگ لاے بغیر نہ رہا :

چنداں اماں نہ داد کہ شب را سحر کند !

ان معاملات کو صاحب تذکرہ نے بہت تفصیل سے لکھا ھے - چونکہ عام تاریخي واقعات هیں ' اسلیے قلم انداز کرتا هوں - باقي رہا حضرة موصوف کي پیشین گوئي کا معاملہ اور اُسکا ظہور ' تو یہ بات اصحاب نظر کے لیے ذرا بھي تعجب انگیز نہیں - اگر ایک تجربہ کار طبیب سات دن پہلے کہدیسکتا ھے کہ مریض جانبر نہوگا ' اور اگر ایک جاهل مگر سالخوردہ دهقان هوائیں دیکھکر اور موسم کے قدرتي آثار جانچکر بتلا دیسکتا ھے کہ بارش هوگي یا نہیں ؟ تو پھر کیوں تعجب هو اگر ایک طبیب اُمت اور موسم شناس عالم معني و حقیقت حالات و علائم دیکھکر پکار اُٹھے کہ حکومت مٹنے والي ھے ' اور اُمت کي نزع کا وقت آگیا ؟ یا موسم جلد پلٹنے والا ھے ' اور قریب ھے کہ طوفان افق پر چھا جاے ؟ اور یہ مثال بھي اسلیے دي تاکہ تمھارے فہم کي نا رسائیوں پر گراں نہ گزرے - ورنہ اصل حقیقت کا نقشہ اس سے بھي بلند تر کھینچا جاسکتا ھے ' اور جمال حقائق تمثیلوں کي حجاب آرائیوں کا متحمل نہیں - عرفي نے خوب کہا ھے :

تو خفاشي ' ز نور مہ قیاس نور خور میکن
ترا سود این بود ' گر نور خور بیني زیان بیني !

اس سے بھي آسان اور موٹي سي بات کہتا هوں - اللہ کے قوانین و سنن معنویہ اُسي طرح اٹل هیں جسطرح مادیہ - اِسکو تم مانتے هو - لیکن چونکہ اُنپر ویسا یقین نہیں رکھتے جیسا جسماني قوانین مادہ پر ھے ' اسلیے جزم و قطع کے ساتھہ کبھي کوئي بات نہیں کہہ سکتے - هر شخص کہتا ھے کہ

لم کا نتیجہ جلد یا بدیر تباهي ھے - لیکن چونکہ اسپر پورا یقین نہیں ؛
لیے کبھي تمھیں یہ جرأت نہیں هوتي کہ کسي ظالم کي نسبت جزم و
دمي کے ساتھہ دعوی کرسکو کہ ظلم کا زھر عنقریب رنگ لائیگا - حالانکہ
ایسا کرو ؛ تو اس قانون حق کا بنانے والا کبھي تمھیں جھوتا هونے نہ دے اور
بات بھي ویسي ھي سچي اور بدیھي نکلے جیسے زھر سے موت اور آگ
جلن - برخلاف اسکے جب ایک دانائے حقیقت و صاحب ایمان و ایقان کبھي
ار نکل آتا ھے ؛ اللہ اسکے دل کو نور یقین کامل و علم حقیقت سے معمور
دیتا ھے - تو اسکو جسقدر یقین دن کي روشني اور رات کي تاریکي پر هوتا
؛ اُس سے کہیں زیادہ قانون حق و باطل و آئین صلاح و فساد پر هوتا ھے -
حالات دیکھکر بلا تامل بتلا دیتا ھے کہ آج جو کچھہ هو رھا ھے ؛ کل کو اسکا نتیجہ
نکلیگا - اگر اجتہاد میں اس سے غلطي نہ هوئي ؛ تو دنیا دیکھہ لیتي ھے کہ
ک تھیک ویسا ھي ظہور میں آتا ھے - اسپر تم سب تعجب کرتے هو -
لانکہ اگر ایمان کي طاقت سے کام لو اور قوانین الٰہي کو علم و نظر صادق
ساتھہ حالات و حوادث پر منطبق کرو ؛ تو تم سب بھي ویسي ھي پیشین
یاں کرسکتے هو جیسي ایک شخص خاص کرتا ھے ؛ اور الہام حق کا دروازہ
ان کامل کا ھاتھہ تم سب پر کھولدے سکتا ھے - عرفي یہي حقیقت
ھے :

هرکس نہ شناسندۂ راز ست ؛ وگرنہ
ایں ھا همہ راز ست کہ معلوم عوام ست !

قران نے جابجا بتلا دیا ھے کہ مصلحین حق و آمرین بالمعروف کا قتل
ب جماعت کي تباهي کا سب سے آخري کام هوتا ھے - و یقتلون الذین
مرون بالقسط من الناس (نساء) اور ظلم کے ساتھہ کبھي فلاح جمع نہیں
سکتي : انہ لا یفلح الظالمون (یوسف)

هیچ قومي را خدا لعنت نکرد تا دل صاحب دلے نامد بدرد

مصلحین حق قتل هو رھے تھے - ظلم کا بازار گرم تھا - یہ دیکھکر اگر حضرۃ
م داؤد نے آنے والے نتائج کي پہلے سے خبر دیدي تو کونسي اچھنبے

کي بات هے، اور کيوں تم اسکو خلاف عقل سمجهو؟ وہ ساري باتيں جنکا امکان انساني دماغ ميں آسکتا هے عقل کے مطابق هيں - اُن ميں سے کوئي بهي خلاف عقل نهيں - البته اسکا کيا علاج که خود تمهاري هي عقل راہ خلاف ميں گم هے - تم نے تو آجتک يه موٹي سي بات بهي نه سمجهي که کسي بات کے ما وراء عقل هونے سے يه لازم نهيں آتا که خلاف عقل بهي هو:

سر روحانيان داري ولے خود را نديدستي
بخواب خود درا تا قبلهٔ روحانيان بيني !



نوٹ

اصل مسودہ میں اسکے بعد دوسرا باب حضرۃ شیخ محمد بن شیخ جمال الدین رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں تھا اور اسپر انہوں نے اپنے والد مرحوم کے مادری سلسلے کا حال ختم کردیا تھا - اسکے بعد تیسرے باب میں انکے جد امجد حضرۃ شاہ محمد افضل رحمۃ اللہ علیہ کے حالات ہیں ' اور پھر مولانا منور الدین رحمۃ اللہ علیہ کے - چونکہ بعض وجوہ سے اب کتاب کو دو حصوں میں شائع کرنا مناسب نظر آیا ' اسلیے پہلے حصہ کو یہیں ختم کردیا جاتا ہے - دوسرا حصہ باب دوم سے شروع ہوگا - اسي کے ساتھہ خود مولانا کے حالات کا حصہ بھي ملادیا جائیگا جو خاکسار نے مرتب کیا ہے - البتہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ خاتمۂ کتاب کي ایک فصل جسمیں مولانا نے اپنے انداز خاص میں خود اپنے حالات کي طرف چند اشارات کیے ہیں اور جن سے اس تذکرہ کے زمانۂ تحریر کے حالات پر بھي روشني پڑتي ہے ' اسي حصہ کے آخر میں درج کردي جاے ' تاکہ اس جلد کا اختتام بھي بالا جمال مولانا ہي کے حالات پر ہو - اگرچہ ان شاعرانہ اشارات سے اُن عقیدت مندوں کي پیاس نہیں بجھیگي جو اُنکے مفصل حالات کے لیے تشنہ ہیں -

فضل الدین احمد



فصل

گفتی کہ چرا حال دلِ زار نہ گوئی؟
من خود کنم آغاز، بہ پایان کہ رساند؟

ان اوراق پریشان کي تالیف کا باعث ایک دوست عزیز کا اصرار تھا - اب وہ مصر ہیں کہ خود اپنے حالات بھي قلمبند کروں - اس تمام داستان سرائي کے اہتمام سے اُنکا اصلي مقصد یہي تھا - ہرچند معذرت کي مگر مسموع نہ ہوئي - ناچار تعمیل فرمائش کیلیے مستعد ہونا پڑا - کئي سو صفحے روشن دلان سلف کے تذکرۂ آثار و مناقب سے نوراني ہوچکے ہیں - اب دو چار صفحے اپني سیہ روئیوں اور سیہ بختیوں کے سواد تحریر سے بھي سیاہ کرتا ہوں کہ "تعرف الاشیاء باضدادہا":

در مجلس وصالش خمہا کشیدہ مردان
چون دور خسرو آمد، مے در سبو نماندہ!

یہ غریب الدیار عہد، و نا آشنائے عصر، بیگانۂ خویش، و نمک پروردۂ ریش، معمورۂ تمنا، و خرابۂ حسرت، کہ موسوم بہ احمد و مدعو بابي الکلام ہے، سنہ ۱۸۸۸ع مطابق ذوالحجہ ۱۳۰۵ ہجري میں ہستي عدم سے اس عدم ہستي نما میں وارد ہوا، اور تہمت حیات سے متہم - الناس نیام، اذا ماتوا فانتبہوا -

شورے شد و از خواب عدم چشم کشودیم
دیدیم کہ باقیست شب فتنہ، غنودیم

والد مرحوم نے تاریخي نام " فیروز بخت " رکھا تھا ' اور مصرعۂ ذیل سے هجري سال کا استخراج کیا تھا :

" جوان بخت و جوان طالع ' جوان باد ! "

سبحان الله بخت کي فیروزي اور طالع کي ارجمندي ! نیمۂ عمر لغزشوں اور ٹھوکروں کي پامالي و درماندگي میں بسر هوچکي - نیمۂ عمر جو شاید باقي هے ' دم لینے اور سستانے میں ختم هو رهي هے - نه منزل مقصود کا پته هے - نه شاهراه منزل پر قدم - جب پاؤں میں تیزي اور همت میں جواني تھي تو ره نوردي و منزل طلبي کا دروازه نه کھلا - اب پامالیوں اور اُفتادگیوں سے نه قدم میں پامردي رهي نه همت میں کارفرمائي ' تو طلب نے آنکھیں کھولیں اور غفلت نے کروٹ لي - راه دور اور نشان منزل گم - کیسۂ زاد خالي اور سروسامان کار ناپید - وقت جاچکا ' اور هرآن و هر لمحه کاروان مقصود سے دوري اور منزل مراد سے مهجوري بڑھتي گئي - اب قدم کي تیزي اور همت کي چستي واپس بھي ملجائے ' پھر بھي وه دولت وقت کب واپس ملسکتي هے جو لٹ چکي ؟ اور وه قافلۂ امید کب پس ماندگان غفلت کي خاطر لوٹ سکتا هے جو جا چکا ؟

رفتم که خار از پاکشم ' محمل نهان شد از نظر
یک لمحه غافل بودم و صد ساله راهم دور شد !

ساري فیروز بختي و جوان طالعي کا معامله آج نهیں کل فیصل هونے والا هے - یوم تبیض وجوه و تسود وجوه - اصلي فیروز مندي وهانکي فیروز مندي هے ' اور جواں بخت وهي هے جو اُس آنے والے دن کي آزمایش میں پورا اُترے - لکل امریئ منهم یومئذ شان یغنیه ! - اگر وهاں روح و ریحان و جنت النعیم اور فوز عظیم کي فیروزي و کامراني هاتھه آئي ' تو پھر بخت بخت ارجمند هے اور طالع طالع بلند - لیکن اگر وجوه یومئذ علیها غبرة ' ترهقها قتره اور لا بشری یومئذ للمجرمین کي رسوائي و مایوسي ملي '

تو پھر نہ اس حرماں نصیبي کیلیے کبھي امید ھے - نہ اِس ماتم حسرت کیلیے کبھي خاتمہ - بخت اسکندري اور تخت جمشیدي بھي ھاتھہ آئے تو لیکر کیا کیجیے ؟

گر بدانم کہ وصال تو بدین دست دھد
دل و دین را ھمہ دربازم و توفیر کنم !

آبائي وطن دھلي مرحوم ھے :

سلام علی نجد ' و من حل بالنجد !

مگر وطن مادري سرزمین مطہر طیبہ ' و دار الھجرۃ سید الکونین ' و شہرستان نبوت و وحي ھے - قبلۂ عبادت گذاران عشق ' و کعبۂ نیاز مندان شوق - علی صاحبہا الصلواۃ و التحیہ :

دارم دلے گردان ' کہ من قبلہ نما میخوانمش
رو سوے ابرویش کند ' ھرچند مي گردانمش

اور وطن حقیقي کي نسبت کیا کہیے کہ بحکم " کن في الدنیا کانک غریب " ھم سب غربت سراے ارضي کے آوارۂ و مسافر - تمام مسافران ھستي ایک ھي قافلۂ غربت کے رھسپار - سب کو ایک ھي مستقر و موطن درپیش - البتہ کسي کیلیے ساءت مستقرا و مقاما میں داخل ' اور کسي خوش نصیب کیلیے حسنت مستقرا و مقاما :

و ابرح ما یکون الشوق یوما
اذا دنت الخیام من الخیام !

مولد و منشاء طفولیت " وادي غیر ذي زرع " عند بیت اللہ المحرم ھے - یعني مکۂ معظمہ زاد اللہ شرفاً و کرامۃ - محلۂ قدوہ - متصل باب السلام :

بلاد بہا تمت علی تمائمي و اول ارض مس جلدي ترابہا !

اِسوقت کہ سنہ ۱۳۳۵ ھجري قریب الاختتام ھے ' قافلۂ برق رفتار عمر منزل ثلاثین تک پہنچ چکا :

يقولون هل بعد الثلاثين ملعبـــاً ؟
فقلت : و هل قبل الثلاثين ملعبا ؟

قریب هے که چشم زدن میں یه منزل بهي پیچهے رهجاے ' اور آگے کا حال کچهه معلوم نهیں :

کس نمي گویدم از منــزل آخــر خبــرے
صد بیابان بگذشت و دگرے در پیش ست !

جتني زندگي گزر چکي هے ' گردن موڑ کر دیکهتا هوں تو ایک نمود غبار سے زیاده نهیں ' اور جو کچهه سامنے هے ' وه بهي جلوهٔ سراب سے زیاده نظر نهیں آتا - قلم درمانده تذکرهٔ و نگارش سے عاجز ' اور فکر گم گشته حیران اظهار و تعبیر - اپني سرگذشت و روداد عمر لکهوں تو کیا لکهوں ؟ ایک نمود غبار و جلوهٔ سراب کي تاریخ حیات قلمبند هو تو کیونکر هو ؟ دریا میں حباب پیرتے هیں - هوا میں غبار اُڑتا هے - طوفان نے درخت گرادیے - سیلاب نے عمارتیں بهادیں - عنکبوت نے اپني پوري زندگي تعمیر میں بسر کردي - مرغ آشیاں پرست نے کونے کونے سے چنکر تنکے جمع کیے - خرمن و برق کا معامله - آتش و خس کا افسانه - ان سب کي سرگذشتیں لکهي جاسکتي هیں تو لکهه لیجیے - میري پوري سوانح عمري بهي انهي میں مل جائیگي - نصف افسانهٔ اُمید اور نصف ماتم یاس !

عاشق نه شدي ' محنت اُلفت نه کشیدي
کس پیش تو غم نامهٔ هجران چه کشاید ؟

مجسم امید تها - اب سرتا سر حسرت هوں :

مختصر حال چشم و دل یه هے
اِسکو آرام ' اُسکو خواب نهیں !

اس پر بهي اگر داستانسرائي کا شوق هو تو اِن پورے تیس برسوں کي سرگذشت سن لیجیے - حکایت برق و خرمن کوئي افسانهٔ دراز نهیں جس کے لیے پوري رات آنکهوں میں کاتني پڑے - صرف ایک نالهٔ گرم اور آه میں پوري حکایت ختم هے :

همسایه شنید نالهٔ ام ، گفت :
" خاقانی را دگر شب آمد ! "

ایک صبح امید تھی کہ دیکھتے ہی دیکھتے گزر گئی :
همچو عیدے که در ایام بہار آمد و رفت !

ایک شام مایوسی تھی جسکی تاریکی کو امید کا کوئی چراغ روشن نہ کرسکا :

بجھا ہے دل جب سے مجھہ حزیں کا ، چراغ جلتا نہیں کہیں کا !

یا اُمید و حسرت کے دو دن - ایک ہوس تعمیر میں بسر ہوا - ایک ماتم تخریب میں - ایک دن تنکے چنتے رہے - دوسرے دن دیکھا تو راکھہ کا ڈھیر تھا جس پر خوب جی بھر کے آنسو بہائے :

درین چمن که بہار و خزاں هم آغوش ست
زمانه جام بدست و جنازه بر دوش ست !

ابو طالب کلیم نے چار مصرعوں میں پوری سوانح عمری لکھدی :

بدنامی حیات دو روزے نه بود بیش
آنهم کلیم با تو چگویم چسان گذشت ؟
یک روز صرف بستن دل شد باین و آن
روزے دگر بکندن دل زین و آن گذشت !

اور در اصل اس شعبدگاہ ہستی کی بڑی سے بڑی مہلتوں کا بھی یہی حال ہے - لم یلبثوا الا عشیة او ضحاها - اور قالوا لبثنا یوما او بعض یوم ! کلیم کو معلوم نہ تھا کہ اُس سے پہلے یہی مضمون زیادہ ایجاز بلاغۃ کے ساتھہ کہا جاچکا ہے :

و متی یساعدنا الوصال ، و دهرنا
یومان ، یوم نوی و یوم صدود !

عہد طفلی ایک خواب عیش تھا :
حیف صد حیف که ما زود خبردار شدیم !

آنکھیں کھلیں تو عہد شباب کي صبح ہوچکي تھي ، اور خواهشوں اور ولولوں کي شبنم سے خارستان هستي کا ایک ایک کانٹا پھولوں کي طرح شاداب تھا - اپني طرف دیکھا تو پہلو میں دل کي جگه سیماب کو پایا - دنیا پر نظر ڈالي تو معلوم ھوا که اس صبح فریب کیلیے نه تو سوز و تپش کي دوپہر ھے - نه ناامیدي و ناکامي کي شام - یه سارا شہرستان امید اور نگارخانۂ نظر فریب صرف ایک همارے هي دیدۂ و دل کي کامجوئیوں کیلیے بنا ھے ، اور گویا گوشه گوشه اور ذره ذره هماري هوسناکیوں کیلیے چشم براه ھے - جس طرف کان لگایا ، یہي صدا سنائي دي - معلوم نہیں اپني هي گنبدِ غفلت اور هنگامۂ هوس کي گونج تھي - یا نوگرفتاران طلسم شباب کي هوش ربائیوں کیلیے خود ساز هستي کا نواے فریب هي یہي ھے :

شہریست پر زخوبان ، وز هرطرف نگارے
یاران صلاے عام ست گرمي کنید کارے !

غفلت و مدهوشي نے افسوں پھونکا ، سرمستي و سرگراني نے جام بھرے ، جنون شباب نے هاتھه پکڑا ، اور ولولوں اور هوسوں نے جو راه دکھلائي ، دل کي خود فروشیوں نے اسي کو منزل مقصود سمجھا - هوش و خرد کو گو پہلے حیراني هوئي لیکن پھر اُس نے بھي آگے بڑھکر اشاره کیا - راه ھے تو یہي راه ھے اور وقت ھے تو اسي کا :

ساقیا مرنج از من عالم جواني ها ست !

جس طرف نظر اُٹھائي ، ایک صنم آباد اُلفت و پرستش نظر آیا جسمیں مندروں اور مورتیوں کے سوا کچھه نه تھا - هر مندر جبین نیاز کا طالب - هر مورتي دلفروشي و جانسپاري کیلیے وبال هوش - هر جلوه برق تمکین و اختیار - هر نگاه بلاے صبر و قرار .

الفراق اے صبر و تمکین ! الوداع اے عقل و دین !

جس راه میں قدم اُٹھایا ، زنجیروں اور کمندوں نے استقبال کیا - جس گوشے میں پناه لي ، وهي زندان هوش و آگہي نکلا ایک قید هو تو ذکر

کیجیے - ایک زنجیر ہو تو اسکی کڑیاں گنیے - دل ایک تھا مگر تیر
ہزاروں ہاتھوں میں تھے - نظر ایک تھی مگر جلوؤں سے تمام عالم معمور تھا -
ہر کشش نے اپنا تیر چلایا - ہر رہزن نے اپنی کمند پھینکی - ہر فسوں ساز
نے اپنا افسون محبت پھونکا - ہر جلوۂ ہوش ربا نے صرف اپنے ہی
دام الفت میں اسیر اور اپنی ہی فتراک اسیری کا نخچیر رکھنا چاہا :

واے بر صید کہ یک باشد و صیادے چند !

یہ [illegible] ساتھہ چھوڑ دیا ہو اور دیدۂ اعتبار یک
لخت [illegible] کی - ستاروں نے بھی کبھی کبھی
پردۂ شب سے [illegible] رات کی تاریکی اور طوفان کی تیرگی
ایسی نہ تھی جو ان چنگاریوں سے روشن ہوجاتی - وہ برابر بڑھتی ہی گئی :

فرصت زدست رفتہ و حسرت فشردہ پاے
کار از دوا گذشتہ و افسوں نہ کردہ کس !

کبھی سرو کی بلند قامتی پر رشک آیا تو سر بلندی و سرفرازی کیلیے دل
خون ہوا - کبھی سبزۂ پامال کی خاکساری و افتادگی پر نظر پڑ گئی تو اپنے
پندار و خود پرستی پر شرم آئی - کبھی باد صبا کی روش پسند آئی تو
اقامت گزینی سے وحشت ہوئی - آوارگی و رہ نوردی کی دل میں
ہوا سمائی - کبھی آب رواں کی بے قیدی و بے تعینی اس طرح جی کو
بھائی کہ پابندیوں اور گرفتاریوں پر آنکھوں نے آنسوؤں اور دل نے زخموں
کے ساتھہ ماتم کیا - پھولوں کو جب کبھی مسکراتے دیکھا تو اپنی آنکھوں نے
بھی رونے میں کمی نہ کی ' اور درختوں کو جب کبھی جنبش ہوئی -
شاخوں نے جھوم جھوم کر وجد کیا - تو اپنی سنگینی و بے حسی بھی ضرور
یاد آگئی - غرضکہ نہ تو اسباب میں کمی تھی اور نہ استعداد بالکل مفقود
تھی - بجلیاں کوندتی رہیں - بادل گرجتے رہے - لیکن افسوس کہ نیند بھی
بڑی ہی سخت تھی اور پشت غفلت کسی بڑے ہی سخت تازیانے کا
انتظار کر رہی تھی :

نہ پہنچی ضعف سے لب تک دعا ھی' ورنہ سدا
در قبـــول تـــو اس آرزو میں بـــاز رھـــا !

بہتر یہ ھے کہ صاف صاف ھی کہدیا جاے :

ھان ! بانگ بلند ست این' پوشیدہ نمی گویم !

گمراھی عمل کی آخری حد فسق ھے اور گمراھی اعتقاد کی الحاد - سو فسق و الحاد کی کوئی قسم ایسی نہ تھی جس سے اپنا نامۂ اعمال خالی رھا ھو' اور فسق خود بھی ایک کامل قسم کا عملی الحاد ھے :

چو پرسش گنہم روز حشر خواھد شد
تمسکات گنـاھان خلق پارہ کنند !

قبل اسکے کہ ھم پر شہادت دی جاے' بہتر ھے کہ خود آپ ھی اپنے لیے شاھد بن جائیں : اقرء کتابك - کفی بنفسك الیوم لدینا رقیبا حسیبا - اور ھم شہادت دیں یا نہ دیں' خود ھمارا وجود ھی سر تاپا شہادت ھے - بل الانسان علی نفسه بصیرۃ و لو القی معاذیرہ - ھاتھہ پانؤں کی شہادت پر تعجب کیوں ھو؟ جب اس دنیا ھی میں دیکھہ رھے ھیں کہ آسکا ہر لمحہ یوم الاشہاد کا حکم رکھتا ھے' اور خود ھمارا قرین بغل ھی دم بدم شہادت دے رھا ھے - لا اقسم بیوم القیامۃ ولا اقسم بالنفس اللوامۃ - البتہ ساری ھلاکت اسمیں ھے کہ ھنگامۂ غفلت و خود فراموشی میں نفس لوامہ کی صداے شہادت بہت کم کانوں تک پہنچتی ھے - اور پہنچتی ھے تو خود ھمارے ھی ھاتھہ سرشاری و بدمستی کے نقاروں پر اس زور سے پڑ رھے ھیں کہ آنکے شور و غل میں یہ سرگوشی ملامت کب کام دیسکتی ھے ؟ الا یہ کہ صیحۃ واحدۃ' فاذا ھم خامدون ! کی گھڑی سر پر آجاے :

گو شت از بار درگران شدہ است
نشنـوی نالـــۂ و فغان مرا !

لیکن دنیا کی ساری سچائیوں اور یقینوں سے بڑھکر یہ حقیقت ھے کہ :

کار ســـاز ما بفکـــر کار ما * فکـــر ما در کار ما آزار ما !

اور اس راہ کي نیرنگیوں کا کچھہ عجیب حال ھے :

که علم بے خبر اُفتاد و عقل بے حس شد !

ھرچند راہ ایک ھي ھے ' لیکن کرشمے بے شمار ھیں - اور گو ھوش سب کھوتے ھیں مگر ایک ھي جلوہ سے نہیں :

اے ترا با ھر دلے رازے دگر ! ھر گدا را بر درت نازے دگر !

کوئي پکارتا ھے اور دروازہ نہیں کھلتا - کوئي بھاگتا ھے اور اسپر کمند پھینکے جاتے ھیں - قانون طلب و سعي سے انکار نہیں لیکن اگر وہ بے طلب دینا چاھے تو اُس کا ھاتھہ پکڑنے والا کون ھے ؟ " ان لربکم فی ایام دھرکم نفحات' الا فتعرضوا لها "

کار زلف زتست مشک افشاني' اما عاشقان
مصلحت را تہمتے بر آھوے چین بستہ اند !

غرضکہ اپني غفلت پرستیوں کا تو یہ حال تھا - لیکن اُدھر کارفرماے غیب کا فیصلہ کچھہ دوسرا ھي ھو چکا تھا :

بہ دور گردمي من از غرور مي خندد
حریف سخت کمانے کہ در کمین دارم !

ناگہاں جاذبۂ توفیق الہي پردۂ عشق مجاز میں نمودار ھوا ' اور ھوس پرستی کي آوارگیوں نے خود بخود شاھراہ عشق و محبت تک پہنچا دیا - آگ لگتي ھے تو رفتہ رفتہ شعلے بھڑکتے ھیں - سیلاب آتا ھے تو بتدریج پھیلتا ھے - یہ تو ایک بجلي تھي جو آناً فاناً نمودار ھوئي - چمکي - اور دیکھا تو خاک کا ڈھیر تھا :

مي گذشتم زغم آسودہ کہ ناگہ ز کمین
عالم آشوب نگاھے سر راھم بگرفت

اصل میں منزلیں تین ھي ھیں - ھوس ' عشق ' حقیقت :

حاصل عمرم سہ سخن بیش نیست
خام بدم ' پختہ شدم ' سوختم !

اور یہاں عشق سے مراد عشق محدود و ناقص یعنی مجاز ھے - نہ کہ علی الاطلاق ' کیونکہ اس اعتبار سے تو اول و آخر جو کچھہ ھے عشق ھي ھے - تمام کائنات ھستي میں بجز اسکے ھے اور کون ؟ آسمانوں کا ستون ھے تو یہي ھے - زمین کا مدار و محور قائم ھے تو اسي کے دم سے - دنیا میں جسقدر ظاھر ھے یہي ھے - جسقدر باطن ھے اسکے سوا کچھہ نہیں - یہ دوسري بات ھے کہ تمھاري نگاہ وحدت نا آشنا نے ایک ھي حقیقت کو طرح طرح کے ناموں سے موسوم کردیا ھو - کتنے ھي پردے ھیں جو اسي کج نظري و کثرت بیني نے جمال حقیقت یگانہ و یک رنگ پر ڈال رکھے ھیں - ورنہ :

یک چراغ ست درین خانہ کہ از پرتو آن
ھر کجا مي نگري ' انجمنے ساختہ اند !

بلاشبہ یہ بھي لغزش تھي - لیکن اُس لغزش کو کیا کہوگے جو محبوب کے قدموں پر گرادے ؟ مقصود تو ساری باتوں سے اُس تک پہنچنا ھے - اگر لغزش و مستي ھي رھنما بنجائے تو پھر کیوں نہ ھزار استقامتیں اُسپر قربان ھوں - لاکھوں ھشیاریاں اسپر سے نچھاور :

گر طمع خواھد زمن سلطان دین
خاک بر فرق قناعت بعد ازین !

اصل یہ ھے کہ اس راہ کي کامیابي کا سارا دار و مدار قطع و وصل اور شکستگي و پیوستگي پر ھے ' اور قرب ایک منزل ھے جس تک پہنچنے کي راہ بعد ھي میں سے ھوکر نکلي ھے - یعني ایک سے ملنے کیلیے سب کو چھوڑنا اور ایک سے جڑنے کیلیے سب سے کٹنا - اس دروازہ کا کھلنا اسپر موقوف ھے کہ وہ تمام دروازے بند کردیے جائیں جو پہلے کھول لیے گئے تھے :

در قبول نظر عشق ھزاران شرط ست
اول از عافیت رفتہ ندامت باشد !

انسان کي محبوبات و مالوفات کے اٹکاؤ ایک نہیں بے شمار ھیں - اسکي گردن الفتوں کي طوق کا بوجھہ ھے - اُسکے پانؤں علائق کي زنجیروں سے گرانبار

اُسکا دل چاروں طرف سے صدہا قسم کی کششوں کا نشانہ - ہر زنجیر کے بندھن پر مرتا اور ہر علاقہ کی اُلفت میں اسیر رہنا چاہتا ہے : زین للناس حب الشهوات من النساء و البنین و القناطیر المقنطرة من الذهب و الفضة و الخیل المسومة و الانعام و الحرث - ذالك متاع الحیوٰة الدنیا (ال عمران) تو اب اصلی کام یہ ہوا کہ یہ ساری بندشیں کٹیں اور پرستش ما سوی اللہ کی ساری زنجیریں ٹوٹیں - اسکے لیے صرف دو ہی صورتیں ہیں - یا تو کوئی ایسا طاقتور ہاتھ آمادۂ عقدہ کشائی ہو کہ گن گن ایک ایک گرہ کھولدے - ایک کے بعد ایک ، ساری زنجیریں کھلتی جائیں - یا پھر ایک تلوار چمکے - جسکا ایک ہی بھرپور ہاتھ چشم زدن میں ساری بندشوں اور زنجیروں کو ٹکڑے ٹکڑے کرکے رکھدے - نہ ناخن گرہ کشا کی منت پذیری - نہ زنجیروں کی لقہ شماری کی انتظاری - ایک سوکھی لکڑی کے جلانے کیلیے ہزاروں بیڑیں کیجیے جب کہیں آگ سے دھواں اُٹھے - لیکن معلوم ہے کہ ہزاروں بانوں اور خرمنوں کیلیے بجلی کی ایک ہی نظر شعلہ بار کافی ہوتی ہے :

گفتم چہ گونہ میکشی و زندہ می کنی ؟
از یک نگاہ کشت ، جوابے دگر نہ داد !

قطع علائق اور دفع موانع کی جتنی راہیں سعی و ہمت اور طلب و جستجو سے پیدا کی جاتی ہیں ، سب پہلی صورت میں داخل ہیں - اور دوسری صورت جذب و عشق کی ہے - یہ قوت فرشتۂ عشق کے سوا اور کسی کے ہاتھہ میں نہیں کہ ہزاروں نشتروں کا کام ایک ہی وار میں پورا کردے :

دم شمشیر بود رهگذر عشق ، رے
ہرکہ این رہ نرود ، پے بہ دردل نبرد !

اسی لیے عرفاء طریق نے کہا - عشق کی بری سے بری گرفتاری بھی بے دردی و بے سوزی کی آزادی سے ہزار درجہ بہتر ہے ، اور اس راہ کی نا کامی بھی کم از فتح و فیروز مندی نہیں :

رهـــروان - را خستگي راه نیست
عشق هم راهست وهم خود منزل‌ست !

گو اسکي گرفتاري بھي گرفتاري اور اِسکا اٹکاؤ بھي اٹکاؤ ھے ' لیکن بہرحال یہی نفع کتنا بڑا نفع ھے ' کہ اسکي بدولت کام بہت آسان و مختصر هوجاتا ھے- اور آنے والي منزل کے سارے کاموں کي مشق پہلے هي سے هوجاتي ھے - پہلے سو زنجیروں کو توڑنا تھا تو اسکي بدولت اب صرف ایک هي زنجیر سے چھوٹنے کا معاملہ باقي رهگیا - پہلے هزاروں چوکھٹوں کي جبهہ سائیوں سے پیشاني داغدار تھي -کس کس داغ کو مٹاتے ؟ کن کن پرستش گاهوں کو ڈھاتے ؟ اب خود بخود سب مٹ گئے - صرف ایک هي چوکھٹ کا نشان سجدہ رهگیا - اور اصلي کام بھي یہي تھا کہ پیشاني ایک ھے تو سجدہ گاہ بھي ایک هي هو- جب یہاں تک معاملہ پہنچ گیا اور ایک کیلیے سب کو چھوڑنے کا سبق ملگیا ' تو اس ایک کو بھي مسجود حقیقي کي خاطر چھوڑنا کیا مشکل ھے ؟ ممکن ھے کہ ایک هي جھٹکے میں یہ رشتۂ آخری بھي ٹوٹ جاے ' اور پھر اس آزرکدۂ هزار پرستش سے خلیل وار صداے : انی وجهت وجهي للذی فطر السماوات و الارض حنیفاً و ما انا من المشرکین بلند هو:

بیفشان زلف و صوفي را ببازی و برقص آور
کہ از هر رقعۂ دلقش هزاران بت بیفشاني !

یہي وجہ ھے کہ اس سفرکي سب سے اقرب راہ منزل مجازهي سے هوکرنکلي ھے :

بادہ گر خام بود ' پختہ کند شیشۂ ما !

اور بعض صورتوں میں تو بغیر اسکے چارہ هي نہیں - گو وہ خود بھي مرض ھے لیکن هزاروں بیماریوں کا علاج بھي اسکے سوا کوئي نہیں :

گرچہ آشفتگي کار من از زلف تو بود
حل این عقد هم از روے نگار آخر شد !

مانا کہ گرفتاري عشق کي یہ ایک زنجیر بھي پابندیوں کي هزاروں زنجیروں سے بوجھل هوتي ھے ' اور اسکي ترکش کا پہلا تیر پانؤں هي پر لگتا ھے - وحشي کرماني نے خوب کہا ھے :

عشق چون بر سرکس حملۂ بیداد آرد
اولش قـــوت بگریختـــن از پا برود !

لیکن عجب نہیں کہ کسي کے بام بلند تک پہنچنے کیلیے یہي زنجیر کمند کا کام دے جاے - کتنے هي راہ کے خوش قسمت هیں جن سے سیڑھیوں کا ایک ایک زینہ نہیں گنوایا گیا - کمند عشق نے ایک هي جست میں قصر مطلوب تک پہنچادیا :

تو و قطع منازلہا ، من و یک لغزش پائے !

اور یہ تو منزل عشق کے معاملات هیں - تجربہ کاران راہ کا فیصلہ تو یہ ھے کہ اگر رندي و هوس پرستي کي منزل میں بھي کچھہ دیر کے لیے دم لے لیا جاے تو فائدہ سے خالي نہیں - کتني هي شاهراهیں هیں جو اسي خار زار سے نکلي هیں :

کعبہ را ویران مکن اے عشق ، کانجا یک نفس
گہہ گہے پس ماندگان عشق منزل مي کنند !

البتہ یاد رھے کہ سفر کي کامیابي نہ تو منزلوں پر موقوف ھے نہ مختلف راھوں پر - راہ کوئي ھو ، قدم میں حرکت اور همت میں اقدام ھے تو کبھي نہ کبھي منزل مقصود تک پہنچ هي جاؤگے - خواہ راہ میں هر درخت کے سائے تلے دم لو - خواہ هر سراے میں کمر کھولو - لیکن ساري نامرادي و بے حاصلي اس کے لیے ھے ، جسکے لیے راہ و منزل کے تماشے اسطرح دامنگیر ھوگئے کہ رھیں همیشہ کیلیے بستر جمادیا :

ھوگا کسي دیوار کے سایے کے تلے میر
کیا کام محبت سے اُس آرام طلب کو

هوس و عشق پر کیا موقوف ھے ؟ کوئي درمیاني منزل ھو - اگر قدم آگے بڑھنے سے رک گئے ، تو پھر وهي منزل بت ھے اور رهرو اسکا پرستار - تسبیح آرائي و دلق پوشي هي کي منزل کیوں نہو - من شغلک عن اللہ فہو صنمک - کامیابي چلتے رهنے اور بڑھتے جانے کا نام ھے کہ :

تک دیکھہ لیا - دل شاد کیا - خوش کام ھوے اور چل نکلے

اور نامرادی نہیں ہے مگر اٹکنے اور رهجانے میں :

یک لمحہ غافل بودم و صد سالہ راهم دورشد !

مطلوب اس راہ میں منازل و مراحل هیں نہ کہ موانع و مہالک - اگر جاذبۂ توفیق الهی دستگیر هے تو موانع ' وسائل بن جاسکتے هیں" اور قریب هے کہ بہتر سے بہتر وسائل محرومان راہ کیلیے موانع و مہالک کے حکم میں داخل هوجائیں :

من لم یکن للوصال أهلا فکل طاعاتہ ذنـــوب !

چنانچہ الحمد للہ کہ اس منزل کے وقفہ نے بھی زیادہ طول نہ کھینچا - ایک سال پانچ ماہ کے اندر اس کوچہ کے بھی تمام رسم و راہ ایک ایک کرکے دیکھہ ڈالے - کوئی گوشۂ کوئی مقام باقی نہ چھوڑا - نہ مجنوں سے هم عنانی کا سودا هے - نہ فرهاد سے مقابلہ کا دعوی - نہ یہ کہ :

شمۂ از داستان عشق شور انگیـــز ماست

این حکایتها کہ از فرهاد و شیرین کردہ اند !

البتہ یہ ضرور هے کہ شیوۂ عشق و عاشقی و طریق آشفتگی و جانسپاری کی جتنی باتیں سننے میں آتیں ' وہ سب کرکے دیکھہ لیں ' اور اس راہ کا کوئی حال اور معاملہ ایسا نہیں رہا جو کسی کی زبان پر هو اور اپنے اوپر نہ گزر چکا هو :

کچھہ قمریوں کو یاد هیں ' کچھہ بلبلوں کو حفظ '

عالم میں ٹکرے ٹکرے مری داستاں کے هیں !

اس راہ کے رسم و ائین اگرچہ بے شمار هیں ' لیکن هر رهرو کو دو مسلکوں میں سے ایک مسلک ضرور اختیار کرنا پڑتا هے - یا قمری و بلبل کی آوارگی و شورش - یا شمع کی خاموشی و سوزش :

و للناس فی ما یعشقون مذاهب !

اور تجربہ کاران طریق جانتے هیں کہ دوسری راہ پہلے سے کہیں زیادہ نازک اور کٹھن هے - اُسمیں بے قیدی و بے وضعی کی آزادی هے - اِس میں ضبط و احتیاط کی پابندی :

اے وضع احتیاط ! یہ فصل بہار ہے
گلبانگ شوق زمزمہ سنج فغاں نہو !

اور معلوم ہے کہ شعلوں کي طرح بھڑکنا آسان ہے مگر تنور کي طرح اندر ھي اندر سلگنا اور حفظ و ضبط کے سارے آداب و شرائط سے عہدہ برا ہونا مشکل ہے :

عریان تني خوش ست ' ولے زیب دیگرست
داماں چاک چاک و گریباں دریدہ را !

اگر یہ سچ ہے تو پھر نہ مجنوں کي دشت پیمائیوں پر رشک آتا ہے ' نہ فرہاد کي شورش وکوھکني پر - اگر کسي نے عمر بھر دشت و صحرا میں نالہ و زاري کي ھو تو کي ھو - یہاں ایک ایک گھڑي ایک ایک لمحہ ایسا گزر چکا ہے کہ سینکڑوں آھیں اندر ھي اندر پھنکي ھیں - ھزاروں شورشیں سینہ کے اندر ھي اندر جلي ھیں - آنسوؤں کو آنکھوں کي وسعت نہ ملي تو دل کے گوشے ھي میں طوفان اُٹھاتے رہے :

انداز جنوں کونسا ھم میں نہیں مجنوں
پر تیري طرح عشق کو رسوا نہیں کرتے !

اگرچہ اس معاملہ کا خاتمہ بظاھر ناکامي و مایوسي پر ھوا - لیکن في الحقیقت فتح و مراد کي ساري شادماني اسي ناکامي میں پوشیدہ تھي - اسي ناکامي نے بالآخر کامیابي کي راہ کھولي - اسی مایوسي سے امید کا دروازہ کھلا - جو تاریکي اپني سیہ بختیوں کي رات نظر آتي تھي ' وھي صبح مقصود کے طلعت جہانتاب کا نقاب ثابت ھوئي - گو قدم بتکدہ کي راہ پر تھے ' مگر غبار مجاز دور ھوا تو کعبۂ حقیقت سامنے تھا :

یخرج الحي من المیت و یخرج المیت من الحي ' و یحیي الارض بعد موتھا و کذالک تخرجون ! (روم)

کفر آوردم و در عشق تو ایماں بردم !

سارا کام پہلے سے ھوچکا تھا - چولھا مدتوں سے گرم تھا - ھوس بازي نے چنگاریوں کا کام دیا تھا عشق نے شعلے بھڑکاے تھے - صرف اتني بات

باقي رهگئي تهي که ايک ديگ اُتار کر دوسري چڑها دي جاے - يه کام عشق کي اميدوں سے نه هوسکا تو کيا مضائقه ؟ عشق کي مايوسيوں نے تو پورا کرديا :

آن نافۀ مراد که ميخواستم ز غيب

درچين زلف آن بت مشکين کلاله بود !

فصل

سبحان الله چاره فرماے غيبي کي کارسازياں ' اور رهنمائے آوارگان غفلت کي دستگيرياں ! جاذبۀ توفيق کب سے اپني طرف کهينچ رها تها مگر غفلت کي درماندگي دامنگير تهي - جمال حقيقت کب سے بے نقاب تها مگر پردۀ کج نظري حائل تها - کرشمۀ عنايت کب سے پکار رها تها ليکن نفس کے هنگاموں ميں دل غافل تها - نا کامي عشق نے آخري ضرب لگائي تو يکايک آنکهيں کهل گئيں - ديکها تو ايک دوسرے هي عالم کي هوش ربائياں سامنے تهيں - نه وه آسمان تها نه زمين تهي - نه وه آفاق نه وه انفس - جس هاتهه کي رهنمائي نے يهاں تک پهنچايا تها ' خود اُسکو بهي ڈهونڈها تو پته نه تها - گويا وه ايک چراغ تها که جب تک رات کي تاريکي ميں چلتے رهے ' دليل راه رها - جب صبح هوگئي تو ضرورت نه تهي - بجها ديا گيا :

نعره زد عشق ' دين ما بگريخت !

کفر نيز از کمين ما بگريخت !

آنکهوں کا تو يه حال تها - کان لگاے تو اندر اور باهر ' هر طرف سے صرف يهي ايک صدا اُٹهه رهي تهي :

ترا ز کنگرۀ عرش مي زنند صفير

ندانمت که درين دامگه چه اُفتادست ؟

رهي دنيا جس کے ميکدۀ خود فراموشي نے غفلت کے جام لنڈهاے تهے '

اپنے هر جلوه سے آنکھوں کو، اپنے هر نغمه سے کانوں کو سرمستي و سر شاري کي پیهم دعوتیں دي تهیں، اب اسکا کونه کونه، چپه چپه، هشیاري و بینش کا مرقع تها - بصیرة و معرفت کا درس تها - ذرے ذرے کو گرم گفتار پایا - پته پته کو مکتوب و مسطور دیکها - پهولوں نے زبان کهولي - پتهروں نے اُتهه اُتهه کر اشارے کیے - خاک پامال نے اوڑ اوڑ کر گُهر افشانیاں کیں - آسمانوں کو بارها اُترنا پڑا تاکه سوالوں کا جواب دیں - زمین کو کتني هي مرتبه اُچهالنا پڑا تاکه فضاء آسماني کے تارے توڑ لائیں - فرشتوں نے بازو تهامے که کہیں لغزش نهو جاے - سورج چراغ لیکر آیا که کہیں تهوکر نه لگ جاے - سب نے نقاب اُتار دیے - سارے پردے چهلني هوگئے - سب کي ابرؤں میں اشارے تهے - سب کي آنکهوں میں حکایتیں بهري تهیں - سب کے هاتهه بخشش و قبولیت کیلیے دراز تهے - بادل کو پکڑا تو ساز هستي کا طنبوره نکلا - بجلي کو پاس بلایا تو لب هاے راز کا ایک تبسم آشکارا نکلي - هوا کے جهونکے متهیوں میں آ گئے مگر پهر بهي خالي رهیں - سمندر نے اپني ساري موجیں خرچ کردیں مگر پهر بهي همارے هاتهه کا پیاله نه بهرا - رات معدوم تهي - ظلمت کي بڑي ڈهونڈهه هوئي مگر نه ملي - خواب و غفلت کا لاکهه پته پوچها مگر کسي نے نه بتلایا - جب کبهي آنکهیں بند کیں، تماشے دیکهے - جب کبهي کان بند هوے، صداؤں اور نواؤں سے بهرگئے - سورج نے کہا - ۳ لاکهه میل دور هوں - قطب شمالي سے روشني آتري اور بولي - ایک سکینڈ میں ایک لاکهه نوے هزار میل طے کرتي هوں - مگر آنکهوں نے کہا یه تو تار نگاه کي پہلي منزل هے، اور دل هنسا که اپنا پیام محبت جب شوق کے پروں پر اُڑتا هے تو بهلا روشني کي لنگ پائي کب اُسکا ساتهه دیسکتي هے ؟ غرضکه همت خوابیده جاگ اُتهي - اور دل رفته پهر نئي نئي طاقتوں اور نئے نئے سامانوں کے ساتهه واپس آگیا - عالم آفاق و آنفس میں جو کچهه هے، اُن میں سے کوئي بهي نه تها جسکي ابرو پر گره یا آنکهوں میں غمزه هو - سب کي زبانیں گویا، سب کے اشارے آشکارا، سب کي سطریں اُبهري هوئي تهیں - نه کوئي لب بند رها نه کوئي جلوه مستور - نه آنکهوں نے دیکهنے میں کمي کي

ہ کانوں نے سننے میں - چشم و گوش نے جو کچھہ بہم پہنچایا دل کی وسعت نے سب کو سمیٹ لیا - اس سے زیادہ اور کیا کہا جاے ؟

سخن عشق بدل درنہ و لب را مکشا
سراین شیشہ فروبند کہ بادے نہ خورد

اللہ اللہ دولت سعادت و قبولیت کی فراوانی ' اور سبحان اللہ بخشش لطف غیبی کی بے پایانی ! سمندر اسکی وسعت فیض کا ایک قطرہ ' ر یہ بھی گستاخی ہے - سورج اسکے انوار کرم کی ایک شعاع ' مگر یہ بھی انی ہے !

ٔں وقت سحر از غصہ نجاتم دادند	و اندران ظلمت شب آب حیاتم دادند
ود از شعشعۂ پرتو ذاتم کردند	بادہ از جام تجلی بصفاتم دادند
مبارک سحرے بود وچہ فرخندہ شبے	آن شب قدر کہ این تازہ براتم دادند
یائیست عجب بندگی پیر مغان	خاک او گشتم و چندین درجاتم دادند
ٔف آن روز بمن مژدۂ این دولت داد	کہ ببازار غمت صبر و ثباتم دادند

دنیا کسی کے لیے کبھی نہیں بدل سکتی - لیکن اگر تم خود بدل جاؤ سکو بھی یک قلم بدلا ہوا پاؤگے - تمھاری دنیا تمھارے میکدۂ شباب ، ایسی تو نہ تھی جیسی اب بڑھاپے کی پامالیوں میں نظر آ رہی ہے ؟ وصال میں تمھاری یہی ہر روز والی دنیا جو رعنائیاں رکھتی تھی ' صبح کی اوداسیوں میں کب باقی رہیں ؟

گویا نہ وہ زمیں ہے ' نہ وہ آسماں ہے اب !

جو اشارات کیے گئے ' اگر تمھارے مذاق سخن سنجی پر گراں گزرے ' تو بہ نسبت انکار کے یہ بہتر ہوگا کہ انکو اسی حالت پر قیاس کرلو - جو کچھہ آنکھوں پر گذری اور جو کچھہ دل کو پیش آیا ' خود اپنی زبان و دماغ اس سے محرم نہیں - دوسروں کو کیا سنائیے ؟ اگر بجلی جگہ تبسم اور ستاروں کی جگہ افشاں کہکر عہدہ برا ہونا بھی چاہیں بھی سننے والے کس آسمان و زمین سے آئینگے ؟

یارب کجاست محرم رازے کہ یک زمان
دل شرح آن دهد کہ چہ دید و چها شنید ؟

غفلت هر حال میں غفلت ہے - ایک لمحۂ غفلت کے معاوضے میں عمر بھر کا ماتم بھي کافي نہیں - تاهم جو کچھہ هوچکا ہے' اب دیکھتے هیں تو معلوم هوتا ہے کہ اس کارخانہ کي هر چیز کي طرح وہ سب کچھہ بھي ضروري تھا' اور شاید ان میں سے هر بات اس سفر کي ایک ناگزیر منزل تھي - اگر هوس پرستي و رندي کي منزل پیش نہ آتي تو نہیں معلوم حقیقت پرستي کے کتنے هي گوشے هیں جن سے همیشہ بے خبر رهتے ؟ نتیجہ یہ نکلا کہ اس عالم کي کسي بات کو بھي برا نہ کہو - برائي محض ایک اضافي شے ہے - اصل بجز خوبي اور اچھائي کے کچھہ نہیں - اعتبار هر حال میں ثمرات و نتائج کا ہے نہ کہ ظواهر و اوائل کا - کتنے هي راہ میں ٹھوکر کھا کر گر پڑتے هیں' اور کتنے هي قدم هیں کہ ٹھوکر نہ لگے تو انمیں تیزی و چالاکي بھي نہ آے' اور راہ کے نشیب و فراز سے همیشہ غافل رهیں - کتنے هي کفر هیں جو وسیلۂ ایمان هوے ؟ کتنے هي ایمان هیں جنکا خاتمہ کفر پر هوا ؟ " لو لم تذنبوا لذهب الله بکم و جاء الله بقوم آخر یذنبون و یستغفرون " (او کما قال - رواہ مسلم) مولانا روم نے اسي حقیقت کي طرف اشارہ کیا ہے :

او ز قعر بحر گوهر آورد	از زیانها سود بر سر آورد
چون قبول حق بود آن مرد راست	دست او در کارها دست خداست
هر چہ گیرد علتے علت شود	کفر گیرد کاملے' ملت شود
عیب شد نسبت بہ مخلوق جهول	نے بہ نسبت با خداوند قبول
کفر هم نسبت بہ خالق حکمت ست	چون بما نسبت کني کفر آفت ست

یهي فائدہ کتنا بڑا فائدہ ہے کہ دماغ کي خشکي اور دل کي بے دردي کا پہلے هي دن علاج هوگیا' اور شیوۂ درد مندي و دل فگاري کي تعلیم ابتدا هي میں ملگئي - جب هوس پرستي کي منزل میں تھے' تو وهاں بھي همیشہ دل کو پہلو کي جگہ هتیلي هي پر رکھنا پڑا :

لختے برد از دل گذرد ہر کہ ز پیشم
من قاش فروش دل صد پارۂ خویشم !

منزل عشق نمودار ہوئي تو اُس کا کیا پوچھنا ؟ البتہ فرق اتنا تھا کہ پہلے ایک دل کے بہت سے ٹکرے کردیتے تھے - اب دل ایک تھا تو گاہک بھي ایک ہي - بلکہ :

لیس الفواد محل شوقک وحدہ
کل الجوارح في ہواک فواد !

پھر اسکے بعد جو آخري منزل پیش آئي ' وہاں تو بجز متاع درد و دل بازی اور جنس جاں سپاری و جاں فروشي کے اور کوئي شے مقبول ھي نہ تھي :

جئنا ببضاعۃ مزجاۃ فاوف لنا الکیل !

جز محبت ہرچہ بردم ' سود در محشر نہ داشت !
دین و دانش عرض کردم ' کس بہ چیزے برنہ داشت !

اس منزل سے پہلے جو کچھہ ہوچکا تھا ' اُسکا ایک ایک معاملہ یہاں کام آیا - جیب و دامن کے ہر پرزہ نے اس طرح کام دیا ' گویا خاص اسي لباس کي آراستگي کیلیے قطع ہوا تھا - ہر عیب نے ہنر کي خوبروئي پائي - ہر نقص نے کمال سے بڑھکر ہمرھي کي - ہر چرکا جو نشتر ہوس نے لگایا تھا ' ہر زخم جو کماندار عشق کے تیروں کا بے خطا نشان تھا ' اور جسکو کیسي کیسي دواؤں اور چاہتوں سے ہمیشہ سینے میں بچاے رکھا تھا کہ کہیں ناسور بننے کي جگہہ مندمل نہ ہوجاے :

پھر تسکیں دل نے لیلي ہے غنیمت جانکر
وہ جو رقت ناز کچھہ جنبش تري ابرو میں ہے

اس راہ میں اسطرح کام آیا کہ خدا نکردہ اگر اس متاع زیاں سے اپنا کیسۂ سود خالي ہوتا ' تو نہیں معلوم بازار قبولیت میں کیسي محرومي و شرمندگي اٹھاني پڑتي ؟ مرہم گھٹ جاتا تو ہزار جگہہ سے ملجاتا - زخم کہانسے لاتے ؟ دین چکاني کس سے مانگتے ؟ اور مل بھي جاتي تو وہ گہرا ناسور

چند گھڑیوں میں کیسے بن جاتا جو مدتوں کي زخم پروریوں کے بعد کہیں نصیب ہوتا ہے - اور وہ بھي ہر زخم اور ہر زخمي کو کہاں ؟

اک عمر چاہیئے کہ گوارا ہو نیش عشق
رکھي ہے آج لذت زخم جگر کہاں ؟

پس الحمد للہ کہ آخر میں جو کچھہ پایا' اُسکے لیے اِبتدا کا ہر کھونا کام آیا - کوئي ہشیاري ایسي نہ ملي جسکے لیے اپني کوئي نہ کوئي غفلت کام نہ آئي ہو - چاک جب تک گریباں تک ہے' ناقص ہے - لیکن اگر وہي دامن تک پہنچ جاے تو اُسکے کمال میں کیا شبہ ہوسکتا ہے ؟

تا دامن آے چاک گریباں نے دم لیا
ہے دامن اور جیب میں رشتہ قریب کا !

جس حال میں رہے' نقص و ناتمامي سے دل کو ہمیشہ گریز رہا اور شیوۂ تقلید و روش عام سے پرہیز - جہاں کہیں رہے اور جس رنگ میں رہے' کبھي کسي دوسرے کے نقش قدم کي تلاش نہ ہوئي - اپني راہ خود ہي نکالي' اور دوسروں کیلیے اپنا نقش قدم رہنما چھوڑا - رندي و ہوسناکي کا عالم رہا' تو اُسکو بھي ناتمام نہ چھوڑا - عشق کي خود فراموشیاں رہیں' تو وہاں بھي کسي وادي اور کسي گوشے سے اپنے قدم ناآشنا نہ رہے - لمحوں کے اندر برسوں کے کام انجام پاے :

کام تھے عشق میں بہت' پر میر ہم تو فارغ ہوے شتابي سے !

اب جس حال و رنگ میں ہیں' تو یہاں بھي کمال ہي کي آرزو ہے' اور اِتمام کار کیلیے بیقراري' اور سارا معاملہ اُسي کارساز غیب کے ہاتھہ ہے جس نے گوہر راہ میں ڈالا' لیکن اٹکایا کہیں نہیں - اور گو ہر وادي میں تھوڑے تھوڑے عرصہ کیلیے سرگرداني ضرور ہوئي' لیکن یہ سرگرداني بھي ہدایت یابي سے خالي نہ تھي :

تا دست رسم برد زدم چاک گریبان
شرمندگي از خرقۂ پشمینہ نہ دارم !

الغرض توفیق الہي کي سینکڑوں راھیں ھیں - ھدایت و تربیت غیبي کے ھزاروں بھیس ھیں - سب سے زیادہ آسان و پرامن راہ یہ ھے کہ رھنمایان طریق میں سے کسي صاحب ارشاد کي ھمت و صحبت حاصل ھوجاے - لیکن میں صاف صاف کہتا ھوں کہ اس بارے میں میري درماندگي و بیکسي کسي متعارف وسیلۂ ھدایت و ارشاد کي رھین منت نہیں ھے - حالات ابتدا سے جیسے اور جتنے رھے ' سب کے سب اُس حالت سے یکسر متضاد تھے جن تک بتدریج رسائي میسر آئي - قطع نظر اس معاملۂ خاص کے ' عقائد ' اعمال ' عادات ' خصائل ' فکر و نظر ' طرز و روش ' کوئي بات بھي تو ایسي نہیں ھے جسکو اپنے قدرتي حالات کے مطابق پاتا ھوں - پس اپني شکستگي و خستگي نہ تو کسي ھاتھہ کي ممنون ھے' نہ کسي زبان کي - نہ خاندان کي ' نہ تعلیم و تربیت ظاھري کي - جو کچھہ پایا ھے صرف بارگاہ عشق سے پایا ھے - جتني رھنمائیاں ملیں صرف اسي مرشد فیض و ھادی طریق سے ملیں - درد بنکر آیا تھا مگر درماں بنکر گیا - مرض بھي وھي تھا - شفا بھي اسي سے ملي :

تداویت من لیلی بلیلی عن الھوی
کما یتداوي شارب الخمر بالخمر !

علم کا دروازہ اُسي نے کھولا - عمل کي حقیقت اُسي نے بتلائي - معرفت کے صحیفے اُسکي زبان پر تھے - حقیقت کے خزانے اُسکے دست کرم میں تھے - شریعت کے حقائق کا وھي معلم تھا - طریقت کے نشیب و فراز میں وھي رھبر تھا - قرآن کے بھید اُسي نے بتلائے - سنۃ کے اسرار اُسي نے کھولے - نظر اُس نے دي - دل اُس نے بخشا - کونسي مشکل تھي جو اُس سے حل نہ ھوئي ؟ کونسا اولجھاؤ تھا جو اُسکي ایک سلجھي ھوئي نظر سے سلجھہ نہ گیا ؟ کونسي بیماري تھي جسکي دوا اسکے دار الشفاء سے نہ مل سکي ؟

شاد باش اے عشق خوش سوداے ما ! اے طبیب جملہ علتہاے ما !
اے دواے نخوت و ناموس ما ! اے تو افلاطون و جالینوس ما !

اور یہ جو کچھہ کہا گیا ' تو یہ نہ سمجھا جاے کہ اپنے عیبوں کو بھی ہنر بناکر دکھلانا مقصود ہے - جس عالم میں ہنر کو بھی ہنر سمجھنا معصیت ہو' وہاں عیب کو حسن بنانے کا وہم بھی گزرے تو کفر سمجھا جاے - مقصود صرف یہ تھا کہ :

وکم للہ من لطف خفی　　یدق خفاہ عن فہم الزکی !

ہاں ' یہ ضرور ہے کہ اگر کسی کو اول روز سے اپنے زہد و پاکی کی خشک دامنی پر ناز ہو' تو ہم کو بھی اپنی اُس رندی و ہوسناکی کی تر دامنی کا کوئی شکوہ نہیں جس کو عین اکیس بائیس برس کی عمر میں (کہ جنون شباب کی سرمستیوں کا اصلی موسم ہوتا ہے) دونوں ہاتھوں سے اسطرح نچوڑا کہ ایک قطرہ بھی باقی نہ چھوڑا - کوئی صاف راہ پر دوڑتا گیا ہے تو یہ اسکی خوش نصیبی سہی - لیکن ہم بھی اسکو بد نصیبی نہیں سمجھہ سکتے کہ کتنی ہی دلدلوں سے پاؤں نکالے - کتنی ہی جھاڑیوں سے دامن سنبھالا - کتنی ہی زنجیریں توڑنی پڑیں - ولولوں ' اُمنگوں ' امیدوں ' تمناؤں کے کتنے ہی دفتر خود اپنے ہاتھوں جلانے پڑے - جب کہیں جاکر اس کوچہ میں دم لے سکے' جہاں آج اپنے کو پا رہے ہیں :

ہزار دام سے نکلا ہوں ایک جنبش میں
جسے غرور ہو' آے ' کرے شکار مجھے !

اور سچ پوچھیے تو فیصلہ وہی ہے جو لسان الغیب نے کردیا :

بیـــا ' کـہ رونق این کارخـانہ کم نشـود
ز زہد ہمچو توئی ' یا بہ فسق ہمچو منی !

با وجودیکہ اس معاملہ پر کامل نو برس گزر چکے ' او ر رفتہ رفتہ وہ حالت پیش آئی کہ :

فلم یبق منی الشوق ' غیر تفکـری
فلو شئت ان ابکی ' بکیت تفکـــرا

ں الحمد لله که جو درد پہلے داغ اور پھر زخم بنکر رہا تھا ، اب ناسور بنکر
، خانۂ دل میں محفوظ ہے ، اور امید ہے کہ ہمیشہ محفوظ رهیگا :

الیس وعدتني یا قلب انی اذا ما تبت عن لیلیٰ تتوب
فها انا تائب عن حب لیلیٰ فما لك كلما ذكرت تذوب ؟

فصل

۲۳ - مارچ سنه ۱۹۱۶ - کو گورنمنٹ بنگال نے ڈیفینس ایکٹ کي دفعه
ي بنا پر حکم دیا که ایک هفته کے اندر حدود بنگال سے باہر چلا جاؤں -
حکم الا لله !

رونا کہاں هوا مجھے دل کھول کر نصیب ؟
در آنسوؤں میں نوح کا طوفان آگیا !

مارچ کو کلکته سے که سالہا سال کے متصل قیام کي بنا پر بیجا نہیں
ن کہوں ، نکلا - اور رانچي پہنچا :

نگہم نقب همي زد به نہاں خانۂ دل
مژده باد اهل ریا را که زمیدان رفتم !

اکثر احباب و اقارب امادۂ همرهي تھے ، لیکن دل همت خواه نے گوارا
نه اس منزل انقطاع کي عزت کو شرکت رفقاء کے داغ نا تمامي سے
ں - معلوم نہیں دنیا کو چھوڑنا مشکل ہے یا آسان ؟ لیکن الحمد لله
دامن جھاڑ کر اُٹھه کھڑے ہونے میں کوئي مشکل پیش نه آئي -
دل کو ٹٹولا مگر کوئي علاقه بھي دامنگیر نه تھا - اور نه جمعیة
فراغ قلب نے ایک لمحه کیلیے ساتھه چھوڑا - کم سے کم انقطاع و تجرد
ب چھوٹي سي مشق ہوگئي - شاید آگے چلکر کچھه کام دیجاے :

بچه گیرند عیار هوس و عشق دگر
رسم بیداد مبادا زجهان بر خیزه !

اسوقت کہ یہ غم نامۂ حسرت لکھہ رہا ہوں، رانچي میں شہر سے باہر مورابادي نامي ایک گانؤں کے قریب تنہا مقیم ہوں :

و بلدة، لیس بہا انیس الا الیعافیر و الا العیس

یہ تمام علاقہ ہندوستان کي وحشي اقوام کا مسکن ہے جو کول، آزاؤں، منڈا وغیرہ ناموں سے مشہور ہیں - شاید اسي مناسبت سے اپني وحشت نے بھي یہي مسکن منتخب کیا :

اس خانماں خراب نے ڈھونڈھا ہے گھر کہاں ؟

اس گانؤں میں بھي تمام تر وھي لوگ آباد ہیں - صرف چار پانچ بنگلے چند بنگالیوں نے بنا لیے ہیں - کبھي کبھي گرمیوں میں آکر رہتے ہیں - اُنھي میں سر ربندرو ناتھہ تیگور مشہور بنگالي شاعر کا خاندان بھي ہے اور ایک چھوٹي سي پہاڑي پر آباد ہے - کارساز قدرت کي بھي کچھہ عجیب کرشمہ سازیاں ہیں ! ایک مدت سے جس فراغ خاطر اور آزادي فکر و عمل کو طبیعت ڈھونڈھتي تھي مگر اشغال و علائق کي کثرت سے نہیں ملتي تھي، حتی کہ اُسکي وجہ سے صحت جسماني نے بھي جواب دیدیا تھا، اب ملي بھي تو کس بھیس میں ؟ دنیا نے جلا وطني اور نظر بندي کي خبر سني، اور دل نے خلوت گزیني و گوشہ گیري کي دولت و سعادت پائي ! باطنہ رحمۃ وظاهرہ من قبلہ العذاب

بیگانۂ جہاں ہمیں عزلت نے کردیا
کچھہ کچھہ کسي کسي سے ملاقات رہگئي !

اسي اثناء میں رمضان المبارک کي برکات و نعائم کا ورود ہوا - اگرچہ نماز جماعۃ کي کیفیت انجمن طراز اور جماعۃ تراویح و سماع تلاوۃ کي لذت دل نواز سے اپني عمر میں پہلي مرتبہ محرومي رہي، اور اسلیے ابتدا کے دو چار دن ایک گونہ انقباض و دل گرفتگي میں بسر ہوے - لیکن اسکے بعد ھي مقام خلوت و انزوا کي کیفیتوں اور انجمن در خلوت کي خود رفتگیوں کا عالم کچھہ اس طرح طاري ہوا کہ دنیا جہان کي ساري صحبتوں

اور انجمنوں سے دل بے پروا ہوگیا - علی الخصوص عشرۂ اخیر کی شب ہاے تمنا اور روز ہاے انتظار کی بخششوں اور کامرانیوں سے دل نے جو جو سعادتیں پائیں، اور چشم و گوش نے لطف دید و ذوق سماع کی جو جو دولتیں لوٹیں، نہ دنیا کی کوئی زبان آنکی ترجمانی کرسکتی ہے، نہ سامعہ استعداد سماع رکھتا ہے - البتہ حسرت رہی تو یہ رہی کہ کاش پوری زندگی کی وسعت کسی طرح ان دس راتوں میں آ جاتی، اور ساری عمر اِسی عالم میں بسر کر جاتے :

شب وصال بہت کم ہے، آسماں سے کہو
کہ جوڑ دے کوئی ٹکڑہ شب جدائی کا !

اس راہ کا ہر گوشہ ایک جدا گانہ کیفیت رکھتا ہے - بزم و صحبت کی ادب آموزیوں کا تقاضا ہوتا ہے کہ ایک ایک گھونٹ کی لذت لیکر جام خالی کیجیے، تو مے پرستوں کی سیہ مستیاں چاہتی ہیں کہ کسی گوشے میں چھپکر پوری صراحی منہہ سے لگا لیجیے - بزم و انجمن کی پرسش نہانی و دزدیدہ نگاہی کا بھی ایک لطف ہے، اور خلوت و تنہائی کے راز و نیاز کا بھی ایک عالم ہے - اگرچہ اس دوسری حالت سے بھی طبیعت کو بیگانگی و نا آشنائی نہ تھی ؛ تاہم معلوم ہوتا ہے کہ ابھی یہ معاملہ بہت کچھہ محتاج تکمیل تھا ، اور توفیق الہی نے اب جلاوطنی کی منزل کو اسکا ذریعہ بنا دیا - الحمد للہ کہ صبح سے شام تک اور شام سے صبح تک نہ کوئی صدا ذوق سماع میں مخل ہے اور نہ کوئی منظر مشغولیت میں حارج - غالب وقت تصنیف و تالیف میں صرف ہوتا ہے کہ تمام ترکتاب عزیز و سنۃ مطہرہ کی شرح و تفسیر پر مشتمل ہیں - اس سے جسقدر مہلت نکلتی ہے، وہ بھی ضائع نہیں جاتی - میدان دور دور تک ہیں اور پہاڑ چاروں طرف :

و أخرج من بین البیــوت، لعلني
احدث عنک النفس فی السر خالیا !

عجب کار و بار ہے کہ سعی و طلب کام نہیں دیتی اور لطف و بخشش ہی کی ہر طرف حکمرانی نظر آتی ہے ! ان چند مہینوں کے اندر خود بخود کتنے ہی لئے

دروازے کھلے ' اور اکثر ایسا ہوا کہ احکام بدلنے پڑے اور کتنے ہي پچھلے فیصلے معطل ہوگئے - جن کاموں کو آجتک خدا پرستي سمجھکر اپني کامیابیوں پر نازاں تھے ' اب دیکھا تو وہ بھي بت پرستي سے خالي نہ تھے - طاق و دیوار اصنام پرستش سے خالي ہوگئے ' مگر جیب و آستین کي کبھي خبر نہ لي !

تــا بغـــایت مــا هــنر پنـداشتیم

عاشقي هم ننگ و عارے بودہ است !

زمانے کو کل تک جہاں پہنچانا چاہا تھا ' الحمد اللہ اب خود اُس سے بھي منزلوں آگے بڑھچکے ھیں - اور گو ھمرھان راہ ابتک اُسي منزل میں کمریں کھولے بیفکر پڑے ھیں مگر اپنا کاروان طلب اب کسي دوسري ھي منزل کے آثار سامنے دیکھہ رہا ہے :

مئے کـہ مي رود امروز در گلوئے دو کون

کمینہ جرعۂ تہ شیشہ ھاے دوش من ست !

اس اثناء میں حکم جلا وطني کي منسوخي کیلیے احباب و مخلصین نے کوئي دقیقہ سعي و تدبیر کا اُٹھا نہ رکھا - شاید اس قسم کي کوششوں کي یہ پہلي مثال ہے کہ ساٹھہ ھزار سے زیادہ دستخطوں کے ساتھہ میموریل بھیجا گیا - بعض ارکان حکومت بنگال کے خطوط پچھلے مہینے آتے رہے اور معلوم ہوا کہ غلط فہمیوں کا اعتراف ہے - حال میں ایک شخص سے ملاقات کرتے ہوے خود لارڈ کارمائیکل نے بھي ایسا ھي خیال ظاہر کیا تھا - حتی کہ شام تک منسوخي حکم کے اجراء کي امید دلائي تھي - ابتدا مین ان واقعات کا دل پر کچھہ نہ کچھہ اثر تو ضرور پڑا ' لیکن پھر دیکھا تو دل کي آسودگي اور طبیعت کي وارستگي پر یہ تاثر بھي سخت شاق تھا :

دانم کہ شفیق اند طبیبـــان ھمگي ' لیـک

مرھم کہ نہ محبوب نہد ' دشمن ریش ست !

بظاہر حالات مشیت الہي کچھہ اور ھي نظر آتي ہے ' اور شاید تکمیل کار کي ایک منزل ابھي باقي ہے :

ابکے جنوں میں فاصلہ شاید نہ کچھہ رہے
دامن کے چاک اور گریباں کے چاک میں !

جس مقام پر مقیم ہوں ' شہر یہاں سے کچھہ فاصلہ پر ہے - رمضان المبارک میں جمعہ کے دن جامع مسجد گیا - چند صفوں سے زیادہ مجمع نہ تھا - لوگوں نے خطبۂ و امامت کیلیے سخت اصرار کیا - مجبوراً خطبہ دینا پڑا - ان بیچاروں نے ابتک خطبہ کے یہی معنی سمجھے تھے ' کہ عربی کی کوئی چھپی ہوئی کتاب پڑھدی جاے - یہاں مسلمانوں کی تعداد اگرچہ اچھی خاصی ہے ' مگر ایک گمنام گوشے میں پڑ جانے کی وجہ سے حد درجہ تباہی و بد حالی میں مبتلا ہیں - نماز جمعہ کے بعد سے ایک قوی داعیہ قلب میں محسوس ہو رہا ہے ' کہ اگر حالات طول قیام کا باعث ہوے تو یہاں بھی اپنا کام شروع کردینا چاہیے - دنیا نے فراغ و آزادی کے زمانہ کے کاموں کا کچھہ نہ کچھہ نمونہ دیکھہ لیا ہے - بہتر ہے کہ جلا وطنی و نظر بندی کے بند و قید میں کام کرنے کا بھی ایک نمونہ دکھلا دیا جاے ' کہ اصلی آزمائش گاہ عمل یہی ہے :

کچھہ ہو رہیگا عشق و ہوس میں بھی امتیاز
آیا ہے اب مزاج ترا امتحان پر !

فصل

یہانتک لکھہ چکا تھا کہ ڈاک ملی ' اور اخبارات سے معلوم ہوا کہ عزیزی مولوی محی الدین احمد بی - اے - کو قصور میں تلاشی کے بعد گرفتار کیا گیا ہے - شاید نظر بندی کا معاملہ پیش آے - ان تمام ایام جلا وطنی میں یہ پہلا دن ہے کہ اِس واقعہ کے سننے سے دل کو مضطر اور دماغ کو پراگندہ پاتا ہوں :

درد مےکین نامہ می کردم رقم　　　کان یجر الدمع ممزوجاً بدم

عزیز موصوف بلکہ اُن کا پورا خاندان اپنے خصائص ایمانی و جوش اسلامی و ایثار للہ و فی اللہ کے اعتبار سے عہد سلف کے واقعات زندہ کرنے والا ہے -

اور علی الخصوص اُس عزیز کے طلب صادق اور استعداد کامل سے تو اپني چند در چند امیدیں وابستہ تھیں - افسوس فتنۂ حوادث نے اسکو بھي نہ چھوڑا - مجھے اس سے کب انکار تھا کہ میرے پاؤں میں ایک کے بدلے دس زنجیریں ڈالدي جائیں ' لیکن دوسروں کو اسمیں کیوں شریک کیا جاتا ھے ؟ بظاھر عزیز موصوف کا اسکے سوا کوئی جرم نہیں کہ مجھہ خانماں خراب سے رسم و راہ رکھتے ھیں - سبحان اللہ ! اپني آشنا پروري اور دوست نوازي بھي قابل تماشا ھے ! جب تک کوئي اپنا دشمن نہ بن جاے همارا دوست ھي نہیں ھوسکتا !

اے هم نفسان ! آتشم ! ازمن بگریزید
هرکس کہ شود همرہ ما دشمن خویش ست !

پرسوں ایک عزیز کو خط لکھتے ھوے یہ رباعی ذھن میں آئي تھي :

تھا جوش و خروش اتفاقي ساقي ! اب زندہ دلي کہاں ھے باقي ساقي !
میخـــانہ نے رنگ روپ بدلا ایسا میکش' میکش رھا' نہ ساقي ساقي !

فصبر جمیل - عسی اللہ ان یاتینی بھـــم جمیعا - انہ ھو العلیـــم الحکیم !

* * *

یہ اوراق پریشان کہ دوست عزیز مسٹر فضل الدین احمد کے بیحد اصرار سے قلمبند ھوے ' اپني پریشاني طبع و برھمي خاطر کي یادگار ھیں - اگرچہ کئي بار قصد کیا مگر جمعیۃ خاطر کا وقت اِکے لیے بہم نہوسکا - ابتدا سے ابتک یہ حالت رھي ھے کہ جب کبھي اپنے ضروري اشغال سے کچھہ وقت بچا ' چند اجزاء لکھدالے اور عزیز موصوف کو بھیجدیے - نہ پورا سلسلہ سامنے رھا ' نہ ربط و ترتیب اور تقسیم و تبویب کي مہلت ملي کہ شیوۂ اصحاب تصنیف و تدوین ھے - تمام کتابیں کلکتہ میں پڑي ھیں - بجز اپنے قلمي مسودات اور ایک نسخۂ مصحف کے اور کوئي کتاب همراہ نہیں - جب یہ تذکرہ لکھنا شروع کیا تو بعض حالات کیلیے صرف تذکرۃ الواصلین ' اخبار الاخیار ' اور طبقات اکبری ' منگوالي ' اور بعد کو منتخب التواریخ

بهي آگئي - انکے سوا کوئي کتاب پيش نظر نهيں رهي هے - جو کچهه لکها هے ' صرف اپنے حافظه کے اعتماد پر لکها هے - حالانکه سچ يه هے که شائستۂ اعتماد نه تها - جا بجا ضمني مباحث فقه وحديث اور تاريخ و سنين کے آگئے هيں جنکي تنقيح بغير رجوع کتب مشکل تهي - علي الخصوص احاديث کي تخريجات و اسناد که اسميں سب سے زياده احتياط مطلوب و لازم هے - ليکن افسوس که کتابيں موجود نهيں ' اور نه اسکي مهلت که اب ايک ايک حواله کي تصحيح اور ايک ايک حديث کي تخريج کيليے کتابوں کے منگوانے کا سر و سامان کروں - پس جو کچهه حافظه ميں محفوظ تها ' حوالۂ قلم کرديا - بعض احاديث کے الفاظ کي نسبت حافظه نے کمزوري دکهلائي تو وهاں اسکا اشاره کرديا گيا هے - اور شايد ايک دو جگه تخريج کي جگه خالي بهي چهوڑ ديني پڑي - با ايں همه الله تعالي کے لطف و کرم سے اسقدر توقع ضرور هے که جهاں جهاں سند و تخريج درج کردي هے' شايد تحقيق سے غلط نه نکليگي - آيات قرآنيه کے اندراج ميں ابتک يه عادت رهي هے که هنگام تحرير جو آيات ياد آ جاتي هيں ' درج کرديتا هوں ' اور پهر پروف کي تصحيح ميں مراجعة کے بعد سور و آيات کے نمبر بهي درج کردیے جاتے هيں - ليکن فلوگل (۱) والا نسخه جسميں نمبرهيں' ساتهه نهيں' اور نه طبيعت مزيد صرف وقت پر مائل - اسليے محض حافظه کي بنا پر سورتوں کا حواله ديديا هے - اميد هے که اکثر حالتوں ميں صحيح هوگا - سردست محض ايک عزيز کي خواهش کي تعميل پيش نظر هے - انطباع و اشاعت مقصود نهيں - زمانے نے اگر مهلت دي تو نظر ثاني کے وقت مزيد تصحيح و تهذيب هو جائيگي - معهذا :

اذا احسست في لفظي قصوراً و حفظي و البراعة و البيان
فلا تعجل الى لومى ' فرقصي على مقدار ايقاع الزمان

دست از همه کار شسته ام ' و چشم و گوش از عالم و عالميان بسته ' و بر در دل نشسته ' تا چه پيش آيد و کدام در بکشايند - عجب نيست که بحکم

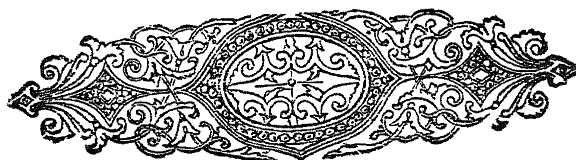
---

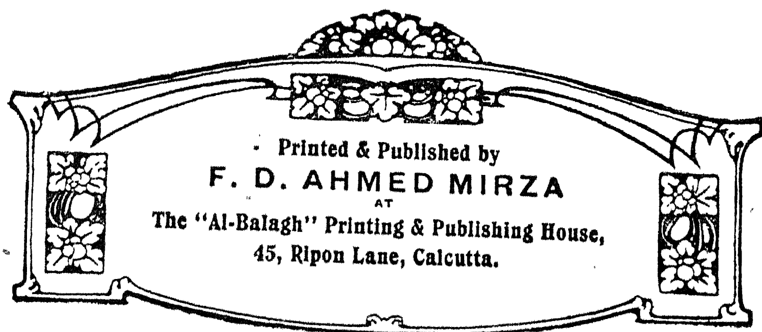
(۱) ايک جرمن اورينٹيلسٹ (Orientalist) کا نام -

ما خاب من اناب - آن چاره گر بیچارگان و راه نماے آوارگان بجانب خود طلبد ، ومن دیوانه را سلسلهٔ شوق درگردن افگنده سوے خود کشد ، که دست امید بلندست ، و پایهٔ یقین ارجمند !

كانت لنفسي اهـــواء مفـــرقـــة   فاستجمعت ، اذ رأتك العين اهوائي
فصار يحسدني من كنت احسده   وصرت مولى الورى اذ صرت مولائي
تركت للنـــاس دنياهـــم و دينهم   شغلاً بحبك يا ديني و دنيائي !

و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين !




Printed & Published by
F. D. AHMED MIRZA
AT
The "Al-Balagh" Printing & Publishing House,
45, Ripon Lane, Calcutta.

FIRST EDITION

September 1919.


All Rights Reserved